143

۴۲

رپورٹ

متعلق اجلاس سی ام

آل انڈیا محمڈن اینگلو اورنٹیل ایجوکیشنل کانفرنس

بمقام علی گڑھ

منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء

جو حسب ہدایت نواب حاجی محمد اسحٰق خاں صاحب آنریری سکریٹری

زیر نگرانی آفتاب احمد آنریری جائنٹ سکریٹری مرتب کیگئی

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڈھ میں طبع ہوئی

(اور صدر دفتر کانفرنس سے شایع ہوئی)

اجلاس سوم

شمار	مضمون	صفحہ
۱۷	سالانہ رپورٹ انجمن ترقی اردو	۷۵

اجلاس چہارم

شمار	مضمون	صفحہ
۱۸	رزولیوشن نمبر ۷ (ب)	۹۶
۱۹	رزولیوشن نمبر ۸	۹۶
۲۰	رزولیوشن نمبر ۹	۹۷
۲۱	رزولیوشن نمبر ۱۰	۹۷
۲۲	رزولیوشن نمبر ۱۱	۹۹
۲۳	لکچر مسٹر ایچ ٹی نولٹن	۱۰۲

اجلاس پنجم

شمار	مضمون	صفحہ
۲۴	رزولیوشن نمبر ۱۲	۱۰۴
۲۵	رزولیوشن نمبر ۱۳	۱۰۴
۲۶	رزولیوشن نمبر ۱۴	۱۰۵
۲۷	رزولیوشن نمبر ۱۵	۱۰۵
۲۸	کارروائی اجلاس شعبہ تعلیم نسواں	۱۰۵
۲۹	رپورٹ سالانہ شعبہ تعلیم نسواں	۱۱۲
۳۰	لکچر مسٹر ہنری مارٹن	۱۲۱
۳۱	رزولیوشن نمبر ۱۶	۱۲۹
۳۲	رزولیوشن نمبر ۱۷	۱۲۹
۳۳	رزولیوشن نمبر ۱۸	۱۲۹
۳۴	رزولیوشن نمبر ۱۹	۱۳۰

اجلاس ششم

شمار	مضمون	صفحہ
۳۵	کارروائی اجلاس اسکول سکشن و ترجمہ خطبہ صدارت مسٹر اے ایچ میکنزی	۱۳۱
۳۶	رزولیوشن نمبر ۲۰	۱۳۳
۳۷	رزولیوشن نمبر ۲۱	۱۳۴
۳۸	رزولیوشن نمبر ۲۲	۱۳۴

فہرست مضامین رپورٹ

متعلق

اجلاس سی ام

آل انڈیا محمڈن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس

نمبر	مضمون	صفحہ
۱ —	فہرست رزولیوشن ہائے پاس شدہ	(الف) تا (ک)
	اجلاس اول	
۲ —	کیفیت افتتاح اجلاس	۱
۳ —	آغاز کارروائی	۲
۴ —	تقریر صاحب صدر کمیٹی استقبالیہ	۲
۵ —	ترجمہ خطبہ صدارت	۹
۶ —	رزولیوشن نمبر ۱	۳۲
۷ —	رزولیوشن نمبر ۲	۳۳
۸ —	رزولیوشن نمبر ۳	۳۳
۹ —	رزولیوشن نمبر ۴	۳۳
۱۰ —	رزولیوشن نمبر ۵	۳۴
۱۱ —	رزولیوشن نمبر ۶	۳۴
	اجلاس دوم	
۱۲ —	سالانہ رپورٹ صاحب آنریری جوائنٹ سکرٹری کانفرنس	۳۵
۱۳ —	سالانہ رپورٹ لوکل کمیٹی بریلی	۶۸
۱۴ —	شکریہ معاونین	۷۱
۱۵ —	ریمارک صاحب صدر	۷۳
۱۶ —	رزولیوشن نمبر ۷ (الف)	۷۴

نمبر	مضمون	صفحہ
۳۹ —	رزولیوشن نمبر ۲۳	۱۴۵
۴۰ —	رپورٹ مسٹر کریم بخش پرسنل اسسٹنٹ ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم صوبہ سرحدی	۱۴۵
۴۱ —	رپورٹ مسٹر سید عبدالرزاق متعلق تعلیم مسلمانان ممالک متوسط و برار	۱۵۸
۴۲ —	رپورٹ مسٹر دوست محمد خاں حجانہ متعلق تعلیم مسلمانان ڈیرہ غازی خاں	۱۷۰
	اجلاس ہفتم	
۴۳ —	رزولیوشن نمبر ۲۴	۱۷۶
۴۴ —	رزولیوشن نمبر ۲۵	۱۷۶
۴۵ —	ترجمہ لکچر پروفیسر سبرامانیا	۱۷۷
۴۶ —	ترجمہ اسپیچ مسٹر ٹیلر	۱۹۱
۴۷ —	رزولیوشن نمبر ۲۶	۲۰۰
	اجلاس ہشتم	
۴۸ —	رزولیوشن نمبر ۲۷	۲۰۱
۴۹ —	ترجمہ لکچر پروفیسر طالب الدین صاحب	۲۰۳
۵۰ —	اختتامی تقریر صاحب صدر	۲۱۱
	اجلاس نہم	
۵۱ —	رزولیوشن نمبر ۲۸ (مطبوعہ ۲۹)	۲۱۳
۵۲ —	رزولیوشن ہائے پاس کردہ بنگال پریسیڈنسی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ بردوان ومصدقہ اجلاس ہذا آل انڈیا کانفرنس	۲۱۵
۵۳ —	تقریر آنریری جوائنٹ سکرٹری صاحب کانفرنس بوقت اختتام اجلاس	۲۱۹
۵۴ —	گوشوارہ ہائے چندہ و فہرست ممبران و وزیٹران	۱–۸۳
۵۵ —	اصل انگریزی خطبات و تقاریر	۰

فہرست رزولیوشن ہاے

اجلاس سي ام ال انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

منعقدہ بمقام علي گڈہ بتاریخ ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۷ ع

رزولیوشن نمبر ۱

یہہ کانفرنس بحیثیت قایم مقام مسلمانان ہند ہزاکسیلنسي لارڈ چیمسفورڈ کا ان کے ویسراے و گورنر جنرل ہند مقرر ہونے کے موقع پر دلي خیر مقدم کرتي اور ان کو بحیثیت قایم مقام حضور ملک معظم اپني مخلصانہ وفا داري بہ نسبت تخت و تاج برطانیہ کا یقین دلاتي ہی اور دعا کرتي ہی کہ ان کا عہد ملک کي حقیقي تعلیمي ترقي کا موجب ہو *

رزولیوشن نمبر ۲

یہہ کانفرنس ہندوستان کے تمام مسلمانوں کي قایم مقام جماعت کي حیثیت سے اُس گران قدر شاہانہ فیاضي اور مربیانہ دستگیري کے متعلق دلي جذبات احسان مندي کا اظہار کرتي ہی جو بندگان عالي متعالي اعلی حضرت حضور پر نور ہزہائي نس میر عثمان علي خاں بہادر نظام سابع فرمانرواے ریاست حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنۃ کي بارگاہ عالي سے مسلمانان ہند کي اس مجلس تعلیمي کي ایک لاکھہ اکتھر ہزار پانسو (۱،۷۱،۵۰۰) روپے کے پرامیسري نوت کي شکل میں فرمائي گئي ہی (جس کي مستقل آمدني چھہ ہزار روپیہ سالانہ ہوتي ہی) *

رزوليوشن نمبر ٣

عليا حضرت سرکار عاليه بيگم صاحبه بهوپال دام اقبالها جو فياضانه امداد مسلمانان هند کي تعليمي ترقي کي کوشش ميں فرماتي هيں اور حال هي ميں جو شاهانه سرپرستي مختلف قومي درسگاهوں (بالخصوص حالي ميموريل هائي اسکول پاني پت اور انجمن نصرة الاسلام اسکول سري نگر و اسلاميه اسکول بريلي) کي فرمائي گئي هى اس کے ليئے يهه کانفرنس اپنے نا چيز شکريه کا اظهار کرتے هوئے سرکار عاليه کي ذات با برکات کو قوم کے حق ميں آيه رحمت خيال کرتي هى *

رزوليوشن نمبر ٤

يهه کانفرنس هزآنر سرجيمس مسٹن بالقابه لفٹنٹ گورنر صوبجات متحده کا ته دل سے شکريه ادا کرتي که جناب ممدوح نے صوبجات متحده کے مسلمانوں کي خاص تعليمي ضرورتوں پر لحاظ فرماکر ايک اسپشل محمدن انسپکٹر اور ٨ مسلمان ڈپٹي انسپکٹروں کا تقرر فرمايا اور اس طرح مسلمانوں کي ايک ديرينه استدعا کو عملاً قبول کرکے قابل يادگار احسان کيا *

رزوليوشن نمبر ٥

يهه کانفرنس حضور پر نور نظام عالي مقام کي اس شاهانه سرپرستي اور فياضانه امداد کے متعلق اپنے نا چيز شکريه کا اظهار کرتي هى جو حضور کي پائے گاه عالي سے ملک کي مختلف قومي درسگاهوں کي هوتي رهتي هى اور حال هي ميں جو شاهانه امداد مدرسة الاسلام و انمباڑي کو ايک اسلاميه کالج کے درجه پر ترقي دينے کے متعلق فرمائي گئي هى اور اس کے متعلق دلي احسان مندي کا اظهار کرتے هوئے نواب غلام احمد خاں صاحب کلامي ، سيٹهه يعقوب حسن صاحب اور پراونشل کانفرنس مدراس کو اس کاميابي پر مبارک باد ديتي هى *

رزوليوشن نمبر ٦

بلحاظ اس سر پرستي کے جو حضور پر نور عالي جناب مهاراجه صاحب بهادر گواليار دام ملکه نے علي گڈه کالج کي مالي مدد سے فرمائي هى اور باعتبار اُن الطاف اور مراعات کے جو عام طور سے حضور ممدوح

اپني مسلمان رعايا کے ساتهه فرماتے هيں يهه کانفرنس هزهائي نس کے ولي عهد دام اقباله کي ولادت پر دلي مبارک باد پيش کرتي هى *

رزوليوشن نمبر ٧ (الف)

(مندرجه صفحه ٧٤)

اس کانفرنس کو نهايت افسوس هى که اله آباد کے ايم اے کورس بابت سال سنه ١٩١٨ ع سے اسلامي تاريخ کے مضمون کو خارج کرديا گيا هى جو مسلمانوں کے ليئے نهايت دل آزار کارروائي هى- اس ليئے يهه کانفرنس لوکل گورنمنٹ اور اله آباد يونيورسٹي سے اصرار کے ساتهه درخواست کرتي هى که وه اس تجويز کو مسترد کرکے مسلمانوں کو شکر گذاري کا موقع دے *

رزوليوشن نمبر ٧ (ب)

(مندرجه صفحه ٩٦)

يهه لحاظ اس امر کے که اله آباد يونيورسٹي کے امتحانات ميں طلبه به تعداد کثير نا کامياب رهتے هيں اس کانفرنس کي رائے ميں ضروري هى که لوکل گورنمنٹ اس قدر نا کاميوں کے وجوه اور اسباب کے متعلق تفصيلي طور سے تحقيقات کرے *

رزوليوشن نمبر ٨

اس کانفرنس کو نهايت افسوس هى که ابتداے قيام اله آباد يونيورسٹي سے عهده وائس چانسلر پر کسي مسلمان کا تقرر عمل ميں نهيں آيا اور باوجود قابل مسلمانوں کي موجودگي کے امسال بهي جو مايوسي مسلمانوں کو هوئي هى اُس پر يهه کانفرنس افسوس کا اظهار کرتي هى *

رزوليوشن نمبر ٩

يهه کانفرنس پنجاب يونيورسٹي سے درخواست کرتي هى که مثل ديگر هندوستاني يونيورسٹيوں کے وه اپنے يهاں فارسي زبان ميں ايم اے کا امتحان قايم کرے *

رزوليوشن نمبر ١٠

يهه کانفرنس گورنمنٹ صوبجات متحده سے باادب مستدعي هى که

هر سال اسپیشل محمدن انسپکٹر کی سالانہ رپورٹ عام اطلاع کی غرض سے شایع ہوا کرے جس میں بہ تفصیل یہہ دکھایا جایا کرے کہ سال زیر رپورٹ میں اسپشل محمدن انسپکٹر اور ڈپٹی انسپکٹران اور پراونشل مکتب کمیٹیوں نے کیا کیا کام انجام دئے *

رزولیوشن نمبر ۱۱

یہہ کانفرنس جبریہ اور مفت ابتدائی تعلیم کے اُصول کو تسلیم کرتی ہی اور گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بادب مستدعی ہی کہ اس کے متعلق جلد سے جلد عملی کارروائی شروع کی جاوے *

رزولیوشن نمبر ۱۲

اس کانفرنس کی راے میں مسلمانوں کے تعلیمی حقوق کی حفاظت کے لیئے نہایت ضروری ہی کہ الہ آباد، پنجاب، بمبئی، مدراس اور کلکتہ یونیورسٹیوں کے سنیٹ و سنڈیکیٹ میں مسلمانوں کی کافی نیابت ہو - اس لیئے یہہ کانفرنس مذکورہ بالا یونیورسٹیوں اور لوکل گورنمنٹوں سے بادب درخواست کرتی ہی کہ جلد سے جلد اس ضرورت پر توجہ فرمائی جائے *

رزولیوشن نمبر ۱۳

اس کانفرنس کی راے میں ایجوکیشنل کوڈ صوبجات متحدہ کی دفعہ ۱۲۳ میں یہہ ترمیم (کہ جو طالب علم امتحانات میں دو مرتبہ نا کامیاب رہیں اُن کو پھر اسکولوں میں نہ داخل کیا جاوے بہت سخت ہی) اس لیئے یہہ کانفرنس اس قاعدہ کی تنسیخ کے بارہ میں بادب گورنمنٹ سے درخواست کرتی ہی *

رزولیوشن نمبر ۱۴

اس کانفرنس کی راے میں الہ آباد یونیورسٹی کا یہہ قاعدہ کہ جو طلبہ میٹریکیولیشن اور اسکول لیونگ کے امتحانات میں دو مرتبہ نا کامیاب رہیں ان سے دو چند فیس لی جائے، نہایت سخت اور توسیع تعلیم کے مانع ہی - لہذا یہہ کانفرنس گورنمنٹ سے بادب مستدعی ہی کہ اس قاعدہ کو منسوخ کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۱۵

یہہ کانفرنس پنجاب یونیورسٹی سے درخواست کرتی ہی کہ وہ اپنے امتحانات انٹرنس، ایف اے اور بی اے میں فارسی کے لیئے بھی اسی قدر نمبر مقرر کرے جس قدر عربی اور سنسکرت کے لیئے مقرر ہیں *

رزولیوشن نمبر ۱۶

بخیال اس امر کے کہ صوبجات متحدہ میں کوئی سرکاری گرلس ہائی اسکول موجودہ نہیں ہی جو ترقی تعلیم اناث کے لیئے از بس ضروری ہی اس لیئے یہہ کانفرنس گورنمنٹ سے بادب مستدعی ہی کہ ایک گرلس ہائی اسکول کسی مناسب مقام پر قائم کرنے کے لیئے توجہ فرمائے *

رزولیوشن نمبر ۱۷

مسلمانان صوبجات متحدہ میں تعلیم اُناث کی افسوسناک حالت کے لحاظ سے ضروری ہی کہ ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم کی سالانہ رپورٹ میں ایک خاص باب مسلمان لڑکیوں کی تعلیمی حالت کے متعلق ہو اور مفصل حالات اعداد و شمار کے لحاظ سے بتلائے جائیں - یہہ کانفرنس گورنمنٹ اور سرشتہ تعلیم کو بادب اس ضرورت کی طرف توجہ دلاتی ہی *

رزولیوشن نمبر ۱۸

یہہ کانفرنس علیا حضرت سرکار عالیہ ہر ہائی نس بیگم صاحبہ بھوپال دام ملکہا و اقبالہا کی اُن علمی عنایات یعنی تصنیفات و تالیفات کے لیئے جو اس وقت حضور ممدوحہ مسلمانوں کے فائدہ اور قوم کے لیئے عموماً اور اپنی مسلمان بہنوں کے فائدہ کے لیئے خصوصاً فرمارہی ہیں بڑی احسان مندی اور ادب سے شکریہ ادا کرتی ہی *

رزولیوشن نمبر ۱۹

یہہ کانفرنس حضور پر نور بندگان عالی ہز ہائی نس نظام خلد اللہ

ملکه و سلطنته کي بار گاه عالي جاه میں بادب شکریه ادا کرتي هی که حضور نے گرلس اسکول علي گڈه کو ۱۰۰ روپے ماہوار کي مستقل گرانت عطا فرمائي هی *

رزولیوشن نمبر ۲۰

اس کانفرنس کي راے میں یہه امر ضروري هی که جو اسپیشل اسلامیه اسکول اور مکاتب بذریعہ لوکل گورنمنٹ رزولیوشن نمبري ۱۶۱۱-۱۵ مجریه ۲۵ اگست سنه ۱۹۱۴ ع جاري هوں اُن کے اخراجات کے لیئے ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ کے بجٹ میں خاص اور کافي رقوم رکھي جاویں *

رزولیوشن نمبر ۲۱

یہه کانفرنس تمام لوکل گورنمنٹوں اور سرشته هاے تعلیمات سے درخواست کرتي هی که مڈل اسکولوں کے بورڈنگ هاؤسوں میں مسلمان طلبه کے لیئے وهي سہولتیں بہم پہونچائي جاویں جو دیگر اقوام کے طلبه لیئے هیں اور هر بورڈنگ هاؤس میں ایک مسلمان باورچي مقرر کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۲۲

چونکه دیہاتي مدارس میں مسلمان مدرسین کي تعداد بہت کم هی اور اس کا گہرا اثر طلبه کي تعداد اور زبان اُردو کي تعلیم پر پڑتا هی، اس لیئے مسلمان مدرسین کي تعداد میں معتدبه اضافه نہایت ضروري هی - لہذا یہه کانفرنس تمام لوکل گورنمنٹوں سے ملتجي هی که نارمل اور ٹریننگ کلاسوں میں کم از کم ۴۰ في صدي مسلمان طلبه شریک کیئے جاویں *

رزولیوشن نمبر ۲۳

مسلمان افسران معائنه کي تعداد صوبجات متحدہ، پنجاب، بنگال، بہار، اُڑیسه بمبئي اور ممالک متوسط میں نہایت قلیل هی اور مسلمانوں کے تعلیمي حقوق کي حفاظت اور توسیع تعلیم کے لیئے بسا ضروري هی که افسران کي تعداد میں معقول اضافه هو، اس لیئے

یہه سیکشن گورنمنٹ هاے صوبجات سے مستدعي هی که اس ضرورت کي طرف خاص توجه مبذول کریں اور جب تک که مسلمان افسران معائنه کي تعداد اس قدر نه هوجائے که هر ڈویژن میں کم از کم ایک ڈپٹي انسپکٹر اور هر کمشنري میں کم از کم دو مسلمان سکرٹري ڈسٹرکٹ بورڈ مقرر هوسکیں، اس وقت تک یہه انتظام کیا جاے که هر سال مسلمان ڈپٹي انسپکٹروں کا تبادله تحصیل به تحصیل اور مسلمان انسپکٹروں اور مسلمان سکرٹري ڈسٹرکٹ بورڈ کا تبادله ضلع به ضلع هو، تاکه باري باري هر جگه مسلمانوں کے تعلیمي حقوق کي حفاظت هوسکے *

رزولیوشن نمبر ۲۴

چونکه هر سال ایک معقول تعداد پنجاب کے مسلمان طلبا کي علي گڈه میں قانوني تعلیم پاکر اله آباد یونیورسٹي سے ایل ایل بي کي ڈگري حاصل کرتي هی، اس لیئے پنجاب یونیورسٹي کي یہه قید که هر سال دوسري یونیورسٹیوں کے صرف چار ایل ایل بي کے ڈگري یافته انرول کیئے جاویں مسلمانوں کے لیئے نہایت سخت اور ان کے قومي حقوق کو پامال کرنے والي هی - لہذا یہه کانفرنس پنجاب چیف کورٹ سے درخواست کرتي هی که وہ اس قید کو هٹاکر مسلمانوں کو شکر گذاري کا موقع دے *

رزولیوشن نمبر ۲۵

یہه کانفرنس نہایت ادب کے ساتھه حضور مہاراجه صاحب بہادر کشمیر کي توجه اس کانفرنس کے ڈیپوٹیشن سنه ۱۹۱۳ع کے معروضات به نسبت تعلیم مسلمانان کشمیر کي جانب مبذول کراتے هوئے مستدعی هی که کثیر حصه آبادي کي فلاح و بہبود کے متعلق تجاویز پیش کردہ ڈپوٹیشن مذکور پر جلد سے جلد عملاً توجه کرکے مسلمانوں کو مشکور کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۲۶

مسلمانان بنگال کی تعلیمی پستی کا لحاظ کرتے هوئے یہه کانفرنس بنگال گورنمنٹ سے درخواست کرتی هی که بلحاظ مسلمانوں کي آبادي کے تناسب کے پرائمري اور سکنڈري تعلیم کے واسطے مناسب رقوم بجٹ میں خاص مسلمانوں کي ضروریات کے لیئے محفوظ کي جاویں *

رزولیوشن نمبر ۲۷

مسلمانان راجپوتانہ کي افسوس ناک تعلیمي اور تمدني حالت کے لحاظ سے نہ کانفرنس ایک پراونشیل محمدن ایجو کیشنل کانفرنس کے قائم ہونے کو ضروري تصور کرتي ہی جس کا صدر مقام اجمیر ہو اور جو تمام صوبہ راجپوتانہ کے مسلمانوں کي تعلیمي اور تمدني حالت کي بہتري کے متعلق عملي کارروائي کرے*

رزولیوشن نمبر ۲۸

(مندرجہ صفحہ ۲۱۳)

اردو زبان کو جو لسان عامہ مشترکہ ہندوستان ہی اس زمانہ کے خطروں سے محفوظ کرنے کے لیئے یہہ کانفرنس تمام اسلامیہ انجمنوں سے التماس کرتي ہی کہ وہ اس زبان کے وسیع تر استعمال و ترقي و ترویج کے لیئے مسلسل اور لگاتار کوشش عمل میں لاویں*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کارروائي اجلاس سي ام

آل انڈیا محمدن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس بمقام علي گڈہ

اجلاس اول

منعقدہ بتاریخ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ ع

یوم چہارشنبہ وقت ساڑھے آٹھہ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے دوپہر تک

پریزیڈنٹ عالي جناب آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سي آئي اي بیرسٹر ایٹ لا لاہور

اجلاس کانفرنس کے لیئے علي گڈہ کالج کا مشہور و معروف اسٹریچي ہال بہت خوش نمائي سے آراستہ کیا گیا تھا، تقریباً ایک ہزار نشستوں کا خاص ہال میں انتظام کیا گیا تھا اور طلبا کے لیئے گیلریوں میں اور ورانڈوں میں عارضي نشستیں بنائي گئي تھیں — ۲۷ دسمبر کو آٹھہ بجتے بجتے تمام ہال اور گیلریاں حاضرین جلسہ سے بھر گئیں تھیں - ساڑھے آٹھہ بجے عالي جناب آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سي آئي اي بیرسٹر ایٹ لا صدر اجلاس ہال میں رونق افروز ہوے — تمام حاضرین نے تعظیماً سر وقد ایستادہ ہوکر پر جوش نعرہ ہاے مسرت و چیرز کے ساتھہ خیر مقدم کیا*

آغاز کارروائی

آٹھہ بجکر ۴۵ منت پر جلسے کی کارروائی شروع ہوئی — سب سے اول مولوی عبدالحق صاحب حقی بغدادی اسسٹنٹ پروفیسر عربی مدرسۃالعلوم علی گدہ اور جناب سیٹھہ حاجی یوسف حاجی اسمعیل ثوبانی صاحب رئیس بمبئی نے تیمناً و تبرکاً قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں — دوران تلاوت میں جملہ حاضرین تعظیماً ایستادہ رہے— مسٹر شمشاد احمد خاں صاحب نے مسٹر سید راس مسعود صاحب کے کم سن بچہ اور سر سید مرحوم کے پر پوتے انور مسعود سلمہ‌اللہ تعالے کو حاضرین سے روشناس کرایا جس سے حاضرین نہایت مسرور ہوے اور دعائیں دیں - اس کے بعد عالی جناب آنریبل نواب خان بہادر محمد مزمل‌اللہ خاں صاحب رئیس بھیکم پور نے بحیثیت صدر کمیٹی استقبالیہ مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہی :—

تقریر عالی جناب آنریبل نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں صاحب رئیس بھیکم پور ضلع علی گڈہ صدر کمیٹی استقبالیہ

بزرگان قوم ، برادران ملت ، عزیزان وطن ! السلام‌علیکم و رحمت اللہ- (جواب سلام ہر چہار طرف سے) ممبران رسپشن کمیٹی کی طرف سے مجھہ کو یہہ عزت عطا کی گئی ہی کہ میں آپ صاحبان کا دور دراز سفر کی صعوبت اور تکلیف گوارا کرنے کے متعلق شکریہ عرض کروں اور علی گدہ تشریف لانے اور اس قومی جلسہ کی شرکت فرمانے پر خیر مقدم کہوں اور یہہ عرض کروں کہ جو تکلیف آپ مہمانوں کو ہم میزبانوں کی کوتاہی کی وجہ سے ہوئی یا آیندہ ہو اُس کو آپ معاف فرمائیں " العذر عند کرام الناس مقبول " - اگر احیاناً جناب کو کوئی شکایت ہوئی یا آیندہ ہو تو اُس کی وجہ یہہ نہ ہوگی کہ ہم کو آپ کے آرام و احترام کا خیال نہیں بلکہ بوجہ کثرت مصروفیت کار ہاے ایام کانفرنس ممکن ہی کہ کوئی فروگذاشت ہوجاے *

حضرات ! علی گدہ کالج کی حدود کے اندر ، اِس اسٹریچی ہال

کے اندر جو آپ صاحبان تشریف لائے ہیں آپ کسی کے مہمان نہیں ہیں — آپ خود اپنے وطن میں آئے ہیں ، اپنے گھر میں آئے ہیں - (پر زور چیرز) پس آپ کے گھر کا دروازہ آپ کے لیئے ہروقت کھلا ہوا ہی (مزید چیرز) — ہم لوگ خدمت گزار ہیں اور آب خود ہی مہمان ہیں اور خود ہی میزبان — علی گدہ کالج قومی ملکیت ہی اور یہاں کسی شخص کو اس کے حدود میں اس سے زیادہ کوئی اختیار اور دعوے نہیں ہی جس قدر آپ صاحبان کو حاصل ہی (چیرز) — صاحبان ! یہہ دستور رہا ہی کہ رسپشن کمیٹی کا صدر تحریری ایڈرس پڑھتا ہی — لیکن میں معذرت خواہ ہوں کہ اس دستور کی پابندی نہیں کرسکا — منتظمان اجلاس نے مجھہ سے یہہ ارشاد بھی فرمایا تھا کہ میں کوئی تحریری ایڈرس پڑھوں لیکن میں نے خیال کیا کہ جس وقت آپ صاحبان کے سامنے میں حاضر ہوں گا اور آپ کا خیر مقدم عرض کروں گا اُس وقت اُس منظر اور آپ کی حوصلہ افزا صورتوں کو دیکھکر جو خیالات اور جذبات پیدا ہونگے اُن کا بر محل اظہار بہ نسبت پیشتر سے لکھے ہوئے ایڈریس کے زیادہ اچھا ہوگا :

نغمہ از بلبل نیاید جز بہ اوان بہار
شعر " مزمل " نبا شد غیر فیضان شما

میں ایڈیٹر صاحبان اخبارات یعنی ان راہ بران قوم و محتسبان ملت سے خاص طور پر معافی چاہتا ہوں کہ میری اس کمزوری پر وہ نکتہ چینی نہ فرمائیں اور خصوصاً میں مائی لارڈ مولوی بشیرالدین صاحب (چیرز اور قہقہہ) کو مخاطب کرتا ہوں کہ وہ اس کو اچھی طرح سے سن لیں کیونکہ اُن کی عادت نکتہ چینی کرنے کی بہت ہی *

حضرات ! صدر رسپشن کمیٹی کا یہہ بھی فرض ہوتا ہی کہ جس مقام پر کانفرنس ہو وہاں کی مقامی خصوصیات بیان کرے — میرے پاس اس مقام کی خصوصیات بیان کرنے کا بہت کچھہ مواد اور سر مایہ موجود ہی — مثلاً میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ ضلع علی گدہ کی مال گذاری ۲۵ لاکھہ ہی اور قریباً ۳۰ لاکھہ کی آبادی ہی — اس میں چار تحصیلیں ہیں — اس ضلع میں ہاتھرس تجارت کا مرکز ہی - بہت سی کاٹن جننگ و پریسنگ فیکٹریاں ہیں جن میں ایک کا میں بھی مالک ہوں — اور دو عظیم‌الشان سوت کاتنے کی ملیں ہیں

یا مثلاً میں کہہ سکتا ہوں کہ یہاں ایک ہردل عزیز منصف مزاج کلکٹر ہیں (چیرز) - ایک حلیم مزاج اور برد بار کالج کے پرنسپل ہیں (چیرز) — یہاں قفل سازي کے کارخانے ہیں ، نیز یہاں ایک وکیل بنانے کا اور یہہ کالج آدمي بنانے کا کارخانہ ہی (دیر تک چیرز اور قہقہہ) - جناب عالي ! اس ضلع کي جغرافي کیفیت یہہ ہی کہ گنگا اور جمنا کے درمیان آباد ہی — چار نہریں اور ۳ ندیاں ہیں جن میں سے ایک کا نام نیم ندي ہی جو گرمیوں میں خشک ہوجاتي اور بارش میں جاري رہتي ہی اور ہر تیس سال بعد اُس میں سیلاب آتا ہی اور بھیکم پور کو بہا لیجاتا ہی (قہقہہ) - اُس کے دو سیلاب میں بھي دیکھہ چکا ہوں — آخري سیلاب تیس سال بعد اس سال بھي آیا تھا — اپني نیم ندي کا ذکر کرتے ہوے مجھے آپ کي کانفرنس کا خیال آیا — یعني جس طرح ہماري ندي سال بھر خشک رہ کر برسات میں جاري ہوتي ہی اسي طرح آپ کي کانفرنس سال بھر خاموش رہ کر تین دن کے واسطے ملک بھر میں سیلاب لے آتي ہی — اور ہر تیس سال بعد ایک مرتبہ اُس کا سیلاب خاص علي گڈہ میں بھي آتا ہی (چیرز و قہقہہ) *

حضرات ! آج سے تیس برس قبل آج ہي کے دن اسي مقام پر سرسید نے اس کانفرنس کي بنیادڈالي تھي (چیرز) - اور جو اسپیچ اُس وقت اُنھوں نے ارشاد کي تھي اُس میں منجملہ اور باتوں کے اُنھوں نے یہہ بات بھي فرمائي تھي کہ اس کانفرنس کے قایم کرنے کي یہہ وجہ ہی کہ ہم مسلمان جو اس ملک کے باشندے ہیں اب تک ایک صوبہ کے مسلمان دوسرے صوبہ کے مسلمانوں سے بالکل واقف نہیں — اور ایک دوسرے کي عادات اور خواهشات اور خیالات سے بھي واقفیت نہیں رکھتے اُنھوں نے یہہ بھي فرمایا تھا کہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کي قومي ضرورتوں اور خواهشوں کو ایک مرکز پر لانے کي ضرورت ہی — اُنھوں نے یہہ بھي کہا تھا کہ ہم کبھي ملک کي گورنمنت سے اپني ضرورتوں میں مدد لینے سے بے نیاز نہیں ہوسکتے — لیکن گورنمنت کے پاس ایسا کوئي ذریعہ نہیں ہی جس سے معلوم ہوسکے کہ مختلف صوبجات کے مسلمانوں کي کیا کیا تعلیمي ضروریات اور اُن کي کیا تعلیمي خواهشات ہین — اِس کا علاج سرسید نے کانفرنس کو تجویز کیا تھا - اِس کانفرنس نے

اس وقت سے اب تک ملک کے ہر ایک گوشہ مین اپنے اجلاس کیئے اور بطور منادِ تعلیم کے تعلیم کي منادي کي - ہر جگہ کي مقامي ضروریات کے لیئے علاج تجویز کیئے ، عمل کرنا نہ کرنا خود مسلمانوں کا کام ہی — کانفرنس کي کوششوں سے ایک نتیجہ تو ضرور پیدا ہوا کہ تعلیمی نقطہ خیال ایک ہوگیا اور تعلیمي ضروریات ہي کے لیئے تمام قوم ایک مرکز پر آگئي — اور معاملات میں اختلاف ہو تو ہو لیکن تعلیم کے معاملہ میں کوئي اختلاف نہیں ہی — سر سید نے جو اُس وقت یہہ کہا تھا کہ تعلیمي نقطہ خیال ہمارا ایک نہیں ہی آپ غور کیجیئے کہ آج وہ حالت نہیں — آج ہم گورنمنت کے سامنے جاسکتے ہیں اور بالاتفاق یہہ کہہ سکتے ہیں کہ یہہ ہماري تعلیمي ضروریات ہیں اور گورنمنت اُن کو تسلیم کرسکتي ہی (چیرز) — پس بانئي کانفرنس کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہوگیا — حضرات ! اسي شہر اور اسي مقام پر سر سید نے اس کانفرنس کا پہلا جلسہ کیا تھا اور آج تیس برس کے بعد یہہ جلسہ پھر یہاں ہوتا ہی " کل شے یرجع الی اصلہ " — کانفرنس کا آغاز یہیں سے ہواتھا اور ضرورت ہی کہ وقتاً فوقتاً کانفرنس کا اجلاس یہاں ہوا کرے بلکہ ضرورت ہی کہ قوم یہاں کے خیالات اور حالات سے واقف ہو - جو کام یہاں ہورہا ہی اور جو لوگ کام کررہے ہیں اور جو نقص اُن میں ہیں اُن سے واقف ہو - پس گویا کہ ہم نے کانفرنس کا تو بہانہ کیا ہی اور آپ کو مدعو اس واسطے کیا ہی کہ ہم میں اور ہمارے کام میں جو نقائص ہوں اُن کو رفع کیجئے (چیرز) اور ہم کو مدد کي ضرورت ہو تو مدد دیجئے *

حضرات ! اس سال کانفرنس میں نیا دور شروع ہوا ہی - ہماري فخر قوم اور ماؤں اور بہنوں کے لیئے اعلیٰ نمونہ یعني ہر ہائي نس بیگم صاحبہ بھوپال مدت ظلال فیوضہا علی رؤسنا جو نہ صرف فیاضي اور فیض رساني میں بے عدیل ہین بلکہ عقل و فراست میں بھي بے نظیر ہیں (چیرز) ان کي عنایت اور ان کے خاندان عالي شان کي توجہ اور مدد سے دفتر کانفرنس کي ایک عالي شان عمارت قایم ہوگئي ہی (چیرز) اور میں نے جو عرض کیا تھا کہ مثل گرمي کے زمانہ کي نیم ندي کے کانفرنس خشک ہوجاتي ہی اب انشاء اللہ وہ حالت نہ رہے گي بلکہ سال بھر تک برابر کام ہوگا - ہمارے ملک اور ہماري قوم کے فخر اور ہمارے شہنشاہ معظم کے قوت بازو یعني حضور نظام

عالي مقام خلد الله ملكه (چيرز) كي فياضي سے ايک مستقل فنڈ كانفرنس كو حاصل هوگيا هى جس كي ماه وار آمدني ٥ سو روپيه هى (چيرز) ان حالات كے لحاظ سے كانفرنس كا نيا دور شروع هوتا هى - آپ ممبران كانفرنس كو اسي نيت سے تكليف دي گئي هى كه آپ تشريف لاكر اس سب ساز و سامان كو ديكهيں ، آينده كے پروگرام كو سنيں ، آينده كام كے لئے هدايت كريں اور يهه قرار ديں كه مسلمانوں كو فن تعليم كس طرح سكهايا جائے *

حضرات ! يهاں جب كانفرنس كا ذكر آگيا اور جبكه يهه جلسه هورها هى آپ معاف فرمائينگے اگر ميں آفتاب احمد خاں صاحب كے منهه پر ايک لفظ كهوں - كانفرنس كے كام ميں ترقي يا كانفرنس كا اجلاس تمام قوم كي وجه سے هى - ليكن اس خادم قوم كا بهي اس كي كاميابي ميں بڑا حصه هى (چيرز) - هم ميں سے كوئي شخص ايسا فارغ البال نهيں هى اور جو هيں وه بهت كم هيں كه ذاتي ضروريات كي قرباني كيئے بغير قومي كام كرسكيں ليكن جو ذاتي كاموں كي قربانياں آفتاب احمد خاں كرتے هيں - خداے تعالى اُن كو اس كا اجر دے اور قوم كو اُس كے اعتراف كي توفيق عطا فرمائے - غلطياں هر ايک انسان سے هوتي هيں اور اُن سے بهي هوتي هيں - هم كو ايک دوسرے كي غلطياں حسب تعليم دين مبين معاف كرنا چاهيئيں اور نيكيوں كا اعتراف كرنا چاهيئے - صاحبزاده صاحب كي نسبت كم سے كم جو لفظ كها جاسكتا هى وه يهه هى كه مسلمانوں كے تعليمي معاملات ميں يهه ايک اكسپرٹ هيں (چيرز) *

حضرات ! باوجود اپني كم بضاعتي اور شخصي اور غيرحقيقي قابليت كے ايک كلمه عرض كرتا هوں كه جس طرح اس كانفرنس كي بنياد قومي تعليم كے لئے اتفاق كے ساتهه ركهي گئي هى اُسي طرح اتفاق كے ساتهه اس كي كارروائيوں كو عمل ميں لانا چاهيئے - دنيا ميں هر قوم كے لئے اور بالخصوص هماري در مانده قوم كے لئے جو دور از حال حضيض ادبار كي طرف جارهي هى اس بات كي سخت ضرورت هى كه اتفاق سے كام كريں — دنيا ميں كوئي شخص فرشته نهيں هوتا اور سب سے زياده غلطياں كام كرنے والوں سے هوتي هيں - خدا هم كو طاقت دے اور همت

دے كه اگر هم غلطياں كريں تو وه ذاتي ضد يا نفسانيت كي بنا پر نه هوں اور قوم كو خدا اتني فياضي اور توفيق دے كه " ظنوالمومنين خيرا " پر جو همارے هادي برحق كا ارشاد هي عمل پيرا هو — اور هم خيال كريں كه جو قومي كام كرنے والے هيں آخر وه انسان هي هيں اُن سے غلطي هوگئي هوگي جب تک كه اتفاق نه هوگا ممكن نهيں كه ذاتي يا قومي حالت درست هوسكے — باوجود ان تمام نقايص اور افسوس ناک حالات كے جو هماري قوم كے هيں مجهے كبهي ايک لمحه كے لئے يهه خيال نهيں هى كه ميري قوم گمراهي پر قايم رهے گي — اگر هم مسلمان هيں ، اگر هم خدا اور رسول كے نام ليوا هيں همارا اعتقاد اپنے هادي برگزيده كے اُس فرمان واجب لاذعان پر هونا چاهيئے كه " لاتجتمع اُمتي على الضلالة " يعني اُمت محمدي (صلعم) گمراهي پر اجتماع نه كرے گي اور انشاءالله هم راه حق پر ره كر باوجود تمام اختلافات و نقايص كے اتفاق كے راسته پر رجوع كرتے رهينگے *

صاحبان ! ميں پوري توقع ركهتا هوں كه آپ اور سب مسلمان اُس خداے واحد كا كلمه پڑهنے والے اور اُس كي توحيد كے واعظ كے پيرو كبهي شرک في الامة كو جائز نه ركهيں گے - توحيد في الاسلام كے يهه معني هيں كه شرک في الاسلام نه هو — اس كا مطلب يهه هونا چاهيئے كه هم تمام مسلمان ايک واحد تعليم كے گرويده رهيں - همارا قومي نعره قومي تعليم قومي تعليم ، قومي تعليم (يعني اسلامي تعليم) هونا چاهيئے *

نيز جس ملک ميں هم رهتے هيں ، جس ميں هم پيدا هوے اور جس مين هم كو دفن هونا هى اُس كے ديگر فرزندوں كے ساتهه مسامحت كا برتاؤ كريں اور ملكي بهائيوں سے اتفاق ركهيں — همارا قومي نعره يهه بهي هونا چاهيئے كه اس سلطنت كے ساتهه جس كے سايه ميں هم به امن و امان آباد هيں ايمان داري كے ساتهه خدا كو حاضر وناظر جان كر وفادار رهيں — سلطنت وقت اور قانون ملک كي اطاعت اور امن وامان كا قايم ركهنا همارا مذهبي اور قومي فرض هى اور اسي پر همارا عمل هى اور رهنا چاهيئے *

حضرات ! اس وقت سے پهلے جو سوچا تها اور اس وقت جو كچهه خيال ميں آيا وه تو سب كچهه عرض كرچكا — اب جناب صاحبزاده

آفتاب احمد خاں صاحب جنہوں نے مجھکو یہاں کھینچکر بلایا ھی اور پکڑ کر یہاں کھڑا کردیا ھی اور کچھہ ارشاد فرمائیں تو وہ بھي عرض کردوں (قہقہہ) *

(چندے سکوت کے بعد) اچھا اب اُن کو بھي کچھہ ارشاد فرمانا نہیں ھی تو میں قصہ مختصر کرتا ھوں اور آپ صاحبوں سے اس سامعہ خراشي اور اپني کوتاھیوں ، غلطیوں اور کم مائیگي کي معافي پر ختم کلام کرتا ھوں (پر جوش و طویل چیرز) *

نواب خان بہادر صاحب ممدوح کي تقریر کے بعد جس کو تمام حاضرین نے نہایت توجہ کے ساتھہ سنا اور وقتاً فوقتاً پر جوش نعرہ ھائے مسرت کے ساتھہ اپني پسندیدگي کا اظہار کیا عالي جناب نواب حاجي محمد اسحاق خاں صاحب بہادر آنریري سکرتري کالج و کانفرنس نے موزوں الفاظ میں یہہ تحریک پیش کي کہ کانفرنس کے تیسویں سالانہ اجلاس کے لیئے عالي جناب خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سي آئي اي صدر منتخب ھوں — جناب خان بہادر سید عبد الرؤف صاحب بیرسٹر ایٹ لا الہ آباد نے میاں صاحب ممدوح کي قومي اور تعلیمي خدمات کا تذکرہ کرتے ھوئے اس تحریک کي تائید میں مختصراً تقریر فرمائي — باضابطہ تحریک و تائید کے بعد عالي جناب نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں صاحب صدر کمیٹي استقبالیہ نے حاضرین سے سوال کیا کہ یہہ انتخاب جملہ حاضرین کو منظور ھی جس کا جواب حاضرین نے پرجوش چیرز و نعرہ ھائے مسرت سے دیا اور میاں صاحب ممدوح نے کرسي صدارت پر متمکن ھوکر اپنا ایڈریس بزبان انگریزي پڑھنا شروع کیا جس کا مطبوعہ اُردو ترجمہ پہلے سے جلسہ میں تقسیم کردیا گیا تھا اور جو ایندہ صفحات میں تمام و کمال درج کیا جاتا ھی *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ خطبہ صدارت عالي جناب آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سي آئي اي بیرسٹر ایٹ لا صدر اجلاس سي ام آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس بمقام علي گڈہ بتاریخ ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ع

حضرات ! جس وقت میرے نہایت معزز دوست صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے آپ کي سنٹرل "اسٹینڈنگ کمیٹي کي اس خواھش کي مجھے اطلاع دي کہ میں آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے تیسویں سالانہ اجلاس کي صدارت قبول کروں تو میں نے خیال کیا کہ یہہ اعلیٰ اعزاز جو میرے سامنے پیش کیا گیا ھی ایک قطعي ثبوت اس امر کا ھی کہ پنجاب نے مسلمانوں کي ترقي تعلیم میں (بلاشبہ جس کا مرکز و منبع علي گڈہ ھی) جو حصہ لیا ھی اُس کي نسبت آپ نے اپني خوشنودي و پسندیدگي کا اظہار فرمایا ھی - خود میرا تعلق اس عظیم الشان کانفرنس کے ساتھہ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ ع سے ھی جبکہ ھمارے آٹھویں سالانہ جلسہ کے موقع پر اسي اسٹریچي ھال میں مسٹر سید محمود مرحوم نے ایک نہایت ھي دلچسپ لکچر مسلمانوں کي تعلیم پر دیا تھا جو منجملہ اُن دو لکچروں کے تھا جنھوں نے توسیع و نظر ثاني کے بعد اُس نہایت بیش قیمت تصنیف کي شکل اختیار کي جس کا نام "ھندوستان میں انگریزي تعلیم کي تاریخ ھي"- یہہ وہ مبارک عہد تھا جبکہ علي گڈہ تحریک کا بلند پایہ باني (جس کي بانگ درا نے مسلمانان ھند کو موت نما خواب سے بیدار کیا اور جس کے قدموں پر ھم میں سے اکثر کو پبلک لائف کا پہلا سبق پڑھنے کا فخر حاصل ھوا ھی) ھمارے درمیان موجود تھا — دنیا کي تاریخ میں قومي تحریکوں کے چند ھي ایسے بڑے بڑے رھنما گذرے ھیں جنھوں نے خود اپني زندگي میں اپني محنتوں کے پھلوں کو اس درجہ پختہ ھوتے دیکھا ھو جتنا کہ سرسید احمد خاں نے دیکھا - مرکزي تحریک ھمارے علي گڈہ کے قومي کالج کي شکل اختیار کرچکي تھي جو ایک بے نفس قومي خدمت گذار کي پاک یادگار کي سب سے بڑي اور کبھي نہ مٹنے والي نشاني ھی- نیز اس کانفرنس

کے سالانہ جلسوں نے قوم کو دورو دراز صوبوں تک میں تعلیمی ترقی کی اہم ضرورت کی جانب متوجہ کردیا تھا - زندہ دلان پنجاب کا پہلا گروہ تھا جو سید کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوا — چنانچہ انجمن حمایت اسلام کی مستعدیوں کا یہہ نتیجہ ہوا کہ صوبہ وار تعلیمی تحریک کا آغاز ہوگیا اور آخر کار لاہور میں اسلامیہ کالج کی بنیاد قایم ہوگئی — اور اگر چہ ہمارا محترم لیڈر خود اپنی زندگی میں مسلم یونیورستی کے متعلق اپنی خواب شیریں کی تعبیر ظاہر ہوتے ہوئے نہ دیکھہ سکا ، تاہم اس عظیم الشان قومی تحریک کی نسبت اُس کے وطن پرستانہ جوش نے اُس کے جانشینوں کو برابر گرمائے رکھا یہاں تک کہ آخرکار منزل مقصود بالکل نظر کے سامنے آچکی ہی — گذشتہ پچیس سال کے اندران عظیم الشان تعلیمی مقاصد کی جو کچھہ بھی خدمت مجھہ سے بن آئی اُس کا آپ نے جس فیاضی سے اعتراف فرمایا ہی اُس کے لیئے میں آپ کا ازحد ممنون ہوں — اور گو میں اس ذمہ داری کے بوجھ سے جو میرے کمزور شانوں پر رکھا گیا ہی بخوبی واقف تھا — تاہم میں نے آپ کی سنترل استینڈنگ کمیتی کے ارشاد کی تعمیل محض اس اُمید پر کی ہی کہ آپ ہمارے اس قومی مجمع کے اعزاز کو برقرار رکھنے اور اُس کے مباحث کو بخیر و خوبی انجام کو پہونچانے میں ازراہ کرم میری امداد فرمائیں گے *

عالمگیر جنگ

حضرات ! تمام اُن لوگوں کا جو پرامن و سکون ترقی کے خواہاں ہیں خیال تھا کہ امسال کا اجلاس کانفرنس اُن حالات سے بالکل مختلف حالات میں منعقد ہوگا جو گذشتہ دو سال کے اندر نوع انسان کو پیش آتے رہے ہیں — لیکن ایک خونریز جنگ کا ابر غلیظ خشکی و تری پر اب تک چھایا ہوا ہی اور تین بر اعظموں کے بعض سرسبز ترین ملکوں کو تباہ اور دنیا کے بعض سب سے بڑی قوموں کی مردانہ آبادی کو غارت ، اور جو ذرائع اور قوای بنی بشر کی ترقی کے لیئے اب تک مخصوص تھے اُن کو بیکار کررہا ہی اور جس سے وہ ممالک بھی مامون و مصؤن نہیں ہیں جو اس بے مثل آتش زنی کے مرکز سے دور ہیں— بلاشبہ اس عالمگیر مصیبت کی ذمہ داری اُس قوم پر ہی جس نے سیادت عالم کے خیال میں مست ہوکر مہذب دنیا کو موت اور تباہی

کی اُبلتی ہوئی دیگ میں جھونک دیا ہی — یہہ غیر ممکن ہی کہ امن اور باہمی اعتبار کی قوتیں انسانی معاملات پر ازسرنو قابو حاصل کریں جب تک کہ جرمنی کا دیو خرص و آز اس درجہ مغلوب نہ ہوجاوے کہ وہ دوبارہ دنیا کو کسی ایسی ہی برباد کن جنگ میں مبتلا نہ کرسکے - ہندوستان نے اس عام مصیبت میں اور سچائی اور تہذیب کی تائید اور انگلستان کے اعزاز و اقتدار کے برقرار رکھنے کی امداد میں جو کچھہ کیا ہی اُس نے نہ صرف جرمنی کے بے بنیاد اندازوں کو پورے طور پر جھتلا دیا ہی بلکہ اس سے برطانیۂ عظمیٰ کی پر شوکت سلطنت کے اندر ایسی جدید قوتیں اور کیفیتیں پیدا ہورہی ہیں جو اُن رشتوں کو اور زیادہ مضبوط اور مستحکم کردیں گی جو اس سلطنت کے مختلف حصوں کو باہم ملائے ہوئے ہیں- حضور ملک معظم کی مسلمان رعایا نے اس ملک کے اندر (ایسے حالات میں جن کی نظیر دنیا کی تاریخ میں موجود نہیں ہی اور جن سے اس ملک کی کسی اور قوم کو سابقہ نہیں پڑسکتا تھا) برتش تخت و تاج کے ساتھہ اپنی روایتی اور دائمی وفاداری کا قطعی ثبوت پیش کیا ہی— مسلمانوں نے تین براعظموں کے میدان ہائے جنگ پر (جس میں مشرق ادنیٰ بھی شامل ہی) جس خوشی سے اپنی جانیں قربان کی ہیں ، جس طرح اُنہوں نے ہندوستانی فوج میں اپنے ہزاراں ہزار افراد شامل کیئے ہیں (جو اُس نسبت سے بدرجہا زیادہ ہی جو اُنہیں برتش اندیا کی آبادی میں حاصل ہی) خود ملک کے اندر اُنہوں نے قانون اور امن کی حمایت کی ہی مسلمانان ہند نے بلاشائبہ شبہ یہہ امر پایہ ثبوت کو پہنچادیا ہی کہ اس کانفرنس ہال کے اندر یا باہر کسی ایسے وعظ کی احتیاج نہیں ہی جو اُنہیں اُس سلطنت کے متعلق اُن کے فرایض کی تعلیم دے جس کے شہری ہونے کو وہ اپنی ایک پر فخر ملمیت تصور کرتے ہیں— اس موقع پر میں اپنے اس ملک کے کروڑوں ہم مذہبوں کی جانب سے اپنے ذی جاہ و جلال شہنشاہ کے قدموں پر اپنی قوم کی پائدار وفاداری کے گہر ہائے آبدار نثار کرتا ہوں اور اپنی قوم کی دلی تائید کا اُس وقت تک کے لیئے یقین دلاتا ہوں کہ جرمنی کے جنگجویانہ جنون پر ایک مہلک ضرب پڑے جو نوع انسان کو اُس پریشانی سے نجات دینے کا واحد ذریعہ ہی جس نے آج کل امن اور ترقی کے جملہ ذرایع کو جکڑ رکھا ہی *

لارڈ ہارڈنگ

حضرات !

جس وقت ایک سال قبل اس کانفرنس کا اجلاس پونا میں ہوا تھا اُس وقت ہندوستان کے ملکی اُمور اس شریف شخص کے زیر نگرانی تھے جس نے اپنے دور اندیش تدبر، باریک بینی اور بے تعصب ہمدردی سے ملک معظم کی رعایا کے دلوں میں ایک خاص جگہ حاصل کرلی تھی — وہ زمانہ جس میں ہز ایکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ ہندوستان میں رہے انگریزی تاریخ میں ایک درخشاں باب ہی - ممدوح کی حمایت نے ہمارے ملک ہندوستان کو ایک ملک مقبوضہ کی حیثیت سے بڑھاکر وہ جگہ دلادی ہی جس کا وہ بوجہ اپنی وفاداری کے مستحق ہی - ہمارا ملک ممدوح کے ظل حمایت میں دنیا کی سب سے عظیم الشان سلطنت میں اپنے حقوق کے لحاظ سے مساوی کا شریک ہوگیا - اگر میں ان جملوں کا اقتباس کروں جو ممدوح نے اپنی بمبئی کی ایک رخصتی تقریر میں فرمائے تھے تو میں کہوں گا کہ ممدوح ہندوستان پر بھروسہ رکھتے تھے، ہندوستان کا اعتبار کرتے تھے اور ہندوستان کی اُمید و بیم اورخوشی و رنج میں شریک تھے- مختصر یہہ کہ ممدوح اور ہندوستان میں غیریت کی جھلک نہ رہ گئی - ممدوح نے اپنے اس مقولہ کی سچائی کا عملی ثبوت دیا کہ وائسرائے کا سب سے بڑا کام یہہ ہے کہ ہندوستانیوں کی آرزوؤں اور تمناؤں کو ہمدردانہ توجہ سے سنے اور اُن کے جذبات اور دلی خواہشات کا شہنشاہ انگلینڈ اور برطانیہ کے باشندوں کے روبرو ترجمان بنے اور اسی طرح اُس کی یہہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہندوستانی اس سچی ہمدردی اور ان دلی جذبات کو جو خدا کی نظر میں مقبول ہیں اور جس سے انگلینڈ کے جلد متاثر ہونے والے قلب میں جان پڑگئی ہے اچھی طرح سمجھیں — ممدوح نے یہہ سمجھکر کہ ہندوستان کی آیندہ بہتری مختلف اقوام میں اشاعت تعلیم پر منحصر ہے تعلیم کو اپنے زمانہ حکومت میں خاص اہمیت دی- ممدوح کے زمانہ حکومت کے ان تین سالوں میں جو اس خوف ناک جنگ سے قبل گزرے مختلف صوبوں میں مد تعلیم میں ۴۷،۴۱،۷۰۰۰ روپیہ

(نوٹ) :

عام تعلیم کے لیئے سالانہ عطیہ ۱۹۱۲ ع	۵۰،۰۰،۰۰۰ روپیہ
یونیورسٹی کے لیئے سالانہ عطیہ ۱۹۱۲ ع	۱۰،۰۰،۰۰۰ روپیہ
مختلف شعبوں کے لیئے سالانہ عطیہ ۱۹۱۳ ع	۵۵،۰۰،۰۰۰ روپیہ
مختلف شعبوں کے لیئے سالانہ عطیہ ۱۹۱۴ ع	۹،۰۰،۰۰۰ روپیہ

غیرمستقل خرچ کے لیئے اور ۱،۲۴،۰۰،۰۰۰ روپیہ سالانہ مستقل خرچ کے واسطے معمولی تعلیمی بجٹ سے زیادہ ملا- ایسٹ انڈیا کمپنی کے شروع زمانہ میں ہندوستانیوں کی تعلیم انتظامیہ پالیسی میں شامل نہ تھی- برٹش پارلیمنٹ نے اس اہم ضرورت کی جانب اپنی توجہ ۱۸۱۳ع میں مبذول کی اور از راہ عنایت حسب دفعہ ۴۳ ایکٹ ۵۳ باب ۱۵۵ یہہ امر قرار پایا کہ تینوں صوبوں میں تعلیم کے لیئے کم از کم ایک لاکھہ روپیہ کی رقم مخصوص کردی جائے— اس ایکٹ کے ۱۷ برس بعد تک کل ۵،۱۵،۲۲،۰۰۰ روپیہ تعلیم کے لیئے مقرر ہوا - ان حالات پر نظر کرنے سے گورنمنٹ کی اُنیسویں صدی کے شروع سالوں کی تعلیمی پالیسی اور بیسویں صدی کے شروع سالوں کی تعلیمی پالیسی میں تعجب انگیز فرق نظر آتا ہے- ہم کو لارڈ ہارڈنگ کے جانشین وائسرائے کی ذات سے ہندستان کا مستقبل شاندار نظر آتا ہے *

موجودہ ویسرائے

موجودہ وائسرائے نے بمبئی پہونچنے پر اپنی پہلی تقریر میں اس محبوبیت کا جو لارڈ ہارڈنگ نے لوگوں کے دلوں میں حاصل کرلی تھی ذکر کرتے ہوئے یہہ ارشاد فرمایا تھا کہ ان کی رائے میں کسی پالیسی کا سب سے اہم اصول یہہ ہی کہ وہ اپنے ماسبق حاکم کی پالیسی کو قایم رکھے اور اس لیئے وہ لارڈ ہارڈنگ کی تحریکوں کو حتی الامکان جاری رکھنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں- ہز ایکسیلنسی لارڈ شمسفورڈ کا ممتاز تعلیمی زمانہ وہ تعلیمی اعلیٰ خدمات ہیں جو ممدوح نے انگلینڈ میں لندن کونٹی کونسل کی ممبری کے زمانہ میں کیں اور حضور کی حال کی تقریر (جو آگرہ کے میونسپل بورڈ کے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمائی گئی اور جس میں یہہ ارشاد تھا کہ گورنمنٹ پرائمری تعلیم، استادوں کی تعلیم، تعلیم نسوان کی ترقی اور یونیورسٹی تعلیم کو پہلو بہ پہلو لانے کے لیئے خاص توجہ کر رہی ہی) اس امر کی کافی ضمانت ہی کہ ممدوح کے زمانہ میں تعلیم میں نمایاں ترقی ہوگی اور ہندوستان میں تہذیب اور شائستگی بہت بڑھ جائے گی- اور سلطنت برطانیہ کا (جس کی مربیانہ حفاظت میں قدرت کے دانشمند ہاتھوں نے ۳۱ کروڑ بنی آدم کو رکھا ہی) اقتدار روز افزوں ہوگا *

ہمارا پہلا کلام

حضرات ! میں اس موقع پر یہہ نہیں چاہتا کہ ان تغیرات پر جو گورنمنٹ کی تعلیمی پالیسی میں ہوتے رہے ہیں بحث کروں یا موجودہ

تعليم کي تاريخ کي ابتدا سلطنت برطانيه سے جانچ کروں — ان مضامين پر کافي بحث هوچکي هی - لارڈ ميکالے کي مشهور تحرير مورخه ۲ فروري سنه۱۸۳۵ع سے پهلي اور پچهلي حالت اور لارڈ وليم بنٹنک کے عهد حکومت کا انگريزي تعليم کا مشهور رزوليوشن مورخه ۷ مارچ سنه ۱۸۳۵ ع مسٹر محمود مرحوم کي کتاب ميں جس کا ميں پهلے ذکر کرچکا هوں درج هيں— يهه کتاب تعليمي معلومات کا نهايت قيمتي لب لباب هی اور اسي کي معلومات پر مختلف غير مسلم تعليمي کانفرنسوں کي جو موجوده زمانه ميں ملک کے مختلف حصوں ميں هين بنياد پڑي هی - ان مسئلوں کو جن پر همارے قومي مفاد کا دارومدار هی عملي نقطهٔ خيال سے ديکهنا چاهيئے — يهه ايک اصول هی جس کو ميں نے اپنے معلم اعظم (سرسيد عليه الرحمة) سے سيکها هی اور اس اصول کو ميں کبهي نظر انداز نهين کرتا - حقيقي اصلاح کے لیئے يهه ضروري هی که هماري موجود حالات کي ٹهيک تصوير هماري نظر ميں هو که هم کو ان نقائص کا جو هماري فوري توجه کے محتاج هيں پورا علم هو - چونکه اس ملک ميں تعليمي ترقي کے لیئے يهه مسلمه ضرورت هی که قوم اور گورنمنٹ ملکر اس گتهي کو سلجهائيں، لهذا يهه نهايت ضروري امر هی که هم گورنمنٹ کي تعليمي پاليسي سے بخوبي واقف هوں تاکه هم اپني تمام قوت کو اُن کوششوں ميں جو همارے کرنے کي هيں صرف کريں - ايسا نسخه لکهنے سے پهلے جس سے بيماري کا ازاله يقيني هو يهه بات ضروري هی که بيماري کي تشخيص غور سے کرلی جائے *

موجوده حالت

اب يهه ديکهنا هی که هماري موجوده حالت اس ملک کي پرائمري، سکنڈري اور يونيورسٹي تعليم ميں کيا هی اور اس حالت کے متعلق بعض ايسے مسائل هيں جو همارے اور گورنمنٹ کے سامنے هيں - مختلف کالجوں ميں تعليم پانے والے طلبا کي تعداد ۳۱ مارچ سنه ۱۹۱۵ع کو ۵۰,۵۷۹ تهي — ان ميں صرف ۵,۴۲۶ مسلمان تهے - سکنڈري مدارس ميں منجمله ۱۰,۹۷,۹۲۲ طلبا کے ۲,۰۳,۳۹۶ مسلمان تهے — پرائمري مدرسوں ميں کل تعداد ۵۴,۴۷,۸۵۰ تهي — اس ميں مسلمان صرف ۱۱,۳۶,۱۵۶ تهے (نوٹ ان اعداد ميں لڑکے

اور لڑکياں دونوں کي تعداد شامل هی (مگر وه تعداد جو خاص اسکولوں ميں يا خانگي درسگاهوں ميں تعليم پارهي هی شامل نهيں هی) ان اعداد سے يهه صاف ظاهر هی که يونيورسٹي کي تعليم ميں مسلمانوں کي تعداد کل تعداد کے $\frac{1}{9}$ حصه سے کم هی - سکنڈري اور پرائمري اسکولوں ميں مسلمانوں کي تعداد ان مسلمان بچوں کي تعداد کا جن کي عمر تعليم پانے کے قابل هی $\frac{1}{5}$ حصه هی - جب هم اپنے دل ميں يهه خيال کرتے هيں که مسلمانوں کي آبادي هندوستان کي کل آبادي کے قريب قريب $\frac{1}{5}$ حصه سے زياده هی تو اعداد مندرجه بالا سے يهه صاف ظاهر هوتا هی که مسلمانوں کي حالت تعليم کے اعلیٰ درجوں ميں نهايت ناقابل اطمينان هی *

گورنمنٹ کي تعليمي پاليسي

موجوده حالت بذريعه اعداد دکهلاکر اب ميں گورنمينٹ کي تعليمي پاليسي پر نظر ڈالتا هوں - ايسٹ انڈيا کمپني کے مشهور مراسله مورخه ۱۹ جولائي سنه ۱۸۵۴ع (جس کو بعض اوقات هندوستان کا تعليمي عهد نامه کها جاتا هی) سب سے پهلے اس بات کا ذکر کيا گيا هی که تعليمي معاملات ميں گورنمنٹ کو کس قدر حصه لينا چاهيئے اور رعايا کو کيا کرنا هی - اس مراسله ميں تعليمي پاليسي کے اصول اور ان قواعد کے بعد جن پر تعليمي کاموں کا انحصار هی يهه ظاهر کيا گيا هی که اگر گورنمنٹ ابتدائي تعليم کو عام لوگوں کے لیئے سهل الحصول کردے تو جو لوگ يا قوم اس سے زياده تعليم چاهيں وه خود بمدد گورنمنٹ يا بلا امداد گورنمنٹ (†) اعلیٰ تعليم حاصل کرنے کے مختار هيں- امداد کا طريقه اس لیئے قايم کيا گيا تها که بذريعه امدادي مدارس گورنمنٹ تعليم کي اشاعت ميں معين هو - يهه خيال کيا گيا تها که امداد کے طريقه سے نه صرف گورنمنٹ کا تنها تعليمي بندوبست بند هوجائيگا بلکه گورنمنٹ کي اکثر درسگاهيں بهي رفته رفته يا تو بند هوجائيں گي يا لوکل جماعتوں کے زير انتظام چلي جائيں گي (‡) سنه ۱۸۸۲ ع کي انڈين ايجوکيشن کميشن نے اپني رائے ظاهر کرتے وقت سرشته تعليم کے اس فرض کو جو حسب منشاء مراسله سنه ۱۸۵۴ع اس کے ذمه عايد تها نظر انداز نهيں کيا - اسي

† رپورٹ آف دي انڈين ايجوکيشن کميشن سنه ۱۸۸۲ع صفحه ۳۵۵
‡ ايضاً ايضاً ايضاً صفحه ۲۵۷

مراسلہ کے مطابق ڈپارٹمنٹ کا یہہ فرض ہی کہ کالج اور اسکول کھولے جاویں، خواہ یہہ درسگاہیں بطور ماڈل (نمونہ) کے ہوں یا مقامی اعلیٰ تعلیم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیئے ہوں، کمیشن کو ان اعلیٰ فوائد کا جو ہندوستانیوں نے سرکاری درسگاہوں سے حاصل کئے ہیں پورا احساس تھا - علاوہ ازیں اُس نے یہہ بھی تسلیم کرلیا تھا کہ تعلیم کے لیئے خانگی کوششیں اس پیمانہ تک جس کا خیال مراسلہ (†) سنہ ١٨٥٤ع کی اسکیم میں تھا نہیں پہنچیں - آخر کار کمیشن نے گورنمنٹ کی اعلیٰ تعلیم سے کنارہ کش ہوجانے کے موافق اور مخالف دلیلوں کو بیان کرکے یہہ نتیجہ نکالا :

ہماری تحقیقات اور مباحثوں سے یہہ صاف نتیجہ نکلتا ہی کہ اگر بطیب خاطر کہیں حقیقی خواہش ہو تو درسگاہیں سرشتہ تعلیم کے انتظامات سے نکال کر خانگی انتظامات کے ماتحت کردی جائیں مگر ہم کسی ایسے طریقہ کے اختیار کرنے کے لیئے طیار نہیں ہیں جس سے یہہ خواہش ہو کہ گورنمنٹ فوراً یا عام طور سے اعلیٰ تعلیم کے ذرایع پیدا کرنے سے دست کش ہوجاوے - ہم کو یہہ کامل یقین ہی کہ مندرجہ بالا شرطوں پر کسی درسگاہ کو سرکاری انتظام سے نکال کر خانگی انتظام دیدینا مناسب اور موزوں نہیں ہی مگر یہہ مقصد نہایت احتیاط سے رفتہ رفتہ حاصل ہوسکتا ہی - ہم یہہ باور کرتے ہیں کہ دانشمندانہ پالیسی یہی ہوگی کہ ہر معاملہ پر اس کے واقعات کی حیثیت سے خیال کیا جاوے— جس وقت ہندوستانی شرفا کی کوئی جماعت کسی کالج یا اسکول کو اپنے انتظام میں لینے کی خواہش ظاہر کرے تو گورنمنٹ (بشرطیکہ اس بات کی کافی اُمید ہو کہ اس تبادلہ سے تعلیم میں کچھہ نقصان نہ ہوگا) ایسی خواہش کو قبول کرے — سرشتہ تعلیم کو ہر ایسی درخواست کو خوش آمدید کہنا چاہیئے اور اگر اس کے قبول کرنے میں اس فرقہ کا کوئی نقصان نہ ہو تو منظور کرلینا چاہیئے — ڈپارٹمنٹ کا طرز عمل ایسی درخواستوں کے ترغیب دلانے میں ایسا نہ ہونا چاہیئے کہ گویا وہ ایک ناقابل برداشت بوجھہ کو اپنے کندھوں سے دوسرے کے کندھوں پر پھینکنا چاہتے ہیں، بلکہ اس کا طریق ایسا ہو جس سے یہہ معلوم ہو کہ وہ اُن

† رپورٹ آف دی انڈین ایجوکیشن کمیشن سنہ ١٨٨٢ ع صفحہ ٣٨٠ -

حضور ملک معظم کے دہلی میں تاجپوشی کے قابل یادگار موقع پر ١٢ دسمبر سنہ 1911 ع کو ہز اکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ نے یہہ ظاہر کیا تھا کہ علاوہ اور خسروانہ مراعات کے حضور ملک معظم کی خواہش اور خوشی کے مطابق گورنمنٹ نے نہایت ادب اور فرمانبرداری کے ساتھہ حضور شہنشاہ ہند کی منظوری سے یہہ طے کرلیا ہی کہ خزانہ عامرہ پر اشاعت تعلیم کو نمایاں حق دیا جاوے اور نہایت مفید اور قابل فخر حکم کی تعمیل میں یہہ فیصلہ کرلیا ہی کہ حتی الوسع تعلیم کی اشاعت ہو اور تعلیم کو ہر شخص کے لیئے سہل الحصول کردیا جاوے — اور اس مقصد کی تکمیل کے لیئے گورنمنٹ یہہ تجویز کرتی ہی کہ مبلغ پچاس لاکھہ روپیہ عام تعلیم کے لیئے مخصوص کیا جاوے اور گورنمنٹ کا یہہ مستحکم ارادہ ہی کہ آیندہ سالوں میں اُس موعودہ رقم پر معتدبہ اضافہ کیا جاوے - ہندوستان کے بہی خواہوں کو جس قدر خوشی اور طمانیت باظہار ایسے یادگار موقع پر حضور ملک معظم کے روبرو سنکر ہوئی میں الفاظمیں بیان نہیں کرسکتا - لارڈ ہارڈنگ کے زمانہ دربار کے بعد کے تین سالوں میں جو روپیہ مستقل و نیز سالانہ خرچ کے لیئے ملا اس سے صاف ظاہر ہی کہ اس مستحکم وعدہ کو لفظاً لفظاً پورا کیا گیا اور اگر یہہ خطرناک جنگ جس کا اثر ہندوستان کے وسائل پر انتہا درجہ تک پڑرہا ہی نہ چھڑ جاتی تو اس میں مجھے ذرا بھی شک نہیں کہ سنہ 1911 ع کا وعدہ پورا ہوتا رہتا - گورنمنٹ نے عام لوگوں مین ابتدائی تعلیم کی اشاعت کافرض اپنے ذمہ لے لیا ہی تو اب ہمارا مطمح نظر کیا ہونا چاہیئے- میں نے ٢٣ فروری سنہ 1913 ع کو امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں تقریر کرتے ہوے اس اہم مسئلہ پر اپنی راے کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا تھا: "جس سرعت اور تیزی سے تعلیم میں ہر جانب ترقی ہورہی ہی وہ اس موجودہ حالت کی جس سے ہندوستان کی تاریخ کا ایک نیا ورق اُلٹتا ہی تشفی انگیز صورت ہی اور اس سے ملک کو بیحد فائدہ پہونچے گا - اس وقت سب سے بڑی ضرورتین یہہ ہیں کہ ابتدائی تعلیم کے مدارس تمام ملک ہند میں جال کی طرح پھیل جائیں اور رفتہ رفتہ جہاں تک کہ ملک کی مالی حالت اجازت دے ابتدائی تعلیم مفت کردی جاے تاکہ سب لوگ تعلیم سے مستفید ہوسکیں — اس زمانہ سے اب تک پانچ سال گزرچکے ہیں اور میری ناچیز راے میں اب وہ وقت آگیا ہی

لوگوں کو جو اعتبار کے قابل ہیں اور قومي تعلیم کے کام اور فرائض میں خوشي سے گورنمنٹ کا ہاتھہ بٹانا چاہتے ہیں موقع دیتي ہی- ہم ہرگز کسي ایسے طریقہ کي جس کا اثر اشاعت تعلیم میں روڑا اٹکانا ہو سفارش نہیں کریں گے - صرف اس بھروسہ پر کہ بسا اوقات ڈپارٹمنٹ کے علیحدہ ہوجانے سے تعلیم کو فائدہ پہنچے گا - مقامي جماعت درسگاہوں میں متفقہ گہري دلچسپي لے گي اور خانگي ذرایع سے بطور امداد ایسي درسگاہوں کے قیام اور اجرا میں زیادہ روپیہ صرف کرے گي - مندرجہ ذیل سفارشیں کي جاتي ہیں - ہم پہلے یہہ سفارش کرتے ہیں کہ سرکاري کالجوں اور سکنڈري اسکولوں کو پرائیویٹ درسگاہوں میں تبدیل کرنے سے مقامي ہمدردي اور جوش پیدا کرنے کی غرض سے یہہ مناسب ہی کہ اس مقامي جماعت کو جو کسي درسگاہ کا انتظام خوشي سے اپنے ہاتھہ میں لینا پسند کرے فیاضانہ امداد چند سال کے لیئے دي جائے بشرطیکہ معیار تعلیم اور قیام درسگاہ کی کافي ضمانت ہو - کمیشن کو یہہ اُمید تھي کہ اس طرح گورنمنٹ کي خواہش اعلیٰ تعلیم کو بلا کچھہ نقصان پہنچائے ہوئے رفتہ رفتہ پوري ہوجائے گي - ڈپارنمنٹ کي درسگاہیں زیادہ پرائیویٹ انتظام میں چلي جائیں گي اور گورنمنٹ کا کام امداد اور نگراني پر محدود ہوجائے گا اور ان درسگاہوں پر اختیار رہیگا - اعلیٰ تعلیم کي اشاعت زیادہ ہوگي - مختلف قسموں کي تعلیم ہوگي اور خرچ میں بمقابلہ موجودہ حالت کے کفایت ہوگي - گورنمنٹ نے رزولیوشن نمبر ١٠ مورخہ ٢٣ اکتوبر سنہ١٨٨٤ ع میں کمیشن کي ان سفارشوں کو جو اعلیٰ تعلیم کے لیئے رپورٹ کے فقرہ (٣٠) میں کي گئي ہیں بیان کرتے ہوئے یہہ کہا کہ گورنمنٹ کمیشن کي ان تجاویز کو جو اعلیٰ تعلیم سے گورنمنٹ کی رفتہ رفتہ دست کشی کے متعلق دور اندیشی اور غوروخوض سے کی گئی ہیں منظور کرتی ہی- یہہ سفارشیں گورنمنٹ کي اس پالیسي کے بالکل مطابق ہیں جو اس رزولیوشن کے جس کے ذریعہ سے یہہ کمیشن مقرر ہوئي تھي فقرہ (١٠) میں مذکور ہی - ان سفارشوں کا رفتہ رفتہ مقامي حالت کے مطابق نفاذ دینا لوکل گورنمنٹوں پر چھوڑ دیا گیا ہی - جیساکہ متواتر ظاہر کیا گیا ہی گورنمنٹ کي یہہ خواہش ہرگز نہیں کہ اعلیٰ تعلیم کي اشاعت میں کوئي رکاوٹ ہو - برخلاف اس کے گورنمنٹ اعلیٰ تعلیم کي اشاعت اور ترقي کو اپنے فرض اولین میں خیال کرتي ہی- گورنمنٹ کي منشا یہہ ہی

کہ لڑائي ختم ہونے پر ابتدائي تعلیم ہندوستان میں مفت دینے کي منظوري دي جاوے - گورنمنٹ میونسپلٹي اوراور مقامي جماعتوں کي متحدہ کوشش یہہ ہوني چاہیئے کہ ہر شہري اور دیہاتي مفت ابتدائي تعلیم سے باساني متمتع ہوسکے— اگر ایسا ہوگیاتوتعلیم عامہ کي ترقي ایسي جلد اور آساني سے ہوسکے گي جیسا کہ ہندوستاني تعلیم کے شیدائیوں کا خیال ہی اور جیسا کہ جوزف میزني کے خیال کے مطابق میں تسلیم کرتا ہوں - ایک آئیڈیل اسٹیٹ میں ہونا چاہیئے- جبریہ تعلیم واجب ہوگي — میں اپنے دوست آنریبل مسٹر جسٹس عبدالرحیم کے پونا کانفرنس کي سال گزشتہ کي پریزیڈنشل ایڈریس کے اس بیان سے بالکل متفق ہوں کہ اگر في الحال مدارس کي تعداد کافي بڑھادي جاوے تو اس امر پر غور کرنے کا کہ آیا جبریہ تعلیم کا قانون بنایا جاوے یا نہیں کافي موقع ملے گا *

مسئلہ زبان

تعلیم عام کے مسئلہ کو زبان کے مسئلہ سے جس پر کافي بحث ہوچکي ہی گہرا تعلق ہی - میں نے اپني رائے اس مسئلہ پر جولائي ١٩١١ ع میں آل انڈیا اُردو کانفرنس پونا کي صدارتي تقریر میں پورے طور پر آزادنہ ظاہر کردي ہی - ہر صحیح الخیال آدمی کو یہہ صاف ظاہر ہوگا کہ پرائمري مدارس میں مختلف زبانیں خواہ وہ مقامی لحاظ سے ہوں یا مختلف قوموں کے خیال سے مختلف لوگوں کو متحد کرنے کی کارروائی میں جو ملک کی آیندہ بہتري کے لیئے نہایت ضروري ہی حارج ہونگي- اُردو جو درحقیقت ہندوستان کي عام زبان ہی ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہمي اتحاد سے صدیاں گذرین پیدا ہوئي تھي- ہر وہ کوشش جو اُردو زبان کے خلاف ہوگي یقیناً نا اتفاقی پر منتج ہو گي اور ہندو اور مسلمانوں کے باہمي اتحاد کے لیئے برباد کن ثابت ہوگي- جیساکہ میں نے پونا میں کہا تھا ایسي پالیسي ملک معظم کي رعایا کے مختلف گروہوں کو قریب قریب متحد کرکے ایک بنانے کی بجائے بیگانگت کے خلیج کو اور چوڑا کردے گی - اور ایسے معاندانہ احساسات اور متضاد فوائد پیدا کرے گی جن کا بڑا اثر ہندوستان کی آیندہ ترقی پر اس وقت اندازہ نہیں کیا جا سکتا - تمام ملک کے فائدہ کی غرض سے درسگاہوں کی زبان اُردو کم از کم شمالی ہندوستان میں رہنی چاہیئے اور اس

که سلطنت کے محدود فنڈ کو هر خانگي ذرائع سے تعلیم عام کے هر شعبه میں مدد ملے - اعلی تعلیم کے متعلق اور ان مالي فوائد کے خیال سے جو اعلی تعلیم حاصل کرنے والوں کو هوتےهیں گورنمنٹ صحیح طور پر " اپني مدد آپ " کرنے کے اُصول پر عمل کرنا مناسب خیال کرتي هی *

حضرات ! ان مندرجه بالا احساسات سے جو سرکاري قابل وثوق مراسلات سے لیئے گئے هیں یهه اچھي طرح ثابت هی که گورنمنٹ کي تعلیمي پالیسي کا خاص اصول یهي هی که ابتدائي تعلیم کي عام اشاعت گورنمنٹ خاص اپنے ذمه رکھے اور سکنڈري اور کالج کي تعلیم کے براهراست انتظام سے رفته رفته دست کش هوکر امداد دے ، نگراني کرے اور درسگاهوں کو اپنے اختیار میں رکھے *

آپ حضرات کو گورنمنٹ کي پالیسي کا خلاصه سنا کر میں اپني راے اس باره میں که تعلیم کے متعلق هم گورنمنٹ سے کیا اُمید کرنے کے مستحق هیں اور هندوستانیوں کي تعلیم کے مقدس کام میں همارے فرایض (جن پر میرے خیال میں هند کے مستقبل کا انحصار هی) پیش کرنے کي جرات کرتا هوں *

پرائمري تعلیم

حضرات ! ان اعداد سے جن کا میں ذکر کرچکا هوں یهه ظاهر هي که ابتدائي تعلیم کا مسئله نه صرف مسلمانوں کي تعلیم بلکه تمام هندوستانیوں کي تعلیم کا مسئله هی — آپ نے یقیناً خیال کیا هوگا که اگرچه مسلمانوں نے تعلیم کے میدان میں دوسري قوموں سے پیچھے قدم رکھا مگر نمایاں ترقي کرگئے - اور اگر گذشته ترقي کي رفتار (جیسا که مجھے اُمید هی) قایم رهي تو نتیجه قابل اطمینان هوگا - لیکن تعلیم عامه کے نقطه خیال سے جو حالت ابتدائي تعلیم کي هی اُس کو باوجود گذشته سالوں کي تیز ترقي کے کوئی همدرد ملک بغیر تاسف کے نهیں دیکھه سکتا — میں یهاں یهه بحث نهیں کرتا که اگر هندوستان کو مهذب قوموں میں اپني جگه لینا هی تو اشاعت تعلیم کي کس قدر ضرورت هی یا حضور ملک معظم کي هندوستاني رعایا کي خوشحالي اور بهتري کے لیئے عام تعلیم کس قدر لابدي هی - اس امر کي صداقت کو گورنمنٹ نے بخوبي محسوس کرلیا هی اور مشاهیر اس پر همیشه زور دیتے رهے هیں -

فوائد کو محسوس نهیں کرتا بلکه یهه طریقه اسلام کي پراني تعلیمي روایتوں کا ایک جز هی - تمام قدیمي مسلم یونیورسٹیاں بغداد، قرطبه اور نیز مسلمانوں کے تمام مشهور تعلیمي مرکز جو سنه هجري کی شروع صدیوں میں قائم هوئے رزیڈنشل اُصول پر قایم هوے - لیکن هندوستان جیسے وسیع ملک میں مختلف مقامي اور قومي ضرورتوں کے لحاظ سے یهه مجبوري هی که هماري تعلیمي ضروریات کے پورا کرنے کے لیئے مختلف طریقے اختیار کیئے جاوین اور اس لیئے کوئي غیر تغیر پذیر قاعده یونیورسٹیاں قائم کرنے کا مقرر نهیں هوسکتا اس امر کي صداقت کو گورنمنٹ نے بهي تسلیم کرلیا هی چنانچه صوبه بهار کے لیئے گورنمنٹ ایسي یونیورسٹي منظور کرنے والي هی جو رزیڈینشل بهي هو اور امتحان لینے والي بهي اور باهر کے کالجوں کا الحاق کرسکے — مگر ڈهاکه میں صرف رزیڈنشل یونیورسٹی قائم کرنے کي تجویز هی - میں اس موقع پر پٹنه یونیورسٹي کے کانسٹي ٹیوشن کے متعلق جس کا بل انریبل سر سنکرن نائر نے حال هي میں پیش کیا هی اپني راے ظاهر کرني نهیں چاهتا کیونکه یهه ایسا معامله هی جس کي بابته ممکن هی مجھے لیجسلیٹو کونسل میں بحث کرني پڑے — مگر یهه کهنا میرے لیئے جائز هی که پراني یونیورسٹیوں کو حسب یونیورسٹي ایکٹ سنه ۱۹۰۴ع کے ترمیم شده کانسٹي ٹیوشن سے پٹنه یونیورسٹي کے بل میں اهم اختلافات سینٹ اور وائس چنسلر کے اختیارات اور سینٹ اور سنڈیکیٹ کے تعلقات کے متعلق ایسے پیچھے هٹانے والے هیں جن میں قبل اس کے که یونیورسٹي بل ترقي کرنے والے تعلیم یافته گروه کے نزدیک قابل قبول هو بهت سے تغیر و تبدل کي ضرورت هی *

مسلمانوں میں یونیورسٹي تعلیم

حضرات ! یونیورسٹي تعلیم کے متعلق عام نقطه خیال سے اپني راے ظاهر کرنے کے بعد اب میں یونیورسٹي تعلیم کے چند ان مسائل پر جن کا تعلق مسلمانوں سے هی گفتگو کرتا هوں — یهه بیان کرنے کي ضرورت نهیں هی که مسلمانوں میں اگر وه ملک کي ذهني ترقیوں میں اپني جگه جس کے وه مستحق هیں قایم رکھنا چاهتے هیں تو اُن میں اعلی تعلیم کي اِشاعت کی کیسي سخت ضرورت هی — جیسا که میں نے سنه ۱۹۱۳ ع

کے نیتجہ میں مسلمانوں کو قدیم فیصلہ کو دیا نتداري سے قایم رکھنے پر زور دینا چاهیئے تاکہ مختلف فرقوں میں وہ اتحاد جو ملک کی آیندہ بہبودي کے لیئے جزو لاینفک هی پیدا هو *

سکنڈري تعلیم

حضرات! جو کچھہ میں پہلے بیان کرچکا هوں اُس سے یہہ ظاهر هی کہ مسلمانوں نے جو ترقي سکنڈري تعلیم میں کی هی وہ نا قابل اطمینان نہیں هی — یہہ بهي ظاهر هی کہ گورنمنٹ کي تعلیمي پالسي کے لحاظ سے جس کا میں ذکر کرچکا هوں هماري آیندہ ترقي اور هماري قومي کوششوں پر منحصر هی جن میں گورنمنٹ هم کو کافي امداد دےگي جس کا وہ مستحکم وعدہ کرچکي هی — هوآنر سرمائکل اوڈائر کي گورنمنٹ جس کي همدردانہ پالسي کی وجہ سے باوجود اس وقت کي مشکلوں کے ۲,۵۴,۴۱۳ روپیہ پنجاب کے مختلف اسلامي پرائیویٹ درسگاهوں کو ملا شکریہ کی مستحق هی — مجھے اس میں کچھہ شک نہیں کہ گورنمنٹ هند کي مقررہ پالسي کے بموجب ایسي هي امداد دوسرے صوبوں میں بهي ضرور ملي هوگي — درحقیقت میرے خیال میں یہہ بات صاف هی کہ گورنمنٹ کي رفتہ رفتہ اعلی تعلیم سے کنارہ کشي کي پالسي کي وجہ سے یہہ گورنمنٹ کا فرض هوگیا هی کہ وہ پرائیویٹ کوششوں میں فیاضانہ امداد دے — دوسرے الفاظ میں میں یہہ کہونگا کہ گورنمنٹ کي متذکرہ بالا پالسي گورنمنٹ کو اُس کے اس فرض سے کہ وہ خزانہ عامرہ کا کافي حصہ هماري تعلیم میں صرف کرے سبکدوش نہیں کرتي اور نہ کرسکتي هی - مگر جیوں جیوں وقت گذرتا جاتا هی مختلف قوموں کي ذمہ داریاں بهي بڑهتي جاتي هیں اور اس لیئے یہہ ظاهر هی کہ ایک باقاعدہ کوشش درکار هی — میں بذات خود یہہ پسند کرونگا کہ هندوستان کے هر ضلع میں کم از کم مسلمانوں کا ایک هائي اسکول هو جس کا انتظام معقول هو اور جس میں آلات و سامان کافي هوں - تاکہ مختلف یونیورسٹیان اپنے اپنے ملحقہ اسکولوں سے یونیورسٹي کي تعلیم کے لیئے مسلمان طلبہ لے سکیں *

عام تعلیم یونیورسٹي

حضرات! قبل اس کے کہ میں یونیورسٹي تعلیم کی بابتہ جہان

میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر لکهنو میں بیان کیا تها ، هندوستان کے ملکي واقعات برقي سرعت کے ساتهہ چل رهے هیں اور ترقي کرنے والي قوم کے لیئے یہہ ضروري هی کہ وہ اس حالت میں زمانہ کي رفتار کے قدم بقدم چلے — اگر آپ حضرات قوم کے سچے دل سے خیر خواہ هیں تو کیا مسلمانوں کي موجودہ حالت کو جبکہ اُن کي تعداد کالجوں میں ۱/۹ حصہ سے کم هی اطمینان کي نظر سے دیکهہ سکتے هیں ؟ مسلمانوں میں یونیورسٹي تعلیم کے لیئے سب سے زیادہ کوشش درکار هی یہہ کبهی نہیں بهولنا چاهیئے کہ موجودہ زمانہ میں کسی قوم کي پولیٹکل طاقت کا دار و مدار اسي بات پر هی کہ اُس کے افراد کي زیادہ تعداد یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرے — جس قدر یونیورسٹی کی تعلیم زیادہ هوگی اگزیکٹیو اور جوڈیشل معاملات میں حصہ ملیگا اور اُسي کا اثر قانون سازي پر پڑے گا — جو واقعات انگلینڈ میں هورهے هیں اور جو واقعات هندوستان میں گذشتہ چوتهائي صدي سے پیش آرهے هیں اُن پر غور کرنے سے مجھے یہہ کامل یقین هوتا هی کہ هندوستان کے عظیم الشان مستقبل میں مسلمانوں کا حصہ ان کي اعلی تعلیم پر منحصر هوگا — همارے سامنے درحقیقت ایک مشکل کام هی - همکو نہ صرف اپني غفلت کي تلافي کرني هی بلکہ دیگر قوموں کے جو تعلیمي رفتار میں تیزي کے ساتهہ بڑہ رهي هیں ساتهہ ساتهہ چلنا هی — همکو مستعد هوجانا چاهیئے اور منزل مقصود پر پہونچنے کي باقاعدہ کوشش کرنی چاهیئے — گورنمنٹ هند همارے پیچهے رہ جانے کي وجہ سے هماري همت بڑهانے اور هم کو خاص امداد دینے کي ضرورت کو سمجهتي هی - اُس نے بذریعہ حکم نمبري ۵۸۵/۹۹۵ مورخہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۱۳ع لوکل گورنمنٹ کی توجہ اس امر پر دلائي هی کہ مسلمانوں میں اعلی تعلیم کے لیئے آسانیاں بهم پہونچائي جائیں — اس لیئے یہہ همارا فرض هی کہ هم گورنمنٹ کو صاف صاف یہہ بتلائیں کہ کن خاص اُمور میں هم کو سلطنت کي مدد درکار هی اور اپني ان قومي ضرورتوں کو سمجهیں جو هماري ذاتي کوششوں پر منحصر هیں *

هندوستاني یونیورسٹیوں میں مسلمان نمایندے

حضرات! جو مختلف یونیورسٹیاں هندوستان میں هیں ان کا

کے نتیجہ میں مسلمانوں کو قدیم فیصلہ کو دیانتداری سے قایم رکھنے پر زور دینا چاهیئے تاکہ مختلف فرقوں میں وہ اتحاد جو ملک کی آیندہ بہبودی کے لیئے جزو لاینفک هی پیدا هو *

سکنڈری تعلیم

حضرات! جو کچھہ میں پہلے بیان کرچکا هوں اُس سے یہہ ظاهر هی کہ مسلمانوں نے جو ترقی سکنڈری تعلیم میں کی هی وہ نا قابل اطمینان نہیں هی — یہہ بھی ظاهر هی کہ گورنمنٹ کی تعلیمی پالسی کے لحاظ سے جس کا میں ذکر کرچکا هوں هماری آیندہ ترقی اور هماری قومی کوششوں پر منحصر هی جن میں گورنمنٹ هم کو کافی امداد دےگی جس کا وہ مستحکم وعدہ کرچکی هی — هوانر سرمائکل اوڈائر کی گورنمنٹ جس کی همدردانہ پالسی کی وجہ سے باوجود اس وقت کی مشکلوں کے ۲,۵۴,۴۱۳ روپیہ پنجاب کے مختلف اسلامی پرائیویٹ درسگاهوں کو ملا شکریہ کی مستحق هی — مجھے اس میں کچھہ شک نہیں کہ گورنمنٹ هند کی مقررہ پالسی کے بموجب ایسی هی امداد دوسرے صوبوں میں بھی ضرور ملی هوگی — درحقیقت میرے خیال میں یہہ بات صاف هی کہ گورنمنٹ کی رفتہ رفتہ اعلی تعلیم سے کنارہ کشی کی پالسی کی وجہ سے یہہ گورنمنٹ کا فرض هوگیا هی کہ وہ پرائیویٹ کوششوں میں فیاضانہ امداد دے — دوسرے الفاظ میں میں یہہ کہونگا کہ گورنمنٹ کی متذکرہ بالا پالسی گورنمنٹ کو اُس کے اس فرض سے کہ وہ خزانہ عامرہ کا کافی حصہ هماری تعلیم میں صرف کرے سبکدوش نہیں کرتی اور نہ کرسکتی هی - مگر جیوں جیوں وقت گذرتا جاتا هی مختلف قوموں کی ذمہ داریاں بھی بڑھتی جاتی هیں اور اس لیئے یہہ ظاهر هی کہ ایک باقاعدہ کوشش درکار هی — میں بذات خود یہہ پسند کرونگا کہ هندوستان کے هر ضلع میں کم از کم مسلمانوں کا ایک هائی اسکول هوجس کا انتظام معقول هو اور جس میں آلات و سامان کافی هوں - تاکہ مختلف یونیورسٹیاں اپنے اپنے ملحقہ اسکولوں سے یونیورسٹی کی تعلیم کے لیئے مسلمان طلبہ لے سکیں *

عام تعلیم یونیورسٹی

حضرات! قبل اس کے کہ میں یونیورسٹی تعلیم کی بابتہ جہاں

میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر لکھنو میں بیان کیا تھا، هندوستان کے ملکی واقعات برقی سرعت کے ساتھہ چل رهے هیں اور ترقی کرنے والی قوم کے لیئے یہہ ضروری هی کہ وہ اس حالت میں زمانہ کی رفتار کے قدم بقدم چلے — اگر آپ حضرات قوم کے سچے دل سے خیر خواہ هیں تو کیا مسلمانوں کی موجودہ حالت کو جبکہ اُن کی تعداد کالجوں میں $\frac{۱}{۴}$ حصہ سے کم هی اطمینان کی نظر سے دیکھہ سکتے هیں؟ مسلمانوں میں یونیورسٹی تعلیم کے لیئے سب سے زیادہ کوشش درکار هی یہہ کبھی نہیں بھولنا چاهیئے کہ موجودہ زمانہ میں کسی قوم کی پولیٹکل طاقت کا دار و مدار اسی بات پر هی کہ اُس کے افراد کی زیادہ تعداد یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرے — جس قدر یونیورسٹی کی تعلیم زیادہ هوگی اگزیکٹیو اور جوڈیشل معاملات میں حصہ ملیگا اور اُسی کا اثر قانون سازی پر پڑے گا — جو واقعات انگلینڈ میں هورهے هیں اور جو واقعات هندوستان میں گذشتہ چوتھائی صدی سے پیش آرهے هیں اُن پر غور کرنے سے مجھے یہہ کامل یقین هوتا هی کہ هندوستان کے عظیم الشان مستقبل میں مسلمانوں کا حصہ ان کی اعلی تعلیم پر منحصر هوگا — همارے سامنے درحقیقت ایک مشکل کام هی - همکو نہ صرف اپنی غفلت کی تلافی کرنی هی بلکہ دیگر قوموں کے جو تعلیمی رفتار میں تیزی کے ساتھہ بڑہ رهی هیں ساتھہ ساتھہ چلنا هی — همکو مستعد هوجانا چاهیئے اور منزل مقصود پر پہونچنے کی باقاعدہ کوشش کرنی چاهیئے — گورنمنٹ هند همارے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے هماری همت بڑھانے اور هم کو خاص امداد دینے کی ضرورت کو سمجھتی هی - اُس نے بذریعہ حکم نمبری $\frac{۵۸۵}{۹۹۵}$ مورخہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۱۳ع لوکل گورنمنٹ کی توجہ اس امر پر دلائی هی کہ مسلمانوں میں اعلی تعلیم کے لیئے آسانیاں بہم پہونچائی جائیں — اس لیئے یہہ همارا فرض هی کہ هم گورنمنٹ کو صاف صاف یہہ بتلائیں کہ کن خاص اُمور میں هم کو سلطنت کی مدد درکار هی اور اپنی ان قومی ضرورتوں کو سمجھیں جو هماری ذاتی کوششوں پر منحصر هیں *

هندوستانی یونیورسٹیوں میں مسلمان نمایندے

حضرات! جو مختلف یونیورسٹیاں هندوستان میں هیں ان کا

تک ہماري قوم کا تعلق ھی بیان کروں میں چند الفاظ اس مسئلہ پر عام نقطہ خیال سے کہنا چاھتا ہوں — جیسا کہ آپ حضرات واقف ھیں اس وقت برٹش ہندوستان میں چھہ یونیورسٹیاں ھیں - ان کے علاوہ پٹنہ یونیورسٹي کابل حال ھي میں امپیریل لیجسلیٹو کونسل میں پیش ھوچکا ھی — رنگون ، ڈھاکہ ، ناگپور اور پونا میں یونیورسٹیان قائم کرنے کی تجویز زیر غور ھی — یہہ صاف ظاھر ھی کہ اس قدر قلیل تعداد یونیورسٹیون کي ہندوستان جیسے ملک میں جس کا رقبہ سلطنت روس کے رقبہ کو نکالکر باقي تمام یورپ کے برابر ھی اور جس کي آبادي ۳۱ کروڑ ھی ملک معظم کي ہندوستاني رعایا کي تعلیمي ضروریات کے لیئے کافي نہیں — اس وقت یونائیٹ ئیڈاسٹیٹ امریکہ میں ۱۳۴ یونیورسٹیاں ھیں — یونا ئیٹد کنگڈم میں ۱۸ ، فرانس میں ۱۵ ، اٹلي میں ۲۱ اور جرمني میں ۲۲ یونیورسٹیان ھیں — جب ھم اُن اعداد پر نظر ڈالتے ھیں اور ان ملکون کے رقبوں کو ہندوستان کے رقبہ سے مقابلہ کرتے ھیں تو ہندوستان کے مختلف حصوں میں اور معتدبہ یونیورسٹیاں قائم کرنے کي ضرورت محتاج بیان نہیں رھتي — اگر کسي صاحب کو ھنوز سنہ ۱۸۳۵ ع کے اس فیصلہ کے (جو مشرقي اور انگریزي تعلیم کے مقابلہ میں ھوا تھا) دانشمندانہ ھونے میں شک ھو تو میں ان سے نہایت سرگرمي سے یہہ درخواست کرتا ھوں کہ اس وضع کو چھوڑ دیں ، کیونکہ ایسا خیال موجودہ حالت میں ملک اور سلطنت کے بہترین فوائد کے لیئے یقیناً ضرر رسان ھی-اس سے غیر ضروري اور مضر غلط فہمیان پیدا ھوتي ھیں اور تعلیم کي چلتي ھوئي گاڑي کے پہیہ میں روڑا اٹکتا ھی - اگر ایسے حضرات ایک ایسے فیصلہ پر جس کي نظر ثاني نہیں ھوسکتي اپنا وقت خراب کرنے کي بجاے اپني توجہ اور طاقت کو قدرتي سرگرمیوں کو سیدھے راستہ پر لے چلنے میں یا ان مغربي علوم و فنون کي تحصیل میں جو سنہ ۱۸۳۵ ع کي گورنمنت کي پالسي کے مطابق تمام ہندوستان میں پھیل گئے ھیں صرف کرین تو یہہ ملک معظم کي ہندوستاني رعایا کي (جو سلطنت برطانیہ میں ۷۰ في صدي ھی) تعلیم اور تہذیب کي حقیقي خدمت ھوگي - کیا کوئي محدود ایک قاعدہ ایسا ھوسکتا ھی جس پر ھماري ہندوستاني یونیورسٹیاں نہیں — ھم سے زیادہ کوئی ریزیڈنشل (مقامي) یونیورسٹي کے

نظم و نسق قانون ملکي کے مطابق اُنھیں کے ھاتھہ میں ھی اس لیئے یہہ نہایت ضروري ھی کہ اُن کي انتظامی جماعت میں مسلمانوں کے نمایندے کافي تعداد میں ھوں اس معاملہ میں غفلت کرنے کا اثر مسلمانوں کي تعلیم کے لیئے سخت مضرت رساں ھونا ضروري ھی گورنمنت نے اس مراسلہ کے فقرہ (۳) میں جس کا میں پہلے ذکر کرچکا ھوں یہہ تسلیم کرلیا ھی کہ مسلمانوں کي تعداد ھماري یونیورسٹیوں میں بہت کم اور ناکافي ھی پنجاب میں جہاں مسلمانوں کي آبادي کل آبادي کا ۵۵ فیصدي ھی سینٹ کے ۸۵ فیلوز میں ۱۷ مسلمان ھیں - کلکتہ یونیورسٹي میں جہاں مسلمانون کي آبادي کے خیال سے اور اُن کي تعلیمي حالت کي پستي کے خیال سے اس بات کي سخت ضرورت ھی کہ مسلمانوں کے نمایندے کافي ھوں سینٹ کے ایک سو معمولي ممبروں میں کل چھہ مسلمان ھیں- الہ آباد یونیورسٹي کے سینٹ میں ۸۱ میں سے ۱۲ مسلمان فیلو ھیں — بمبئي میں ۸۸ میں ۷ مسلمان اور مدارس میں ۱۰۱ میں کل ۴ مسلمان ھیں - ان اعداد سے یہہ قطعي ثابت ھی کہ یونیورسٹیوں کي انتظامي جماعت میں مسلمانوں کے نمایندے کافي نہونے کي شکایت بالکل بجا ھی اور اس شکایت کے جلد رفع کرنے کي ضرورت ھی — کانفرنس کي جانب سے میں نہایت ادب سے اپني یونیورسٹیوں کے چنسلروں سے یہہ درخواست کرتا ھوں کہ مسلمانوں کے فوائد کي حفاظت کے لحاظ سے سینٹ میں کافي مسلمان نمایندے رکھے جاویں اور اُمید کرتا ھوں کہ ھماري اس درخواست پر توجہ کي جائے گي *

وظائف فنڈ

حضرات ! مسلمانوں میں یونیورسٹي کي کمي کا بڑا باعث اوسط درجہ کے طبقہ کے لوگوں کا افلاس ھی — اس طبقہ کے لوگ بوجہ اپني کم آمدني کے اور کسي قدر بہتر طرز معیشت کے کالج کي تعلیم کا خرچ برداشت کرنے سے مجبور ھیں اور اس لیئے اپنے بچوں کو میٹریکیولیشن سے زیادہ تعلیم نہیں دلاسکتے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں لوکل گورنمنٹوں نے کچھہ وظائف مسلمان طلبا کے لیئے مخصوص کرائے ھیں اور گورنمنت ھند نے اپنے اس مراسلہ کي جس کا میں ذکر کرچکا ھوں دفعہ ۵ میں مسلمانوں میں اس طریقہ سے تعلیم بڑھانے کي جانب توجہ

دلائي هی - هم گورنمنٹ هند اور لوکل گورنمنٹوں کي اس همدردانه پالیسي کے شکر گذار هیں - لیکن همکو یهه یاد رکهنا چاهیئے که وظیفه کي مد بهي ان خانگي کوششوں کا جن کي سخت ضرورت هی ایک ممیز جز هی — غریب اور هونهار مسلمان طلبه کي یونیورسٹي کي تعلیم کے لیئے مختلف صوبوں میں وظائف فنڈ قایم کرنے کي کوشش ایک ایسي قومي خدمت هی جس سے میرے خیال میں بهترین نتائج مرتب هونگے - اس جانب پیش قدمي کرنے کا فخر بلاشبه انجمن ترقي تعلیم مسلمانان امرتسر کو حاصل هی اس انجمن نے سنه ۱۹۱۰ ع سے (جب سے یهه انجمن قایم هوئي) ۱۳۲ مسلمان طلباء کو تعلیم کے مختلف شعبوں میں وظائف دیئے - اس انجمن کي وطن پرستي کي کوششیں شکریه کي مستحق هیں- اس وقت اس انجمن کے صرف سے ۹۳ مسلمان طلبا مختلف کالجوں اور اسکولوں میں تعلیم پارهے هیں اور انجمن کا بحساب اوسط مبلغ ایک هزار روپیه ماهوار خرچ هورها هی - آل انڈیا کشمیري کانفرنس نے جس کا صدرمقام لاهور هی اپني هستي کے بهت مختصر زمانے میں ۲۶ مسلمان طلبا کو وظائف دیئے هیں - انجمن راعیان لاهور نے گذشته ۱۸ ماه سے وظائف کا فنڈ قایم کیا هی اور ۱۰۲ مستحق طلباء کو کالجوں اور اسکولوں میں وظائف دے جاسکے هیں — تمام هندوستان میں ایسے وظائف فنڈ کي کثرت سے مسلمانوں کي تعلیم کے لیئے مختصر زمانه میں نهایت مفید نتیجے نکلیں گے اور یهه مسلمانوں کي دماغي ترقي کے لیئے ایک زبردست محرک هوگي — یهه تعلیم کا ایک ایسا مسئله هی جس کي جانب همارے دولتمند طبقه کے لوگوں نے گذشته سالوں میں کافي توجه نهیں دي — اگر تعلقه داران اوده ، بمبئي کے تاجر شهزادے ، بنگال کے وه زمیندار جن کے علاقون میں بندوبست استمراري هی اور اور مختلف صوبوں کے خوش گذران اصحاب اپني دلي توجه مستحق مسلمان طلبا کو یونیورسٹي کي تعلیم دلانے میں لگائیں تو یهه قوم کي بهت هي بڑي خدمت هوگي - شب برات کے موقع پر هندوستان کے مسلمان کم از کم پانچ چهه لاکهه روپیه ایک رات میں آتشبازي میں خراب کرڈالتے هیں - اگر کوئي باقاعده کوشش کي جائے اور هر شهر کے مسلمانوں کو یهه ترغیب دي جائے که جس قدر روپیه وه اس طرح فضول برباد کرڈالتے هیں وظائف فنڈ کي ترقي کی اسکیم میں لگا دیں تومسلمانوں کي تعلیم کو ایک اهم فائده پهونچے گا *

مسلم یونیورسٹي

حضرات ! میں نے اب تک مختلف مسائل پر تقریر کرنے میں آپ صاحبان کو مشغول رکها - اب میں اُس مسئله کے متعلق جس کو اکثر وه حضرات جو اس عالیشان هال میں موجود هیں بهت اهم سمجهتے هیں گفتگو کرتا هوں — تاریخ ۴ فروري سنه ۱۹۱۶ ع کو بنارس میں (جو که ایک مشهور تاریخي شهر هی) اس کثیر جماعت کي موجودگي میں جس میں والیان ریاست ، صوبوں کے گورنر ، یونیورسٹیوں کے چانسلر ، امپیریل اور لیجسلیٹو کونسلوں کے ممبر اور هزاروں هندو اصحاب شامل تهے لارڈ هارڈنگ نے هندو یونیورسٹي کا سنگ بنیاد رکها — جس دن میں نے اپنے معزز اور قابل دوست ڈاکٹر سندر لال صاحب کو اپنے صوبه مسلمانوں کي جانب سے اپنے هندو بهائیوں کو اُن کي دلي تمنا بر آنے پر مبارکباد کا تاردیا تها اُس دن صبح کو میرے دل میں جو خوشي اور رنج کي ملي هوئي کیفیت تهي بیان کرنا ممکن نهیں - میں هندو برادران وطن کي قومي خواب کي خوشگوار تعبیر ملنے سے خوش تها مگر یهه خیال که مسلمان جن کے دماغ میں قومي یونیورسٹي قایم کرنے کا خیال پهلے پیدا هوا اور جنهوں نے علي گڈه تحریک کے باني کے خیال کو عملي جامه پهنانے کي کوشش کي تهي کامیاب نه هوئے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کیئے ڈالتا تها :

قسمت تو دیکهه ٹوٹي هی جا کر کهاں کمند
درچار هاتهه جبکه لب بام ره گیا

اسي روز سے جس روز لارڈ لٹن نے سنه ۱۸۷۶ ع میں اسٹریچي هال کا سنگ بنیاد رکها تها همارے معزز قومي لیڈر سر سید علیه الرحمة کا هر فعل اور اُس قومي مرکزي درسگاه کا هر حصه بلکه هر ایک اینٹ جو اس کمره میں لگي هی یهه پیشینگوئي کررهي تهي که آخرکار یهه درسگاه جیسا که سر انٹوني میکڈانل نے فرمایا تها مشرق کا قرطبه هوگي - مگر الامور مرهونة باوقاتها — یهه مقدر تها که وه یونیورسٹي جس کا قومي یونیورسٹیوں میں پهلا نمبر هونا چاهیئے تها پچهلے نمبر پر رهے — میں یهه نهیں کهتا که جو کچهه واقع هوا اُس کے کون ذمه دار هیں اور کس حد تک مجهه سے بڑه کر اس بات کي خواهش کوئي نه رکهتا هوگا که

هماري قومي يونيورسٹي علي گڈه ميں هو اور اُس كو بيروني كالجوں كے الحاق كا پورا حق حاصل هو- نه مجهه سے زيادہ كوئي يهه چاهتا هوگا كه هم كو اپني يونيورسٹي كے اندروني معاملات ميں پورا اختيار هى — مگر ميں اس پاليسي كو كه " سب هو يا كچهه نهو " سمجهنے سے قاصر هوں — اگر گورنمنٹ اس وقت كالجوں كا الحاق بوجوہ جن كو وہ خود سمجهه سكتي هى منظور كرنے كے ليئے تيار نهيں تو كيوں اس شرط كے مان لينے سے قطعي انكار كيا جاتا هى اور درآنحاليكه اُس وقت اسلاميه كالج بهي الحاق كے ليئے نهيں تهے اگر اس خيال سے كه ابهي تجربه كي حالت هى گورنمنٹ وهي أصول امداد نگراني اور اقتدار قايم ركهنے كو جو بنارس يونيورسٹي ايكٹ ميں هيں ضروري خيال كرتي هى تو كيوں اس قدر لينے سے جس قدر همارے هندو بهائيوں نے جو ميدان عمل ميں هم سے بهتر هيں ليا هى انكار هى دراں حاليكه هم ديكهه رهے هيں كه هماري تعليم كے ليئے موجودہ يونيورسٹيوں كا اقتدار جس ميں بهت زيادہ تعداد غير مسلم النسل سركاري اور نان افيشيل (غير سركاري) ممبروں كي هى زيادہ سخت هى - سلطنت روم ايك دن ميں نهيں بن گئي تهي- اور نه لارڈ هارڈنگ كي گورنمنٹ كا فيصله هميشه كے ليئے قطعي هى - اب يهه سوال اختلافات كي حد سے گذر چكا هى- هندو يونيورسٹي ايك طے شدہ معامله هوگيا هى - مسلم يونيورسٹي ايسو سي ايشن و نيز فاؤنڈيشن كميٹي نے طوعاً و كرهاً ان شرايط كو جن پر همارے هم سے زياد خوش قسمت هندو بهائي اپنا مقصد حاصل كرچكے هيں أصولاً قبول كرليا هى — ان كو اب تك حيص و بيص خاص اس ليئے تها نه بنارس يونيورسٹي كے قواعد ٹهيك ٹهيك معلوم نهيں هوئے تهے- اب يهه قواعد شائع هوگئے هيں - ميں نے أن قواعد كو غور و خوض سے اپنے گذشته ۱۸ سال كے أس عملي تجربه كي بنا پر ديكها جو مجهكو فيلو هونے كي حيثيت سے سنڈيكيٹ كي ممبري سے اور پنجاب يونيورسٹي كے بورڈ أف اسٹڈيز كے كنوينر هونے كے زمانه ميں هوا هى — مجهے اس كهنے ميں كچهه تامل نهيں كه يهه قواعد اس طريقه كي جس پر هندو يونيورسٹي قايم هوئي امتحاناً عملي اسكيم كے ليئے خاصے هيں — هماري قوم كي ضرورتيں خاص هيں اور هماري حالت بهي خاص هى - ان وجوہ سے يهه ضروري هى كه مسلم يونيورسٹي كے ايكٹ ميں خاص قواعد

هماري ضرورتوں كے لحاظ سے ركهے جاويں — چونكه گورنمنٹ كي پاليسي مسلمانوں كي تعليم كي جانب سنه ۱۸۷۱ ع سے جب كلكته ميں مدرسه قايم هوا اب تك وهي هى مجهے پوري أميد هى كه گورنمنٹ يونيورسٹي كے قواعد بنانے ميں هماري مخصوص ضرورتوں اور احتياجوں كا خيال ركهے گي — گورنمنٹ سے اور قوم سے ميري يهه دلي درخواست هى كه اس اهم معامله كو جلد طے كرليا جائے تاكه دونوں خواهر يونيورسٹياں اپنا وہ اعلىٰ كام جو هندوستان كے حق ميں بے حد مفيد هوگا ساتهه ساتهه شروع كرديں — گورنمنٹ يونيورسٹياں بوجه مذهبي تعليم سے سخت غير جانبداري كي پاليسي كے هماري روحاني ضرورتوں كو مهيا نهيں كرسكتيں اور صرف دنيوي تعليم مذهبي تعليم سے الگ تهلگ رہ كر جو نتيجے پيدا كرتي هى وہ قابل اطميان نهيں هيں — هم كو صرف گريجوئيٹوں كي ضرورت نهيں هى بلكه هم مسلمان گريجوئيٹ چاهتے هيں جنهوں نے روحانيت كے اثر ميں نشو و نما پائي هو - ايسے گريجوئيٹ يقيناً خود دار اور دنيا كي تاريخ ميں سب سے بڑي سلطنت كے وفادار شهري هونگے — اب هم كو يهه اندوهناك باب جس نے هماري قوم كو عرصه سے دو حصوں ميں منقسم كرركها هى بند كردينا چاهيئے اور همكو نه صرف پوري كوشش اپني تعليم كو نيا جامه پهنانے كي كرني چاهيئے بلكه وہ باهمي اتفاق جس پر هماري قومي هستي كا دار و مدار هى قايم كرنا چاهيئے *

تعليم صنعت و حرفت

حضرات ! صرف ايك اور مسئله باقي هى جس كے متعلق كچهه بهاں كرنا ميں اپنا فرض سمجهتا هوں - يهه مسئله هندوستان كي بهتري كے ليئے عموماً اور مسلمانوں كے ليئے خصوصاً بهت ضروري هى — اگر زمانه موجودہ كي تاريخ پر نظر غائر ڈالي جائے تو يهه صاف ظاهر هوتا هى كه اس زمانه ميں قوموں كا اقتدار أن كي ديگر اقوام كے ساتهه تجارت كي نسبت سے هوتا هى - باشندوں كا پهلا فرض يهه هى كه ان صنعتوں اور حرفتوں كو جن كے ليئے ملك اپنے قدرتي وسائل كي وجه سے سب سے زيادہ موزوں هى ترقي ديں — يهه ظاهر هى كه بمقابله ديگر قومي كاموں كے صنعت و حرفت كے كاموں ميں گورنمنٹ اور باشندوں ميں

زیادہ ہمدردی اور دلی یکجہتی کی ضرورت ہی جو لوگ اس بین الاقوامی طوفان کی رفتار کو جو تمام دنیا میں پھیل رہا ہی غور سے دیکھ رہے ہیں اُن پر یہہ امر مخفی نہیں ہی کہ اس خوفناک جنگ کے ختم ہونے پر گورنمنٹ کے اندرونی اور بیرونی فسکل (اقتصادی) پالیسی میں عظیم الشان تغیرات ہوں گے — اور یہہ تغیرات سلطنت برطانیہ کے دوسرے ملکوں کے دوش بدوش ہندوستان کی صنعت و حرفت کے لیئے زبردست محرک ہوں گے — جو انڈسٹریل کمیشن ملک کے مختلف حصوں میں تحقیقات کررہی ہی اس کا تقرر اس بات کا قطعی ثبوت ہی کہ ہماری گورنمنٹ ہندوستان کی صنعت و حرفت کے نہایت اہم مسئلہ کے متعلق اپنی ذمہ داری کماحقہ محسوس کررہی ہی اور مجھے یہہ قوی اُمید ہی کہ اس تحقیقات کے بعد ہندوستان کی صنعت و حرفت کا نیا دور شروع ہوگا — علاوہ ازیں ہندوستان کی حالت پر نظر کرنے سے یہہ بات ضروری معلوم ہوتی ہی کہ ہندوستان کی آبادی کے مختلف فرقے صنعت و حرفت میں ساتھہ ساتھہ ترقی کریں اس لیئے مسلمانوں کو اس ضروری اور اہم مسئلہ کی جانب اپنی پوری توجہ دینی فرض ہی یہہ مبالغہ نہیں ہی کہ اس ملک میں ہماری پولیٹکل کمزوری ہماری صنعتی اور تجارتی پستی کی وجہ سے ہی — اس معاملہ میں ہماری گذشتہ غفلت ایک ناقابل معافی تقصیر ہی — اور آیندہ غفلت خود کشی کی مرادف ہوگی — زمانہ موجودہ میں کسی قوم کی دولت کا انحصار صنعت اور تجارت کی ترقی پر منحصر ہی اور دولت پولیٹکل طاقت کی کنجی ہی - ہر گورنمنٹ کا فرض ہی کہ وہ ایسے وسائل پیدا کرے جن سے ہندوستان کی صنعت و حرفت کو قابل اطمینان ترقی ہو — مسلمانوں کے لیئے دیگر اقوام سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہی کہ صنعت و حرفت کی ترقی میں باقاعدہ کوشش کی جائے — گورنمنٹ کو ہندوستان کے مختلف صوبوں میں صنعت و حرفت کے کالج اور اسکول قایم کرنے چاہیئیں اور گورنمنٹ کے ساتھہ ساتھہ اِس معاملہ میں پبلک کی انفرادی کوشش اور باقاعدہ جماعتوں کی متحدہ کوشش خصوصاً مسلمانوں کی جماعت کی سب سے بڑی ضرورت موجودہ زمانہ کی ہیں ٹھیک وقت پر کوشش ہونے سے یقیناً اچھے نتیجے مترتب ہوں گے — اور وقت پر غفلت کرنے سے ضرور ایسے بڑے نقصانات ہوں گے جن کی

تلافی کچھہ نہوسکے گی میں ہندوستان کے اُن تمام مسلمانوں کی جو کچھہ کام کررہے ہیں اس اشد قومی ضرورت پر پوری توجہ دلانے کی جرءت کرتا ہوں اور یہہ اُمید کرتا ہوں کہ ایسے صاحبان مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لیئے جلد عملی کارروائی کریں گے - اور اُن کو اس اہم معاملہ میں اُن کے اُن فرائض کی تعمیل کے لیئے جن پر اُن کی اور آنے والی نسلوں کی نئی زندگی کا انحصار ہی آمادہ کرینگے *

حضرات! جو کام مسلمانوں کے پیش نظر ہی وہ بلا شبہ بہت بڑا کام ہی - لیکن اگر ہم کو قومی فوائض کا پورا احساس ہو اور اُن کاموں کے کرنے کی جو ہماری علمی اور مالی ترقی کے جزو لاینفک ہیں سچی اور دلی خواہش ہی تو ایسا کوئی بھاری کام نہیں ہی جو ہماری قوم نہ کرسکے - ہندوستان جیسے ملک میں اُس زمانہ میں جب کہ قومی زندگی کے ہر قدم پر بین الاقوامی مقابلے موجود ہیں اس قوم کی طاقت جو مردم شماری کے لحاظ سے کم ہو اُن کے باہمی اتفاق پر منحصر ہی اگر ہندوستان کے مسلمان اپنا وہ وقار جس کے وہ اپنی گذشتہ تاریخ سے مستحق ہیں قائم رکھنا چاہتے ہیں اور اُن کی یہہ خواہش ہی کہ صرف تعداد کی کمی سے اُن کے حقوق نظر انداز نہوں تو اُن کا یہہ فرض ہی کہ وہ مستعد ہوجائیں - میں اپنے ہم قوموں سے نہایت زور کے ساتھہ یہہ التجا کرتا ہوں کہ ہم اُن طاقتوں کا جو ہمارے قابل فخر اتحاد اور یگانگت کو جس کی بنیاد اس بھائی چارہ کے اس مضبوط چٹان پر ہی جو گذشتہ تاریخوں میں عدیم المثال ہی رخنہ انداز ہوں مستعد ہوکر مقابلہ کریں - بین الاقوامی مقابلہ کے طوفان میں ہم صرف مستعد ہوکر قائم رہ سکتے ہیں اور اگر اتحاد نہ ہوگا تو ہم اس طرح فنا ہوجائیں گے کہ پھر شاید کبھی نہ اُبھر سکیں گے •

آخر میں آپ صاحبان کی طرف سے میں نہایت احسان مندانہ شکریہ ہزہائنس حضور پرنور نظام حیدرآباد کا ادا کرتا ہوں- حضور عالی کے شاہانہ عطیہ ١,٠٧,٥٠٠ کے گورنمنٹ پرامیسری نوٹ جن کی سالانہ آمدنی چھہ ہزار روپے ہی اس کانفرنس کی بنیاد مستقل کرنے میں بہت معین ہوں گے - حضور کی علی گڈہ تحریک کی پچھلی مربیانہ حمایت نے ہندوستانی مسلمانوں کو اپنا بے حد شکر گذار بنالیا ہی - جو گرانقدر

عطیہ آپ نے کانفرنس کو اور دکن کے مجوزہ کالج کو مرحمت فرمایا ھی اس امر کی پوری ضمانت ھی کہ ھزھائینس مسلمانوں کی تعلیم سے (جن کے وہ بلاشبہہ سب سے بڑے ریپریزنٹیٹو اس ملک میں ھیں دلچسپی رکھتے ھیں *

نیزاس فیاض لیڈی کا احسان مندانہ شکریہ ادا کرتا ھوں جس کی عظیم الشان فیاضی نے اور مسلمان مرد و عورت کی تعلیم کی سچی محبت نے اس کانفرنس کو اس قابل بنادیا کہ وہ اپنے لیئے ایسا عظیم الشان مکان جو اُس کی شان کے شایاں ھی بنا سکے — ھرھائینس بیگم آف بھوپال کی گہری دلچسپی نے جو حضور علیا ھندوستان کے ھر حصہ کے مسلمانوں کی تعلیم کی بہتری میں فرماتی ھیں اور اُن گرانقدر عطیوں نے جو وقتاً فوقتاً مختلف اسلامی درسگاھوں کو عطا ھوتے رھتے ھیں تمام ملک کے مسلمانوں کے احسان مند دلوں میں جگہہ پیدا کرلی ھی- ھندوستان کی اسلامی جماعت احسان کے اس بار عظیم کو کبھی فراموش نہیں کرسکتی جو اُن پر دیر ھائی نسسز کا ھی اور نہ اس سے کسی طرح سبکدوش ھوسکتی ھی، سوائے اس کے کہ اُس ذات پاک کی جناب میں جو ھر خیرو برکت کا لازوال منبع ھی ممدوحین کی صحت و عافیت کے لیئے صمیم قلب کے ساتھہ دعا کریں-آمین

خطبہ صدارت کے ختم ھونے کے بعد (جس کو حاضرین نے بکمال توجہ سنا اور جابجا پر جوش چیرز اور نعرہ ھاے مسرت سے اپنے جذبات پسندیدگی کا اظہار کیا) مندرجہ ذیل رزولیوشن اس کے بعد دیگرے صاحب صدر نے اجلاس کے سامنے پیش کیئے جن کو گرم جوشی کے ساتھہ جلسہ نے قبول کیا اور وہ باتفاق منظور ھوئے :—

رزولیوشن نمبر ۱

یہہ کانفرنس بحیثیت قایم مقام مسلمانان ھند ھزاکسیلنسی لارڈ چیمسفورڈ کا ان کے ویسراے و گورنر جنرل ھند مقرر ھونے کے موقع پر دلی خیر مقدم کرتی ـ اور ان کو بحیثیت قایم مقام حضور ملک معظم اپنی مخلصانہ وفا داری بہ نسبت تخت و تاج برطانیہ کا یقین دلاتی

ھی اور دعا کرتی ھی کہ اُن کا عہد ملک کی حقیقی تعلیمی ترقی کا موجب ھو (من جانب صدر) *

رزولیوشن نمبر ۲

یہہ کانفرنس ھندوستان کے تمام مسلمانوں کی قایم مقام جماعت کی حیثیت سے اُس گران قدر شاھانہ فیاضی اور مربیانہ دستگیری کے متعلق دلی جذبات احسان مندی کا اظہار کرتی ھی جو بندگان عالی متعالی اعلی حضرت حضور پر نور ھزھائی نس میر عثمان علی خان بہادر نظام سابع فرمانرواے ریاست حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنۃ کی بار گاہ عالی سے مسلمانان ھند کی اس مجلس تعلیمی کی ایک لاکھہ اکتہر ھزار پانسو (۱,۷۱,۵۰۰) روپے کے پرامیسری نوٹ کی شکل میں فرمائی گئی ھی (جس کی مستقل آمدنی چھہ ھزار روپیہ سالانہ ھوتی ھی) (من جانب صدر) *

رزولیوشن نمبر ۳

علیا حضرت سر کار عالیہ بیگم صاحبہ بھوپال دام اقبالھا جو فیاضانہ امداد مسلمانان ھند کی تعلیمی ترقی کی کوشش میں فرماتی ھیں اور حال ھی میں جو شاھانہ سرپرستی مختلف قومی درسگاھوں (بالخصوص حالی میموریل ھائی اسکول پانی پت اور انجمن نصرۃالاسلام اسکول سری نگر و اسلامیہ اسکول بریلی) کی فرمائی گئی ھی اس کے لیئے یہہ کانفرنس اپنے نا چیز شکریہ کا اظہار کرتے ھوئے سرکار عالیہ کی ذات با برکات کو قوم کے حق میں آیہ رحمت خیال کرتی ھی (من جانب صدر) *

رزولیوشن نمبر ۴

یہہ کانفرنس ھزآنر سرجیمس مسٹن بالقابہ لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی کہ جناب ممدوح نے صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کی خاص تعلیمی ضرورتوں پر لحاظ فرماکر ایک اسپشل محمدن انسپکٹر اور ۸ مسلمان ڈپٹی انسپکٹروں کا تقرر فرمایا اور اس طرح مسلمانوں کی ایک دیرینہ استدعا کو عملاً قبول کرکے قابل یادگار احسان کیا (منجانب صدر) *

رزولیوشن نمبر ۵

یہہ کانفرنس حضور پر نور نظام عالی مقام کی اس شاہانہ سرپرستی اور فیاضانہ امداد کے متعلق اپنے نا چیز شکریہ کا اظہار کرتی ھی جو حضور کی پائے گاہ عالی سے ملک کی مختلف قومی درسگاھوں کی ھوتی رھتی ھی اور حال ھی میں جو شاہانہ امداد مدرسۃ الاسلام وانمباڑی کو ایک اسلامیہ کالج کے درجہ پر ترقی دینے کے متعلق فرمائی گئی ھی اور اس کے متعلق دلی احسان مندی کا اظہار کرتے ھوئے نواب غلام احمد خاں صاحب کلامی ، سیٹھہ یعقوب حسن صاحب اور پراونشل کانفرنس مدراس کو اس کامیابی پر مبارک باد دیتی ھی (من بجانب صدر) *

رزولیوشن نمبر ۶

بلحاظ اس سرپرستی کے جو حضور پر نور عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار دام ملکہ نے علی گڈہ کالج کی مالی مدد سے فرمائی ھی اور باعتبار اُن الطاف اور مراعات کے جو عام طور سے حضور ممدوح اپنی مسلمان رعایا کے ساتھہ فرماتے ھیں یہہ کانفرنس ہز ھائی نس کے ولی عہد دام اقبالہ کی ولادت پر دلی مبارک باد پیش کرتی ھی (من جانب صدر) *

مندرجہ بالا رزولیوشنوں کے منظور ھونے کے بعد صاحب صدر نے مسٹر اوکڈن صاحب کلکٹر ضلع و دیگر یورپین صاحبان کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے اجلاس کانفرنس میں شرکت فرماکر مسلمانوں کے تعلیمی معاملات سے اپنی دلچسپی کا اظہار فرمایا تھا اور اس قدر کارروائی کے بعد پہلا اجلاس ختم ھوا *

اجلاس دوم

بتاریخ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ع

۲ بجے دن سے ۴ بجے شام تک

وقت مقررہ پر جلسہ کی کارروائی شروع ھوئی اور سب سے پہلے آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس نے اپنی سالانہ رپورٹ بابت سال سنہ ۱۹۱۶ع جلسہ کے سامنے پیش کی - رپورٹ مذکور کی مطبوعہ کاپیاں جلسہ میں تقسیم کردي گئی تھیں- مطبوعہ رپورٹ پڑھنے سے قبل آنریري جائنٹ سکرٹري کانفرنس نے کہا کہ :—

"جناب صدر و حاضرین جلسہ !

کانفرنس کی سالانہ رپورٹ پیش کرنے کی اجازت چاھتا ھوں میں پیشتر اس سے کہ رپورٹ آپ کے سامنے پڑھوں یہہ عرض کرنا ضروري سمجھتا ھوں کہ اس رپورٹ میں خاص طور پر اُن کاموں کی تفصیل کي گئی ھی جو میرے زمانہ معتمدي میں انجام پائے - یقین کیجئے کہ کسی قسم کی کی تعلی یا خود ستائی مقصود نہیں ھی - قومی کاموں کے متعلق جو میرا معیار ھی اُس کے لحاظ سے جو کچھہ ھوا ھی وہ بہت کم ھی مگر بعض واقعات نے مجبور کیا کہ جو حالت ھی اُس کو صاف صاف بیان کردیا جائے - تجربہ سے معلوم ھوا کہ کانفرنس کے کاموں اور کامیابیوں کو پبلک کے سامنے وضاحت کے ساتھہ پیش نہ کرنے سے غلط فہمی پیدا ھوتی ھی اور بعض اصحاب کو یہہ کہنے کا موقعہ ملتا ھی کہ کانفرنس نے کچھہ نہیں کیا - اگر یہہ واقعہ ھو کہ باوجود تیس سالہ جدوجہد اور قومی توجہ اور محنت اور گرانقدر سرمایہ صرف ھونے کے کانفرنس نے اس وقت تک کچھہ نہیں کیا تو میں صاف عرض کرونگا کہ ایسي بیکار انجمن کو قائم رکھنے سے کچھہ فائدہ نہیں اس کو بند کردینا چاھیئے - لیکن چونکہ میرے علم میں یہہ صحیح نہیں ھی اس لیئے میرا فرض ھی کہ میں آپ بزرگوں کے سامنے اصلی حالات عرض کروں تاکہ جن دوستوں اور بزرگوں اور فرماں روایاں قوم نے اعانت اور سرپرستی فرمائی ھی ان کو طمانیت حاصل ھو اور یہہ قومی امانت غلط فہمیوں اور بیجا التزامات کے صدمہ سے محفوظ رھے اور اُس کا اثر پبلک میں اور قوم کے دل میں

اُس کی وقعت قائم رهے (اس کے بعد رپورٹ پڑهنی شروع کی گئی جو ذیل میں درج کی جاتی هی) :

کانفرنس کی سالانه رپورٹ

بسم الله الرحمن الرحیم

معذرت

جناب صدر و محترم حاضرین جلسه !

امسال اس رپورٹ کی تیاری کا پورا موقع مجهکو نهیں ملا - عموما اجلاس کے قریب زمانه میں رپورٹ مرتب هوا کرتی هی - اس مرتبه شروع اکتوبر میں میری طبعیت ناساز هوگئی - آخر نومبر میں معالجین کی هدایت کے مطابق مجهکو تبدیل آب و هوا کے لیئے وطن جانا پڑا — وهاں سے ۱۱ دسمبر کو واپس آیا — علاوه ناسازی طبعیت کے چند پمفلٹ کانفرنس کے متعلق اس قسم کے شایع هوئے جن کے جوابات دینا میں نے ضروری سمجها - اس لیئے بهت سا وقت اس میں صرف هوگیا - پهر اس عرصه میں اجلاس کے قریب هونے کے سبب سے انتظامات کی نگرانی کا کام سر پر آگیا - اور اب حالت یهه هی که ایک هی وقت میں مجهکو رپورٹ بهی لکهنا پڑی اور نگرانی کی ذمه‌داری کو بهی ادا کرنا پڑا — اس سبب سے اگر تحریر یا ادائے مطلب کے سلسله میں کچهه کوتاهی هوئی هو تو اُمید هی که ناظرین معاف فرماوینگے *

آپ کی اجازت سے حسب معمول میں سالانه رپورٹ پیش کرنے کی اجازت چاهتا هوں — اول حصه میں اختصار کے ساتهه میں گذشته دس سال کے کام اور حالات عرض کروں گا اور دوسرے حصه میں اس عام اعتراض کے متعلق اپنا خیال ظاهر کرونگا که کانفرنس نے کوئی عملی کام نهیں کیا *

گذشته دس سال کے کام اور حالات

اس وقت کانفرنس کی عمر ۲۰ سال کی هی — اس کی زندگی کے اول دس سال یعنی سنه ۱۸۸۶ ع سے سنه ۱۸۹۶ ع تک سرسید رح کا اهتمام رها — سنه ۱۸۹۶ ع سے سنه ۱۹۰۶ ع تک یعنی سنه ۱۹۰۵ ع کے آخر تک نواب محسن الملک کی نگرانی میں کام هوا —

شروع سنه ۱۹۰۶ ع سے یهه کام میرے سپرد هی — پس ابتدا سے اور اس وقت تک کا زمانه تین حصوں میں تقسیم هوسکتا هی — اس وقت مجهکو جو کچهه عرض کرنا هی وه خاصکر آخری دور کی نسبت هی جس سے میرا تعلق رها هی *

دور اول

سنه ۱۸۸۶ ع سے سنه ۱۸۹۶ ع تک کا زمانه بالکل ابتدائی تها — اس ملک کے دور دست اور مختلف الحالت صوبجات کے مسلمانوں کے لیئے ایک مقصد کے ساتهه ایک جگهه جمع هوکر جمهوری حیات کا آغاز کرنا آسان نه تها — اُس زمانه میں علی گڈه تحریک کے ذریعه سے جو قومی کام هوتے تهے اُن میں سرسید کی شخصیت کا بهت بڑا عنصر هوتا تها - اور یهی کیفیت کانفرنس کی رهی جس کا اثر زیاده تر ممالک متحده اور پنجاب میں محدود رها *

مگر اُسی زمانه میں یهه شکایت شروع هوئی که کانفرنس کچهه عملی کام نهیں کرتی - چنانچه سنه ۱۸۹۶ ع میں جب سر سید نے کانفرنس کا کام عملاً نواب محسن الملک کے حواله کیا اس وقت سرسید نے اپنی رپورٹ میں اس مسئله کے متعلق اپنی راے کا ذیل کے الفاظ میں اظهار فرمایا :

" جناب صدرانجمن ! جب تک که روپیه موجودنه هو کوئی کارروائی نهیں هوسکتی ، اور کوئی کام فلاح قومی کا بغیر روپیه کے نهیں هوسکتا - کسی نے سچ کها هی که

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
حلال عقود و قاضی الحاجاتی

پس جب تک که بزرگان قوم جو مسلمانوں کی بهتری اور بهلائی چاهتے هیں محنت اور مشقت اپنے پر اختیار نه کریں اور به استقلال تمام اپنے عزیز وقت کو اس کام میں صرف نه کریں اور جو عمل که کرنا هو اُس کے انجام کے لیئے روپیه بهم پهونچانے کی کوشش نه کریں اُس وقت تک کوئی عملی کارروائی نهیں هوسکتی ، نه ایجوکیشنل کانفرنس سے اور نه اور کسی سے — کانفرنس کا کام یهه هی که هر سال لوگوں کو جمع کرتی هی اور منتیں کرتی هی اور خدا کا واسطه دیتی هی ، قوم کے تباه حال کے مرثیے پڑه پڑه کر اُن کے دلوں کو نرم کرتی هی - مگر جب وهی کچهه

نہ کریں تو کانفرنس کیا کرے — پس یہہ کہنا کہ کانفرنس نے کوئی عملی کارروائی نہیں کی اور اس لیئے بے سود ہی کس قدر نا انصافی ہی – اگر بالفرض اس کو بند کردیا جائے تو کیا کوئی اور ایسا مجمع مسلمانوں کا ہی کہ جو برسویں دن مسلمانوں کی قوم کی برسی کیا کرے – اور برسویں دن ان کی حالت پر رویا کرے – اور اس مرنے والی قوم کی سسکتی ہوئی حالت کو یاد دلایا کرے ؟

نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان بہادر نے زور دیا ہی کہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنی چاہیئے کہ کانفرنس کچھہ عملی کار روائی بھی کرے جس کی کیفیت میں آیندہ عرض کروں گا – مگر ایک لطیف بات مجھکو یاد آئی – وہ میں پہلے عرض کرتا ہوں — ہمارے مشفق اودہ پنچ نے ایک نہایت نفیس تصویر کانفرنس کی اپنے اخبار میں چھاپی ہی – کانفرنس کو مردہ بنایا ہی جو مری ہوئی ایک کونچ پر پڑی ہی – اُس کے سر ہانے بجلی کی باتری رکھی ہی اور اس کا تار اس مردہ میں لپٹا ہوا ہی – نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خاں بہادر جوان دنوں میں امورات ترقی کانفرنس میں بہت سرگرم ہیں اُن شیشوں کو جن کی حرکت سے بجلی پیدا ہوتی ہی بہت کوشش سے ہلا رہے ہیں تاکہ مردہ کانفرنس میں جان ڈالیں — میں نے کہا کہ اس تصویر میں اس قدر کسر ہی کہ جہاں کانفرنس کی مردہ لاش کی تصویر بنائی ہی وہاں قوم کی مردہ لاشوں کی تصویر بنانی چاہیئے تھی اور کانفرنس کو بجلی کی کل کا ہلانے والا بنایا ہوتا — کیونکہ کانفرنس تو اپنا کام ہر سال کرتی ہی — قوم کو اُس کے حال پر خبر دار کرتی ہی — اُس کو ترقی کا راستہ بتاتی ہی — قومی مرثیہ گانے سے اُس کو رلاتی ہی اور سب طرح سے قوم کو قومی ترقی کے کاموں پر مستعد کرنا چاہتی ہی – اور اُس سے زیادہ وہ اور کچھہ نہیں کرسکتی – مگر قوم ہی کہ مردہ پڑی ہی اور جو کام اُس کے کرنے کے ہیں اُن میں ہاتھہ پاؤں کچھہ نہیں ہلاتی – سانس تک نہیں لیتی – پس کانفرنس مردہ نہیں ہی ، بلکہ قوم مردہ ہی جو کچھہ نہیں کرتی ،، *

دور دوم

دوسرے دور میں نواب محسن الملک مرحوم نے اپنے پر کشش

اخلاق اور غیر معمولی فصاحت و بلاغت کے ذریعہ سے کانفرنس کے دائرہ اثر کو بہت وسیع کیا — اُنھیں کے زمانہ میں کانفرنس نے آل انڈیا تحریک کی حیثیت حاصل کی اور اُس کا نام ” آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس ،، قرار پایا — اس دور میں نہ صرف کانفرنس کے سالانہ اجلاس دور دراز مقامات میں ہوئے اور اُس کے مقاصد کو مقبولیت عام حاصل ہوئی بلکہ اُس کے ذریعہ سے علی گڈہ مشن کے اُصول کی اشاعت اور مقبولیت میں بھی بہت کچھہ ترقی ہوئی — لیکن اس زمانہ میں بھی یہہ آواز بلند ہوئی کہ کانفرنس کچھہ عملی کام نہیں کرتی اور کانفرنس کے نظام عمل پر سر سید کے زمانہ میں جو اعتراض خود نواب محسن الملک فرمایا کرتے تھے اُن کے عہد میں بھی وہی شکایت عام طور پر کی گئی – چنانچہ نواب محسن الملک نے سنہ ۱۹۰۰ع کی کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں جو رامپور میں منعقد ہوا تھا اس مسئلہ کی نسبت ایک طویل تقریر فرمائی جس کا ایک حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہی :

” اے حضرات ! یہہ قومی کام ایک شخص کا کام نہیں ہی ، بلکہ تمام قوم کے کرنے کا کام ہی — ہر شخص کو غور کرنا اور سوچنا چاہیئے کہ کیا تدابیر اختیار کی جاویں تاکہ اس کانفرنس میں عملی کام ہوں – اس رام پور کے اجلاس میں فیصلہ کرو کہ یا تو عملی کام ہوں ورنہ اس جلسہ کو بند کردیا جاے — چونکہ بوجہ رمضان شریف کے صرف ایک اجلاس پانچ گھنٹہ کا ہوا کرے گا ، لہذا باقی وقت میں غور کرنے کا موقع کافی ملے گا — بعض اصحاب جب گھر سے آتے ہیں قومی بھلائی کے خیال دل میں لیکر آتے ہیں — لیکن جب کانفرنس سے واپس جاتے ہیں تو جوں کے توں اُن خیالات کو بھی واپس لے جاتے ہیں اور اُن کو کوئی موقع جلسہ میں ان کے پیش کرنے کا نہیں ملتا – پس میں سب صاحبوں سے عرض کرتا ہوں اور عام اطلاع دیتا ہوں کہ جن حضرات کو کوئی صلاح دینی ہو یا مشورہ کرنا ہو تو وہ آج شام کو میرے کمرہ پر تشریف لاویں اور اپنے خیالات سے مطلع کریں – وہ وقت مخصوص ہوگا صرف اُن صاحبوں کے لیئے جو کوئی راے دینا یا تجویز پیش کرنا چاہینگے تاکہ عملی کام ہوں – یا تو رام پور کی کانفرنس کو اخیری کانفرنس خیال کیا جاے ورنہ عملی کام ہوں *

حضرات ! اب تو شرم آتی ہے کہ رزولیوشن پاس ہوتے ہیں — لیکن جو اصلی مقصد ہے وہ فوت ہوتا ہے - چودہ برس سے محنت اُٹھا رہے ہیں ، قوم کا روپیہ صرف ہورہا ہے لیکن نتیجہ کچھہ بھی نہیں نکلتا - اگر ایک ایک شہر میں ایک ایک آدمی بھی عملی کام کا خیال رکھے اور اسی دھن میں مصروف رہے تو وہ شخص اُس شہر میں ممبر کا کام دے گا *

" حضرات ! میں آپ سے زیادہ اسٹینڈنگ کمیٹی کو الزام دیتا ہوں جو گیارہ مہینے سوتی اور ایک مہینہ کام کرتی ہے — رام لیلا میں کنبھہ کرن چھہ مہینہ سوتا اور چھہ مہینہ جاگتا ہے - لیکن ہمارے ممبر تو کنبھہ کرن سے بھی بڑھ گئے جو گیارہ مہینے سوتے ہیں - سب سے زیادہ ملزم میں خود ہوں — دس مہینہ تو غافل رہا اور جب نومبر کا مہینہ آیا تو اشتہاروں اور خطوط کی بھر مار شروع کردی - لیکن اے حضرات ! میں کالج کا سکرٹری ہوں — کالج کا کام میرے ذمہ ، میموریل فنڈ کا کام میرے ذمہ ، کانفرنس کا کام میرے ذمہ - ایسی حالت میں ایک شخص تمام کاموں کو کیونکر بخوش اسلوبی انجام دے سکتا ہے — کوئی مدد کا دینے والا نہیں — ہاں مرزا عابد علی بیگ صاحب قومی کام سمجھکر کالج کے کاموں میں مدد دیتے ہیں — لیکن اب یہہ انتظام کیا گیا ہے کہ برابر خط و کتابت جاری رہے تاکہ ترغیب و تحریص کا سلسلہ برابر جاری رہے — آپ لوکل کمیٹیاں قایم کریں - لوگوں کو کانفرنس اور محمدن یونیورسٹی کے فواید بتاویں — جو تجاویز سنٹرل اسٹینڈینگ کمیٹی کے دفتر سے جاری ہوں اُن کے موافق کام کریں — برابر خط و کتابت جاری رکھیں - سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کا کام ہے لوکل کمیٹیوں سے خط و کتابت رکھنا ، اور لوکل کمیٹیوں کا فرض ہے اپنے مقام پر کام کو جاری رکھنا اور ہر ایک نتیجہ سے سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کو اطلاع دینا - جب اس طرح پر برابر کام جاری رہے تو نتیجہ نکل سکتا ہے — ورنہ اب تک تو اسٹینڈنگ کمیٹی اور ممبران کانفرنس دونوں قصور وار ہیں - نہ اسٹینڈنگ کمیٹی نے ممبروں سے تحریک کی اور نہ ممبروں نے عام مسلمانوں سے - گھڑی جب ہی چلتی اور کام دیتی ہے جب روزانہ کوکی جاے " *

آخر کار سنہ ۱۹۰۴ع کی لکھنؤ کی کانفرنس میں نواب محسن الملک نے صاف صاف فرمادیا کہ جب تک دفتر کے لیئے خاص فنڈ اور اُس کے اهتمام کے لیئے کوئی مددگار نہ ہو کام درستی سے نہیں ہوسکتا — اس پر اُسی اجلاس میں تقریباً دو ہزار روپیہ چندہ محض دفتر کے کام کے لیئے ہوا اور مسٹر براؤن صاحب (جو اس زمانہ میں علی گڈہ کالج میں پروفیسر تھے) جائنٹ سکرٹری مقرر ہوئے — ایک سال تک مسٹر براؤن اور مسٹر قادری صاحب نے کانفرنس کا کام کیا — ایک سال کے تجربہ کے بعد جو رپورٹ اُنہوں نے سنہ ۱۹۰۵ ع کے سالانہ اجلاس میں پیش کی اور اس میں کانفرنس کی حالت کو جن الفاظ میں بیان کیا وہ ذیل میں نقل کیئے جاتے ہیں — وہ فرماتے ہیں کہ :—

" کوئی باقاعدہ سسٹم نہیں - کوئی محدود پروگرام نہیں - کوئی سرمایہ نہیں - کوئی مستقل کام کرنے والا نہیں " *

دور سوم

کانفرنس اور اُس کے نظام عمل کی یہہ حالت تھی جبکہ مسٹر براؤن کی جگہہ میں سنہ ۱۹۰۶ع میں جائنٹ سکرٹری مقرر کیا گیا اور کانفرنس کی نگرانی میرے سپرد کی گئی — یہہ واقعہ ہے کہ جس وقت سنہ ۱۹۰۶ ع میں میں نے کانفرنس کا کام لیا اس وقت نہ ایک پیسہ کی مستقل آمدنی تھی ، نہ فنڈ میں کچھہ روپیہ تھا ، نہ دفتر کے لیئے کوئی عمارت تھی اور نہ مستقل اور مسلسل کام کا کوئی نظام تھا — صرف دو کلارک دفتر میں تھے اور ایک سفیر تھا — علاوہ اس کے ملک میں نہ کوئی پراونشیل کانفرنس قایم تھی اور نہ کوئی لوکل کمیٹی اُس وقت موجود تھی — اُس کے بعد جو کام ہوا اُس کی مختصر کیفیت ذیل میں درج کی جاتی ہے :—

(۱) سب سے اول کوشش یہہ کی گئی کہ کانفرنس کے فنڈ میں ترقی ہو جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ سنہ ۱۹۰۶ع سے ۱۹۱۰ع تک ممبروں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا جو رپورٹوں سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے — یعنی سنہ ۱۹۰۶ ع سے سنہ ۱۹۱۰ ع تک علاوہ چندہ کی آمدنی کے مستقل آمدنی کے لیئے کوشش کی گئی *

(۲) اُس کے بعد دفتر کو از سر نو ترتیب دیا گیا — ایک لایق سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا — مختلف صوبوں کے لیئے سفیر مقرر هوئے — جن سے سال کے اول حصه میں لوکل کمیٹیوں کے قایم کرنے اور سرکاري مدارس میں غریب مسلمان طالب علموں کو فیس کي امداد دیکر داخل کرنے کا کام کرایا گیا اور آخري حصه میں چندہ کا کام لیا گیا — اس زمانه میں جو کام مختلف اضلاع اور مقامات پر سفیران کانفرنس نے کیا وہ اُن سالوں کے رپور ٹوں میں مذکور ہے *

(۳) سالانه اجلاس کي کارروائي محض چند رزولیوشنوں پر یا نظموں کے پڑھے جانے پر محدود نہیں رهي ، بلکه آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کي شان کے لحاظ سے تقریباً هر ایک صوبه کے مسلمانوں کي تعلیمي ضرورتوں کو مد نظر رکهه کر نه صرف رزولیوشن پیش اور پاس هوئے بلکه اُن کے متعلق گورنمنٹ عالیه اور صوبوں کي گورنمنٹ کے حضور میں مدلل میموریل بهیجنے کا سلسله شروع هوا *

(۴) اس زمانه میں لوکل کمیٹیاں متعدد مقامات میں قایم هوئیں اور سنه ۱۹۱۰ ع تک ان کی دلچسپی میں برابر ترقی هوتی جاتی تهی اور ان کے ذریعه سے حصول مقاصد کانفرنس کے لیئے رسته صاف هوتا جاتا تها *

(۵) تعلیمي اور اخلاقي مضامین پر هزاروں کي تعداد میں رسائل طبع هوکر کل ملک میں تقسیم هوئے *

(۶) اسلامي مدارس کے کتب خانوں کے لیئے اعلی قومي لٹریچر کي کتابیں تقسیم هوئیں اور جس مقام پر سالانه اجلاس هوا وهاں کے اسلامیه اسکول کے کامیاب طلباء کو انعامات تقسیم هونے کا سلسله شروع هوا *

(۷) مسلم یونیورسٹی کي تحریک کو عام فهم اور مقبول عام کرنے لیئے سالانه اجلاسوں میں خاص اهتمام کے ساتهه اُس کے متعلق رزولیوشن پاس هوئے اور سنه ۱۹۱۰ع میں اسلامیه کالج کے طلباء کا تقریروں میں اسي مضمون پر مقابله کرایا گیا اور کامیاب طالب علم کو طلائي تمغه دیا گیا *

(۸) ڈهاکه ، کرانچي ، رنگون اور ناگپور جیسے دور دراز مقامات پر سالانه اجلاس هوئے اور وهاں کي خاص ضرورتوں کے مطابق گورنمنٹ اور پبلک کو متوجه کرنے میں پوري کوشش کي گئي *

اس طرح کانفرنس کے مقاصد کي اشاعت اور تکمیل کا کام اُمید افزا کامیابي کے ساتهه انجام پا رها تها که هز امپیریل مجسٹی شاهنشاه ایڈورڈ هفتم کے انتقال کے سبب سے نئے شاهنشاه کی تاج پوشی کا دربار دهلی میں هونا قرار پایا اور اسی سلسله میں دسمبر سنه ۱۹۱۰ع میں هز هائی نس سر آغا خاں بالقابه نے دفعتاً مسلم یونیورسٹی کے لیئے ایسے امید افزا اور لبهانے والے پیرایه میں تحریک کی که کار کنان علی گڈه اور کل قوم فوراً اُس طرف متوجه هوگئی اور چونکه اُس وقت مسلم یونیورسٹی قوم کے لیئے بهترین اور اعلي ترین نعمت سب کے خیال میں تهی، اس لیئے قوم کے بهتوین مقاصد کے خیال سے تمام اور چیزوں کے خیال کو چهوڑ کر هم سب اُسی طرف رجوع هوگئے — تحریک کے متعلق عملی کام کرنے کے لیئے علی گڈه میں ایک یونیورسٹی دفتر قایم کیا گیا۔ اور کانفرنس کے سپرنٹنڈنٹ اور چند اهلکاروں اور سب سفیروں کي خدمات مسلم یونیورسٹي کے دفتر کو منتقل کردي گئیں — تقریباً دو سال تک یعنی سنه ۱۹۱۱ ع اور سنه ۱۹۱۲ ع میں کانفرنس کے دفتر میں کوئي سپرنٹنڈنٹ نهیں رها اور نه سفیر رهے — اس کے علاوہ خود میري توجه اور وقت کا ان دونوں سالوں میں بهت بڑا حصه یونیورسٹی کے کام پر صرف هوا — ان سب کا لازمی نتیجه یهه هوا که سال سنه ۱۹۰۶ ع سے سنه ۱۹۱۰ ع تک دفتر کے کام میں جو سلسله اور نظام قایم هوا تها وہ درهم برهم هوگیا — اس کے بعد تین سپرنٹنڈنٹ بوجه اس کام کے لیئے موزوں نه هونے کے بدلے گئے — اب تک اس دو سال کی بے ترتیبی کی تلافی نهیں هوسکی — نه صرف یهه هوا که دفتر کے نظام کو صدمه پهنچا بلکه کانفرنس کي مالي حالت پر برا اثر پڑا — کیونکه اول تو سنه ۱۹۱۱ع میں خود اس مقصد سے کانفرنس کے لیئے چندہ قطعاً نهیں کیا گیا تاکه قوم کي فیاضي کلیتاً یونیورسٹي کے لیئے محفوظ رهے — اس کے علاوہ سنه ۱۹۱۱ ع میں جو جنگ بلقان شروع هوگئی اُس کے لیئے قدرتي طور پر کثرت سے چندے هوئے جس کا اثر تمام تعلیم گاهوں کي مالي حالت پر پڑا اور منجمله اُن کے کانفرنس پر بهي هوا — مگر جس چیز نے سب سے زیادہ نقصان پهونچایا

وہ یہہ تھی کہ جنگ بلقان کے سبب سے دفعتاً ملک اور قوم میں ایسے اسباب پیدا ہوگئے جن کی وجہ سے علی گڈہ تحریک کے اثر میں سخت تنزل واقع ہوگیا — یہاں تک نوبت پہونچی کہ خود اُس جماعت میں جس کو علی گڈہ تحریک نے پیدا کیا تھا سرسید اور ان کے تحریک کے متعلق نہ صرف تذبذب بلکہ ایک حد تک بد اعتقادی پیدا ہوگئی - جن اسباب اور وجوہ سے یہہ سب کچھہ ہوا اُس کی تفصیل کا یہہ وقت اور موقع نہیں ہے — اس وقت صرف اس قدر عرض کردینا کافی ہے کہ کسی مناسب وقت اور موقعہ پر انشاءالله اس زمانہ کی مفصل تاریخ لکھی جاویگی- ان واقعات اور حالات کے سبب سے علی گڈہ کالج اور کانفرنس پر گذشتہ پانچ سال کا زمانہ نہایت نازک اور پر خطر گذرا ہے — جنگ بلقان اور جنگ یورپ کے عالم گیر پر نتایج واقعات نے خیالات میں جو هیجان اور سیلاب عظیم کل دنیا میں اور خاص کر اسلامی دنیا مین پیدا کیا اُس کی سخت موجوں کی زد علی گڈہ کی تحریک پر ہوئی اور اُس کا برا اثر کانفرنس کے کاموں اور اُس کی مستقل اور مسلسل ترقی پر بہت کچھہ ہوا — سب سے زیادہ اس کا برا نتیجہ یہہ ہوا کہ مختلف مقامات میں جو لوکل کمیٹیان قایم ہوچکی تھیں اور بعض میں نہایت مفید کام ہونا شروع ہوگیا تھا اُن کی سرگرمی میں فرق آگیا - کیونکہ جب مرکزی تحریک اور اُس کے کارکنوں کے متعلق خیالات اور عقاید میں فرق آجاے تو پھر اُن کے اثر سے جو کام چلتے ہوں محفوظ کیسے رهیں — چونکہ عام طور پر تعلیمی تحریک کے خلاف ہوا چلنے لگي اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ سنہ ۱۹۱۰ع کے بعد نہ نئي لوکل کمیٹیان قایم ہوسکین اور نہ جو قایم تهیں اُن میں جوش اور دلچسپي باقي رهي — اور کارکنان کانفرنس کے خطوط اور درخواستین بہت کچھہ بے اثر ہوگئیں — اس کے علاوہ دوسرا برا نتیجہ یہہ ہوا کہ کانفرنس کے ممبروں کي تعداد کم اور اس طرح پر جمہوري امداد کم ہوگئي *

لیکن با این ہمہ گذشتہ دس سال میں جو خاص خاص کام ہوئے هین اور مقاصد کانفرنس کي جہان تک کہ تکمیل ہوئي هی ان میں سے کچھہ کا ذکر پیشتر ہوچکا هی اور کچھہ مجملاً ذیل میں عرض کیئے جاتے هیں :—

(۹) چند سال کے تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ بحیثیت آل انڈیا تحریک ہونے کے کانفرنس پر قومي تعلیمي پروگرام کا جس قدر بار هی اُس کے لحاظ سے سالانہ اجلاس کے تین دنوں میں کافي اور حسب ضرورت کام نہیں ہوسکتا ، اس لیئے سنہ ۱۹۰۹ ع سے تیچرس کانفرنس کا اجلاس شروع کیا گیا جس میں اسلامیہ تعلیم گاہوں کے اساتذہ کو مدعو کیا گیا اور اُس کے پروگرام میں اُن مسائل کو رکھا گیا جن کے سمجھنے اور سمجھانے کے لیئے ماہرانہ تجربہ اور علم کي ضرورت هی *

(۱۰) گذشتہ دس سال میں جو رزولیوشن کانفرنس کے سالانہ اجلاسوں میں پاس ہوئے اور ان کي نسبت اس زمانہ میں جو کارروائي ہوئي وہ یہہ هی کہ جس قدر رزولیوشن پاس ہوئے علاوہ شکریوں اور تعزیت کے اصولاً یا تو قوم کو مختلف تعلیمي ضرورتوں پر متوجہہ کرنے کے لیئے تھے یا گورنمنت سے تعلیمی حقوق طلب کرنے اور سرکاری تعلیم گاہوں میں مسلمانوں کے لیئے جو خاص رکاوٹ کے اسباب هیں اُن کو دور کرنے کے لیئے تھے یا کانفرنس کے کارکنوں کي تعمیل کے متعلق تھے *

جہان تک کہ قوم کی توجہ کا تعلق هی اُس کي نسبت یہہ کیا گیا کہ اہم تعلیمي مسائل کے متعلق رسالے طبع کراکر کثیر تعداد میں تقسیم کرائے گئے اور کانفرنس کے اجلاسوں میں مشاہیر قوم کے ذریعہ سے لکچر اور وعظ دلوائے گئے — اور کوشش کي گئی کہ لوکل کمیٹوں کے ذریعہ سے مختلف مقامات میں بیداري اور قومي احساس میں ترقي ہو - ظاہر هی کہ اس امر خاص کے متعلق کانفرنس اس سے زیادہ اور کچھہ نہیں کرسکتي تھی *

جہان تک کہ گورنمنت سے تعلیمي حقوق طلب کرنے اور ضرورتوں کو تسلیم کرانے کا تعلق هی اس کي نسبت بھي حتی الامکان کوشش کي گئي — مسلم یونیورسٹي کے متعلق جو مشورہ گورنمنت هند کے سامنے پیش ہوا اس میں کارکنان کانفرنس کا خاص حصہ تھا — سب سے اول جس ڈپوتیشن نے مئي سنہ ۱۹۱۱ ع میں بمقام شملہ سر هار کورٹ بٹلر کے سامنے مسلم یونیورسٹي کي اسکیم پیش کي اُس میں کانفرنس کے انریري سکرٹري اور جائنت سکرٹري اور کانفرنس کے ایک اجلاس کے پریسیڈنت (جناب والا راجہ صاحب محمود آباد) اور کانفرنس کے ایک سکشن کے سکرٹري (یعني ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب) شریک

تھے — اس کے بعد مسلم یونیورسٹی کے متعلق جو قواعد مرتب ہوئے اُس میں کارکنان کانفرنس اور دفتر کا معتدبہ حصہ تھا — سنہ ۱۹۱۱ ع میں جو دور دراز مقامات پر ڈپوٹیشن مسلم یونیورسٹی کے متعلق گئے اس میں کارکنان کانفرنس کا سب سے زیادہ حصہ تھا — سنہ ۱۹۱۲ ع کے بعد سے اس مسئلہ کے متعلق جو کچھہ اختلاف اور غلط فہمی پھیلی ہوئی ہی اُس کو رفع کرنے اور سلجھانے کی کوشش میں کارکنان کانفرنس نے کوئی کمی نہیں کی - اس طرح مسلم یونیورسٹی کے متعلق سالہا سال سے کانفرنس کے سالانہ اجلاسوں میں جو رزولیوشن پاس ہوتے رہے اُن کی تعمیل میں کانفرنس کی طرف سے حتی الامکان کمی نہیں کی گئی *

اعلیٰ تعلیم کے متعلق مختلف شکلوں میں رزولیوشن پاس ہوئے- کلکتہ مدرسہ کو کالج کے درجہ پر پہونچانے کے اور سندہ کے مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم میں ترقی کے لیئے خاص انتظام کرنے کے واسطے گورنمنٹ بنگال اور سندہ کی خدمت میں مدلل اور مفصل میموریل بھیجے گئے - سندہ کے پیسہ سس کے متعلق نہ صرف گورنمنٹ کو میموریل بھیجا گیا بلکہ صوبہ بمبئی کے ممتاز مسلمان لیڈران کی خدمت میں متعدد بار عرض کیا گیا کہ وہ اس مسئلہ پر توجہ کریں- سنہ ۱۹۱۴ ع میں بمقام پونہ میں نے خود ڈائرکٹر صاحب سرشتہ تعلیم اور ہز اکسلنسی گورنر بمبئی کی خدمت میں اس مسئلہ کی نسبت عرض کیا - لیکن بدقسمتی سے سندہ کے زمینداروں میں اس مسئلہ کے متعلق باھمی اتفاق نہیں - چنانچہ کونسل میں بل پیش ہونے کے بعد پھر کارروائی ملتوی ہوگئی - بہرحال خود بزرگان بمبئی اور سندہ اس کی تصدیق کرسکتے ہیں کہ کانفرنس نے اس مقصد کی کامیابی میں کمی نہیں کی - بنگال کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت کے متعلق ڈھاکہ کانفرنس اور امرتسر کانفرنس کے اجلاسوں میں مفصل طور پر اعداد اور واقعات کے ذریعہ سے اصلی حالت پیش کی گئی- ان رپورٹوں کو بنگال میں تقسیم کرایا گیا - وہاں کے افسران تعلیم کی خدمت میں میموریل بھیجے گئے- ستمبر سنہ ۱۹۱۱ ع میں بنگال پراونشیل کانفرنس کی صدارت کی حیثیت سے میں نے وہاں کے مسلمانوں کی تعلیم کے مسئلہ کو تفصیل سے وہاں کی گورنمنٹ اور پبلک کے سامنے پیش کیا - جن اصحاب کو بنگال کی تعلیمی حالت معلوم ہی وہ واقف ہیں کہ ان کوششوں کا بہت کچھہ اثر ہوا *

پنجاب میں وہاں کی مسلمان ابادی کی تعداد اور اھمیت کے مطابق تعلیمی ترقی کا احساس پیدا کرنے کے لیئے اس زمانہ میں بہت کچھہ کوشش کی گئی- راولپنڈی، ملتان، ڈیرہ غازی خاں، گجرات، لاھور، انبالہ، جالندھر ان مقامات پر میں بذات خود گیا اور علاوہ مقامی تعلیمی ضرورتوں کے مسائل کے کل صوبہ کے مسلمانوں کی اھمیت نقشوں اور ڈائگراموں کے ذریعہ سے زندہ دلان پنجاب کے حضور میں پیش کرکے پراونشیل کانفرنس کے قایم ہونے کے متعلق کوشش کی *

ھر سال سالانہ اجلاس میں خواہ وہ کہیں منعقد ہو پنجاب کے مسلمانوں کی تعلیمی ضرورتوں کے متعلق رزولیوشن پاس کرکے گورنمنٹ میں پیش کیئے — سال گذشتہ میں بمقام شملہ ھزآنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کے حضور میں جاکر میں نے اس صوبہ کے مسلمانوں کی تعلیمی ضرورتوں کے متعلق بہت کچھہ عرض کیا *

پنجاب کے جو طالب علم وھاں سے وظایف حاصل کرنے کے بعد علی گدہ کالج میں تعلیم کے لیئے آتے ھیں یا یہاں سے بی اے ایل ایل بی کا امتحان پاس کرنے کے بعد پنجاب میں وکالت کرنا چاھتے ھیں ان کے متعلق پنجاب گورنمنٹ اور چیف کورٹ سے خط و کتابت کرنا کانفرنس کا کام رھا ھی - اور ان امور میں آنریبل میاں محمد شفیع صاحب سے جو امداد ھمیشہ ملتی رھی ھی وہ ھم کو اور پنجاب کے طالب علموں کو اچھی طرح معلوم ھی *

سرحدی صوبہ میں تعلیمی ترقی کو میں کل ملک کے مسلمانوں کے لیئے نہایت ضروری سمجھتا ھوں — اور سالہا سال سے میں اُس صوبہ کی گورنمنٹ اور اپنے مکرم اور معظم و محترم دوست نواب عبدالقیوم خاں صاحب کی خدمت میں اپنے خیالات پیش کرتا رھا ھوں - چنانچہ سنہ ۱۹۱۳ ع میں خاص اسی غرض سے میں خود پشاور گیا اور پشاور کے مسلمانوں کے ایک بڑے جلسہ میں (جس کے صدر نواب عبدالقیوم خان صاحب تھے) تحریک کی کہ سرحدی صوبہ میں تعلیمی ضرورتوں کا احساس پیدا کرنے کے لیئے پشاور میں کانفرنس کا اجلاس ھو- اور اس وقت بالاتفاق قرار پایا کہ سنہ ۱۹۱۴ ع کا اجلاس پشاور میں ھو لیکن بد قسمتی جنگ سے شروع ھوجانے کے سبب سے اُس سال کا اجلاس پشاور میں

اٹاوہ اسکول جو چند حیثیتوں میں کل ملک میں خاص امتیاز رکھتا هی اُس کي مدد کے لیئے حتی الامکان کمي نہیں کي گئي — سالانہ اجلاسوں کي رپورٹوں میں اُس کا خاص طور پر ذکر کیا گیا، جب میں ممبر کونسل تھا اُس وقت اپني بجٹ کي تقریروں میں اٹاوہ اسکول اور اُس کي باني اور مہتمم کے متعلق خاص طور پر ذکر کیا اور ایک عرصہ تک پانسو روپیہ سالانہ کانفرنس کے فنڈ سے دیئے جاتے رهے *

اسلامیہ اسکول کانپور کے متعلق اُس کے منتظمین نے جب کبھي کوئي خواهش کي اُس کے پورا کرنے میں کبھي دریغ نہیں کیا گیا — الہ آباد میں خود گیا — وهاں کے خاص اصحاب سے لوکل کمیٹي کے متعلق تحریک کي اور ایک عام جلسہ میں وهاں کے تعلیمي حالات کے متعلق وهاں کي پبلک کو توجہ دلائي - اسی سال کے شروع میں بنارس گیا اور وهاں مسلم یونیورسٹي کے متعلق واقعات اور حالات عرض کیئے *

اس صوبہ کے ڈائرکٹر صاحب سرشتہ تعلیم خوب جانتے هیں کہ اس صوبہ کے مسلمانوں کي تعلیمي حالت کے متعلق گذشتہ دس سال میں کانفرنس نے کس قدر درخواستیں پیش کي هیں — میں نے اپني کونسل کي تقریروں میں تمام اُن مسائل پر زور دیا هی جن کے متعلق کانفرنس میں رزولیوشن پاس هوتے رهے هیں - سنہ ۱۹۱۳ ع میں جو مسلمانوں کي کمیٹي اس صوبہ میں گوورنمنٹ کي طرف سے مقرر هوئي اُس نے جو رپورٹ مرتب کي اور اُس رپورٹ کي وجہ سے اگست سنہ ۱۹۱۴ ع میں جو رزولیوشن اس صوبہ کي گوورنمنٹ نے صادر کیا اس سب میں کانفرنس کا جس قدر حصہ هی وہ اُس کمیٹي کے ممبروں کو بخوبي معلوم هی — هز آنر سر جیمس مسٹن بہادر بالقابہ پر هندؤں کي طرف سے اگست سنہ ۱۹۱۴ ع کے رزولیوشن کے متعلق جب اعتراضات هوئے اُس وقت غازي پور میں جو اسپیچ هز آنر نے سال گذشتہ میں دي اس میں صاف ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کي کمیٹي کي رپورٹ میں ایسے صریح اور لا جواب واقعات اور اعداد پیش کیئے گئے تھے کہ ان پر توجہ کرنا ضروري تھا — یہہ واقعہ هی کہ اُس رپورٹ میں جس قدر اعداد اور تعلیمي حالت کے متعلق واقعات تھے (جنھوں نے هز آنر

نہ هوسکا - مگر سرحدي صوبہ کي خاص ضرورتوں کے خیال سے راولپنڈي میں اجلاس کیا گیا — اس اجلاس میں سرحدي صوبہ کي حالت اور تعلیمي ضرورتوں کے متعلق مفصل رپورٹ پیش کي گئي اور وهاں کي گوورنمنٹ کي خدمت میں اُن تجاویز کو پیش کیا گیا *

ممالک متحدہ کے بڑے مقامات میں بہت هي کم ایسے هوں کے جہاں میں خود محض کانفرنس کے مقاصد کي غرض سے نہ گیا هوں اور وهاں کے باانر اصحاب کي خدمت میں اپنے خیالات کو نہ عرض کیا هو — میرٹھہ، سہارن پور، مظفرنگر، مرادآباد، بریلي، بدایوں، آگرہ، فرخ آباد یہہ وہ مقامات هیں جہاں گذشتہ دس سال میں متعدد بار میں گیا هوں، جلسے کیئے هیں اور مقاصد کانفرنس کي کامیابي کے لیئے حتی الامکان پوري کوشش کي هي *

سنہ ۱۹۱۲ ع میں لکھنؤ کانفرنس اسي غرض سے کي کہ اودہ کے مسلمانوں کي تعلیمي بہتري کے لیئے مستقل تحریک کي جائے - چنانچہ اپني رپورٹ میں اودہ کے تمام اضلاع کے متعلق اعداد اور واقعي حالات کي بنا پر وهاں کے مسلمانوں کي موجودہ تعلیمي حالت کو پیش کرکے تحریک کی کہ اودہ کے لیئے پراونشیل کانفرنس قایم هو - اس تحریک کے مطابق جناب والا راجہ سر تصدق رسول خاں صاحب بالقابہ کے دولت خانہ پر جلسہ هوا اور پراونشیل کانفرنس قایم هوئي اور انریبل مسٹر سمیع الله بیگ صاحب اس کے سکرتري مقرر هوئے — جس قدر لکھنؤ میں نئے تعلیم یافتہ اصحاب هیں اُن کي خدمت میں متواتر عریضے بھیجے اور صوبہ اودہ کے تعلیمي مسئلہ پر اُن کو توجہ دلائي *

بزرگان آگرہ کو معلوم هی کہ کتني مرتبہ میں خود اگرہ حاضر هوا - وهاں کي اسلامیہ انجمن کے جلسہ میں شریک هوکر عرض کیا — پھر سنہ ۱۹۱۳ ع میں وهاں کانفرنس کا اجلاس کیا — تقریباً هر با اثر بزرگ کے در دولت پر حاضر هوکر نہایت اصرار سے عرض کیا کہ وهاں اسلامیہ هائی اسکول قایم هو — شعیبیہ اسکول کا کئي مرتبہ معائنہ کیا - اجلاس کانفرنس میں شعیبیہ اسکول کے طلبا کو بڑے اهتمام سے پیش کیا - اُن سے تقریریں کرائیں، اُن کو انعام دئے — اجلاس کے سامنے اسکول کي سفارش کي اور اُس کے لیئے چندہ کرایا *

پر اثر کیا) اُن کے لیئے قوم کو کانفرنس کا ممنون ہونا چاهیئے - کانفرنس کي یہہ خدمت معمولي نہیں هی ، کیونکہ اگست سنہ ۱۹۱۴ ع کے رزولیوشن نے جو تعلیمي حقوق مسلمانوں کو عطا کیئے هیں وہ نہایت بیش بہا هیں — جہاں تک کہ میں واقف هوں گورنمنٹ سے یہہ درخواست کہ صوبہ کے مسلمانوں کي تعلیمي ترقي کي نگراني کے لیئے پورے صوبہ کے لیئے ایک مسلمان انسپکٹر هو اور اضلاع میں ڈپٹي انسپکٹر هوں سب سے اول گذشتہ دس سال میں کی گئي هی - اگست سنہ ۱۹۱۴ ع کے رزولیوشن نے اس کو منظور کرکے اس اصول کو عملاً تسلیم کرلیا کہ موجودہ حالت میں مسلمانوں کے لیئے گورنمنٹ کي معمولي تعلیم گاهیں اور عہدہ دار کافي نہیں هیں - اب یہہ همارا کام هی کہ هم اس اصول کو نہ صرف اسي صوبہ میں زندہ اور قایم رکھیں بلکہ اور صوبوں میں بھي اس کے نفاذ کي کوشش کریں - چنانچہ کانفرنس اس کوشش میں مصروف هی *

ممالک متوسط اور برهما کے متعلق جو کچھہ کیا گیا وہ وهاں کي کانفرنس کي رپورٹوں سے معلوم هوسکتا هی *

ڈاکٹري اور انجنیري اور ٹریننگ کے متعلق جو رزولیوشن پاس هوئے ان کے لیئے جس قدر زیادہ تعداد اور مقدار میں وظایف گذشتہ دس سال میں دیئے گئے اس سے پیشتر کبھي نہیں دیئے گئے تھے *

باتھم میموریل مدراس کي امداد کی گئي *

سرکاري محکمہ جات تعلیم میں مسلمان اُستادوں کي تعداد میں اضافہ کے لیئے اور ٹریننگ کالجوں اور نارمل اسکولوں میں داخلہ کے متعلق افسران گورنمنٹ سے نہ صرف خط و کتابت کي گئي بلکہ خود ملکر اعداد کي بناپر زور دیا گیا - ممالک متحدہ میں مسلمان هیڈ ماسٹروں کي تعداد میں اس عرصہ میں کچھہ اضافہ هوا اور اُستادوں اور ڈپٹي انسپکٹروں کي تعداد اسي زمانہ میں بڑھي هی *

کانفرنس کي مسلسل کوشش کا نتیجہ هی کہ ملک کي کل یونیورسٹیوں نے سوائے کلکتہ یونیورسٹي کے امتحانوں میں رول نمبر کاقاعدہ کردیا هی — سیلٹ اور سنڈیکیٹ میں مسلمانوں کي تعداد ابھي تک کم هی اور اس کے متعلق برابر کوشش جاري هی — مختلف صوبوں میں مسلمانوں

کے عقائد اور جذبات کے خلاف نصاب میں جو کتابیں معلوم هوئیں ان کے متعلق کانفرنس میں جو رزولیوشن پاس هوئے اُن کي تعمیل میں کتابیں منگاکر دیکھیں گئیں - جناب والا مولوي محمد حبیب الرحمان خاں صاحب شرواني نے نہایت توجہ سے نقایص کو ظاهر کیا اور کانفرنس کي تحریک پر وہ کتابیں نصاب سے خارج کي گئیں *

کانفرنس نے اس ضرورت پر زور دیا کہ سرکاري مدارس میں وظائف اور فیس اور داخلہ کے متعلق مسلمانوں کے لیئے ایک خاص تعداد مخصوص کردي جاوے - چنانچہ یہہ مسئلہ گورنمنٹ میں پیش کیاگیا - ایک حدتک اس میں کامیابي هوئي هی اور بعض صوبوں میں ایسا هورها هی *

فرضکہ سوائے چند رزولیوشنوں کے اور کوئي بھي ایسا نہیں هی جس کے متعلق حتی الامکان کوشش نہ کي گئي هو — البتہ اس قسم کے رزولیوشن کہ کراچي میں یا رنگون میں یتیم خانے قایم هوں اُن کا تعلق خاص اُنہیں مقامات سے تھا اور وهیں کے اصحاب نے اُن کو پیش کیا تھا — اُن کے متعلق کارکنان کانفرنس پر کبھي کسي قسم کي ذمہ داري نہیں سمجھي گئي *

اوقاف کے متعلق چند مرتبہ رزولیوشن پاس هوئے — اول مرتبہ سر سید علیہ الرحمة کے زمانے میں پاس هوا تھا — اُس وقت گورنمنٹ سے دریافت کیا گیا تھا اور گورنمنٹ کے ذریعہ سے تعلیمي اوقاف کي فہرست دستیاب بھي هوئي تھي *

اس قسم کے اوقاف زیادہ تر خود هماري قوم کے اصحاب کے قبضہ اور تصرف میں هیں — البتہ بعض گورنمنٹ کے هاتھہ میں بھي هیں - گورنمنٹ کے هاتھہ میں جو هیں اُن کي بابت کارروائي آساني سے هوسکتي هی - چنانچہ محسن فنڈ کے متعلق کئي تجاویز گورنمنٹ میں پیش کي گئیں - لیکن جو اوقاف کہ خود هماري قوم کے اصحاب کے هاتھہ میں هیں اُن کے متعلق کچھہ کرسکنے کي شکل یہي هی کہ عدالتوں میں مقدمات دائر کیئے جاویں - ظاهر هی کہ یہہ کام کانفرنس نہیں کرسکتي - اس کے لیئے هر ایک مقام میں ایسے بزرگوں کي ضرورت هی جو اپنا وقت اور روپیہ اس کام میں صرف کرنے پر آمادہ هوں - بہر حال

انشاء الله آینده سال یهه کوشش کي جائیگي که اس صوبه میں جس قدر اوقاف هیں اُن کی مکمل فهرست طیار کي جائے *

۱۱ — کشمیر کے مسلمان جن کي حالت مدتوں سے نا گفته به هی اس کي طرف سب سے اول اسي دس سال میں توجه هوئی — سنه ۱۹۰۷ ع سے برا بر وهاں کے متعلق رزولیوشن پاس هوئے اور آخر کار سنه ۱۹۱۳ع میں کانفرنس کي طرف سے ایک وفد لیکر خود میں کشمیر گیا — اول وهاں کي پوري حالت معلوم کرکے ایک مفصل اور مکمل اڈریس تیار کیا جو آخر ستمبر سنه ۱۹۱۳ع میں هز هائي نس مهاراجه صاحب کے حضور میں پیش کیا- آنریبل صاحب رزیڈنٹ سے مل کر اُن کو مسلمانوں کي حالت پر متوجه کیا — سري نگر اور اسلام آباد میں وهاں کے مسلمانوں کے بڑے بڑے جلسه کیئے اور خود اُن کو جو کچهه کرنا چاهیئے اُس کي طرف متوجه کیا- کشمیر سے واپسي پر وهاں کي حالت کے متعلق ایک رساله مرتب کرکے اس ملک کے کشمیري صاحبوں کي خدمت میں پیش کیا - اس کوشش کا نتیجه ایک حد تک بر آمد هوچکا هی - لیکن انشاء الله آینده بهت زیاده هوگا *

۱۲ — گذشته دس سال میں کانفرنس کے سفیروں کے ذریعه سے ممالک متحده اور پنجاب کے بعض اضلاع میں مکاتب اور مدارس قائم کرائے گئے — اور اس سال صوبه متحده میں اگست سنه ۱۹۱۴ع کے رزولیوشن کے متعلق سفیران کانفرنس نے مختلف مقامات سے اسلامیه اسکولوں کے لیئے درخواستیں بهجوائیں *

۱۳ — اسي زمانه میں اسلامیه اسکولوں کے معائنه کا کام شروع کیا گیا — پنجاب اور ممالک متحده کے اسکولوں کے معائنے هوئے — سرکار عالیه هرهائي نس بیگم صاحبه بهوپال کي سرکار سے جن اسلامي تعلیم گاهوں کو امداد ملتي هی ان کے معائنه کي خدمت کانفرنس کے سپرد هوئي - اسلامیه اسکولوں کي طرف سے جو درخواستیں امداد کے لیئے ریاست بهوپال میں پیش هوتي هیں عموماً وه کانفرنس کے دفتر کو بهیجدي جاتي هیں — صدر دفتر کے ذریعه سے اس قسم کے احکام کي تعمیل میں اسکولوں کا معائنه هوکر رپورٹ پیش هوتي هی - مدتوں کا جو همارا خواب هی که همارا قومي نظام تعلیم قایم هو اور ایک سلسله

میں تمام اسلامي تعلیم گاهیں هوں اُس کي ابتدا اسي زمانه میں هوئي هی *

۱۴ — اکثر مقامات میں جب نئے اسلامیه اسکول قایم هوتے هیں تو نصاب اور جماعت بندي اور گورنمنٹ سے امداد کے متعلق کانفرنس سے مشوره طلب هوتا هی جو همیشه دیا جاتا هی *

۱۵ — کانفرنس کي مالي حالت کا مسئله ظاهر هی که نهایت اهم هی — بغیر لایق عهده داروں کے مستقل طور پر کام عمدگي سے نهیں هوسکتا — لایق عهده دار کانفرنس کي ملازمت کے لیئے اُس وقت تک مل نهیں سکتے جب تک که اُس کي آمدني مستقل اور کافي نه هو — اس لیئے شروع سنه ۱۹۰۶ ع سے اس کي آمدني کے بڑهانے کي کوشش کي گئي — علاوه ممبروں کي تعداد میں اضافه کے اُس کي مستقل آمدني کے لیئے قوم کے عالي مقام رؤسا اور اصحاب دول کي خدمت میں عرضداشتیں پیش کیں جن کا مفصل ذکر سالانه رپورٹوں میں هوچکا هی اور جس کا نتیجه خدائے فضل اور قوم کے محسن اور فیاض رؤسا کے الطاف سے اب یهه هی که تقریباً ایک هزار روپیه ماهوار کي مستقل آمدني کانفرنس کي هی حالانکه سنه ۱۹۰۶ع کے شروع میں ایک پیسه کي بهي مستقل آمدني نه تهي *

۱۶ — جیسا که عرض کیا جا چکا هی کانفرنس کے دفتر کے لیئے کوئي مکان نه تها — جب سنه ۱۹۰۶ع میں کام میرے سپرد هوا تو کالج کے منتظمین سے ایک کمره مستعار لیا - چند روز کے بعد کالج کي ضرورتوں کي وجه سے اُس مکان کو چهوڑنا پڑا - پهر ایک پهونس کے بنگله میں چهوٹا سا کمره لیا گیا اور پچهلے سال تک وهیں دفتر رها - خالق اکبر جزائے خیر دے هر هائي نس بیگم صاحبه بهوپال کو جن کي روشن ضمیر فیاضي کي بدولت اب کانفرنس کے پاس صدر دفتر کے لیئے ایک شاهانه عمارت موجود هی اور ملازمان کانفرنس کے لیئے نهایت اسائش کے چار مکانات هیں - ان سب عمارتوں کی مجموعي لاگت تقریباً چونتیس هزار روپے هی *

۱۷ — صدر دفتر کي عمارت کي ظاهري شوکت و شان سے بڑهکر وه سامان هی جو اُس میں اب هی اور انشاء الله آینده هوگا — سب سے اول

تعلیمی کتب خانہ قابل ذکر ہی — حقیقت یہہ ہی کہ جب سے یہہ کتب خانہ وجود میں ایا ہی اُس وقت سے خود میری آنکھیں کھل گئی ہیں، اور اب خود مجھکو معلوم ہوتا جاتا ہی کہ "مسئلہ تعلیم" کو سمجھنے اور سمجھکر اُس سے مستفید ہونے کا کیا طریقہ ہی — اس وقت تقریباً ایک ہزار جلدیں اس کتب خانہ میں موجود ہیں جن میں اُصول تعلیم اور اقسام تعلیم کے متعلق کتابوں کے علاوہ یورپ اور امریکہ اور جاپان کے نظام اور اصول تعلیم کے متعلق معلومات کا خزانہ بھی موجودہ ہی - جن ماہران تعلیم نے اس کتب خانے کو دیکھا ہی ان سے اس کے متعلق رائے پوچھی جائے - اصلی مقصد اس کتب خانے سے یہہ ہی کہ علی گڈہ کالج کے گریجوایٹ جو تقریبا ملک کے کل حصص میں جانے ہیں کالج چھوڑ نے سے پیشتر مسائل تعلیمی سے اگاہ ہوں - اس وقت تک کوئی ذریعہ اس مقصد کے حصول کا نہ تھا - لیکن اب اس تعلیمی مرکز میں یہہ ذریعہ موجود ہی *

۱۸ — اس عمارت میں محض کتب خانہ ہی نہیں بلکہ اس ملک کے مختلف صوبوں کی تعلیمی حالت کے متعلق صحیح اطلاع حاصل کرنے کے لئے تعلیمی رپورٹیں ، کوڈ ، کیلنڈر اور مردم شماری کی رپورٹیں اور ضلعوں کے گزٹیر بھی موجود ہیں - یہہ بھی وہ چیزیں ہیں جن کا وجود پیشتر نہ تھا *

۱۹ — سنہ ۱۹۰۶ ع میں اسکول میوزیم کے متعلق جو رزولیوشن پاس ہوا تھا اُس کی تعمیل میں اسکول میوزیم موجود ہی — اُس کے ساتھہ اس سال تعلیمی نمایش بھی کی گئی ہی جس میں متعدد اسلامیہ اسکولوں کے طلبا کے بنائے ہوئے نقشے بھی رکھے گئے ہیں *

غرضیکہ یہہ مختصر کیفیت ہی اُس کام کی جو گذشتہ دس سال میں کانفرنس کے مقاصد کے متعلق ہوا - اس کیفیت کواگر اُن واقعات کے علم کے ساتھہ ملحوظ خاطر کیا جاوے جو گذشتہ پانچ سال میں ظہور میں آئے تب کارکنان کانفرنس کی مشکلات اور کامیابی کے متعلق ایک حدتک صحیح اندازہ ہوسکتا ہی *

کانفرنس کے صیغے

(۱) تعلیمی مردم شماری

اب چند الفاظ کانفرنس کے مختلف صیغوں کے متعلق عرض کرنا ضروری ہیں - سب سے اول صیغہ تعلیمی مردم شماری کا تھا — مسٹر بیک نے اُس کو شروع کیا تھا جس کی غرض یہہ تھی کہ ایسے مسلمان بچوں کی مردم شماری کی جاے جو تعلیم کے قابل ہیں مگر والدین کی غفلت یا افلاس کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہیں — کچھہ دنوں تک یہہ کام ہوا — جب کانفرنس کا کام میرے سپرد ہوا اُس زمانہ میں بھی یہہ کام چند سال تک ہوا - لیکن تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ انریری کام کرنے والے نہیں ملتے اور تنخواہ دار سفیروں کے ذریعہ سے کام کرانے کے لئے اول تو کانفرنس کے پاس اس قدر سرمایہ نہ تھا - دوسرے خرچ کے مطابق نفع نہ تھا - کیونکہ مردم شماری اور تعلیمی رپورٹوں سے بہ آسانی ایسے مسلمان بچوں کے متعلق اندازہ ہوسکتا ہی جو تعلیم کے قابل ہیں مگر تعلیم سے محروم ہیں - کل صوبوں کی رپورٹوں سے یہہ معلوم ہوسکتا ہی کہ کتنے مسلمان طلبا تعلیم پارہے ہیں اور صوبے کی کل مسلمان آبادی سے یہہ معلوم ہوسکتا ہی کہ اُس صوبہ میں کس قدر مسلمان بچے تعلیم کے قابل ہیں — چنانچہ اسی اصول کے مطابق ہم ہمیشہ گورنمنٹ کے سامنے اپنی تعلیمی ضرورتوں کو پیش کرتے رہے ہیں- عام طور پر ہر ایک آبادی میں تعلیم کے قابل بچوں کی نسبت پندرہ فیصدی قرار دی جاتی ہی- اسی کے مطابق ہم اپنی قوم کے متعلق اندازہ کرسکتے ہیں - انہیں وجوہ سے سنہ ۱۹۱۰ ع کی سالانہ رپورٹ میں میں نے یہہ عرض کیا تھا کہ اس صیغہ پر روپیہ صرف کرنے کی ضرورت نہیں ہی *

(۲) اسکول سیکشن

اس صیغہ کے متعلق کانفرنس کے دفتر کی معرفت برابر کام ہورہا ہی — مختلف طرح پر اسلامیہ اسکولوں کو مدد دی جاتی ہی - نئے اسکولوں کے قیام کے لئے کوشش کی جاتی ہی اور جو موجود ہیں اُن کے معائنے کرائے جاتے ہیں *

(۳) فیمیل سیکشن

اس سیکشن کی جو حالت ہی اُس، کی نسبت اُس کے آنریری سکرتری جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب بی اے ایل ایل بی رپورٹ پیش کرینگے - اس صیغہ کے متعلق ایک نہایت قابل قدر کام اسلامیہ گرلس اسکول علی گڈہ ہی جو جناب شیخ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی غیر معمولی کوشش کا نتیجہ ہی - ہم سب کی طرف سے وہ مبارکباد کے قابل ہیں *

(۴) اُردو سیکشن

اس صیغہ کے متعلق رپورٹ جناب مولوی عبدالحق صاحب بی اے پیش کرینگے - مولوی صاحب موصوف نے جس قابلیت اور کامیابی سے اس صیغہ کے کام کو انجام دیا ہی وہ محتاج بیان نہیں - وہ ہم سب کی طرف سے قابل داد و مبارکباد ہیں *

اہلکاران دفتر

سپرنٹنڈنٹ

اس سال مولوی عظمت حسین صاحب ایم اے جو اس صوبہ میں آٹھ سال سے ڈپٹی انسپکٹر ہیں صدر دفتر کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے ہیں - مہربانی فرماکر اس صوبہ کی گورنمنٹ نے ان کی خدمات کو منتقل کیا ہی — اپنے صیغہ میں ان کی قابلیت کا ہر شخص معترف ہی - خدا کرے کہ کانفرنس کے کام میں بھی وہ پورے طور پر کامیاب ہوں - اُنہوں نے شروع نومبر سے اپنے عہدہ کا کام شروع کیا ہی *

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ

مولوی محمود احمد صاحب جو کئی سال سے صدر دفتر میں اہلکار ہیں اور جن کو کانفرنس کے متعلق بہت کچھہ تجربہ ہی اس وقت قایم مقام اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے فرایض انجام دیتے ہیں - وہ اپنا کام نہایت محنت اور قابلیت سے کرتے ہیں اور ان کے تجربہ اور توجہ سے مجھکو بہت مدد ملتی ہی *

محاسب

منشی نجم الدین کانفرنس کے بہت پرانے ملازم ہیں اور اپنے کام سے بہت ہی اچھی طرح واقف ہیں *

اُردو کلرک

مولوی انوار احمد صاحب اُردو کلارک ہیں — کانفرنس کے متعلق جب کبھی کسی اہم مقصد کے لیئے سفارت کی ضرورت ہوتی ہی تو ان کی خدمات نہایت کامیاب ثابت ہوتی ہیں *

انگلش کلارک

منشی اعجاز احمد - یہہ انگریزی کلرک ہیں اور محنت سے اپنا کام کرتے ہیں *

لائبریرین

مسٹر اختر علی صاحب چند ماہ سے لائبریرین کے عہدہ کے فرائض کو انجام دیتے ہیں *

سفیران کانفرنس

(۱) حاجی مظہر علیم صاحب اپنے کام کے لیئے بے حد موزوں ہیں اور نہایت کامیابی سے اس کو انجام دیتے ہیں - حیدرآباد دکن کے ممالک میں وہ کام کرتے ہیں *

(۲) حکیم مظفر حسین صاحب کئی سال سے اس خدمت کو انجام دیتے ہیں - تعلیمی اعداد معلوم کرنے اور سمجھنے کا ان کو خاص ملکہ ہی - میرٹھہ اور آگرہ ڈویژن میں کام کرتے ہیں *

(۳) منشی فیض الحسن صاحب سفارت کے کام کو خوش اسلوبی اور کامیابی سے انجام دیتے ہیں — پنجاب کے بڑے حصہ میں وہ دورہ کرتے ہیں *

(۴) سید مظفر حسین صاحب بہار اور بنگال میں کام کرتے ہیں - کئی سال سے اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں *

(۵) منشی محمد ناظم صاحب الہ آباد اور بنارس ڈویژن میں کام کرتے ہیں *

(۶) منشی محمد حسین صاحب "شوق" اسی سال اودھ میں کام کے لیئے مقرر کیئے گئے ہیں - اُنہوں نے کوشش سے کام کیا ہی *

(۷) مولوی امام الدین صاحب کا جوش اور ان کی ہمت نہایت

هي قابل قدر هيں - کبر سني اور ضعف کي حالت پر بهي جب کبهي وه سفارت کا کام کرتے هيں نهايت کاميابي کے ساتهه کرتے هيں *

(۸) قاضي فضل الرحمن صاحب - صوبه سرحدي ميں يهه بزرگ آنريري طور پر کام کرتے هيں اور معقول کاميابي کے ساتهه چندہ جمع کرتے هيں - وه همارے شکريه کے مستحق هيں *

کانفرنس کے حسابات اب اجلاس کے سامنے هيں جو صاحب چاهيں ان کا ملاحظه فرمائيں *

ايک اعتراض کي حقيقت

ابتدا سے اس وقت تک يهه اعتراض کيا جاتا رها هی که کانفرنس نے کچهه عملي کام نهيں کيا - ايسي حالت ميں از بس ضروري هی که اس مستقل شکايت کي حقيقت کا پتا لگانے کي کوشش کي جاے *

جهاں تک که ميں نے غور کيا هی اور اس مسئله کو سمجها هی ميري راے يهه هی که جو اصحاب يهه فرماتے هيں که کانفرنس نے کچهه عملي کام نهيں کيا وه نه صرف کانفرنس کے ساتهه بلکه اپني قوم کے ساتهه ناانصافي کرتے هيں اور اس کي وجه يهه هی که وه کانفرنس کے کاموں کي جانچ کرتے وقت قوم کي حقيقي حالت کو فراموش کرکے فرضي اور خيالي معياروں کي بنا پر فيصله کرتے هيں *

سب سے اول تو اس کے متعلق صاف اور صحيح اندازہ هوجانا چاهيئے که کانفرنس کے کام کس کس قسم کے هيں پهر هر ايک کام کي نوعيت کے لحاظ سے اُس کي عملي شکل کي بابت راے قرار پاسکتي هي *

اس وقت تک جس قدر مقاصد کانفرنس کے قرار دئے جاچکے هيں اُن کے لحاظ سے اُس کے کاموں کي حسب ذيل تقسيم هوسکتي هی :—

(۱) مختلف مقامات کے مسلمانوں کو تعليمي مقاصد کے متعلق غور اور فيصله کرنے کے ليئے سال ميں ايک مرتبه ايک جگهه جمع کرکے کانفرنس کو وجود ميں لانا *

(۲) جن اغراض کے ليئے مختلف مقامات کے مسلمان جمع هوں اُن کے متعلق مسلسل اور مستقل طور پر کام هونے کے ليئے

مرکزي مقام پر دفتر قايم کرنا اور دفتر ميں تعليمي تحريک کو کامياب کرنے کے ليئے ضروري سامان مهيا کرنا *

(۳) قوم کو اُس کي پست حالت پر متوجه کرکے اور اُس کي پستي کا سب سے بڑا سبب جهل اور فقدان اخلاق کو سمجهاکر تعليمي ترقي کي اشد ضرورت کا احساس پيدا کرنا *

(۴) اس ملک اور زمانه ميں هماري تعليمي ضروريات کا جهاں تک که گورنمنٹ پر انحصار هی اُس کي طرف گورنمنٹ کو متوجه کرنا اور جن طريقوں سے گورنمنٹ کے قرار دادہ اُصول اور قواعد سے قوم مستفيد هوسکتي هی اُس سے قوم کو آگاہ کرنا *

(۵) اس ملک اور زمانه ميں تعليمي ترقي جن ذرايع اور وسائل سے هوسکتي هی ان کے متعلق قوم کي رهبري کرنا اور اُن کو پيدا کرنے کي تدابير کرنا *

جهاں تک که ميں سمجهتا هوں کانفرنس کے جس قدر مقاصد اور کام هيں يا هوسکتے هيں وه مذکورہ بالا پانچ مدات کے تحت ميں آجاتے هيں — اب ميں هر ايک مد کے متعلق جو ميرا خيال هی اس کو عرض کرتا هوں *

(۱) سالانه اجلاس کانفرنس

يهه ظاهر هی که جو تحريک کانفرنس کو وجود ميں لانے کا باعث هوئي اُس کا سب سے مقدم کام يهي تها که سال بهر ميں کم از کم ايک مرتبه مختلف مقامات کے رهنے والے مسلمانوں کو ايک مقصد کے ساتهه جمع کرکے قومي جمهوري حيات کا آغاز کرے اور دور دراز مقامات کے مسلمانوں کو قومي اغراض کے ليئے ايک جگه اور ايک خيال کے ساتهه جمع کرکے قوم کي مردہ اخوت کو زندہ کرے - اس مقصد کے ساتهه سال ميں کسي ايک مقام پر مسلمانوں کو جمع کرنا ابتدائي حالت کے لحاظ سے بذات خود ايک عملي کام تها - سوال يهه هی که اس ابتدائي مقصد ميں کهاں تک کاميابي هوئي - اس کے متعلق اس قدر عرض کردينا کافي هی هندوستان کا اب کوئي صوبه ايسا نهيں هی (سوائے سرحدي

صوبہ یا بلوچستان کے) جہاں کانفرنس کا اجلاس نہ ہوچکا ہو - اس میں بھی شک نہیں کہ یہہ محض کانفرنس کا طفیل ہی کہ آج ہم ہزاروں اور سینکڑوں کوس رہنے والے مسلمانوں کے نہ صرف ممتاز اکابر سے واقف ہیں بلکہ ان کی تعلیمی ضرورتیں اور خواہشیں ہمارے متفقہ پروگرام کا مستقل جز ہیں - جہاں تک کہ ہماری قوم کا تعلق ہی یہہ محض کانفرنس کی بدولت ہی کہ آج ہم لیگیں یا اور نئی کانفرنسیں قایم کررہے ہیں اور کرسکتے ہیں - اور پورب کے رہنے والے پچھم والوں کے ساتھہ اور اُتر کے رہنے والے دکھن کے مسلمانوں سے عملاً ہمدردی کرنے کے طریقوں سے واقف ہیں - غرضیکہ ابتدائی حالت کے لحاظ سے قوم میں جمہوری حیات کا احساس پیدا کرنے اور اُس کے اقتضا کے مطابق عملی مشق حاصل کرانے میں جو خدمت کانفرنس نے قوم کی کی ہی وہ ایک نہایت قابل قدر عملی کام شمار ہونے کی مستحق ہی *

(۲) مرکزی مقام پر دفتر کا قائم ہونا

سالانہ اجلاس کے مفید نتائج کو مستقل اور عملی شکل میں لانے کے لیئے ضروری تھا کہ مرکزی مقام پر نہایت مکمل سامان اور اہتمام کیا جائے جس کے لیئے ظاہر ہی کہ دفتر کا قائم کرنا مقدم عملی طریقہ تھا - ابتدا میں کانفرنس کا علیحدہ کوئی دفتر نہ تھا - سالانہ اجلاس کے متعلق جو کچھہ کام ہوتا تھا وہ سر سید کالج کے عملہ سے لے لیتے تھے - رفتہ رفتہ اُس کے لیئے ایک کلرک ١٥ روپے کا رکھا گیا - سر سید کے انتقال کے وقت تک کانفرنس کے دفتر کے لیئے صرف ایک کلرک رہا - اس کلرک کا کام یہی تھا کہ اجلاس کے ممبروں کے چندہ کا حساب رکھے یا سالانہ اجلاس کی کارروائی کے متعلق جو روئداد کے کاغذات ہوں ان کو رکھے — حقیقت یہہ ہی کہ نہ تو سرسید کے پاس کانفرنس کے دفتر کو اعلیٰ پیمانے پر ترتیب دینے کے لیئے سرمایہ تھا اور نہ اُن کی توجہ اس طرف ہوسکتی تھی ، کیونکہ اور بڑی بڑی ذمہ داریوں کا بار عظیم اُن پر تھا - علی گڈہ کالج کے جس قدر صیغے تھے وہ سب ان سے متعلق تھے - تفسیر وہ لکھتے تھے ، اخبار کے اڈیٹر وہ تھے ، سیاسی معاملات میں رہبری وہ کرتے تھے - ان سب کے ساتھہ وہ کانفرنس کا بھی کام کرتے تھے — اس سے ظاہر ہی کہ کانفرنس کے دفتر کو اعلیٰ پیمانہ پر ترتیب دینے کے لیئے نہ اُن کے پاس مالی سرمایہ تھا اور نہ وہ اپنے وقت اور توجہ میں سے اُس

کے لیئے کافی حصہ دے سکتے تھے - اس لیئے مرکزی دفتر ان کے زمانہ میں صرف ایک ١٥ یا ٢٠ روپے ماہوار کے کلرک پر محدود رہا - نواب محسن الملک مرحوم کے زمانہ میں بھی دفتر کی یہی حالت رہی اور گو نواب محسن الملک خود اس کے شائی تھے کہ عملی کام نہیں ہوتا - لیکن اُن کی توجہ اس حقیقت پر کبھی نہیں گئی کہ عملی کام بغیر ضروری وسائل کے نہیں ہوسکتا - عملی کام کے لیئے مقدم ضرورت اور وسیلہ ایک مکمل دفتر ہی — البتہ سنہ ١٩٠٢ع کی کانفرنس میں اعتراضات کے جواب میں نواب محسن الملک بہادر نے فرمایا کہ بغیر عمدہ دفتر کے عملی کام نہیں ہوسکتا اور عمدہ دفتر کے لیئے کافی سرمایہ درکار ہی — چنانچہ اسی اجلاس میں تقریباً دو ہزار روپیہ چندہ محض دفتر کی ضرورتوں کے لیئے کیا گیا اور مسٹر براؤن جوائنٹ سکرٹری منتخب ہوکر دفتر کا انتظام ان کے سپرد کیا گیا — مسٹر براؤن نے ایک سال تک کام کیا اور ایک کلرک اور ایک سفیر کا اضافہ کیا — چنانچہ سنہ ١٩٠٦ع کے شروع میں جب میں نے کام لیا تو صدر دفتر میں دو کلرک تھے اور ایک سفیر تھا - چند روز کے تجربہ کے بعد مجھکو معلوم ہوگیا کہ جو انجمن اُن سات کروڑ مسلمانوں کی تعلیمی ناخدائی کا بیڑہ اُٹھائے جو ہندوستان جیسے وسیع اور مختلف الحالت ملک میں آباد ہوں اُس کے مرکزی دفتر کی جب یہہ حالت ہو جو اُس وقت صدر دفتر کانفرنس کی تھی تو حصول مقصد ممکن نہیں — اس لیئے میں نے دفتر کے کام میں توسیع کی اور سفیروں کی تعداد میں اضافہ کیا — اور سنہ ١٩٠٩ع میں ایک تجربہ کار سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا *

اس وقت دفتر میں ایک سپرنٹنڈنٹ ، ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ، ایک محاسب ، دو کلرک اور ایک لائبریرین ، ایک دفتری اور دو چپراسی ہیں - علاوہ اس کے ایک عالیشان عمارت مع چار اسٹاف مکانات اور کتب خانہ وغیرہ کے ہی *

گو کانفرنس کے مقاصد کے لحاظ سے جس پیمانہ اور درجہ کا دفتر درکار ہی وہ ابھی بہت دور ہی ، لیکن موجود حالت تک پہونچنا بھی بڑی حد تک عملی کامیابی ھے — کیونکہ آیندہ کی ترقی کے لیئے رستہ اور کام کے لیئے ایک نظام قایم ہوگیا ھے - یہہ خیال کرکے کہ ابتدا میں کچھہ نہ تھا اس درجہ پر پہونچنا بھی بسا غنیمت ھے *

قوم میں اپني حالت کا احساس اور تعلیمی ترقی کا ولوله پیدا کرنا

علي گڈه تحریک سے پیشتر اس ملک کے مسلمان نه صرف خواب غفلت میں سرشار تھے بلکه اُن کے تمام جذبات اور خیالات ایک فرضی هستي کے تصور میں گرفتار تھے اور واقعات اور حقایق زمانه کي طرف سے وه کلیتاً بے خبر اور بے پروا تھے — علی گڈه تحریک کی بڑي خدمت یهه هی که اُس نے اُن کی آنکھوں سے پرده اور دماغ سے نشه بهت کچهه دور کردیا اور اس ملک اور زمانه میں کامیابی کے جو اصلی اسباب اور راز هیں اُن کی طرف ایک حد تک متوجه کردیا — اس کام میں کانفرنس کا بڑا حصه هی — علی گڈه مشن کي اشاعت اور توسیع کا سب سے بڑا اور موثر آله یهي انجمن هے جس نے کل قوم میں ایک حد تک بیداري اور حرکت پیدا کردي — کانفرنس کا یهه وه زمانه هے جس سے کوئي واقف کار شخص انکار نهیں کرسکتا - لیکن کیا یهه نتیجه بذات خود ایک قابل قدر عملي کام نهیں هے ؟ کیا قوم کي هر ایک قسم کي ترقي کے لیئے اس خدمت نے راسته صاف نهیں کیا ؛ اور کیا بغیر اس ابتدائي مرحله کے طے کیئے هوئے کسي قسم کي ترقي کي منازل کو کامیابي سے هم طے کرسکتے تھے ؟ یهه درست هے که اس قسم کے نتائج اور ثمرات مادي شکل میں هم کو محسوس نهیں هوتے، لیکن کیا اُن کے واقعی هونے میں کچهه شک هوسکتا هے یا هونا چاهیئے ؟

(۴) گورنمنت وقت کو اپني تعلیمي ضروریات کي طرف متوجه کرنا اور تعلیمي حقوق حاصل اور محفوظ کرنے کي تدابیر

اس مقصد میں بھي کانفرنس کو بهت کچهه کامیابي حاصل هوئي هے — کانفرنس سے پیشتر عام طور پر مسلمانوں کے تعلیمي حقوق کي نگراني یا اُن کي خاص ضرورتوں کے مناسب حال مراعات کا گورنمنت کو بهت هي کم خیال تھا — سنه ۱۸۸۲ ع کے ایجو کیشن کمیشن نے سر سید علیه‌الرحمة اور سید محمود مرحوم کي کوشش اور اثر سے مسلمانوں کي تعلیم کے لیئے چند مفید تجاویز اور اُصول قرار دیئے تھے جن میں سے بعض کو گورنمنت هند نے بھي تسلیم اور منظور کیا تھا - لیکن باوجود گورنمنت هند کے سنه ۱۸۸۵ ع کے رزولیوشن کے مختلف صوبوں کي گورنمنٹوں

نے بهت کم اس طرف توجه کي - لیکن کانفرنس کي سالهاسال کي کوشش کے بعد سنه ۱۹۱۳ ع میں امپیریل گورنمنت نے مسلمانوں کي تعلیم کے متعلق خاص اصول اور نگراني اور انتظام کي ضرورت کو تسلیم کرکے کل صوبوں کي گورنمنٹوں کو اس طرف متوجه کیا جس کا ایک نتیجه وه قابل یادگار رزولیوشن هے جو اگست سنه ۱۹۱۴ ع میں ممالک متحده کي لوکل گورنمنت نے جاري فرمایا اور جس کے مطابق اس صوبه میں مسلمانوں کي خاص تعلیمي ضروریات کي نگراني کے لیئے مسلمان عهده داروں کا ایک خاص محکمه قرار دیا گیا هے — یهه رزو لیوشن اُس کمیٹي کي رپورت پر نافذ هوا جو اس صوبه کے مسلمانون کي تعلیم کے متعلق لوکل گورنمنت نے سنه ۱۹۱۳ ع میں مقرر کي تھي اور جس کے صدر مولانا مولوي سید کرامت حسین صاحب تھے — جو اصحاب اس کمیٹي کے ممبر تھے اُن کو معلوم هے که اُس کي کارروائي کے اُصول اور طریقے قرار دینے اور رپورت کے لیئے مصالحه فراهم کرنے اور اُس کي تمهید کے مرتب کرنے میں اس کانفرنس کے اراکین اور دفتر کا کس قدر حصه تھا — اگر مسلمانوں نے اُن حقوق کي سمجهه اور مستعدي کے ساتهه حفاظت کي جو اُن کي خاص تعلیم کے متعلق هز آنر سر جیمس مسٹن کے عهد میں اُن کو حاصل هوئے هیں، تو یقین هے که انشاءالله ان کا ثمره محض اسي صوبه تک محدود نه رهے گا بلکه کل ملک میں اُن کے تعلیمي مسئله کے حل میں عملاً مفید ثابت هوگا — خلاصه یهه هی که کانفرنس کي جدو جهد سے پیشتر گورنمنت کا عام خیال یهه تھا که سرکاري تعلیم گاهیں سب کے لیئے کھلی هوئي هیں جس کا جي چاهے اُن سے فائده اُٹھائے — اگر مسلمان اُن سے مستفید نهیں هوتے تو یهه اُن کا قصور هے نه که گورنمنت کا — کانفرنس نے گورنمنت پر ثابت کردیا که یهه پالیسي صحیح اور منصفانه نهیں هے — بلکه جس طرح ایک باپ پر اپنے کمزور اور مریض اور غافل اولاد کے لیئے خاص اهتمام اور نگراني کي ضرورت هے اُسي طرح اُن قوموں کے لیئے جو تاریخي واقعات اور قدرتي اسباب کي وجه سے پستي اور تنزل میں هیں ان کے فلاح اور نجات کے لیئے گورنمنت کا فرض هے که ان کي خاص ضرورتوں کے مطابق ضروري انتظام کرے — کیا اس میں انصاف کے ساتهه کسي کو شک هوسکتا هے که گورنمنت کي پالسي میں یهه مفید تبدیلي سب سے زیاده

کانفرنس کي کوشش کا نتیجہ ہے ؟ اور جب کہ واقعہ یہہ ہے تو کیا یہہ ایک نہایت مفید عملي کام نہیں ہے ؟

اس کے علاوہ سرکاري تعلیمي محکمہ جات میں مسلمان اُستادوں کي تعداد بڑھانے ، کالجوں اور اسکولوں میں مسلمانوں کے لیئے وظایف اور دیگر مراعات کے حاصل کرنے (وغیرہ وغیرہ) کے متعلق سالہا سال سے کانفرنس نے گورنمنت کو توجہ دلائي ہے — اُس کے نتائج بھي پوشیدہ نہیں ہیں اور اب حالت یہہ ہے کہ مسلمانوں کے تعلیمي معاملات کے متعلق گورنمنت اس انجمن کي آواز پر توجہ کرتي ہے اور اُس کو قوم کا قائم مقام تسلیم کرتي ہے - گورنمنت وقت کي نگاہ اور اندازہ میں یہہ وقعت اور اثر پیدا کرنا کیا نہایت اہم عملي کام کي حیثیت نہیں رکھتا ؟

(٥) قوم کي تعلیمي ترقي کے ذرایع اور وسائل پیدا کرنا

ظاہر ہی کہ یہہ مقصد نہایت جامع اور اہم ترین کام کانفرنس کا ہی - اس سے پیشتر جن چار مقاصد کا ذکر کیا گیا ہی وہ فی الحقیقت اِسي مقصد کے حصول کي ابتدائي منازل ہیں اور یہي وہ مقصد ہی جس کے نتایج نمایاں اور عام فہم ہوسکتے ہیں - اسي مقصد میں زیادہ کامیابي نہ ہونے کے سبب سے مدتوں سے یہہ شکایت چلي آتي ہی کہ کانفرنس نے عملي کام نہیں کیا - سب کو معلوم ہی کہ جب تک آفتاب کي روشني اور ہوا اور زمین میں یہہ قوت اور صلاحیت نہ ہو کہ جو بیج بویا جاوے اُس کي مخفي خاصیت اور جوہر کے نشو و نما کا ذریعہ ہو اُس وقت تک کاشت سے کچھہ پیداوار نہیں ہوسکتي — پیدا وار کے لیئے اول شرط دھوپ اور ہوا اور زمین کي قدرتي قوتوں کا وجود ہی — لیکن عام طور پر کاشت کے نتایج اور اُس کي کامیابي کو محض کاشتکار کی محنت اور کوشش پر منحصر سمجھا جاتا ہی — اسي طرح کانفرنس کے مقاصد کے نمایاں اور عام فہم نتایج کے لیئے اول ان اسباب کي ضرورت تھي جن کا میں اوپر ذکر کرچکا ہوں - جب تک کل ملک کے مسلمانوں کو ایک مقصد کے لیئے جمع ہوکر باہمي مشورہ کي مشق نہ ہوتي ، یا مسلسل کام کے لیئے صدر دفتر نہ ہوتا ، یا قوم میں قومي حالت اور ضرورتوں کا احساس نہوتا ، یا گورنمنت کي توجہ اور امداد ہم کو حاصل نہ ہوتي ، تو انتہائي عملي کام کے قابل ہم کیسے ہوتے ؟ لیکن یہہ ابتدائي

مراحل طے کرنے کے بعد خدا کے فضل سے اب وقت آگیا ہی کہ حسب مراد و ضرورت عملي کام انجام پائیں - یہہ جو کچھہ میں نے مجمل طور پر عرض کیا ہی اُس کي کسي قدر تفصیل ذیل میں عرض کرتا ہوں *

جس وقت یہہ کہا جاتا ہی کہ کانفرنس نے کچھہ عملي کام نہیں کیا سوال یہہ ہی کہ اس سے مراد کیا ہوتي ہی ؟ وہ کس قسم کے عملي کام ہیں جو کانفرنس کو کرنے چاہیئے تھے لیکن اُس نے نہیں کیئے ؟ غالباً معترضین میں سے بہت کم اصحاب ایسے ہوں گے جو اس پہلو پر غور کرتے ہوں — لیکن جہاں تک کہ میں سمجھتا ہوں اس کا مطلب یہي ہوسکتا ہی کہ کانفرنس کے نتایج مجسم شکل میں ہمارے سامنے نہیں ہیں — کوئي کالج یا اسکول اُس کے ذریعہ سے قایم اور جاري نہیں یا کوئی تعلیمي محکمہ اُس کے تحت میں نہیں — بہر حال اس اعتراض کا جو کچھہ بھي مطلب ہو اس مسئلہ کے متعلق جو میرا خیال ہی وہ عرض کرتا ہوں — جس کسی نے ہي مسئلہ تعلیم پر غور کیا ہی وہ سمجھہ سکتا ہی کہ اس زمانہ میں یہہ مسئلہ اُم المسائل اور اُس کا حل قوموں اور ملکوں کي قسمت کو عملاً فیصل کرنے والا ہی — اب وقت محض اس کا نہیں ہی کہ وراثتاً یا رواجاً جو علوم اور کتابیں رائج ہوں انہیں پر قناعت کی جاے بلکہ اب اُس تعلیم کی ضرورت ہی جو قانون فطرت کی صحیح ترجمان ہو - نفس بشري اور جسم انسانی کو مدارج ارتقائی کے اعلی نقطہ پر پہونچانے کے مجرب اسباب اور وسائل کا نام تعلیم ہی اور اس کي دائرہ اور احاطہ میں تمام موجودات عالم کا علم شامل ہی *

اب سوال یہہ ہی کہ اس ملک کے مسلمانوں کو اس مقصد اعظم کے حصول کے لیئے کیاکرنا چاہیئے - ظاہر ہی کہ سب سے اول کام یہہ ہونا چاہیئے کہ ہم کو مسئلہ تعلیم کا صحیح مفہوم معلوم ہو — فلاطون اور سقراط سے لیکر اس زمانہ تک روشن اور تربیت یافتہ دماغوں نے اس مسئلہ کے سمجھنے اور سلجھانے میں سعي کی ہی اور آج زندہ اور بیدار ملکوں میں مسئلہ تعلیم بذات خود ایک علم کا درجہ رکھتا ہی - انگلستان ، فرانس ، جرمني ، امریکہ وغیرہ میں محض اسي مضمون پر ہزاروں کتابیں موجود ہیں — خاص کر امریکہ میں اس طرف بہت زیادہ توجہ ہورہي ،

هی ؛ یہاں تک کہ محض تعلیم کی ایک قاموس پانچ موٹی موٹی جلدوں میں مرتب هوچکی هی — بغیر ان کتابوں کے مطالعہ کے مسئلہ تعلیم کی نوعیت اور اهمیت کو کوئی شخص سمجھہ نہیں سکتا — علاوہ فلسفہ یا علم تعلیم کے یورپ اور امریکہ میں جو نظام تعلیم چند صدیوں سے قایم هیں جن کے ذریعہ سے وهاں کے باشندوں کے دلوں، دماغوں کی کاشت اور تربیت هو رهی هی اُن کا مطالعہ نہایت ضروری هی جس سے معلوم هو کہ جو اصول اور مطالب فلسفہ تعلیم نے بتائے هیں عملاً ان کا کیا نتیجہ اور ثمرہ هوا - یہہ دونوں قسم کی معلومات حاصل کرنے کے بعد پھر هم کو اس ملک میں اپنی قوم کی خاص حالت اور ضرورتوں کا اندازہ کرنا هی اور یہہ سب کچھہ معلوم کرنے کے بعد اپنی قوم کے لیئے تعلیمی پروگرام قرار دینا هی *

تعلیمی پروگرام قرار دینے کے بعد پھر اس ملک کے نظام تعلیم کو سمجھنا اور دوسرے ممالک کے نظام تعلیم سے مقابلہ کرکے یہہ دیکھنا هی کہ همارے تعلیمی پروگرام کی تکمیل کے لیئے وہ کہاں تک مناسب اور موزوں هی *

مثلاً اس ملک میں ابتدائی تعلیم، ثانوی تعلیم، اعلی تعلیم اور پیشوں کی تعلیم کے لیئے جس قسم کے اُصول اور طریقوں پر عمل هورها هی اُن کو پورے طور پر سمجھنا اور گذشتہ تجربہ اور آیندہ کے نصب العین کے لحاظ سے اُن کی نسبت راے قایم کرنا هی - ظاهر هی کہ ان مقاصد کے عمدہ هونے میں تو کسی کو شک نہیں هوسکتا — سوال صرف یہہ هی کہ اُن کے حصول کا عملی طریقہ کیا هی ؟ اس کا جواب صدر دفتر کانفرنس کے پروگرام میں موجود هی — اس وقت اُس کے کتب خانہ میں تقریباً ایک هزار جلدیں محض مسئلہ تعلیم اور اُس کی مختلف شاخوں کے متعلق موجود هیں — ضرورت اب یہہ هی کہ قوم کے وہ تعلیم یافتہ اصحاب جو اپنی زندگی کے کچھہ حصہ کو اس مقصد اعظم کی خدمت میں صرف کرنے کو تیار هوں وہ ان کتابوں کا مطالعہ کریں — همارے کالج میں اس وقت خدا کے فضل سے ایک سو سے زیادہ مسلمان گریجوایٹ اسٹاف اور ایم اے اور ایل ایل بی کی کلاسوں میں هیں، اور اُمید هی کہ اس تعداد میں همیشہ اضافہ هوتا رهے گا- ضرورت یہہ هی کہ ان میں سے ایسے اصحاب کو اس طرف راغب کیا جاوے جن کی طبیعت میں اس

میدان میں کارنمایاں کرنے کی صلاحیت هو- انعامات اور تمغجات کے ذریعہ سے شوق اور رغبت پیدا کرائی جائے - اس کے متعلق انشاء اللہ پوری اسکیم پیش کی جائے گی *

دوسرا کام یہہ هی کہ مختلف صوبجات میں جو مسلمان آباد هیں اُن کی خاص حالتوں اور ضرورتوں کے مطابق اُن کے لیئے تعلیمی پروگرام قرار دیا جائے - اعداد اور صحیح حالات کی بنا پر صوبجات کی گورنمنٹوں سے ان کی مسلمان رعایا کے تعلیمی حقوق طلب کیئے جاویں- اس کام کے لیئے مردم شماری کی رپورٹیں، تعلیمی کوڈ اور رپورٹیں اور کل ملک کے اضلاع کے گزٹیر اور اسی قسم کے معلومات کے ذرایع ضروری هیں - ایک حد تک یہہ سامان اب صدر دفتر میں موجود هی - رفتہ رفتہ اُس کی تکمیل هونا چاهیئے اور لایق عهدہ داروں کے ذریعہ سے ان ذرایع سے کام لیا جاوے اور مصالحہ جمع کیا جاوے *

تیسرا کام یہہ هی کہ مسئلہ تعلیم کے متعلق مسائل کو قوم میں عام فهم کرنے کے لیئے اُردو تصانیف اور ترجموں اور رسالوں کے ذریعہ سے تعلیمی مسائل کی اشاعت کی جائے — اس کے لیئے ایک حد تک کانفرنس کے دفتر میں اب سامان موجود هیں اور انشاء اللہ عنقریب اس اسکیم کو عمل میں لایا جاوے گا *

ختم کلام

چونکہ میں نے یہہ رپورٹ اجلاس کے متعلق دوسری مصروفیتوں کے درمیان لکھی هی اور اب اس قدر نگرانی کے کام کی ضرورت هی کہ میں زیادہ نہیں لکھہ سکتا ، اس لیئے ختم کرتا هوں- انشاء اللہ آیندہ کسی موقع پر اس کل اسکیم کو تفصیل کے ساتھہ عرض کیا جاوے گا - فی الحال اس قدر اور عرض کردینا کافی هی کہ اگر دفتر کی عمارت اور اُس میں یہہ سامان نہ هوتا تو اس قسم کی اسکیم کے متعلق عملاً کچھہ بھی نہ هوسکتا *

خاکسار

آفتاب احمد

آنریری جوائنٹ سکرٹری

اجمالي سالانه رپورت

لوکل کميٹي آل انڈيا محمدن ايجوکيشنل کانفرنس بريلي

(رجسٹري شده بموجب ايکٹ ۲۱ سنه ۱۸۶۰ ع)

بخدمت جناب سکرٹري صاحب سنٹرل اسٹينڈنگ کميٹي ايجوکيشنل کانفرنس ، علي گڈه !

بريلي روهيلکهنڈ کا صدر مقام اور شرفاے اهل اسلام کي ايک پراني بستي هی جس ميں اعداد و شمار مردم شماري کے لحاظ سے اس وقت تخميناً ۸ هزار مسلمان بچے (لڑکے اور لڑکياں) ايسے موجود هيں جو قابل تعليم هيں اور تعليم نهيں پاتے - ضرورت زمانه نے کم و بيش تعليم کي ضرورت مسلمانوں کو بهي محسوس کرائي هی، ليکن اسباب و ذرايع تعليم موجود نهيں *

سنه ۱۹۰۶ ع ميں کانفرنس کي يهه لوکل کميٹي قايم کي گئي اور سنه ۱۹۰۷ ع ميں اس کي طرف سے ايک اسلاميه اسکول جاري کيا گيا جو عرصه تک نهايت ابتدائي حالت ميں رها - اب چند سال سے اس کي ترقي کی کچهه صورتيں پيدا هوچلي هيں *

سردست اسکول ميں آٹهويں درجه تک تعليم هوتي هی- ليکن مجوزه عمارت بن جانے کے بعد انشاء الله جلد تر هائي کلاسيز کهول دي جائيں گي *

اسکول اسٹاف سردست حسب ذيل هی :—

دو گريجوايٹ ، ايک انڈر گريجوايٹ ، دو ميٹرک ، ايک ٹرائننگ ماسٹر (سند يافته آرٹ اسکول لاهور) ، ايک هيڈ مولوي (سند يافته پنجاب يونيورسٹي) ، ايک سکنڈ مولوي (ورنيکولر ٹرينڈ) ، ايک کلرک ، ايک دفتري *

علاوه انگلش اسکول کے دو مدرسے اردو پرائمري تعليم کے اور ايک زنانه مدرسه اس لوکل کميٹي کي طرف سے جاري هيں *

طلبا کي تعداد اوسطاً ڈهائي سو رهتي هی جو جگه اور اسٹاف کي قلت رفع هونے پر دوگني تگني هوسکتي هيں *

سنه ۱۹۱۵ - ۱۶ ع کے نتايج امتحانات قابل اطمينان رهے — ۷۳ فی صدي طلبا پاس هوئے — اسکول کا انتظام قطعی طور پر لوکل کميٹی کے هاتهه ميں هی، جس کے جلسے بالعموم هفته وار هوتے رهتے هيں *

صدر دفتر کانفرنس کی طرف سے جناب سيد عبد الباقی صاحب ايم اے رجسٹرار مدرسة العلوم علی گڈه لوکل کميٹی هذا کے حسابات کا آڈٹ فرماتے هيں جن کی آڈٹ رپورٹ نهايت قابل اطمينان هی *

کميٹي عمارت اسکول وغيره کے ليئے ايک وسيع قطعه آراضی بذريعه نوٹيفکيشن حاصل کررهي هی جس کے مل جانے پر عمارت بننے کا انحصار هی- اميد هی که سنه ۱۹۱۷ ع کے اندر يهه قطعه انشاء الله تعالی حاصل هوجائے گا *

کميٹی کو خريد اراضی اور عمارت کے ليئے تخميناً ساٹهه هزار روپيه درکار هی *

يهه کميٹی وقتاً فوقتاً (حسب گنجايش فنڈ) نادار طلبه کو وظايف ديکر دوسرے اسکولوں اور کالجوں ميں بهی پڑهاتی رهتی هی - چنانچه دو هونهار طالب علم جنهيں ابتدا سے کميٹی نے پڑهايا تها اب کالجی تعليم حاصل کررهے هيں- ايک بی اے کلاس ميں هيں اور دوسرے سکنڈ اير ميں- ايک اور طالب علم جس کي تعليم کے علاوه اور تمام مصارف بهی کميٹی نے برداشت کيئے مڈيکل اسکول آگره ميں زير تعليم هی — بهت سے طلبا نے نويں دسويں درجه تک پڑه کر چهوڑديا *

سال حال ميں اس کميٹي کو محسنه قوم هرهائنس سرکار عاليه فرمانروائے بهوپال دام اقبالهانے پچاس روپيه ماهوار کے مستقل عطيه سے ممنون و شکر گذار فرمايا هی *

اس سال کے اندر کميٹي کے قواعد ازسرنو مرتب کئے گئے اور بموجب ايکٹ ۲۱ سنه ۱۸۶۰ ع کميٹي رجسٹرڈ کرائي گئي *

کميٹي کي سعي سے تقريباً ايک درجن جديد اسلامي مکاتب

بموجب رزولیوشن گورنمنٹ جاری ہوئے — اور کامیابی کے ساتھہ چل رہے ہیں — گویا اس طریقہ سے کمیٹی نے تقریباً تین سو مسلمان بچوں کو سلسلہ تعلیم میں داخل کیا — فالحمد للہ علی ذالک *

سنہ ۱۹۱۶ ع کا آمد و صرف حسب ذیل ہی :—

		روپیہ	آنہ	پائی
بقایا نومبر سنہ ۱۹۱۵ ع	...	۱۰٬۷۶۰	۱۱	۱
آمدنی سنہ ۱۹۱۶ ع من ابتدائے دسمبر ۱۹۱۵ ع لغایت ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۱۶ع	...	۱۷٬۱۰۹	۱۵	۰
میزان کل	...	۲۷٬۸۷۰	۱۰	۱
خرچ سنہ ۱۹۱۶ ع	...	۳٬۵۹۸	۰	۳
بقایا آخر نومبر سنہ ۱۹۱۶ ع	...	۲۴٬۲۷۲	۹	۱۰

(نوٹ) : رپورٹ ہذا جلسہ منتظمہ لوکل کمیٹی منعقدہ ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ ع میں پیش ہوکر منظور ہوئی ، اور قرار پایا کہ جناب سکرٹری صاحب سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کی خدمت میں ارسال کی جائی *

خاکسار

سید محمد عبد الودود غفرلہ

انریری سکرٹری لوکل کمیٹی

۱۶ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ ع

کانفرنس کی سالانہ رپورٹ مندرجہ بالا کے سلسلہ میں گوشوارہ حسابات کانفرنس بابت سال سنہ ۱۹۱۵-۱۶ ع آنریری جائنٹ سکرٹری نے جلسہ کے سامنے پیش کیا اور آمدنی و خرچ کی تمام مدات تفصیل وار پڑہ کر سنائیں - اڈیٹر صاحب اخبار "صداقت" نے گوشوارہ حسابات کے متعلق یہہ مشورہ دیا کہ آئندہ سے اس کو بھی مطبوعہ رپورٹ کے ساتھہ طبع کرانا مناسب ہی جس کو آنریری جائنٹ سکرٹری نے بخوشی قبول کیا اور بیان کیا کہ کانفرنس کے حسابات کی جانچ اور تنقیح کے متعلق میں ہمیشہ قوم کے اُن بزرگوں کی امداد و اعانت کا طالب رہتا ہوں جو اس فن کے ماہر ہیں اور میں

جناب بابو نظام الدین صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر کی مہربانی اور توجہ کا بہت شکر گذار ہوں کہ جناب ممدوح محض حسابات کانفرنس کے آڈٹ کرنے کی غرض سے کئی مرتبہ علی گڈہ تشریف لائے ، حسابات کو کمال توجہ اور محنت سے آڈٹ کیا اور جو رپورٹیں آپ نے آڈٹ کے متعلق تحریر فرمائیں وہ کانفرنس کی گذشتہ سالوں کی رپورٹوں کے ساتھہ چھاپی گئی ہیں — میں تحریک کرتا ہوں کہ جناب بابو صاحب کے شکریہ کا ووٹ پاس کیا جائے - چنانچہ تمام حاضرین کے اتفاق سے شکریہ کا ووٹ پاس ہوا، اور سال آیندہ کے حسابات کی جانچ و تنقیح کی خدمت جناب بابو نظام الدین صاحب اکاؤنٹنٹ جنرل ریاست بھوپال نے قبول فرمائی *

اس قدر کارروائی کے بعد آنریری جائنٹ سکرٹری نے ان اصحاب کا جن کی سرپرستی و امداد اور کوششوں کی بدولت کانفرنس کا اجلاس علی گڈہ میں منعقد ہوا شکریہ ادا کرتے ہوے کہا :—

حضرات ! یہہ سب کو معلوم ہی کہ ہماری قوم کے روساء ضلع علی گڈہ و بلند شہر ہمیشہ سے تمام قومی کاموں میں فیاضانہ امداد کرتے ہیں اور قومی کاموں کی دستگیری ان کا موروثی شعار ہوگیا ہی — اس علی گڈہ کالج اور کانفرنس اور سر سید علیہ الرحمۃ کے تمام قومی کاموں میں جو بیش بہا مدد ہمارے ان رئیس خاندانوں سے ملی ہی اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں — جناب والا نواب سر محمد فیاض علی خاں بہادر بالقابہ ہمیشہ سے قومی کاموں کی سرپرستی فرماتے ہیں — سنہ ۱۹۰۵ ع میں جب کانفرنس کا اجلاس علی گڈہ میں منعقد ہوا تھا تو اس وقت بھی نواب صاحب ممدوح نے مہمانداری کا بار اپنے ذمہ لیا تھا اور اس مرتبہ بھی جناب ممدوح کی طرف سے مہمانداری کا اہتمام ہی — جناب نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خاں صاحب کی امداد کی تو اس قدر مختلف شکلیں ہیں کہ اُن کا بیان بہت طویل ہوگا — خاص اس اجلاس کے انتظامات میں جو امداد نواب صاحب ممدوح نے فرمائی ہی نیز جناب مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج ، جناب حاجی احمد سعید خاں صاحب رئیس چھتاری ، جناب کنور محمد عبید اللہ خاں صاحب رئیس دھرم پور جناب چودھری غلام محی الدین صاحب رئیس دان پورنے جو مالی امداد دی ہی اور اپنی ریاستوں سے جو سامان مستعار دیا اس سے اجلاس کے

انتظامات کی کامیابی میں بہت مدد ملی ہے۔ جناب نواب بہادر محمد عبد الصمد خاں رئیس طالب نگر، جناب محمد ابوبکر خاں رئیس دادوں، جناب راؤ رگھوراج سنگھ صاحب رئیس باج گڑھی نے ازراہ عنایت اپنی ریاستوں سے جو سامان مستعار دیا اُس کا شکریہ ہم پر واجب ہے *

حضرات! علاوہ اس امداد و اعانت کے جو ان روساء نے فرمائی جو قیمتی امداد اس نازک زمانہ میں ہمارے کالج کے پرنسپل مسٹر ٹول اور دوسرے یورپین ممبران اسٹاف نے کی وہ نہایت شکریہ کے قابل ہے ــــ ہمارے یورپین مہمانوں کو ہمارے کالج کے انگریزی پروفیسر صاحبان نے مہمان بناکر ہم کو جس طرح بہت سی ذمہ داریوں سے سبکدوش کردیا وہ کچھہ کم شکر گذاری کے قابل نہیں ہے *

ہماری قوم کے پروفیسر صاحبوں نے جو کچھہ کیا وہ ان کا قومی فرض تھا ــــ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کا میں بدل ممنون ہوں کہ اُنہوں نے کانفرنس کے کاموں میں ایسی سرگرمی کے ساتھہ مدد دی اور تمام انتظامات کی اسکیم کو اس طرح عملی جامہ پہنایا کہ اُمید سے بڑھ کر خوش اسلوبی کے ساتھہ تمام کام انجام پائے حقیقت یہہ ہے جیسا کہ میں نے ڈھاکہ کانفرنس سنہ ۱۹۰۶ ع میں عرض کیا تھا جب ڈاکٹر صاحب ولایت سے واپس آئے تھے کہ اب ہماری قوم میں تعلیمی تحریک کا ایک انجن آتا ہے اور جو انہماک آپ کو تعلیم سے ہے وہ سب جانتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر ولی محمد صاحب، پروفیسر محمد ابراهیم صاحب، مسٹر خلیل احمد بی ایس سی، مسٹر سید عبد الجلیل بی ایس سی نے تعلیمی نمایش کا تمام انتظام اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور اس سے بڑھکر ڈاکٹر ولی محمد صاحب کی توجہ کا تجربہ آپ صاحبان کو آج شب میں ہوگا جبکہ برقی روشنی اسٹریچی ہال میں ہوگی - علاوہ ان صاحبان کے جو مختلف کمیٹیاں مختلف کاموں کے متعلق ترتیب دی گئی تھیں ان کے ممبران نے جس انہماک اور جس تندہی کے ساتھہ کام کیا ہے اس کا آپ صاحبان کو پورا اندازہ ہوا ہوگا - ہمارے کالج کو اسکول کے طلبہ نے جس شوق و ذوق کے ساتھہ کانفرنس کے کاموں کو اپنے ذمہ لے لیا ہے اور جس محنت اور مستعدی کے ساتھہ وہ اپنے مہمانوں کی خدمت میں مصروف ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں اس وقت صرف مختلف کمیٹیوں کے منتظم صاحبان کے نام پڑھتا ہوں :ــــ

(۱) پروفیسر ولایت احمد صاحب ایم اے رسپشن کمیٹی

(۲) ماسٹر ناظر حسن صاحب انصاری "

(۳) پروفیسر برکت علی صاحب بی ایس سی کیمپ خیمہ جات

(۴) ماسٹر نعیم الدین خان و ماسٹر قایم حسین صاحبان کیمپ عمارات اسکول

(۵) مسٹر نذیر احمد کیمپ پھاسو و بھوپال ہاؤس

(۶) مسٹر عزیز الشفیع کمیپ لکچر رومس قدیم

(۷) میسرز اشفاق علی و انور علی " جدید

(۸) ماسٹر عزیز بخش صاحب انکوائری آفس

(۹) قاضی جلال الدین صاحب کمیٹی آرائش

(۱۰) ماسٹر سعادت علی خاں صاحب و فوڈ مانیٹران کالج ڈائننگ ہال

صاحب صدر کا ریمارک

آنریری جائنٹ سکرٹری کی تقریر مندرجہ بالا کے بعد صاحب صدر نے سالانہ رپورٹ پر ریمارک کرتے ہوئے فرمایا کہ :ــــ

" حضرات! خاموشی کے ساتھہ قومی بھلائی کے کام کرنا، تحسین و آفرین کی اُمید نہ رکھنا بلکہ نفرین و ملامت کو حوصلہ کے ساتھہ برداشت کرنا یہہ کام اُن لوگوں کا ہوتا ہے جن کے دل میں سچی محبت اپنی قوم کی اور سچا درد اپنی ملت کا ہوتا ہے ــــ صاحب زادہ صاحب جس خلوص اور خاموشی کے ساتھہ کام کرتے ہیں مجھے یقین ہے کہ جو انتشار آج قوم میں ہے اور جو پمفلٹ شایع ہورہے ہیں اگر یہہ حالت نہ ہوتی تو وہ آج بھی اپنے کاموں کو بیان نہ کرتے ــــ قومی زندگی میں ایسے موقع پیش آجاتے ہیں جبکہ کام کرنے والوں کے کام پر نا جائز نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ اس وقت یہہ بتلادینا ضروری ہوتا ہے کہ کام کرنے والوں نے کیا کیا ہے اور وہ کیا کررہے ہیں۔ اس لیئے صاحب زادہ صاحب نے جو گذشتہ دس سال کے کار نامے بیان کیئے ہیں ان کا بیان کرنا کچھہ عیب نہیں ــــ سنہ ۱۹۰۶ ع تک کانفرنس کی جو حالت رہی اس کی تاریخ بھی صاحب زادہ صاحب نے بیان کردی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ hand to mouth کا سلسلہ تھا اور سنہ ۱۹۰۶ ع کے بعد جس طرح کام ہوا اور مختلف شعبوں نے جس طرح ترقی کی اس کا مختصر خاکہ آپ صاحبوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ آپ نے سنا ہوگا ــــ اس زمانہ میں جو بے مثل ترقی کانفرنس کو نصیب ہوئی اس کے لحاظ سے صاحب زادہ صاحب کا جس قدر بھی شکریہ

ادا کیا جاوے کم ہی — مبارک ہی وہ کام اور وہ قوم جو اپنے سچے خدمت کرنے والوں کے حوصلوں اور دلوں کو بڑھاتی ہی، گالیاں کھاکر قومی خدمت کرنا ہر کسی کا کام نہیں ہوتا - ایسے لوگ صدیوں میں ایک آدھ ہی پیدا ہوتے ہیں — ہر شخص سر سید نہیں ہوتا " *

" حضرات! ہماری قوم کی جو حالت ہی اس کے لحاظ سے میں سچے دل سے عرض کرتا ہوں کہ جب تک ہم قومی خدمت کرنے والوں کا دل بڑھانا نہ سیکھیں گے اس وقت تک ہمارے کام کامیاب نہیں ہوسکتے — میں جائنٹ سکرٹری صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور کانفرنس کے کاموں کی کامیابی پر ان کو مبارک باد دیتا ہوں " *

" صاحبو! آپ کو معلوم ہی کہ صاحب زادہ صاحب نے اپنی علالت کی وجہ سے اپنا پروفیشنل کام ترک کردیا مگر قومی کام یعنی کانفرنس کا کام نہیں چھوڑا — میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جس شخص نے ایسی صداقت کے ساتھہ خدمت کی ہو اس کا نہ صرف پورے جوش کے ساتھہ اعتراف کیا جاوے بلکہ اسی کے ساتھہ میں تحریک کرتا ہوں کہ جو رپورٹ صاحب جائنٹ سکرٹری کانفرنس نے پیش کی ہی اور جو گوشوارہ حسابات آپ کو مد وار پڑھ کر سنایا ہی اس کو منظور کیا جاوے" *

چنانچہ جملہ حاضرین کے اتفاق رائے کے ساتھہ سالانہ رپورٹ اور گوشوارہ حسابات بابۃ سال سنہ ۱۹۱۵-۱۶ ع منظور ہوئے *

اس قدر کار روائی کے بعد مسٹر ولایت احمد ایم اے پروفیسر محمدن کالج علی گڈہ نے مندرجہ ذیل رزولیوشن کی تحریک پیش کی :—

رزولیوشن نمبر ۷

اس کانفرنس کو نہایت افسوس ہی کہ الہ آباد کے ایم اے کورس بابت سال سنہ ۱۹۱۸ ع سے اسلامی تاریخ کے مضمون کو خارج کردیا گیا ہی جو مسلمانوں کے لیئے نہایت دل آزار کار روائی ہی اس لیئے یہہ کانفرنس لوکل گورنمنٹ اور الہ آباد یونیورسٹی سے اصرار کے ساتھہ درخواست کرتی ہی کہ وہ اس تجویز کو مسترد کرکے مسلمانوں کو شکر گذاری کا موقع دے *

مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار کی تائید اور جملہ حاضرین کے اتفاق کے ساتھہ مندرجہ بالا رزولیوشن منظور کیا گیا اور اسی کے ساتھہ جلسہ کی کار روائی ختم ہوئی *

اجلاس سویم

کارروائی اجلاس انجمن ترقی اُردو

۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ع

۸ بجے شب سے دس بجے شب تک

پریزیڈنٹ :

جناب خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار البشیر

مولوی عبد الحق صاحب بی اے سکرٹری انجمن ترقی اُردو کی تحریک اور شیخ محمد عبد اللہ صاحب کی تائید اور تمام حاضرین کی اتفاق رائے سے جناب خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار البشیر جلسہ کے صدر منتخب ہوئے اور آپ نے جو ایڈریس جلسہ میں پڑھا وہ زبان اُردو کی ترقی کے متعلق نہایت مفید مشوروں اور تجاویز پر مشتمل تھا، افسوس ہی کہ رپورٹ کی ترتیب کے وقت تک جناب مولوی صاحب ممدوح نے ایڈریس کی کاپی باوجود متعدد تقاضوں کے عنایت نہیں فرمائی اور اس لیئے وہ روئداد میں درج نہیں ہوسکا *

خطبہ صدارت کے بعد مولوی عبد الحق صاحب بی اے سکرٹری انجمن ترقی اُردو نے حسب ذیل اپنی سالانہ رپورٹ بابۃ سنہ ۱۹۱۶ ع پڑھی *

سالانہ رپورٹ انجمن ترقی اُردو

جناب صدر انجمن!

اس سے قبل کہ میں آپ کی خدمت میں اس سال کی کارگزاری کی کیفیت پیش کروں، میں اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اُس منبع جود و سخا کے بذل و عطا کا ذکر جمیل بکمال احسانمندی و شکر گزاری کروں جس کی خسروانہ اعانت کی بدولت اس انجمن کے قیام کو استحکام نصیب ہوا ہی — ہندوستان میں کم ایسی علمی انجمنیں اور تعلیمی درسگاہیں ہیں جو اعلی حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے احسان و عطا کی زیر بار نہوں - اعلی حضرت و اقدس کی فیاضیاں اور اُن کی ہنر پروری اور علمی قدر دانی روز روشن کی طرح آشکار ہیں —

بلامبالغہ کسی ملکی یا قومی کام شروع کرنے سے پہلے اُمید بھری آنکھیں دکن کی طرف اُٹھتی ھیں - تمام بہی خواہان اُردو کو یہہ سن کر بے انتہا مسرت ہوگی کہ اعلیٰ حضرت نے از راہ مراحم خسروانہ انجمن کے لیئے مستقلاً پانچ ہزار روپے سالانہ کی امداد مرحمت فرمائی ھی - سچ یہہ ھی کہ اعلیٰ حضرت کی سرپرستی اور شاہانہ امداد نے اس سسکتی ہوئی انجمن کے حق میں آب حیات کا کام کیا ھی - انہیں کرم فرماتے اتنی دیر نہیں لگتی جتنی ھمیں شکر گزاری کے لیئے الفاظ تلاش کرنے میں ہوجاتی ھی *

اس کے بعد میں اُس خاتون محترم فیض مجسم کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہوں جس کے در سے کوئی قومی گدا کبھی محروم نہیں پھرتا - کتنے مدرسے ، کتنی انجمنیں ، کتنے یتیم خانے ایسے ھیں جن کا وجود و قیام محض فرمانروائے بھوپال کے دم سے ھی - علیا حضرت خلد اللہ ملکہا نے جنہیں انجمن کے اغراض و مقاصد سے ابتدا سے ہمدردی ھی ، انجمن کے لیئے پچاس روپے ماہانہ کی مستقل امداد عطا فرمائی ھی جس سے انجمن کو بہت بڑی تقویت ہوگئی ھی *

ابتدائے قیام انجمن سے یہہ پہلا وقت ھی کہ انجمن کی مالی حالت اس قابل ہوئی ھی کہ ہم عملی اور علمی کام یک گونہ اطمینان کے ساتھہ انجام دے سکتے ھیں اور یہی نہیں بلکہ پہلے سے زیادہ اہل ملک نے اس کی طرف توجہ فرمائی ھی اور مختلف مقامات میں اس کے مقاصد و اغراض کی اشاعت و توسیع اور اس کی شاخیں قایم کرنے کی خواہش ظاہر کی ھی - بعض ایسے ہمدرد اصحاب بھی پیدا ہوگئے ھیں جو انجمن کے کاموں کو خوشی اور مستعدی کے ساتھہ کرنے کے لیئے آمادہ ھیں اور عام طور پر انجمن کی کار روائیاں اور کوششیں بنظر استحسان دیکھی جانے لگی ھیں *

چنانچہ اس سال کلکتہ میں انجمن کی ایک شاخ جناب نواب نصیر حسین خاں صاحب "خیال" اور قاضی عبدالغفار صاحب (ایڈیٹر صداقت) کی سعی سے قایم ہوئی اور اس کے سکرٹری مولوی واحد حسین صاحب بی۔ اے، بی ایل، ایم آر اے ایس انتخاب کیئے گئے - آپ خاص بنگال کے باشندے ھیں اور اُردو زبان اور تعلیمی معاملات سے دلچسپی رکھتے ھیں اور اُردو میں متعدد کتابوں کے مؤلف ھیں - چونکہ اس کے ارکان میں بعض ہمدرد اور پرجوش حضرات شریک ھیں، اس لیئے یہہ توقع ہوتی ھی کہ یہہ

شاخ بنگال کے لیئے ضرور مفید ہوگی - گذشتہ اکتوبر میں مسلمانان جنوبی ہند کی تعلیمی انجمن (محمدن ایجوکیشنل کانفرنس مدراس) کا سالانہ اجلاس عظیم الشان پیمانے پر خاص انتظام و اہتمام سے زیر صدارت جناب مسٹر محمد اکبر نذر علی حیدری ہوم سکرٹری دولت آصفیہ حیدر آباد دکن بمقام وانم باڈی منعقد ہوا — اس میں انجمن کو بھی دعوت دی گئی تھی - کانفرنس کے اجلاس میں ایک خاص رزولیوشن انجمن ترقی اُردو کی ایک شاخ جنوبی ہند میں قایم کرنے کے متعلق پیش ہوا — یہہ سن کر حیرت ہوگی کہ جنوبی ہند کے مسلمانوں کو اُردو سے ایک قسم کا عشق ھی اور اُسے وہ اپنی قومی زبان خیال کرتے ھیں اور ہمیشہ اس کی تحصیل و تعلیم پر مصر پائے جاتے ھیں - انہوں نے انجمن کے مقاصد اور کارگزاریوں کو بڑے شوق اور دلچسپی سے سنا اور بڑے جوش کے ساتھہ متفق اللسان ہوکر اس رزولیوشن کی منظوری دی - میرا خیال ھی کہ عملی کارروائیوں میں ہمارے جنوبی ہند کے بھائیوں کو ہم سے زیادہ سوجھہ بوجھہ ھی - خصوصاً جبکہ نواب غلام احمد صاحب کلامی اور آنریبل سیٹھ یعقوب حسن صاحب جو کانفرنس کی روح و رواں ھیں مدراس میں ایک ایسی انجمن کی ضرورت سمجھتے ھیں اور اس کے مقاصد کے دل سے حامی ھیں ، تو مجھے یقین ھی کہ اُن کی نگرانی و آبیاری سے انجمن کی یہہ شاخ زیادہ سر سبز رہے گی *

اسی سال جناب مولوی مصطفیٰ علی صاحب وکیل کی سعی و توجہ سے جالنہ ضلع اورنگ آباد میں انجمن کی ایک شاخ قائم ہوچکی ھی اور اُس کے متعلق ایک کتب خانہ قایم کرنے کی تجویز ہورہی ھی — ہندوستان کے مشہور انجمن گر مولوی حاجی ریاض الدین احمد صاحب امسال حج کو تشریف لیئے جارہے تھے - چلتے چلتے اُنہوں نے بمبئی میں جھٹ پٹ ایک جلسہ کرکے اس انجمن کی ایک شاخ قایم کردی — حاجی صاحب موصوف کو ایسے معاملات میں کسی تحریک کی ضرورت نہیں — اگر اُن کی قایم کردہ انجمنوں اور مدرسوں (یعنی مردہ اور زندہ دونوں) کا شمار کیا جائے تو جتنے حضرات اس وقت یہاں جمع ھیں ، اُن سب کی کوشش سے اس قدر انجمنیں اور مدرسے قائم نہیں ہوئے ہوں گے جتنے حاجی صاحب نے تن تنہا اپنی ہمت سے اس ملک میں قایم کردیئے ھیں — شاید ھی کوئی بد نصیب مقام اُن سے بچا ہوگا *

یہہ شاخیں اس وقت گو کسي حالت ہوں لیکن محض ان کا قیام اس امر کي دلیل هی کہ لوگ عام طور پر انجمن کے مقاصد کو مفید خیال کرتے هیں اور اس سے بجا طور پر یہہ توقع هوتي هی کہ اگر یہہ کام استقلال سے جاري رھا، تو کامیابی میں شبہہ نہیں، اور آیندہ رفتہ رفتہ وہ تمام مشکلات رفع هوجائیگي جو اب تک پیش آتي رهي هیں- لیکن سب سے زیادہ حوصلہ افزا امر اس سال یہہ پیش آیا کہ اهل لکھنؤ نے (جن میں اکثر شہر کے عمائد اور اهل علم شریک تھے) اپني خاص عنایت و همدردي سے انجمن کو اپنے خوب صورت اور بارونق شہر میں دعوت دي اور یہہ خواهش ظاهر فرمائي کہ اُس کا ایک جلسہ لکھنؤ میں بھي کیا جاے — اس میں صرف دقت یہہ تھي کہ یہہ جلسہ کن تاریخوں میں هو - اُن میں سے اکثر اصحاب کا یہہ خیال تھا کہ دسمبر کے آخري هفتے کي کسي تاریخ میں هونا چاهیئے تاکہ لوگ آساني سے اُس میں شریک هوسکیں ورنہ پھر ایسا موقع نہ ملے گا - دوسرے اوقات میں اس قدر اصحاب کا ایک جا جمع هونا ممکن نہیں- ان کا یہہ خیال بالکل درست تھا، مگر مشکل یہہ تھي کہ اسي زمانے میں آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا بھي اجلاس هوتا هی اور انجمن کا سالانہ جلسہ اس کے ساتھہ هونا لازمي هی - لہذا اس شرط پر دعوت قبول کرلي گئي کہ لکھنؤ کے جلسے کي کوئي ایسي تاریخ مقرر کي جائے جو انجمن کے سالانہ اجلاس کانفرنس کے بعد هو - اس میں فریقین کو کسي عذر کا موقع نہ تھا - چنانچہ ایسا هي هوا - اس بارے میں بعض حضرات کو غلط فہمي هوئي اور اصل حقیقت کے دریافت کرنے کي زحمت گوارا نہ کرنے جلسے کے انعقاد اور داعیوں کي نیت پر نکتہ چیني کي گئي - میرے خیال میں کیا کسي کے خیال میں بھي اهل لکھنؤ کي یہہ خواهش ایسي غیرمعمولي یا ناروا نہ تھي کہ وہ مورد الزام یا مستوجب نکتہ چیني سمجھي جاتي- اصل واقعات کے معلوم نہ هونے سے همیشہ غلط فہمي پیدا هوتي هی اور پھر غلط فہمي کي نوبت دور تک پہنچ جاتي هی - حالانکہ موقع یہہ تھا کہ اهل لکھنؤ کا شکریہ ادا کیا جاتا کہ اُنہوں نے اشاعت مقاصد انجمن کے لیئے اُس کو ایسا اچھا موقع دیا — اُن حضرات کو یہہ بھي معلوم نہیں کہ اس قسم کي دعوتیں اور بھي کئي مقامات سے موصول هوئي هیں اور سب سے زیادہ اهل حیدرآباد کا تقاضا هی کہ وهاں بڑے پیمانے پر انجمن

کا ایک جلسہ کیا جاے اور غالباً لکھنؤ سے قبل وهیں هوتا لیکن طاعون کے پھیل جانے کي وجہ سے وہ ارادہ فسخ کرنا پڑا - میں اس موقع پر اس امر کا اظہار کردینا مناسب سمجھتا هوں کہ اگر همیں انجمن کو ملک کے حق میں مفید اور موثر بنانا هی تو همیں اس کے جلسے مختلف مقامات اور مختلف موقعوں پر کرنے پڑیں گے اور بارها کرنے پڑیں گے- ایسي صریح اور ناقابل اعتراض باتوں پر ناراضگي و رنج کا اظہار کرنا ٹھیک نہیں هی - لیکن میں جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کا ممنون اور ساتھہ هي اُن کي سلامت طبع کا قائل هوں کہ اگرچہ اُن کے گرد و پیش ایسے اسباب موجود تھے کہ اُنہیں ان حالات سے اشتعال پیدا هوتا لیکن اُنہوں نے مطلق ان باتوں کي طرف توجہ نہ فرمائي - حقیقت یہہ هی کہ بڑے کاموں کے انجام دینے کے لیئے باهمي اعتماد کا هونا نہایت ضروري هی *

علاوہ اس کے دو سال سے یہہ خیال تھا کہ ارکان انجمن کي ایک مجلس شوریٰ کرکے بعض ایسے امور پیش کیئے جائیں جن کا قطعي طور پر فیصلہ کرنا نہایت ضروري هی اور جو خط و کتابت سے طے نہیں پاسکتے- لیکن گذشتہ دو سال میں کانفرنس کے اجلاس ایسے دور و دراز مقامات پر هوئے کہ ارکان انجمن کي کافي تعداد بہم نہ پہونچ سکی - دوسرے وقت کي تنگي ایسي تھي کہ یہہ خیال وقوع میں نہ آسکا - انجمن کا کام روز بروز زیادہ هوتا جاتا هی اور اس کي ذمہ داریاں بڑھتي جاتي هیں-اس لیئے اب مجلس شورے کے انعقاد کي ضرورت اور شدید هوگئي هي، کیونکہ اگر ان ضروري امور کا جلد تصفیہ نہ کرلیا گیا تو انجمن کے کام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ هی— اس سال یہہ موقع بہت غنیمت سمجھا گیا - ملک کي بڑي بڑي انجمنوں اور مجلسوں کے اجلاس اسي زمانے میں هیں — علي گڈہ اور لکھنؤ ایسے مقامات هیں جو علمي، معاشرتي اور مقامي خصوصیات کي وجہ سے خاص کشش رکھتے هیں - لوگوں کا اجتماع خاطر خواہ هوگا اور ارکان و بہي خواهان انجمن کي ایک کثیر تعداد آساني سے جمع هوجاے گي - چونکہ اس سے بہتر موقع قریب زمانے میں ملنا مشکل تھا - اس لیئے یہہ راے قرار پائي کہ انہیں تاریخوں میں ایک دن اس کام کے لیئے بھي مخصوص کردیا جاے *

علاوہ بعض دیگر امور کے خاص خاص معاملات فیصلہ طلب یہہ هیں :

۱ — موجودہ حالات کی رو سے انجمن کے قواعد و ضوابط پر نظر ثانی اور ضرورت ہو تو اُن میں مناسب ترمیم کی جاے *

۲ — ملک کے مختلف مقامات میں انجمن کی شاخیں قایم ہوتی جاتی ہیں اور آیندہ غالباً اور توسیع کی اُمید ہی - لیکن ساتھہ ہی یہہ اندیشہ ہی کہ کہیں ایسا نہ ہوکہ یہہ انجمنیں محض نام کی ہوں اور کوئی کام نہ کریں اس لیئے یہہ مناسب معلوم ہوا کہ ان کے لیئے کچھہ قواعد مرتب کردیئے جائیں تاکہ وہ اپنے فرایض سے غافل نہ رہیں اور انجمن کے مقاصد کی تکمیل میں ان سے کافی مدد ملے اور مرکزی انجمن سے ایک نسبت اور سلسلہ قایم رہے *

۳ — انجمن کے بعض مقاصد ایسے ہیں جن کے متعلق ابھی تک کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی - ان کے متعلق مناسب تدابیرغور کے لیئے پیش کی جائیں *

۴ — کم سے کم آیندہ چند سال کے لیئے ایک پروگرام ایسا تیار کرلیا جاے جو انجمن کے پیش نظر رہے اور اس کی تعمیل کی حتی الامکان کوشش کی جاے - اس سے انجمن کا کام ایک خاص صورت میں منضبط ہوجاے گا اور ایک مدت تک اُس کی رہنمائی کا کام دے گا — اگرچہ اس سے انجمن کی ذمہ داری بہت کچھہ بڑہ جاے گی لیکن بغیر ذمہ داری بڑھائے کوئی مفید کام ہو بھی نہیں سکتا *

چونکہ مجھے کانفرنس کے اس اجلاس میں حاضر ہوکر اپنی رپورٹ پیش کرنا ضرور تھا - اس لیئے میں نے یہہ مناسب خیال کیا کہ اگر ان امور کا فیصلہ اس سے قبل ہوجاے تو بہتر ہوگا تاکہ میں جناب کو اس فیصلہ کی اطلاع دے سکوں - چنانچہ اس خیال سے مجلس شوریٰ کا انعقاد ۲۵ دسمبر کو لکھنؤ میں کیا گیا جس میں ۲۰ حضرات شریک تھے - اور اُن کی خدمت میں یہہ تمام مسائل پیش کیئے گئے - بعد کامل غور اور کافی بحث مباحثے کے یہہ امور قابل اطمینان طور پر طے پاگئے - جس کی تفصیلی کیفیت اس رپورٹ کے ساتھہ الگ شائع کی جاے گی - کیونکہ جو وقت مجھے اس اجلاس میں دیا گیا ہی وہ اس قدر کافی نہیں ہی کہ میں اُس کی رپورٹ پڑہ کر سناؤں — مگر میں اس موقع پر اُن تمام حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے زحمت

فرماکر اس میں شرکت فرمائی اور ان مسائل کی بحث میں ہمدردی اور سرگرمی کے ساتھہ حصہ لیا *

گذشتہ سال کی رپورٹ میں چند کتابوں کا تذکرہ کیا گیا تھا جو زیر تالیف یا ترجمہ تھیں — ان میں سے بعض چھپ کر شائع ہوگئیں، بعض زیر طبع ہیں اور بعض کا کام ابھی جاری ہی *

۱ — مفصلہ ذیل کتب چھپ کر شائع ہوگئی ہیں *

(۱) سید انشاءالله خاں دہلوی مرحوم کی نادر کتاب دریاے لطافت *

(۲) اُردو قاعدہ و کلید قاعدہ *

(۳) پلوتارکس لائوز (مشاهیرہ یونان و رومہ) کی جلد اول مترجمہ جناب سید ہاشمی صاحب *

(۴) طبقات الارض مولفہ جناب مولوی مرزا مہدی خاں صاحب کوکب *

(۵) عربی ایک مشکل زبان ہی، لیکن اتنی بھی نہیں جس قدر کہ یہہ عام طور پر مشکل سمجھی جاتی ہی - طریقہ تعلیم اور مروجہ درسی کتب نے اسے اور مشکل کردیا ہی - مولانا حمید الدین صاحب بی اے صدر دار العلوم حیدر آباد دکن نے اس دقت کو محسوس کرکے طالب علموں پر بڑا احسان کیا ہی کہ انھوں نے نہایت آسان اور سلیس زبان میں بالکل جدید طرز پر چند رسالے انجمن ترقی اُردو کے لیئے لکھے ہیں، جن میں سے دو طبع ہوگئے ہیں اور دو زیر تالیف ہیں - ان میں صرف وہی مسائل نہیں ہیں جو مبتدیوں کے لیئے ضروری سمجھے جاتے ہیں، بلکہ مبتدی سے منتہی تک کے لیئے کافی ہیں اور اُن تمام دقیق اور پیچیدہ مسائل کو (جن کے سمجھنے اور سمجھانے میں بڑی دشواری پیش آتی ہی بالکل سہل کردیا ہی) اور وہ اہم اور نازک مسائل جو بڑی بڑی کتابوں کے مطالعے کے بعد کہیں مشکل سے نظر پڑتے ہیں، ان رسالوں میں بڑی خوبی سے آگئے ہیں)

جو لوگ عربي زبان تحصيل كرنا چاهتے هيں اُنهيں ان سے بهتر اور جامع اور سهل كتابيں! كسي زبان ميں نهيں مل سكتيں *

۲ — وہ كتابيں جو زير طبع هيں :—

(۱) علم المعيشت مولفۂ جناب محمد الياس صاحب برني ايم اے پروفيسر علي گڈہ كالج - پروفيسر صاحب موصوف نے بڑا قابل قدر كام كيا هي - اس فن پر اُردو زبان ميں يهہ پهلي كتاب هي جو اس اهتمام و وسعت نظر كے ساتهہ لكهي گئي هي - قابل مؤلف نے مشكل سے مشكل مسائل كو تاحد امكان آسان زبان ميں ادا كرنے كي كوشش كي هي - جو حضرات اس فن كے مسائل و اصطلاحات كي مشكلات سے واقف هيں وہ سمجهہ سكتے هيں كہ مولف كو اس كے لكهنے ميں كيسي كيسي دشوارياں پيش آئي هونگي - وہ لوگ جنهوں نے كسي غير زبان ميں كسي فن كي تحصيل و تكميل كي هي بے شبہ قابل قدر هيں - ليكن وہ لوگ جنهوں نے اس تكميل كے بعد اهل ملك كے فائدے كے لیئے زحمت و مشقت اُٹهاكر اپني زبان ميں اس فن پر كتابيں لكهي هيں وہ بهت زيادہ قابل قدر اور لائق تحسين هيں - يهہ كتاب چهپ چكي هي اور صرف چند اجزا باقي هيں - اُميد هي كہ ملك ميں قدر كي نگاہ سے ديكهي جائے گي *

(۲) پروفيسر ليكي كي مشهور كتاب " هسٹري آف دي يورپين مارلس " (تاريخ اخلاق يورپ) كا ترجمہ جناب مسٹر عبد الماجد صاحب بي اے نے كيا هي - ترجمہ بالكل مكمل هوگيا هي اور طبع كے لیئے بهيجديا گيا هي *

۳ — جن كتابوں كے آيندہ سال طبع هونے كي توقع هي وہ يهہ هيں :—

(۱) پلوٹاركس لائوز (مشاهير يونان و روما) كي دوسري جلد جس كا ترجمہ جناب سيد هاشمي صاحب كرچكے هيں *

(۲) نامۂ دانشوران كے ۱۵۰ صفحے ترجمہ هوچكے هيں - جناب مولوي رياض حسن صاحب نے اور سو صفحے عنقريب ترجمہ كركے

دينے كا وعدہ فرمايا هي — ان سو صفحات كے وصول هونے پر يهہ تمام ترجمہ ايك جلد كي صورت ميں شائع كرديا جائے گا *

(۳) مولوي سيد محمد صاحب نے ايك كتاب پيرايۂ اقبال نامي انجمن ميں بهيجي هي — مولف نے اس كتاب ميں تمام هندوستاني زيوروں كے نام اور اُن كي تشريح كي هي اور سند ميں اُردو كے كسي مستند اُستاد كا شعر بهي ديا هي - اسي ضمن ميں بعض متعلقہ اصطلاحات وغيرہ كا بهي ذكر كيا هي يهہ كتاب اُردو كي مكمل لغت كے لیئے جو آيندہ كبهي لكهي جائيگي ، بهت كار آمد ثابت هوگي *

(۴) علم و اعمال حفظان صحت مولفۂ ڈاكٹر لطافت حسين خان صاحب آئي ايم ايس مكمل هوگئي هي ، نظر ثاني بهي هوچكي هي اور اب مسودہ صاف هورها هي - ايك ايسي كتاب كي شديد ضرورت تهي اور اُميد هي كہ يهہ بهت مفيد ثابت هوگي *

(۵) مرزا غالب كے اُردو ديوان كے جديد اڈيشن كے متعلق گذشتہ رپورٹ ميں ذكر هوچكا هي — يهہ اڈيشن بهمہ وجوہ مكمل و مرتب هوچكا هي — جناب ڈاكٹر عبد الرحمن صاحب بجنوري بي اے ايل ايل ڈي بيرسٹر ايٹ لا مشير تعليم رياست بهوپال اس كے لیئے ايك عالمانہ مقدمہ لكهہ رهے هيں - جناب مولانا عبد الحليم صاحب شرر نے بهي اس اڈيشن كے لیئے ايك مضمون لكهنے كا وعدہ فرمايا هي - اب تك بعض وجوہ سے طبع ميں تاخير هوتي رهي - ايك تو بوجہ جنگ اعلى درجے كا كاغذ دستياب هونے ميں دشواري هي - دوسرے اب تك ليتهو كا كوئي مطبع ايسا نهيں ملا جو اسے اعلى درجے كي نفاست كے ساتهہ چهاپ سكے جو انجمن كا منشا هي - بعض صاحبوں كي يهہ رائے هي كہ فوٹو گراف كے ذريعہ طبع كرايا جائے - اس كے متعلق بهي خط و كتابت جاري هي - كوشش كي جائيگي كہ آيندہ سال يهہ طبع هوجائے *

(۶) گزو كي تاريخ تمدن كا ترجمہ هوچكا هي - اب اُس پر نظر ثاني باقي هي *

— تراجم و تالیفات جن کا کام جاری هی :—

(۱) اس شق میں سب سے اول جناب پروفیسر برکت علی صاحب بی ایس سی کی کتاب هئیت جدیدہ کا ذکر کرتا هوں — پروفیسر صاحب موصوف نے جس کمال احتیاط و محنت و تحقیق سے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا هی وہ بے حد قابل قدر هی - جو حصہ اس وقت تک لکھا جاچکا هی اس کے دیکھنے سے معلوم هوتا هی کہ یہہ کتاب نہ صرف باعتبار فن بلکہ بہ لحاظ خوبی تحریر بھی بے مثل هوگی - اس وقت تک اس کتاب کے ۱۲۰۰ صفحے لکھے جاچکے هیں، یہہ بہت مبسوط اور جامع کتاب هوگی جو دو یا تین جلدوں میں ختم هوگی - فاضل مؤلف جس شوق اور جان فشانی سے اس کام کو انجام دے رهے هیں انجمن اس کا شکریہ کافی طور سے ادا نہیں کرسکتی — درحقیقت یہی وہ لوگ هیں جو اپنے علم و فضل سے ملک کی سچی خدمت کرسکتے هیں اور یہی وہ لوگ هیں جن سے یہہ توقع هی کہ وہ اس کم مایہ زبان میں علمی روح پھونکیں گے - دنیا پر اُنہیں کا احسان نہیں هی جن کی آواز صرف کالج کے کمروں میں گونجتی اور جن کے دماغ کی جولانی مدرسی کی کرسی تک محدود هی، بلکہ بڑا احسان اُن علما کا هی جن کی آواز کالج اور یونیورسٹیوں کے کمروں سے نکل کر ایک عالم تک پهونچتی هی *

(۲) هر برٹ اسپنسر کی کتاب علم الاخلاق کا ترجمہ جناب مولوی حافظ علی صاحب کررهے هیں - افسوس هی کہ بوجہ علالت و دیگر مکروهات کے ترجمہ زیادہ نہیں هوا — لیکن جس قدر حصہ اب تک هوچکا هی وہ قابل قدر هی — یہہ معمولی اور آسان کام نہیں هی — هندوستان میں بہت کم لوگ ایسے هیں جو اس قسم کے مشکل علمی کاموں کو اس خوبی سے انجام دےسکتے هیں جس طرح کہ مولوی صاحب موصوف نے اس ترجمے کا کام انجام دیا هی - مولوی صاحب ایک فاضل اور جامع شخص هیں - افسوس هی کہ اس زمانے میں بوجہ نزول الماء ان کی بصارت کو بہت صدمہ

پهنچا اور ڈاکٹر نے سخت ممانعت کردی تھی کہ لکھنے پڑھنے کا کام مطلق نہ کیا جائے ورنہ اب تک اس کتاب کا بہت سا حصہ ترجمہ هوجاتا *

(۳) جناب سید افتخار عالم صاحب اگرچہ اس زمانے میں مختلف آلام و افکار میں مبتلا رهے مگر باوجود اس کے تاج خسروی کی لو ان کے دل میں برابر لگی رهی - اُنہوں نے اس کام کو بڑے شوق سے شروع کیا - اس کے لیئے سامان بهم پهنچانے میں بڑی محنت و کاوش کی اور اب اُسے بڑی تحقیق اور انہماک کے ساتھہ لکھہ رهے هیں - مجھے یقین هی کہ حضرت امیر کے حالات و کلام پر یہہ کتاب بے مثل هوگی اور قابل مولف کا یہہ کارنامہ اُردو زبان میں یادگار هوگا *

(۴) علامہ ابو ریحان بیرونی کی کتاب الهند کا ترجمہ جاری هی اور قابل مترجم باوجود دوسری مصروفیتوں کے اس کام سے بھی غافل نہیں رهے — اس وقت کتاب کا پانچواں حصہ ترجمہ هوچکا هی — میں نے ترجمے کے کچھہ اجزا دیکھے هیں - حقیقت یہہ هی کہ ترجمہ بڑی احتیاط اور قابلیت کے ساتھہ کیا گیا هی *

۵ — تعلیمی کتب :

(۱) اُردو کے قاعدے کا ذکر اس سے قبل هوچکا هی - یہہ بڑا مشکل اور جھگڑے کا کام تھا، اس لیئے اس میں زیادہ عرصہ لگا ؛ مگر اب پورا هوچکا هی *

(۲) اسی سلسلے میں انجمن اُردو کی پہلی کتاب لکھوا رهی هی - اس سلسلے کی تالیف سے مقصد یہہ هی کہ ایسی کتابیں لکھوائی جائیں جو هندوستان کے هر حصے میں رائج هوسکیں - ان کی زبان سلیس، سادہ اور فصیح هو - بچوں میں اشیاء پر غور کرنے کا مادہ پیدا هو اور ابتدا سے اُن کے دلوں میں عمدہ اخلاق، حب وطنی، صفائی وغیرہ کے خیالات جاگزین هوں *

(۳) گذشته رپورٹ میں اس امر کا صراحت سے ذکر هوچکا هی که سرکار نظام نے اس امر کا فیصله کردیا هی که دارالعلوم حیدرآباد میں تمام علوم کي تعلیم اُردو زبان کے ذریعے سے دي جاے- اس فیصلے کی اهمیت اور افضلیت سے کسي کو انکار نهیں هوسکتا — ایک مدت کے تجربے اور خسارے کے بعد اب هم صحیح راستے پر آئے هیں — ملک میں علم کي اشاعت کي کوئي تدبیر هوسکتي هی تو وه یهي هی- دنیا بهر میں شاید یهي ایک ایسا بد نصیب ملک هی جو علم کو غیر زبان کے ذریعے سے سیکهتا هی- اس کے معنی یهی نهیں هیں که علم نهیں آتا بلکه دماغ کو خراب کرنا، بد ذوقي و بداخلاقي کو پهیلانا، فطري جدت و جودت کو کچلنا اور دانسته اپني زبان کو مٹانا هی — دولت آصفیه کا یهه فیصله نهایت دانشمندي اور دور اندیشی پر مبني هی — اگر اس پر احتیاط، همدردي اور صحیح عالمانه نظر سے عمل کیا گیا تو اس کے نتایج ملک کے حق میں نهایت عمده مترتب هوں گے — لیکن اس کي تعمیل میں صرف ایک هی دقت هی — وه یهه که کتابیں کهاں هیں؟ اس کي ذمه داری انجمن ترقي اُردو نے اپنے سر لي هی — یهه ذمه داري معمولي نهیں هی مگر آپ کو یهه سن کر مسرت هوگي که اُس نے اس ذمه داري کو قبول کرتے هي اُسے عمل میں لانے کي کوشش شروع کردي هی: (۱) چنانچه درجه مولوي و منشي کے لیئے طبعیات پر ایک کتاب لکهي جاچکی اور وه علماے دارالعلوم کے زیر غور هی (۲) اس کے علاوه تاریخ یونان بهی تکمیل پاچکی هی اور عنقریب پیش کی جائیگي (۳) تیسري ایک کتاب علم النفس (سائیکالوجي) پر زیر تالیف هی*

یهه کتابیں اس نهج پر لکهوائي گئي هیں که علاوه درسیات کے عام طور پر بهی پڑهنے کے لایق هوں اور اُردو داں اصحاب اُن سے فائده اُٹهاسکیں*

(۴) مولانا حمیدالدین صاحب کي کتب صرف و نحو عربي کا ذکر میں اس سے قبل کرچکا هوں جو اِس غرض کے لیئے خاص طور پر مفید هیں*

انجمن نے حال میں ایک تجویز کي هی جو بعض اهل الراے و ارباب علم کے پاس مشوره کي غرض سے بهیجي گئي هی - اس کا مقصد یهه هی که هندوستان پر ایک مبسوط اور جامع کتاب "همارا وطن" کے نام سے لکهوائي جائے - جس میں ملک کے مختلف پهلووں مثلاً تعلیمي، اقتصادي، سیاسي، مذاهب، السنه و اقوام وغیره وغیره پر نهایت تحقیق کے ساتهه بحث کي جائے — تجویز هی که اس کے مختلف ابواب یا ابواب کے مختلف حصے خاص خاص ارباب علم سے لکهوائے جائیں جو اُس مضمون میں مستند مانے جاتے هیں یا جنهوں نے اس کا گهرا مطالعه فرمایا هی- گویا اُردو میں یهه پهلي کتاب هوگي جوملک کے اهل علم کي مشترکه کوشش اور محنت سے تیار هوگي - بعض اهل علم حضرات نے (جن کي خدمت میں یهه تجویز بغرض اظهار راے بهیجي گئي تهي) اسے نهایت پسندیده نظروں سے دیکها هی اور اس میں عملي حصه لینے کا بهي وعده فرمایا هی - یهه کتاب اگر انجمن کي تجویز کے مطابق لکهي گئي تو بهت بڑا کام هوگا اور اُس سے اهل ملک کي معلومات میں بڑا اضافه اور تغیر پیدا هوگا - کیونکه موجوده زمانے میں ملک کے هر قسم کے معاملات بحث میں آتے هیں اور هر ایک معاملے کا دوسرے سے ایسا تعلق هی که جب تک اُن پر مجموعی حیثیت سے نظر نه هو تو راے قایم کرنے اور نتایج کے استنباط میں عموماً غلطي واقع هوجاتي هی - اس لیئے صحیح معلومات کا مهیا کرنا نهایت ضروري هی، اور یهه کتاب اسي ضرورت کو پورا کرے گي اور هر طبقه کے لوگوں کو رهنمائي کا کام دے گي - لیکن اس کي تیاري میں وقت درکار هی اور صرف کثیر بهي - کیونکه لکهنے والوں کو معقول معاوضه دیا جائے گا اور کتاب بڑي تقطیع کے دو هزار صفحات سے کم نه هوگي*

علاوه اس کے نواب عماد الملک بهادر نے (جو اس انجمن کے صدر اور مربي و سر پرست هیں اور جن کي توجه اور سرگرم همدردي سے انجمن کو یهه کامیابي نصیب هوئی هی) انجمن کو ایک نادر قلمی کتاب تنقیح المناظر عنایت فرمائی هی - یهه کتاب دراصل علامهٔ فارسی نے مرتب کی هی - لیکن ابن هیثم کي کتاب المناظر پوري یا اس کا ضروري اور بڑا حصه اس میں آگیا هی، علامهٔ فارسی اصل عبارت کے ساتهه اپنی تشریح کرتے گئے هیں ابن هیثم سرتاج حکمائے اسلام اور ایک عدیم النظیر مهندس اور ماهر فن طبعیات گذرے هیں - فن مناظر میں اس حکیم نے بڑي بڑي تحقیقاتیں

کي هيں اور موسيو شاسل (جن سے بهتر اس امر میں راے دینے والا کوئی شخص نهیں هی) ابن هیثم کی کتاب کو یورپ کی کل معلومات علم مناظر کا ماخذ خیال کرتے هیں- اس عالی مرتبت اور عدیم النظیر حکیم اسلام کے علومرتبت کا اندازہ اس سے هوسکتا هی که اس نے پانچ چهه صدي تک یورپ کے علم و حکمت پر حکومت کی هی - اس کی کتاب المناظر دنیا کی چند بے بها اور بے مثل تصانیف میں سے هی جنهیں دنیا همیشه وقعت و عزت کی نگاه سے دیکهے گی - ایک زمانه میں اس کا ترجمه لاطینی اور اطالی زبانوں میں هوا تها اور اس سے کیپلر نے اپنی کتاب مناظر میں بهت کچهه کام لیا تها — اول اول یهه خیال هوا که تنقیح المناظر کا ترجمه مع حواشی اور مبسوط مقدمے کے جس میں اس حکیم کے حالات اور علمی تحقیقات کا مفصل ذکر هو طبع کیا جائے ، لیکن بعد میں یهه راے قرار پائي که پهلے اصل عربي کتاب مع اُردو مقدمے کے شایع کی جائے اور بعد میں ترجمے کا انتظام کیا جائے ، تاکه اصل کتاب بهی محفوظ رہ سکے - لیکن اسی زمانه میں اصل کتاب المناظر کی بهی جستجو رهی اور خدا کا شکر هی که اس کا پته لگ گیا هی اور اس امر کی کوشش جاري هی که اس کی نقل هاتهه لگ جائے - قوي اُمید هی که اس میں کامیابی هوجائیگی- نقل دستیاب هونے کے بعد اصل کتاب مع ایک مبسوط علمی مقدمے کے شایع کی جائیگی- یهه ایک نهایت مشکل اور همت شکن کام هی - اول اصل کتاب کا مطالعه پهر اس زمانے کے علمی حالات و کمالات پر کامل نظر اور اس کے بعد اس کتاب سے یورپ کے علم وحکمت و تحقیقات پر جو اثر پڑا هی، اُن سب کے لیئے کس قدر محنت، کس قدر وسیع مطالعه اور جانکاهی کی ضرورت پڑے گی اور ان تمام اُمور کے لیئے کس قدر سامان فراهم کرنا پڑے گا — لیکن انجمن نے یهه تهیه کرلیا هی که جو کچهه بهی هو وہ اس کام کو انجام دے کررهے گی- اور انجمن کی یهه خوش قسمتی هی که اس نهایت دشوار اور عظیم الشان کام کو هم میں سے ایک ایسے صاحب بصیرت اور شیدائے علم نے اپنے ذمه لیا هی که مطالعه جس کا اوڑهنا بچهونا اور علمی تحقیقات جس کا مقصد حیات هی — یهه کام اگر انجام پاگیا تو یهه انجمن کا ایک بڑا کار نامه اور ایک وقیع علمی خدمت هوگی - اس میں بهت وقت اور روپیه صرف هوگا - مگر مجهے یقین هی که دولت آصفیه اس میں انجمن کو فیاضانه امداد دے گی *

میں نهایت مسرت کے ساتهه یهه اطلاع بهی جناب کی خدمت میں دینا چاهتا هوں که هماري قوم کے سچے محسن اور هندوستان کے سرمایهٔ ناز فاضل مولانا سید کرامت حسین صاحب مدظله العالي سابق جج عدالت عالیه اله اباد نے ایک بے نظیر کتاب " المرأة " تحریر فرمائي هی جو فرقه اُناث کے متعلق هر قسم کي معلومات کا خزانه یا انسائي کلوپیڈیا هوگي - جنس لطیف کي دماغي اور اخلاقي خصوصیات پیدایش سے لیکر آخري عمر تک اُس کے محسوسات اور اُن کي ارتقائي کیفیت اور پهر وہ اثر جو جسماني ساخت کا اُس کے میلان طبعي پر هوتا هی اور اس سے اُس کي تعلیم و تربیت میں جو مدد مل سکتي هی غرض ان تمام علمي مسائل کو جس تحقیق و تبحر کے ساتهه جناب ممدوح الصدر نے مفصل و واضح کرکے لکها هی اُس کي مثال اُردو غریب ایک طرف شاید مغربي علم ادب میں بهي به مشکل نظر آئے گي - کیونکه درحقیقت یهه کتاب عطر هوگي بهت سي اُن مستند جدید تصانیف مغربي کا جن میں کمال محنت سے اس اهم موضوع کے مختلف پهلوؤں پر علیحده علیحده بحث کي گئي هی - اور اس میں شک نهیں که ایسي جلیل المرتبت کتاب کا معاشرت پر بهت گهرا اثر پڑے گا اور خدا نے چاها تو وہ همارے اصلاح تمدن کا ایک قوي وسیله هوگي — دنیا کي خوشیوں کا بهت بڑا حصه رجال و نساء کے باهمي تعلقات پر مبني هی اور یقیناً عورتوں کي فطرت سمجهنے میں جس قدر آسانیاں فراهم هوں گي اُسي قدر یهه تعلقات بهتر بنائے جاسکیں گے اور اصلاح قوم و ملک میں مدد و معاون هوں گے - یهه کتاب کم سے کم ۸ سو صفحے کي هوگي — کتاب تیار هی صرف نظر ثاني باقي هی - اگر مولانا کي طبیعت علیل نه هوتي تو اب تک مکمل هوجاتي — مولانا کا یهه بڑا احسان هی که اُنهوں نے یهه بیش بها کتاب انجمن کو عنایت فرمائي هی *

بهي خواهان اُردو کو اس امر کے سننے سے کمال مسرت هوگي که بعد کامل غور اور بحث کے سرکار نظام نے یهه تهیه کرلیا هی که اُردو زبان کا ٹائپ جاري کیا جاے اور اعلی حضرت خلد الله ملکه نے اس کے لیئے ایک معتدبه رقم کي منظوري بهي عطا فرمائي هی — اور ایک ایسے ٹائپ کا انتخاب کیا گیا هی جو خوبصورت هونے کے علاوہ نستعلیق سے اقرب هی — اس میں اُردو زبان کي خصوصیات کے لحاظ سے ضروري ترمیم اور اصلاح بهي کي گئي هی — یهه ایک صریح علامت ترقي کي هی اور

کي هيں اور موسيو شاسل (جن سے بهتر اس امر ميں راے دينے والا کوئی شخص نهيں هی) ابن‌هيثم کی کتاب کو يورپ کی کل معلومات علم‌مناظر کا ماخذ خيال کرتے هيں- اس عالی مرتبت اور عديم‌النظير حکيم اسلام کے علوم‌رتبت کا اندازہ اس سے هوسکتا هی که اس نے پانچ چهه صدي تک يورپ کے علم و حکمت پر حکومت کی هی - اس کی کتاب المناظر دنيا کی چند بے‌بها اور بے مثل تصانيف ميں سے هی جنهيں دنيا هميشه وقعت و عزت کی نگاه سے ديکهے گی - ايک زمانه ميں اس کا ترجمه لاطينی اور اطالی زبانوں ميں هوا تها اور اس سے کيپلر نے اپنی کتاب مناظر ميں بهت کچهه کام ليا تها — اول اول يهه خيال هوا که تنقيح المناظر کا ترجمه مع حواشی اور مبسوط مقدمے کے جس ميں اس حکيم کے حالات اور علمی تحقيقات کا مفصل ذکر هو طبع کيا جائے ، ليکن بعد ميں يهه راے قرار پائي که پهلے اصل عربي کتاب مع اُردو مقدمے کے شايع کی جائے اور بعد ميں ترجمے کا انتظام کيا جائے ، تاکه اصل کتاب بهی محفوظ ره سکے - ليکن اسی زمانه ميں اصل کتاب‌المناظر کی بهی جستجو رهی اور خدا کا شکر هی که اس کا پته لگ گيا هی اور اس امر کی کوشش جاري هی که اس کی نقل هاتهه لگ جائے - قوي اُميد هی که اس ميں کاميابی هوجائيگی- نقل دستياب هونے کے بعد اصل کتاب مع ايک مبسوط علمی مقدمے کے شايع کی جائيگی- يهه ايک نهايت مشکل اور همت شکن کام هی - اول اصل کتاب کا مطالعه پهر اس زمانے کے علمی حالات و کمالات پر کامل نظر اور اس کے بعد اس کتاب سے يورپ کے علم وحکمت و تحقيقات پر جو اثر پڑا هی، اُن سب کے لئے کس قدر محنت، کس قدر وسيع مطالعه اور جانکاهی کی ضرورت پڑے گی اور ان تمام اُمور کے لئے کس قدر سامان فراهم کرنا پڑے گا — ليکن انجمن نے يهه تهيه کرليا هی که جو کچهه بهی هو وه اس کام کو انجام دے کررهے گی- اور انجمن کی يهه خوش قسمتی هی که اس نهايت دشوار اور عظيم الشان کام کو هم ميں سے ايک ايسے صاحب بصيرت اور شيدائے علم نے اپنے ذمه ليا هی که مطالعه جس کا اوڑهنا بچهونا اور علمی تحقيقات جس کا مقصد حيات هی — يهه کام اگر انجام پاگيا تو يهه انجمن کا ايک بڑا کار نامه اور ايک وقيع علمی خدمت هوگی - اس ميں بهت وقت اور روپيه صرف هوگا - مگر مجهے يقين هی که دولت آصفيه اس ميں انجمن کو فياضانه امداد دے گی *

ميں نهايت مسرت کے ساتهه يهه اطلاع بهی جناب کی خدمت ميں دينا چاهتا هوں که هماري قوم کے سچے محسن اور هندوستان کے سرمايهٔ ناز فاضل مولانا سيد کرامت حسين صاحب مدظله العالي سابق جج عدالت عاليه اله اباد نے ايک بے نظير کتاب " المرأة " تحرير فرمائي هی جو فرقه اُناث کے متعلق هر قسم کي معلومات کا خزانه يا انسائي کلوپيڈيا هوگي - جنس لطيف کي دماغي اور اخلاقي خصوصيات پيدايش سے ليکر آخري عمر تک اُس کے محسوسات اور اُن کي ارتقائي کيفيت اور پهر وه اثر جو جسماني ساخت کا اُس کے ميلان طبعي پر هوتا هی اور اس سے اُس کي تعليم و تربيت ميں جو مدد مل سکتي هی غرض ان تمام علمي مسائل کو جس تحقيق و تبحر کے ساتهه جناب ممدوح الصدر نے مفصل و واضح کرکے لکها هی اُس کي مثال اُردو غريب ايک طرف شايد مغربي علم ادب ميں بهي به مشکل نظر آئے گي - کيونکه درحقيقت يهه کتاب عطر هوگي بهت سي اُن مستند جديد تصانيف مغربي کا جن ميں کمال محنت سے اس اهم موضوع کے مختلف پهلوؤں پر عليحده عليحده بحث کي گئي هی - اور اس ميں شک نهيں که ايسي جليل المرتبت کتاب کا معاشرت پر بهت گهرا اثر پڑے گا اور خدا نے چاها تو وه همارے اصلاح تمدن کا ايک قومي وسيله هوگي — دنيا کي خوشيوں کا بهت بڑا حصه رجال و نساء کے باهمي تعلقات پر مبني هی اور يقيناً عورتوں کي فطرت سمجهنے ميں جس قدر آسانياں فراهم هوں گي اُسي قدر يهه تعلقات بهتر بنائے جاسکيں گے اور اصلاح قوم و ملک ميں مدد و معاون هوں گے - يهه کتاب کم سے کم ۸ سو صفحے کي هوگي — کتاب تيار هی صرف نظر ثاني باقي هی - اگر مولانا کي طبيعت عليل نه هوتي تو اب تک مکمل هوجاتي — مولانا کا يهه بڑا احسان هی که اُنهوں نے يهه بيش بها کتاب انجمن کو عنايت فرمائي هی*

بهي خواهان اُردو کو اس امر کے سننے سے کمال مسرت هوگي که بعد کامل غور اور بحث کے سرکار نظام نے يهه تهيه کرليا هی که اُردو زبان کا ٹائپ جاري کيا جاے اور اعلی حضرت خلد الله ملکه نے اس کے لئے ايک معتدبه رقم کي منظوري بهي عطا فرمائي هی — اور ايک ايسے ٹائپ کا انتخاب کيا گيا هی جو خوبصورت هونے کے علاوه نستعليق سے اقرب هی — اس ميں اُردو زبان کي خصوصيات کے لحاظ سے ضروري ترميم اور اصلاح بهي کي گئي هی — يهه ايک صريح علامت ترقي کي هی اور

کچھہ عرصے کے بعد جب لوگ اس سے مانوس ھوجائیں گے تو اردو زبان کو اس سے یقیناً فائدہ پہونچے گا — اس بارے میں جناب مسٹر حیدری بی اے ھوم سکرتری دولت آصفیہ نے جو سعي فرمائي ھی وہ ھر طرح قابل شکریہ ھی *

یہہ بھي انجمن کي خوش قسمتي ھی (اور میں نہایت مسرت کے ساتھہ جناب کي خدمت میں یہہ اطلاع دیتاھوں) کہ مسٹرسید راس مسعود ناظم تعلیمات مملکت آصفیہ نے یہہ وعدہ فرمایا ھی کہ وہ فرانسیسي زبان کي بعض اعلی درجہ کي کتابیں انجمن کے لیئے اُردو میں ترجمہ کریں گے- صاحب موصوف فرنچ زبان کے ادیب ھیں اور اس سے یقین ھی کہ اُردو زبان میں قابل قدر اضافہ ھوگا *

انگریزي تعلیم یافتہ نوجوانوں سے بعض مجالس و حضرات کو شکایت رھتي ھی ، لیکن انجمن اس بارے میں بھي خوش نصیب ھی — اطراف وجوانب ملک سے ان حضرات کے اکثر خطوط وصول ھوتے رھتے ھیں کہ وہ انجمن کي خدمت کرنا چاھتے ھیں اور انھیں کوئي کتاب ترجمے کے لیئے دي جاے - اس خیال سے میں نے ایک فہرست انگریزي ، عربي ، فارسي کی ایسي کتب کي تیار کي ھی جو اُردو میں ترجمہ کے قابل ھیں اور جن کا ترجمہ ملک کے لیئے مفید خیال کیا جاسکتا ھي — یہہ فہرست بعض ارباب بصیرت کي خدمت میں بغرض مشورہ و ترمیم و اصلاح بھیجي گئي ھی — بعد تکمیل اسے طبع کرالیا جائے گا اور بعد ازاں اس کي ایک ایک نقل اُن تمام اصحاب کي خدمت میں روانہ کي جائے گي جو اس کام کے انجام دینے کي فرصت اور صلاحیت رکھتے ھیں اور ترجمہ کا نمونہ طلب کرکے بعد پسندیدگي معاوضہ پر ترجمہ کرایا جاے گا *

ارکان اعانت کي تعداد اس سال ۸۳ ھی - ان میں سے بھي بعض نیم ، بعض ربع ممبر اور بعض اس سے بھي کم ھیں — اگرچہ گذشتہ سال سے تعداد میں کچھہ اضافہ ھوا ھی تاھم انجمن کي آرزو کے مقابلہ میں نہایت کم بلکہ کچھہ بھي نہیں — جناب مفتي انوار الحق صاحب ایم اے ناظم تعلیمات ریاست بھوپال نے (جنھیں انجمن کے مقاصد سے بیحد ھمدردي ھی) گذشتہ سال مجھے ایک طویل خط اس بارے میں

لکھاتھا - ان کي مضبوط اور مستقل راے ھی کہ "تمام ملک میں کم سے کم ایک ھزار ارکان انجمن کے ایسے ھونے چاھیئیں جو ایک روپیہ ماھانہ ادا کریں اور اس کے معاوضہ میں انھیں بارہ روپیہ قیمت کي کتابیں دي جائیں- ان کا احسان صرف اتنا ھوگا کہ وہ یہہ رقم پیشگي ادا کریں — اگر کسي زبان کے ھزار پڑھنے والے بھي نہ ملیں (اور خصوصاً ھندوستان جیسے وسیع ملک میں) تو وہ کوئي زبان نہیں اور اس کے لیئے سعي و جدو جہد کرنا محض عبث اور فضول ھی " - اس سال جناب مفتي صاحب نے بکمال عنایت ایک گوشوارہ بناکر بھیجا — اس گوشوارے میں انھوں نے تمام بڑے بڑے شھروں کے نام درج کیئے ھیں اور ھر شھر کے نام کے سامنے اس کي حیثیت کے موافق ارکان کي تعداد لکھي ھی — جناب مفتي صاحب نے اس تقسیم میں بڑي احتیاط سے کام لیا ھی — لیکن جب اس گوشوارے میں میري نظر علي گدہ پر پڑي تو معلوم ھوا کہ جناب موصوف نے اس شھر کے ساتھہ بڑي فیاضي کا برتاؤ کیا ھی کیونکہ اس کے نام کے سامنے (۵۰) ارکان لکھے ھوے ھیں ، اور یہہ بڑي سی بڑي تعداد ھی جو جناب مفتي صاحب نے ھندوستان کے بعض خاص شھروں کے حصے میں لکھي ھی — چنانچہ گوشوارۂ مذکور میں سواے علي گدہ کے سارے ملک میں صرف تین خوش نصیب شھر ایسے خیال کئے گئے ھیں جن سے اس قدر ارکان کي توقع کي گئي ھی - یعني لکھنؤ ، حیدرآباد ، اور بمبئي - لیکن جب میں ایک طرف اس گوشوارہ پر نظر ڈالتا ھوں اور دوسري طرف اپني موجودہ فہرست ارکان پر تو مجھے مفتي صاحب کی سادگي اور خوش عقیدگي پر ھنسی آتي ھی - شاید مفتي صاحب نے یہہ خیال کیا ھوگا کہ چونکہ علي گدہ تمام ھندوستان کے مسلمانوں کا تعلیمي مرکز اور روشن خیالي کا سرچشمہ ھی اس لیئے وھاں ارکان اعانت کي تعداد لکھنؤ ، حیدرآباد اور بمبئي کے برابر ھوني چاھیئے - لیکن شاید انھیں یہہ معلوم نہیں کہ علي گدہ شریف میں سواے مولوي محمد حبیب الرحمن خان صاحب شرواني کے کوئي فرد واحد بھي اس انجمن کا رکن اعانت نہیں ھی - غالباً اس اطلاع کے بعد جناب مفتي صاحب کو اپنے گوشوارہ پر نظر ثاني کي ضرورت واقع ھوگي *

اسي سلسلے میں میرے عزیز دوست مولوي محمد معشوق حسین خاں

صاحب بي اے نے بکمال عنایت بڑي محنت کے ساتھہ ہندوستان کے تمام صوبوں کي ضلعواري فہرست تیار کي اور اس میں اُنہوں نے ان تمام اشخاص کے نام درج کئے جن کي نسبت اُنہیں ذرا سا بھي گمان انجمن کے رکن ہونے کا ہوسکتا تھا - یہہ فہرستیں بڑے کام کي ہیں اور ان سے بہت بڑي مدد ملیگي - لیکن سب سے مشکل اور فیصلہ طلب معاملہ یہہ ہی کہ کثرت سے ارکان اعانت بنانے کے لیئے کون سے ذرائع و وسائل اختیار کئے جائیں - یہہ مسئلہ بھي انجمن کي مجلس شوریٰ میں پیش ہوا تھا - بعد کامل غور اور بحث کے یہہ طے پایا کہ رکن اعانت کا سالانہ چندہ بجائے ۱۲ روپے کے ۶ روپے کردیا جائے اور ان کو دوران رکنیت میں انجمن کی مطبوعات نصف قیمت پر دي جائیں - اس تغیر کا منشا یہہ ہی کہ لوگ کثرت سے اس کے ارکان ہوسکیں اور انجمن کے مقاصد اور مطبوعات کي اشاعت آساني سے ہوسکے - مجھے اُمید ہی کہ اس سہولیت کی وجہ سے آیندہ سال انجمن کے ارکان میں معتدبہ اضافہ ہوجائے گا اور موجودہ شکایت باقي نہ رہے گی *

آخر میں میں اُن تمام بہی خواہاں و معاونین انجمن کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اپنی رایوں اور مشوروں ، مالی اعانت اور علمي امداد سے انجمن پر احسان فرمایا ہی - میں حیران ہوں کہ ان تمام اصحاب کا شکریہ کیونکر اور کن الفاظ میں ادا کروں - لیکن میں خصوصیت کے ساتھہ اُن چند بزرگوں کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جن کی حقیقی توجہ اور دلي ہمدردي سے انجمن کو بے انتہا فائدہ پہونچا ہی - خاصکر انجمن جناب مسٹر محمد اکبر حیدري بي اے ہوم سکرٹري دولت آصفیہ کي غایت درجہ ممنون ہی کہ اُنہوں نے باوجود کثرت مشاغل اور عدم فرصت کے ہر موقع و محل پر انجمن کي تائید کي - جناب موصوف کو علمي و تعلیمي معاملات سے خاص دل چسپي ہی - حیدرآباد دکن اور جنوبی ہند نے مسلمانوں کي تعلیمي ترقي میں جو بے نظیر کام آپ نے کیا ہی اس کے اعلیٰ نتائج عنقریب ظہور میں آئیں گے - یہہ آپ کی حسن توجہ اور مسلسل سعي و تحریک کا نتیجہ ہی کہ انجمن کي مالي حالت اس درجہ قابل اطمینان نظرآتي ہی - انجمن صاحبزادہ میجر حاجي محمد حمید اللہ خاں بہادر بی اے (علیگ) کي بھي بہت ممنون ہی کہ علاوہ اس مستقل رقمي امداد کے جو وہ انجمن کو عطا فرماتے ہیں ؛

صاحبزادہ صاحب نے انجمن کی بہبودي و ترقي کے لیئے مختلف طریقوں سے کوشش فرمائی اور اُس کے علمي کاموں میں بھی حصہ لینے کا وعدہ فرمایا ہی جو خاص طور پر قابل شکر گذاري ہی -- مولانا محمد عبدالحلیم صاحب شرر کسي تعریف و توصیف کے محتاج نہیں ہیں - اُن کي تمام عمر ملک کی علمي خدمت کرتے گذري ہی - وہ چند سال سے بالکل گوشہ نشین ہیں ، کہیں آتے جاتے نہیں اور نہ آج کل کي انجمنوں اور مجلسوں میں کوئی حصہ لیتے ہیں - اور حقیقت یہہ ہی کہ اُن کے علمی مشاغل اس کثرت سے ہیں کہ انہیں اس کی فرصت بھي نہیں - لیکن باوجود اس کے وہ ہمیشہ انجمن کو اپني مفید اور پختہ رایوں سے مدد دیتے رہتے ہیں — اور یہي نہیں بلکہ اُنہوں نے حال میں خاص انجمن کي خاطر اپنے آشرم سے باہر نکل کر عملي کاموں میں بھي سرگرمي سے حصہ لیا — انجمن مولانائے ممدوح کے اس ایثار و ہمدردي کي بدرجہ کمال ممنون احسان ہی *

جس سچي ہمدردي ، دلي توجہ اور کمال غور و فکر کے ساتھہ جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب بجنوري بي اے ایل ایل ڈي بیرسٹر ایٹ لا مشیر تعلیم ریاست بھوپال نے انجمن کے مختلف مسائل پر نظر ڈالي ہی اور اسے علمي مشورے دیئے ہیں ، اس کا شکریہ ادا کرسکنے سے میں بالکل قاصر ہوں — ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے علم و فضل ، اصابت رائے ، سلامت طبع اور ذوق سلیم کے لحاظ سے مسلمانوں میں بے نظیر شخص ہیں - انجمن کو ان کے عالمانہ مشوروں سے بے انتہا فائدہ پہونچا ہی اور اس سے زیادہ فوائد کي آیندہ توقع ہی — ایسے هي لوگ ہیں جو علمي کاموں کي حقیقي رہنمائي کرسکتے اور اس قسم کي علمي و ادبی انجمنوں کو کامیابي کے ساتھہ چلاسکتے ہیں — مگر افسوس کہ ہم میں ایسے کتنے ہیں ! میں جناب نواب ذوالقدر جنگ بہادر کا ممنون ہوں کہ اُنہوں نے انجمن کے حال پر خاص التفات فرمائي اور اپني تصنیف '' خلافت اندلس '' کي دو سو جلدیں انجمن کو مرحمت فرمائیں — نواب صاحب ممدوح کا عطیہ خاص طور پر قابل شکرگزاري ہی - میں جناب مفتي انوارالحق صاحب ایم اے ناظم تعلیمات ریاست بھوپال کا بھي شکرگزار ہوں کہ اُنہوں نے بکمال ہمدردي انجمن کے عملي و علمي کاموں میں بہت هي قابل قدر اعانت فرمائي اور علاوہ

اس کے اپنی تصانیف کی بہت سی جلدیں بھی انجمن کو مرحمت فرمائیں *

انجمن کے مہربانوں اور اس کے قدر شناسوں کی فہرست اس قدر طویل ہی کہ اگر میں نام بنام اُن کا ذکر سنانے لگوں تو ایک افسانہ ہوجائے گا — لیکن ذیل میں چند ایسے ہمدردوں کا نام گنانا ہوں جن کی ہمدردی کسی خاص سال یا کسی خاص موسم تک محدود نہیں ، بلکہ وہ ہمیشہ انجمن کی اعانت کے لیئے مستعد رہتے ہیں — ان میں سے بعض ایسے ہیں جن سے علمی مشوروں اور کاموں میں مدد ملتی ہی ، اور بعض ایسے ہیں جو انجمن کے لیئے ارکان میں اضافہ کرنے اور عطیے دلوانے میں ساعی رہتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو انجمن کی ہرقسم کی اعانت کے لیئے تیار ہیں *

۱ — جناب مولوی ظفر الملک علوی اڈیٹر الناظر لکھنؤ *

۲ — جناب سید ہاشمی صاحب فریدآبادی *

۳ — جناب مولوی معشوق حسین خاں صاحب بی اے (حیدرآباد دکن) *

۴ — جناب مرزا محمد بیگ صاحب افسر تصفیہ اراضی عثمان ساگر (حیدرآباد دکن) *

۵ — جناب مولوی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ (بھوپال) *

۶ — جناب خاں محمد الف خاں صاحب ناظر مہتمم صدر مجلس اورنگ آباد *

۷ — جناب مولوی عبدالسلام صاحب (حیدرآباد دکن) *

انجمن اُن اخبارات کی بھی ممنون ہی جنھوں نے انجمن کے اعلانات شائع کیئے یا جنھوں نے ازراہ ہمدردی اُس کی کارروائیوں کو قابل توجہ سمجھا — خصوصاً صداقت خاص طور پر قابل شکریہ ہی جس نے انجمن کی حمایت میں نہایت پرزور مضامین لکھے اور اس کے مقاصد کی اشاعت میں بہت بڑی مدد دی — علاوہ اس کے وکیل امرتسر ، مساوات الہ‌آباد ، نیر اعظم مرادآباد ، الناظر لکھنؤ ، دلگداز لکھنؤ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں کہ اُن کے ایڈیٹروں اور مالکوں نے اپنے رسالے اور

اخبار بھی انجمن کو بھیجے — ہمدم لکھنؤ اگرچہ جدید اخبار ہی مگر اس نے ابتدا ہی سے انجمن پر نظر التفات رکھی — میں حیدرآباد کے رسالہ افادہ کے لائق ایڈیٹر کا بھی ممنون ہوں کہ اُنھوں نے اپنے قابل قدر رسالے کے ذریعہ ہمیشہ اپنی زبان کی حمایت کی اور انجمن کی اعانت فرمائی — اسی طرح حیدرآباد کا روزانہ صحیفہ بھی قابل شکریہ ہی کہ اُس نے اُردو زبان اور انجمن کی حمایت و تائید میں ہمیشہ سعی کی *

انجمن جناب آنریری سکرٹری صاحب و جناب جائنٹ آنریری سکرٹری صاحب آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کی بھی ممنون ہی جنھوں نے اس کی ترقیوں پر ہمیشہ اظہار مسرت فرمایا اور اس کے کاموں کو وقعت و استحسان کی نظر سے دیکھا *

رپورٹ مندرجہ بالا کے ختم ہونے پر جناب خواجہ سجاد حسین صاحب بی اے (علیگ) نے مولوی عبدالحق صاحب کی اُن مخلصانہ مساعی کا جو وہ زبان اُردو کی ترقی کے متعلق خاموشی کے ساتھ کر رہے ہیں ، انجمن کے مقاصد کی تکمیل میں جو کامیابی اُنھوں نے حاصل کی ہی ، ان کی خدمات کے اعتراف اور ان کی کوششوں کے شکریہ کے متعلق تحریک پیش کی جس کی تائید صاحبزادہ آفتاب احمد خاں نے کی اور بالاتفاق شکریہ کا ووٹ پاس ہوا — مسٹر واحد یار خاں صاحب بی اے اڈیٹر نئی روشنی نے ایک تقریر فرمائی جس میں اُنھوں نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ تعلیم یافتہ مسلمان انجمن کی کارروائیوں میں دلچسپی نہیں لیتے — مسٹر موصوف کی تقریر کے بعد انجمن کے جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی *

جناب مولوی سلیمان اشرف صاحب پروفیسر دینیات مدرسۃ العلوم علی گڈہ نے "ختم رسالت" کے عنوان سے ایک موثر اور معنی خیز تقریر دلنشین پیرایہ میں فرمائی اور خاتمہ کلام پر مدرسۃ العلوم کی تعلیم دینیات کے حالات بیان کیئے جس کے بعد تقریباً بارہ بجے شب کے جلسہ ختم ہوا *

اجلاس چہارم

بتاریخ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ ع

وقت ساڑھے اٹھہ بجے صبح سے ساڑھے گیارہ بجے دوپہر تک

پریزیڈنٹ

عالیجناب انریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب
سی آئی ای لاہور

اس اجلاس کی کارروائی مندرجہ ذیل رزولیوشن کے پیش ہونے سے شروع ہوئی جس کو انریری جائینٹ سکرٹری کانفرنس نے مختصر تقریر کے ساتھہ پیش کیا :—

رزولیوشن نمبر ۷

بہ لحاظ اس امر کے کہ الہ آباد یونیورسٹی کے امتحانات میں طلبہ بہ تعداد کثیر ناکامیاب رہتے ہیں اس کانفرنس کی راے میں ضروری ہی کہ لوکل گورنمنت اس قدر ناکامیوں کے وجوہ اور اسباب کے متعلق تفصیلی طور سے تحقیقات کرے *

محمد اسمعیل صاحب وکیل دربار پالن پور نے تائید کی اور مسٹر واجد یار خاں بی اے اڈیٹر اخبار نئی روشنی نے تائید مزید کرتے ہوے یونیورسٹی اور سرشتہ تعلیم کو طلبہ کی ناکامیوں کا ذمہ دار قرار دیا — جملہ حاضرین کے اتفاق سے یہہ رزولیوشن منظور ہوا *

رزولیوشن نمبر ۸

اس کانفرنس کو نہایت افسوس ہی کہ ابتدائی قیام الہ آباد یونیورسٹی سے عہدہ وائس چانسلر پر کسی مسلمان کا تقرر عمل میں نہیں آیا اور با وجود قابل مسلمانوں کی موجودگی کے امسال بھی جو مایوسی مسلمانوں کو ہوئی ہی اُس پر یہہ کانفرنس افسوس کا اظہار کرتی ہی — محمد اسمعیل صاحب وکیل دربار پالن پور کی تحریک اور مسٹر ناظر حسن صاحب انصاری اسسٹنت ماسٹر محمدن کالیجیت اسکول علی گدہ کی تائید اور جملہ حاضرین کے اتفاق سے یہہ رزولیوشن پاس ہوا *

اس کے بعد غلام محمد صاحب "طور" ایم اے پروفیسر مرے کالج سیالکوٹ نے حسب ذیل رزولیوشن جلسہ کے سامنے پیش کیا :

رزولیوشن نمبر ۹

"یہہ کانفرنس پنجاب یونیورسٹی سے درخواست کرتی ہی کہ مثل دیگر ہندوستانی یونیورسٹیوں کے وہ اپنے یہاں فارسی زبان میں ایم اے کا امتحان قایم کرے" *

قابل محرک نے رزولیوشن پیش کرتے ہوے فرمایا کہ ابتداءً پنجاب یونیورسٹی میں بھی فارسی زبان میں ایم اے کا امتحان ہوتا تھا، لیکن بعد میں چند وجوہ سے ترک کردیا گیا — فارسی زبان کی بھی وہی حیثیت ہی جو لاطینی وغیرہ کی ہی - یہہ کلاسیکل لنگویج ہی - اس میں ادب ہی ، فلسفہ ہی ، شاعری ہی ، تاریخ ہی ، اور یہی وہ باتیں ہیں جو لاطینی اور یونانی زبانوں میں ہیں - زمانہ قدیم میں فارسی زبان ایک خاص حیثیت رکھتی تھی — اس نے بہت سے حملوں کا مقابلہ کیا ہی - یونانیوں ، عربوں ، چنگیز خانیوں کے حملوں سے اپنے تئیں محفوظ رکھا — سنسکرت اور عربی زبانوں سے اس کا گہرا تعلق رہا اور عربی کی جانشین ہوئی - ہندوستان میں مغلوں کے زمانہ میں راجہ ٹوڈر مل کی راے سے فارسی زبان کورٹ لینگویج قرار پائی اور سنسکرت اور بھاشا کی جانشین ہوئی - ہندی بھاشا نے سنسکرت کو مٹادیا لیکن فارسی زبان نے اس کی جگہ لی - پنجاب یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق آپ ایم او ایل کا امتحان پاس کرسکتے ہیں اور اس کے بعد Thesis لکھکر ڈاکٹر آف اورینٹل لرننگ کی ڈگری لے سکتے ہیں اب اس تناقض کو ملاحظہ فرمائیے کہ ایم اے کی ڈگری تو نہیں لے سکتے لیکن ڈاکٹر اف اورینٹل لرننگ کی ڈگری حاصل کرسکتے ہیں *

محمد اسمعیل صاحب وکیل دربار پالن پور کی تائید اور جملہ حاضرین کے اتفاق راے سے یہہ رزولیوشن منظور ہوا *

اس کے بعد آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس نے مندرجہ ذیل رزولیوشن کی تحریک کی :

رزولیوشن نمبر ۱۰

"یہہ کانفرنس گورنمنٹ صوبجات متحدہ سے بادب مستدعی ہی کہ

ہر سال اسپشل محمدن انسپکٹر کی سالانہ رپورٹ عام اطلاع کی غرض سے شایع ہوا کرے جس میں بہ تفصیل یہہ دکھایا جایا کرے کہ سال زیر رپورٹ میں اسپشل محمدن انسپکٹر اور ڈپٹی انسپکٹران اور پراونشل مکتب کمیٹیوں نے کیا کیاکام انجام دئے" *

محمد اسمعیل صاحب وکیل دربار پالن پور نے تائید فرمائی — اور مولوی رفیع الدین احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا پونہ نے رزولیوشن کو قبل از وقت ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہہ ایک ڈپارٹمنٹل مسئلہ ہی کہ رپورٹ شایع ہوا کرے یا نہ ہوا کرے — جب ہر صوبہ کے سرشتہ تعلیم کے ڈائرکٹر کی سالانہ رپورٹ میں مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق جدا گانہ باب ہوتا ہی تو پھر جدا گانہ رپورٹ کی ضرورت باقی نہیں رہتی — اسپشل انسپکٹر کا تقرر بالکل نیا تجربہ ہی — ابھی تک تو یہہ بھی معلوم نہیں کہ اس انسپکٹر کی اختیارات کیا ہیں- میری راے میں یہہ درخواست قبل از وقت ہی *

قابل مقرر کے شبہات کو رفع کرتے ہوئے اصل محرک رزولیوشن نے مختصر تقریر میں کہا کہ بلاشبہ یونیورسٹی کمیشن سنہ ۱۸۸۲ ع نے منجملہ اور امور کے مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق یہہ ایک خاص تجویز قرار دی تھی کہ ڈائرکٹران سرشتہ تعلیمات کی رپورٹ میں ہر سال اس صوبہ کے مسلمانوں کے تعلیمی حالات ایک جدا گانہ باب میں ظاہر کیئے جایا کریں اور یہہ بتایا جایا کرے کہ سال گذشتہ سے مسلمانوں کی تعلیم میں کیا ترقی ہوئی یا کیا تنزل ہوا اور اس کے کیا اسباب ہوے اور گورنمنت نے اس کے متعلق کیا تدابیر اختیار کیں — لیکن ہوتا یہہ ہی کہ کم از کم ہمارے صوبہ کے ڈائرکٹر صاحب کی سالانہ رپورٹ میں صرف چند سطرین ہوتی ہیں جن سے تعلیمی حالت پر کچھہ بھی روشنی نہیں پڑتی- یہہ تقرر اور یہ اسکیم بالکل نئی ہی اور ہم کواسی وقت اس اسکیم کی فائدہ مندی کا حال معلوم ہوگا جب ہمارے سامنے کارروائی کی رپورٹ موجود ہوگی — اس لیئے خود اس اسکیم کی کامیابی کے لیئے اس بات کی ضرورت ہی کہ کار گذاری کی پوری رپورٹ شائع ہو *

خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب مختار اور سید محمد اسمعیل صاحب وکیل ہمیر پور نے رزولیوشن کی ، سید طفیل احمد صاحب

تائید میں مختصر تقریرین کیں اور عام اتفاق راے سے رزولیوشن پاس ہوا — اس قدر کارروائی کے بعد مفت اور جبریہ تعلیم کے متعلق مندرجہ ذیل رزولیوشن پیش ہوا جس کی تحریک آنریری جائنٹ سیکرٹری کانفرنس نے کی

رزولیوشن نمبر ۱۱

"یہہ کانفرنس جبریہ اور مفت ابتدائی تعلیم کے اصول کو تسلیم کرتی ہی اور گورنمنت ہند کی خدمت میں بادب مستدعی ہی کہ اس کے متعلق جلد سے جلد عملی کارروائی شروع کی جاوے" *

محرک رزولیوشن نے کہا کہ مجھہ کو اس کے متعلق زیادہ دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں — حقیقت یہہ ہی کہ اگر میرا اختیار ہوجاوے تو میں وہ قانون اس کے متعلق نافذ کروں جو جنگ کی حالت میں نافذ ہوتا ہی تاکہ جس قدر سامان عیش و عشرت کے ہیں ان کو متاکر تمام دولت اور قوت صرف تعلیم پر صرف ہو — تعلیم یافتہ ملک میں اس جنگ کے موقع پر جو منظر آپ کے سامنے ہی اس پر غور کیجئے کہ وہاں کے باشندون نے اپنے غنیم کے مقابلہ کے لیئے اپنی ضروریات زندگی تک کو ترک کردیا ہی لیکن ان کے غنیم کی کیا حقیقت ہی ہمارے جہالت کے غنیم کے مقابلہ میں جو ہماری دولت ہماری تہذیب اور ہماری قوت کے ممالک فتح کرچکا ہی — کیا ہم اب بھی اس کے دفعیہ کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے - ہماری غفلت اور افلاس کا علاج ہی جبریہ اور مفت تعلیم *

حکیم برہم صاحب اڈیٹر مشرق گورکھپور نے تائید فرمائی - بابو نظام الدین صاحب رئیس امرتسر نے یہہ ترمیم پیش کی کہ " جبریہ " کا لفظ حذف کردیا جاوے کیونکہ بہت سے بچے ایسے ہیں جو چند پیسے یومیہ کماکر اپنے والدین کی معاش میں مدد کرتے ہیں — اگر ان کو بجبر اسکولوں میں بھیجا گیا تو سخت دشواریاں اور مشکلات پیش آئیں گی - محمد یوسف صاحب مینوسپل کمشنر علی گڈہ نے اس ترمیم کی تائید کی - لیکن سید محسن شاہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل لاہور و سکرٹری انجمن کشمیری مسلمانان نے اس ترمیم سے اختلاف کرتے ہوئے ایک مؤثر تقریر فرمائی جس میں موصوف نے ریاست کشمیر کی مثال

دی کہ دراں حالیکہ وہاں مفت ابتدائی تعلیم ہی لیکن ہزار میں سے صرف آٹھہ بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں بغیر کسی قسم کے جبر کے تعلیم عام ہونا محال ہی - اس پر بابو نظام الدین صاحب نے اپنی ترمیم واپس لی - اس کے بعد حاجی سیٹھہ یوسف حاجی اسمعیل ثوبانی صاحب نے تائید مزید فرمائی - لیکن خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس امرتسر نے یہہ ترمیم پیش کی کہ پیشہ ور لوگوں کے بچوں کے لیئے آدھے دن تعلیم پانے اور آدھے دن اپنے آبائی پیشہ کا کام کرنے کی اجازت - ہو اس ترمیم کی جناب بابو نظام الدین صاحب رئیس امرتسر نے تائید کی - اس کے بعد حاجی عبدالصمد صاحب ککرو رئیس بارہ مولا کشمیر اور مسٹر واحد یار خاں صاحب ایڈیٹر "نئي روشني" نے رزولیوشن کي تائیدمیں تقریریں فرمائیں - مولوي رفیع الدین احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا پونا نے کہا کہ اس زولیوشن کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ اس میں صرف اصول کو تسلیم کیا گیا ہی اور اس سے کسي کو اختلاف نہیں ہی - ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب سي آئي اي نے رزولیوشن کے آخري حصہ سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا کہ :—

ہر گورنمنٹ کا یہہ فرض ہوتا ہی کہ تعلیم کي اشاعت کے لیئے سامان مہیا کرے ، اس کی نگرانی کرے اور اس کو نفاذ دے - لیکن گورنمنٹ کو اختیار ہی کہ جس حصہ کو چاہیئے اختیار کرے - یورپین ممالک میں عام ترقی کے لیئے جبریہ اور مفت تعلیم لازمی ہی لیکن گورنمنٹ کا فرض ہی کہ اس جبریہ اور مفت تعلیم کو جاري کرتے وقت کوئی سا طریقہ اختیار کرے - جو لوگ ھندوستان میں اس کے خلاف ہیں وہ اصولاً خلاف نہیں بلکہ ان کا اختلاف طریقہ کارروائی سے ھے - دیکھنا یہہ ہی کہ عملاً اس کے اختیار کرنے کے لیئے بھی ہم تیار ہیں یا نہیں — میري رائے میں رزولیوشن کے الفاظ میں اس قدر ترمیم کردي جائے کہ " جلد سے جلد وہ عملی ذرایع اختیار کئے جاویں جن سے آیندہ چلکر جبریہ اور مفت تعلیم کا ملک میں نفاذ ہو" - جناب والا نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب آنریري سکرٹري کالج و کانفرنس نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لیئے یہہ بات نہایت شرم کی ہی کہ جبریہ اور مفت تعلیم کے اصول کي مخالفت کي جاوے - ہمارے مذہب کي تعلیم ہی کہ جب بچہ چار برس چار مہینہ اور چار دن کا ہوجائے تو تعلیم حاصل کرے - کہا جاتا ہی کہ

ابھي وقت نہیں آیا- میري سمجھہ میں نہیں آتا کہ کیوں ابھي وقت نہیں آیا- یہہ ہماري ضرورت ہی اور ہم کو حق ہی کہ ہم گورنمنٹ سے عرض کریں کہ وہ اس کے لیئے سامان مہیا کرے - اس کے بعد مسٹر کریم بخش صاحب، مولوي امام الدین صاحب ، سید طفیل احمد صاحب، خان بہادر مولوي بشیرالدین صاحب ، سید نثارحسین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر ، منشي نورالحسن صاحب نے تقریریں فرمائیں اور بعد کافي بحث و مباحثہ کے کامل اتفاق کے ساتھہ مندرجہ بالا رزولیوشن پاس ہوا *

اس قدر کارروائي کے بعد مسٹر ایچ تي نولٹن صاحب پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج لاھور نے انگریزي زبان میں لکچر دیا جس کا موضوع یہہ تھا کہ " موجودہ زمانہ میں تعلیم کے کیا اصول قرار دیئے گئے ہیں" — آنریري جائنٹ سکوٹري کانفرنس نے مسٹر موصوف کا تعارف کراتے ہوئے بیان کیا کہ اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس سے ایک جدید کام کا آغاز ہوا ہی اور وہ یہہ کہ ملک میں فن تعلیم کے جو اصحاب ماہر ہیں اور بذات خود اس کام میں مصروف ہیں وہ یہاں تشریف لاکر مختلف مسائل پر لکچر دیں اور اپني وسیع معلومات اور مفید و کارآمد مشوروں سے ہم کو اپني قومي تعلیم کے پیچیدہ مسائل کے حل کرنے میں مدد دیں - مجھکو یہہ عرض کرنے میں نہایت مسرت ہی کہ امسال ہماري درخواست پر پانچ صاحبان نے لکچر دینا منظور فرمایا - چار انگریز صاحبان یہاں تشریف لائے ہیں- یعني مسٹر نولٹن پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج لاھور، مسٹر ھنري مارٹن ایم اے پرنسپل اسلامیہ کالج لاھور، مسٹر ٹیلر ایم ایس سي اسسٹنٹ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم بنگال اور مسٹر میکنزي پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج الہ آباد (جو اسکول سیکشن کے اجلاس کي صدارت فرمائینگے) اور ہمارے ہمدرد دوست مسٹر سبرانیا آیر پروفیسر پریسیڈنسي کالج مدارس اور مسٹر طالب الدین پروفیسر گورنمنٹ ٹریننگ کالج الہ آباد ، یہہ صاحبان مختلف مسائل تعلیمي پر لکچر دینگے - نیز مسٹر کریم بخش صاحب پرسنل اسسٹنٹ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ سرحدي اپنے صوبہ کے تعلیمي حالات بیان فرمائینگے — اس وقت مسٹر نولٹن صاحب ایک نہایت ضروري مسئلہ پر لکچر دینگے - صاحب موصوف کو فن تعلیم کا جو تجربہ ہی اور اپنے پیشہ میں جو شہرت اور نیک نامي ان کو حاصل ہی وہ محتاج بیان نہیں— آپ تعلیمي مباحث کے مشہور

مصنف هیں اور مسئله تعلیم پر آپ نے اپنی دو نہایت مشہور تصنیفات کو اُردو زبان هي کا جامه پہناکر هم کو ممنون کیا هی *

مسٹر موصوف کے لکچر کا ضروری اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا هی - افسوس هی که ترتیب رپورٹ کے وقت تک مکمل لکچر باوجود متعدد تقاضوں کے موصوف سے دستیاب نہوسکا :

تعلیم کے متعلق موجوده خیالات

(مسٹر ایچ ٹي نولٹن ایم اے پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج لاهور کے لکچر بموقع کانفرنس کا خلاصه)

سب سے پہلے میں اهل اسلام کو اُس تعلیمي ترقي پر مبارکباد دیتا هوں جو اُنہوں نے گذشته دس باره سال کے عرصه میں کي هی - میں خیال کرتا هوں که مجهے اس مبارکباد کہنے کا حق حاصل هی کیونکه میں نے پنجاب کے سیکنڈري مدارس کے لیئے گیاره سو سے زیاده مدرسوں کو تربیت دي هی اور پرائمري مدارس کے ڈهائي هزار مسلمان مدرسوں کے کام کا معائنه کیا هی اور اُن کا امتحان لیا هی *

جب مجهه سے یہاں لکچر دینے کے لیئے درخواست کي گئي تهي تو اس کے منظور کرنے میں مجهے پہلے پہل کچهه تامل هوا - تعلیم ایک وسیع مضمون هی - اس پر کئي پہلوؤں سے بحث هوسکتي هی - لیکن اس بات کا فیصله کرنا بہت مشکل هی که تعلیم کے کس پہلو پر بحث کرنا مفید هوگا اور اس امر کا معلوم کرنا اور بهي مشکل هی که وه کونسي باتیں هیں جن پر پہلے اور صاحبان بہتر تقریر کرچکے هیں *

چونکه کسي کام کے مدعا سے اس کے سر انجام دینے کے وسائل کا پته لگتا هی - اس لیئے سب سے بہتر یہي معلوم هوتا هی که میں آج تعلیم کے موجوده مدعا پر تقریر کروں - همیں یاد رکهنا چاهیئے که تعلیم کا نصب العین زمانے کے ساتهه بدلتا رهتا هی *

تعلیم سے یونانیوں کي مراد تادیب تهي ، اور روما والوں کي تکمیل - عهد وسطیٰ میں تعلیم کا مدعا ایثار تها اور تجدید علم کے زمانه میں تحصیل علم — تعلیم سے روسو کا مقصد ذاتي نشو و نما تها اور هر بارٹ کا اخلاقي تربیت *

زمانه حال میں تعلیم کا مدعا یہه هی که هر فرد بشر کو اس قابل بنا دیا جائے که وه حالات موثره کے مطابق زندگي بسر کرسکے - اس مدعا کے سمجهنے کے لیئے یہه ضروري هی که هم پہلے یہه معلوم کریں که حالات موثره میں کون کونسي باتیں شامل هیں اور وه کون کونسے اوصاف هیں جو طالب علم میں هونے چاهیئیں تاکه وه حالات موثره کے مطابق زندگي بسر کرنے کے قابل هوجائے - بچه کے حالات موثره میں جسماني ، نفساني ، تجارتي ، ملکي ، مدني ، خانگي ، مذاقي اور مذهبي اُمور شامل هیں *

اس غرض سے که طالب علم حالات موثره کے مطابق زندگي بسر کرسکے یہه ضروري هی که اُس کي تعلیم و تربیت ایسي هو که وه تندرست ، باخبر ، جفاکش ، پبلک کے کاموں میں حصه لینے والا ، وفادار ، خلیق ، نفس کش ، مہذب اور مذهب کا پابند بن جائے *

طالب علم میں حالات موثره کے مطابق زندگي بسر کرنے کي قابلیت پیدا کرنا هی اسکول کي تعلیم کا اصلي مدعا هی - اسکول ایک ایسي جگه هی جس سے زندگي کو قیام اور سوسائٹي کو ترقي حاصل هوتي هی *

اخلاقي تربیت کا مدرسے کے کام سے گهرا تعلق هی - یہه اس سے هرگز منفک نہیں هوسکتي - طلبه میں نیک عادات کا پیدا کرنا اور ان کے مدني تاثرات کو ترقي دینا اس میں شامل هی *

نفساني تربیت کے لیئے اُن مضامین کو سکهاتے وقت جو نصاب تعلیم میں داخل هیں عملي طریقوں کو استعمال کرنا چاهیئے اور نئي واقفیت کو بچے کي روزمره کي زندگي سے مربوط کرنا چاهیئے اور هر ایک درجه میں بچوں کے ترکیبي اور مدني تاثیرات سے کام لینا واجب هی - جسماني تربیت میں جمناسٹک کي نسبت کهیلوں کا زیاده استعمال کرنا چاهیئے *

دنیا میں لوگوں کے کار و بار مختلف هیں - اسی طرح اسکول بهي مختلف قسم کے هونے چاهیئیں - مدرسوں میں طلبه کي تعداد محدود هوني چاهیئے - جماعتیں اتني بڑي نه هوں که مدرس هر ایک طالب علم سے کما حقه واقفیت حاصل نه کرسکے - علمي اور ترکیبي فنون اور ملکر کام کرنے کے طریقوں کو ترقي دیني لازم هی *

اجلاس پنجم

بتاریخ ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ ع

وقت ۲ بجے دن سے ۴ بجے سہ پہر تک

پریسیڈنٹ :

آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سي آئي اي بیرسٹرایٹ‌لا

اس جلسہ کي کار روائي میں سب سے اول مندرجہ ذیل رزولیوشن یکے بعد دیگرے کامل اتفاق راے کے ساتھہ پاس ہوئے :

رزولیوشن نمبر ۱۲

” اس کانفرنس کي راےمیں مسلمانوں کے تعلیمی حقوق کي حفاظت کے لیئے نہایت ضروري هی کہ اله آباد ، پنجاب ، بمبئي ، مدراس اور کلکتہ یونیورسٹیوں کے سنیٹ و سنڈیکیٹ میں مسلمانوں کي کافی نیابت هو- اس لیئے یہہ کانفرنس مذکورہ بالا یونیورسٹیوں اور لوکل گورنمنٹوں سے بادب درخواست کرتي هی کہ جلد سے جلد اس صورت پر توجہ فرمائي جائے “ *

محرک : مسٹر ناظر حسن صاحب انصاري اسسٹنٹ ماسٹر کالیجیٹ اسکول علي گڈہ *

موید : شیخ محمد عبد اللہ صاحب وکیل علي گڈہ *

رزولیوشن نمبر ۱۳

”اس کانفرنس کی راے میں ایجوکیشنل کوڈ صوبجات متحدہ کي دفعہ ۱۲۳ میں یہہ ترمیم (کہ جو طالب‌علم امتحانات میں دو مرتبہ ناکامیاب رهیں اُن کو پھر اسکولوں میں نہ داخل کیا جاوے بہت سخت هی) اس لیئے یہہ کانفرنس اس قاعدہ کي تنسیخ کے بارہ میں بادب گورنمنٹ سے درخواست کرتي هی“ *

محرک : مسٹر ناظر حسن صاحب انصاري *

موید : محمد صاحبداد خاں صاحب ریٹائرڈ سب جج خورجہ *

رزولیوشن نمبر ۱۴

” اس کانفرنس کی راے میں الہ آباد یونیورسٹي کا یہہ قاعدہ کہ جو طلبہ میٹریکیولیشن اور اسکول لیونگ کے امتحانات میں دو مرتبہ ناکامیاب رهیں ان سے دو چند فیس لي جائے ، نہایت سخت اور توسیع تعلیم کے مانع هی – لهذا یہہ کانفرنس گورنمنٹ سے بادب مستدعي هی کہ اس قاعدہ کو منسوخ کیا جائے“ *

محرک : مسٹر نیاز علي صاحب ایم اے انسپکٹر مدارس پنجاب *

موید : شیخ محمد عبد اللہ صاحب بي اے ایل ایل بي وکیل علي گڈہ *

رزولیوشن نمبر ۱۵

” یہہ کانفرنس پنجاب یونیورسٹي سے درخواست کرتي هی کہ وہ اپنے امتحانات انٹرنس ، ایف اے اور بي اے میں فارسی کے لیئے بھي اسي قدر نمبر مقرر کرے جس قدر عربي اور سنسکرت کے لیئے مقرر هیں“ *

محرک : مولوي محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار *

موید : خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس امرتسر *

مندرجہ بالا رزولیوشنوں کے منظور هونے کے بعد شعبہ تعلیم نسواں کے اجلاس کي کار روائي زیر صدارت جناب فضیلت مآب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شرواني رئیس بھیکم پور ضلع علي گڈہ هوئي *

کارروائي اجلاس شعبہ تعلیم نسواں

پریسیڈنٹ :

عالی جناب فضیلت مآب مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب

تقریر صدارت

اس جلسہ کي کارروائي میں سب سے اول صاحب صدر نے حسب ذیل تقریر فرمائي :—

حضرات ! اس قسم کي مجالس کے آداب کا لحاظ کرکے میرا یہہ فرض هی کہ سب سے پہلے میں اس عنایت اور مہرباني اور عزت افزائي

آپ نے منتخب کرنے سے کا صدر جلسہ کا تعلیم نسواں کے جو عرض کروں شکریہ کا فرمائی ھی اور اس کے بعد یہہ عرض کروں کہ اگرچہ اس وقت کے پروگرام میں "خطبہ صدارت" کا شاندار لفظ موجود ھی مگر میں کوئی ایڈریس آپ صاحبوں کے سامنے پڑھنے سے قاصر ھوں - مجھے بہت کم موقع ملا کہ اس قسم کا ایڈریس تیار کرسکوں - میں اُمید کرتا ھوں کہ اس کوتاھی کو آپ معاف فرمائیں گے — اس مبحث پر جو کچھہ میں زبانی عرض کرنا چاھتا ھوں اس میں اگر کوئی بات مفید مطلب ھو تو اُمید ھی کہ آپ توجہ سے سنیں گے *

حضرات! اس زمانہ میں بھی تعلیم نسواں کا مسئلہ ھمارے سامنے تقریباً اسی زمانہ سے آچکا ھی جب سے کہ لڑکوں کی تعلیم کا مسئلہ پیش ھی - سرسید مرحوم نے سنہ ۱۸۸۴ ع میں جب پنجاب کا مشہور سفر کیا اور خانونان پنجاب کی طرف سے اُن کو ایڈریس دیا گیا اس کے جواب میں اُنھوں نے تعلیم نسواں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا — اسی وقت سے تعلیم نسواں کا مسئلہ قوم کے سامنے ھی — اسی زمانہ میں سید احمد صاحب دھلوی مؤلف فرھنگ آصفیہ نے اخبار نسواں جاری کیا جو بہ اعتبار نفیس کاغذ ، عمدہ چھپائی اور اعلی قسم کے مضامین کے نہایت اچھا اخبار تھا - مولوی نذیر احمد صاحب اور دیگر مصنفین نے عمدہ عمدہ کتابیں لکھیں ، مولوی محبوب عالم صاحب نے "شریف بی بی" نام اخبار جاری کیا جو اب دوبارہ جنم لیکر شایع ھورھا ھی - اس کے بعد "عصمت" اور "خاتون" اور "پردہ نشین" نکلے اور اچھے رھے - لیکن بعض ان میں سے فنا ھوگئے اور بعض جاری ھیں — بھوپال سے رسالہ " ظل السلطان " نکل رھا ھی اور لاھور سے اخبار " تہذیب نسواں " — علاوہ کتابوں اور اخباروں کے کانفرنس کے جلسوں میں تعلیم نسواں کے متعلق لکچر اور مضامین پڑھے جاتے تھے — اور ایک زمانہ میں مختلف اخباروں کے کالم تعلیم نسواں ھی کے مضامین سے بھرے رھتے تھے — کانفرنس کے بعض جلسوں میں مستورات بھی شریک ھوئیں - زنانہ مصنوعات کی نمایشیں ھوئیں ، رپورتیں پڑھی گئیں - لیکن جب یہہ اسٹیج ختم ھوئی اور عملی طور سے کام شروع ھوا تو افسوس ھی کہ ھو کا عالم طاری ھوگیا اور آج نہ وہ جوش و خروش ھی اور نہ وہ سرگرمی ھی جو پہلے تھی - اور اس کی وجہ یہہ ھی کہ بحث و مباحثہ کا دور ختم اور اخباروں اور رسالوں کے مضامین کا رخ تبدیل ھوگیا *

حضرات ! آج ھی آپ نے ایک لکچر ایک ماھر تعلیم کا سنا ھی وہ آپ کے حافظہ میں محفوظ ھوگا — اس لکچر میں اُنھوں نے نہایت خوبی کے ساتھہ بتلایا ھی کہ تعلیم کی غرض و غایت کیا ھی اور اس تعلیم میں جس طرح اور جس حد تک لڑکوں کا حصہ ھی اسی طرح لڑکیوں کا - یہہ مساوات تو دنیاوی تعلیم کے اعتبار سے ھی - لیکن میں آپ سے عرض کروں گا کہ مذھبی تعلیم کے اعتبار سے بھی لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم یکساں ضروری ھی *

حضرات ! آپ غور فرمائیں کہ اسلام نے عورت کا مرتبہ ، عورت کے حقوق اور عورت کی تعلیم کے حدود کیا مقرر کیئے ھیں ؟ کلام مجید میں جہاں کہیں خدائے تعالیٰ نے بندوں کو مخاطب کیا ھی وھاں مرد اور عورت دونوں مراد ھیں — جنت اور دوزخ دونوں کے لیئے ھیں — عیسائیوں نے البتہ یہہ ضرور کہا کہ مسلمانوں کے نزدیک عورت میں روح نہیں - لیکن یہہ محض الزام اور بہتان ھی - توحید، نماز، روزہ، حج ، زکوۃ وغیرہ جس قدر مسائل ھیں اُن کی پابندی مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرض ھی - خداوند تعالیٰ نے کلام پاک میں اثبات توحید کے واسطے کثرت سے اس پر زور دیا ھی کہ مشاھدات قدرت کا مطالعہ کرو — سوچو اور غور کرو کہ ھوا کس طرح چلتی ، بارش کیسے ھوتی ، زمین سے سبزی کس طرح اُگتی ھی - دیکھو کس طرح ستارے بنائے ھیں — کس طرح رات اور دن پیدا کیئے - ذالک تقدیر العزیز الحکیم - علی ھذا جس قدر مظاھر قدرت ھیں ان کے متعلق غور کرنے بلکہ فکر کرنے کی ھدایت کی گئی ھی اور یہہ ھدایت جس طرح مردوں کے لیئے ھی اسی طرح عورتوں کے لیئے بھی ھی - جب اسلام نے عورتوں اور مردوں کی ذمہ داریاں اعمال و افعال کے متعلق یکساں کی ھیں تو ان کو حصول علم کا بھی یکساں موقع دیا ھی — کہا جاتا ھی کہ عورتوں کو تعلیم دلانے سے کیا حاصل ؟ کیا ان سے نوکریاں کرانی ھیں ؟ ھم یہہ کہتے ھیں کہ مذھبی نقطہ خیال سے بھی تعلیم عورتوں کے لیئے تعلیم از بس ضروری اور لازمی ھی — مظاھر قدرت میں غور کرنے کے لیئے ضرورت ھی کہ عورتیں علم نباتات ، علم معدنیات اور دیگر علوم پڑھیں — زکوۃ مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرض ھی اور اس کے لیئے ضرورت ھی کہ عورتیں نصاب سے واقف ھوں اور یہہ بغیر علم ھندسہ کے ممکن نہیں — کیا عورت مرد سے دریافت کرے ؟ یہہ فرض اس کے ذمہ ھی ، لہذا اس کو حساب جاننا لازم ھی — اسی طرح حج بھی

دونوں پر یکساں فرض ہی — حج کے ارکان و فرائض سے واقف ہونا اور سفر کرنا ان سب کے لیئے جغرافیہ وغیرہ علوم کی ضرورت ہی — غرضکہ وہ کونسے احکام ہیں اور کونسے اوامر و نواہی ہیں جن میں عورت مرد کے ساتھہ ساتھہ نہیں ہی — پردہ کا مسئلہ ضرور حائل ہوتا ہی اور اس کے متعلق تیز تیز بحثیں ہوتی ہیں - لیکن میں اس وقت اس نازک بحث کو اٹھانا نہیں چاہتا — اگر پردہ تحصیل علم میں حائل ہی تو ہو، مگر حصول علم میں مانع نہیں ہی — رکاوٹ ضرور ہی - مگر اس قسم کی رکاوٹوں پر غالب آنے کے لیئے جد و جہد لازم ہی - ایسی حالت میں جس قدر تعلیم ہم دے سکتے ہیں کیوں نہ دیں — لیکن ابھی تک اس طرف قدم ہی نہیں بڑھایا — کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ سر سید نے جس طرح لڑکوں کی تعلیم کے لیئے اپنا وقت، اپنی کوشش اور طاقت وقف کی تھی کسی مسلمان نے ہندوستان میں اس کنارہ سے لیکر اُس کنارہ تک لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے اس سے نصف وقت اور کوشش صرف کی ہی - جب یہہ نہیں ہی تو بتلائیے کہ اس مسئلہ کو قومی ضروریات کے لحاظ سے کس طرح سلجھا سکتے ہیں — لیکن اس باب میں جو کچھہ کوشش اور محنت آپ نے کی ہی اس کا نتیجہ اور ثمر آپ ملاحظہ فرمائیے — انجمن حمایت اسلام لاہور نے تعلیم نسواں کے بارہ میں ایک حد تک جد و جہد کی - کئی مدارس لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے قایم کیئے - جسٹس سید کرامت حسین صاحب نے لکھنؤ میں اپنی ذاتی ایثار اور کوشش سے اسکول قایم کیا اور جناب والا راجہ صاحب محمود آباد نے فیاضانہ امداد دی — اس اسکول کے ساتھہ ایک بورڈنگ ہاؤس بھی ہی — لیکن یہہ شکایت ہر جگہ اور ہر اسکول کے متعلق ہی کہ پبلک توجہ نہیں کرتی، لڑکیوں کی تعلیم کا عام طور سے احساس نہیں — علی گڈہ میں گرلس اسکول عرصہ سے قایم ہی - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں کی قوم نے اس اسکول سے کیا دلچسپی لی ؟ جو کچھہ دلچسپی لی ہی اس کا حال آپ کو سکرٹری صاحب کی رپورٹ سے معلوم ہوگا — حقیقت یہہ ہی کہ اگر ہم اپنی حالت کا اس ملک کی دوسری قوموں سے مقابلہ کریں تو ہم کو شرم آئیگی — اور ممالک کو چھوڑیے خود اپنے ہی ملک کی حالت پر غور کیجئے اور ایک دہلی ہی کو لیجئے جو مسلمان شرفا کے گھرانوں کا ایک مرکز ہی وہاں کے مسلمانوں میں تعلیم نسوان کے متعلق بالکل جمود و سکون کی حالت ہی - لیکن اہل ہنود میں کیا حال ہی؟

آپ کو وہاں کے ہر محلہ کی سڑکوں پر چھوٹیوں کی ایک رو ملے گی - کتابیں بغل میں دبائے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں مدرسہ جارہی ہیں — جالندھر میں کنیا پاٹ شالہ کی کامیابی کا حال آپ کو اخبارات سے معلوم ہوگا غرضیکہ ہر مقام پر ہمارے برادران وطن خاص کر تعلیم نسوان میں حیرت انگیز ترقی کررہے ہیں — اور تعلیم نسوان کی ترقی سے جو اثر قومی اور ملکی ترقی پر براہ راست پڑتا ہی اس کو انہوں نے پوری طور سے محسوس کرلیا ہی •

حضرات ! ہم کو تعلیم نسوان کی دنیاوی طور ہی سے نہیں بلکہ مذہبی طور سے بھی سخت ضرورت ہی اور میں اس کا دعوی کرتا ہوں کہ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ تعلیم نسوان کی تائید اسلام میں کم ہی — بلکہ واقعہ یہہ ہی کہ عورتوں کی تعلیم، ان کے حقوق اور ان کے درجہ کو اسلام اور صرف اسلام ہی نے دنیا میں قایم کیا — اور باوجود اس حالت کے اگر ہم نے لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق بھی ایسی ہی غفلت کی جس طرح ہم لڑکوں کی تعلیم میں کرچکے ہیں تو اس سے ہم اپنی قومی ترقی کے راہ میں سخت رکاوٹ پیدا کردینگے — لیکن حضرات ! میں اس بات کو صاف صاف عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ موجودہ تعلیم سے اگر وہی نتائج لڑکیوں میں پیدا ہوگئے جو لڑکوں میں ہیں، اسراف، خود پرستی، عیش و عشرت کی لتک جو لڑکوں میں ہی اگر لڑکیوں میں بھی آگئی تو آپ کا قومی جہاز تباہی اور بربادی سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہی — یہہ سچ ہی کہ پہلے بھی اسراف تھے - مثال کے طور سے میں گوٹہ کناری کو لیتا ہوں - لیکن حالت یہہ تھی گوٹہ کا تھان سولہ سترہ آنہ کو خریدتے اور استعمال کے بعد ۹ یا ۱۰ آنہ اس کے دام اٹھہ آنے تھے - مگر آج جو لیسیں سیکڑوں روپیہ کی خرید کی جاتی ہیں وہ استعمال کے بعد بالکل بیکار ہوتی ہیں — اور فیشن کی حالت یہہ ہی کہ صبح اور اور شام اور - کیا ہماری قوم کی مالی حالت اس کی مقتضی ہی اور کیا ہماری قوم میں اتنی سکت ہی کہ فیشن کی اس بلا کا مقابلہ کریں - حضرات! کیا یہہ خیالی قصے ہیں ؟ کیا یہہ واقعات نہیں ہیں ؟ آپ غور فرمائیں کہ ایک آفت آرہی ہی اور اگر اس کے لئے ہم تیار نہیں ہیں تو قومی تباہی کا موجب یقینی سمجھنی چاہیئے •

حضرات ! آپ کلام مجید پڑھیئے - اس میں جیسي توحید کي تاکید هی اور جیسا توحید پر زور دیا گیا هی ویسي هی علم کے حاصل کرنے کي تاکید هی — حدیث میں باب الایمان کے ساتھہ باب العلم هی — اور فرمایا هی کہ علم حاصل کرنے والوں کي راہ میں فرشتے پر بچھاتے هیں — حدیث شریف میں آیا هی کہ علما کي دوات کي سیاهي شهیدوں کے خون سے زیادہ متبرک هی — حصول علم کي اس تاکید کے اندر مرد اور عورتیں یکسان هیں اور اسي کا نتیجہ تھا کہ مسلمان بیبیوں نے حصول علم کے متعلق پوري کوشش کي — حافظ ابن عساکر دمشقي مشهور مورخ هیں - اُنھوں نے مشائخ اور استادوں کي جو فهرست دي هی اس میں ۸۵ سے زیادہ بیبیان هیں — حافظ ابن حجر عسقلاني محدثین کے امام تھے - اُنھوں نے بتلایا هی کہ اُن کے شیوخ فن حدیث میں متعدد خواتین داخل هیں — صحیح بخاري کس کي توجہ اور کوشش کا نتیجہ هی ؟ حضرت امام بخاري کی والدہ کي کوشش کا — اُنھوں نے بچپن میں گود میں لیکر امام کو تحصیل علم کرائي — اسي طرح سیکڑوں مثالیں کتب تاریخ سے مسلمان بیبیوں کے تبحر علمي اور خدمات علمي کي بیان کي جاسکتي هیں — لیکن درمیاني زمانہ میں جس طرح مردوں میں علمي تنزل هوا اسي طرح عورتوں نے بھي اس جوهر گرانمایہ کو کھودیا - مگر خدا کا شکر هی کہ اب غفلت اور تساهل کا پردہ اُٹھتا جاتا هی — اگر آپ سمجھتے هیں کہ عورتوں کي تعلیم قومي ترقي کے لیئے اهم اور بیش بها فوائد کا موجب هی تو کمر بستہ هوجائے ورنہ صرف رزولیوشن پاس کردینا یا جس طرح اب کوشش هورهي هی یهہ تو کسي مرض کي دوا نهیں *

اب ایک بات ان حضرات کي خدمت میں عرض کرنا ضروري هی جو تعلیم نسوان کے حامي هیں اور وہ یهہ کہ هماري مستورات میں دنیابھر کے عیوب سهي - جهالت اور کوتہ اندیشي اُن کا خاصہ سهي - لیکن اسي کے ساتھہ اس سے بھي انکار نهیں هوسکتا کہ ان میں اب بھي بهت سے جوهر هیں جو شرافت کا نچوڑ هیں — ان کا ایثار ، عزیزوں کے ساتھہ ان کی سچي اور بے ریا همدردي ، اپنے عیش کو اپنے شوهروں اور اپني اولاد اور اپنے اعزہ پر قربان کرنا ، ان کا صبر اور ان کي محبت یہ بڑے قیمتي جوهر اور اوصاف هیں — آج مرد ان اوصاف سے معرا نظر آتے هیں جو

بیبیوں میں باقي هیں — خاتونان پنجاب کے ایڈریس کے جواب میں سرسید نے فرمایا تھا کہ آج هم میں جنید اور شبلي نهیں لیکن همیں فخر هی کہ سیکڑوں رابعہ بصریہ موجود هیں - اگرچہ اب یهہ جوهر بهت کم هوگئے هیں لیکن مٹے نهیں - لهذا جو اصحاب کہ تعلیم نسوان کا بیڑا اُٹھاتے هیں ان کا اولین فرض یهہ هونا چاهیئے کہ یهہ صفات قایم رهیں یهہ نہ هو کہ نئي تعلیم کا سیلاب اس رهي سهي پونجي کو بھي بهالیجائے - یهہ خطرہ بے جا نهیں هی — مردوں میں جو جوهر تھے وہ مٹے جاتے هیں — جو اخلاق ابھي اپنے بزرگوں میں هم نے دیکھے تھے وہ اب کهیں نظر نهیں آتے - دور دراز زمانہ سے قطع نظر کیجئے - اسي زمانہ کو لیجئے - خواجہ حالي ، مولانا شبلي مرحوم ، خلیفہ محمد حسین مرحوم میجر سید حسن بلگرامي وغیرہ بزرگوں میں جو اخلاقي دلکشي تھي وہ اب کهاں نظر آتي هی - جب هم باوجود هر قسم کي تعلیمي ترقي کے ان جوهروں کو کھو رهے هیں تو نهایت اندیشہ هی کہ نئي تعلیم بیچاري معصوم بچیوں سے ان اخلاقي جواهر کو گم نہ کرادے - ایک اور دقت یهہ هی کہ آپ کے پاس آپ کي هم قوم اُستانیاں نهیں - مجبوراً غیراقوام کي اُستانیوں سے کام لینا هی - اور یهہ امر آپ کي ذمہ داریوں کو اور زیادہ کردیتا هی - نہ صرف آپ کو مسلمان بچیوں کے جوهر شرافت کو قایم رکھنا هے بلکہ غیر اقوام کي مضر خصوصیات سے بچانا هی — میں دوسري اقوام پر کوئي تعریض نهیں کرتا — صرف یهہ عرض کروں گا کہ هماري جو قومي خصوصیات هیں وہ لا جواب اور بے مثل اوصاف هیں اور اُن کو قایم رکھنا همارا اولین فرض هی — اگر هماري عورتیں تمام علوم پر حاوي هوں ، فزکس سے ، لاطیني سے ، تاریخ سے آشنا هوں لیکن جو شرافت کے جوهر هیں جو همارے مایہ ناز اور فخر هیں وہ نهوں تو ایسي تعلیم همارے کسي کام کي نهیں بلکہ هماري تباهي کا موجب هوگي - پس تعلیم نسوان کا جو طریقہ اختیار کیا جاتا هی اس میں اس کا انتظام اور اهتمام نهایت درجہ لازمي هی کہ قومي خصوصیات برقرار رهیں — آج هي صبح کے جلسہ میں ایک ماهر فن تعلیم نے تعلیم کے اعلی مقاصد بیان کیئے هیں - Supreme Being (ذات باري) کے خیال کو تعلیم کي ابتدائي سیڑھي بتلایا هی — حضرات اگر هماري عورتیں مذهبي تعلیم اور مذهبي اعمال سے خدا نخواستہ معرا هوگئیں یا اس میں کچھہ بھي کمي آگئي تو بتلائیے کہ تعلیم کي یهہ ابتدائي

سیڑھی کہاں ہوگی — اگر ہمارے گھروں میں مذہبی پابندی نہ رہے یا ماؤں میں جو ابتدائی تعلیم کا گہوارہ ہیں مذہب کی پابندی کا خیال نہ رہے تو مہربانی کرکے بتلائیے کہ وہ کس قوم کی تعلیم ہونی اور اس سے کیا نتیجہ ہوا *

خلاصہ میری گذارش کا یہہ ہی کہ پورے حزم کے ساتھہ آپ اس مسئلہ کو ہاتھہ میں لیجئے اور اس تجربہ سے فائدہ اُٹھائیے جو لڑکوں میں غلطیاں کرنے سے ہوا ہی *

محترم صاحب صدر کی پر مغز عالمانہ تقریر کے خاتمہ پر (جس کو حاضرین نے نہایت توجہ سے سنا) اور جا بجا پرجوش چیرز سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا) جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب سکرتری شعبہ تعلیم نسوان نے اپنے صیغہ کی سالانہ رپورٹ پڑھ کر سنائی جو ذیل میں درج کی جاتی ہی :—

سالانہ رپورٹ آنریری سکرٹری صاحب شعبہ تعلیم نسوان بابت سال سنہ ۱۷—۱۹۱۶ ع

تعلیم اُناث

یہہ ایک بدیہی بات ہی کہ کل دنیا کے تہذیب یافتہ ملکوں میں ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہی جہاں اس زمانہ میں مرد اور عورت کی تعلیم میں ایک بڑی تفریق دکھائی دیتی ہی - سنہ ۱۹۱۴ ع کی تعلیمی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہی کہ اس ملک میں اگر ۱۰۰ لڑکے تعلیم پانے کے قابل ہوں تو اُن میں سے ۳۰ لڑکے تعلیم پاتے ہیں — اور ۷۰ لڑکوں کو تعلیم نہیں ملتی — مگر برخلاف اس کے اگر ۱۰۰ لڑکیاں تعلیم پانے کے قابل ہوں تو اُن میں سے صرف چھہ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں اور ۹۴ لڑکیوں کو تعلیم نہیں ملتی - مگر رپورٹوں کو غور سے دیکھنے کے بعد یہہ بھی واضح ہوتا ہی کہ اس ۶ فیصدی کی تعداد میں بکثرت ہندوستان کی دیسی عیسائی اور یوروپین اور یوریشین اور پارسی اور برھموں کی لڑکیاں ہیں اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی لڑکیوں کی تعداد نہایت ہی قلیل ہی - علاوہ بریں ہندوؤں اور مسلمانوں کی لڑکیوں کا تعلیمی دائرہ صرف حرف شناسی تک محدود ہی - کالجوں کی تعلیم تو درکنار ہی اسکولوں کی متوسط درجہ کی تعلیم بھی اُن کو حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا *

ہندوؤں میں تعلیم نسواں اب نہایت سرعت سے پھیلنا شروع ہوگئی ہی، اور اغلب ہی کہ آیندہ چند سال کے بعد تعلیمی رپورٹوں میں ہندوں اور مسلمانوں کی تعلیم اُناث کا عنوان ایک ہی خط و حدانی میں نہ دکھائی دیگا — ہندو اس رستہ میں بھی مسلمانوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ جاوینگے — جہاں ہندوں کے آگے بڑھنے پر ہر بھی خواہ ملک کو خوشی ہوگی وہاں مسلمانوں کے پیچھے رہنے پر سخت افسوس بھی ہوگا — مسلمانوں کا پیچھے رہنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہی — مسلمان جبکہ مردوں کی تعلیم میں پیچھے ہیں اور باوجود اس قدر غل غپاڑے کے بھی کمی پوری نہیں کرسکتے تو عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ تو اُن میں ہزار درجہ زیادہ دقتوں سے گھرا ہوا ہی — اس میں کسی دوسری ہمسر قوم کا مقابلہ اُن سے کیسے ممکن ہوگا ؟

مسلمانوں میں لڑکیوں کو تعلیم دلانے کی خواہش تو ضرور پائی جاتی ہی، مگر یہہ خواہش اُس قسم کی خواہش ہی جیسے کسی بدپرہیز بیمار کو تندرست ہونے کی تو انتہا درجہ کی تمنا ہو مگر کہانے کی دوا وہ کہانا نہ چاہے ، پینے کی وہ پینا نہ چاہے ، لگانے کی لگانا نہ چاہے ، سونگھنے کی سونگھنا نہ چاہے ؛ غرضیکہ دوا کا استعمال ہر طریق سے نا پسند کرتا ہو اور اس کا بھی متمنی ہو کہ میں تندرست ہوجاوں — ایسے شخص کے لیئے ایک ہمدرد جو کچھہ بھی کرسکتا ہی وہی اُس تحریک کے ذریعہ سے کیا جا رہا ہی - تعلیمی رپورٹوں میں دوسری قوموں کو آگے بڑھتا ہوا دیکھکر مسلمان جس کو قومی شعبہ تعلیم نسواں کہتے ہیں اپنے میں جب کمی محسوس کرتے ہیں تو چند ساعت کے لیئے "ہاے افسوس واے افسوس کہ ہم پیچھے رہے جاتے ہیں" کہکر پھر اپنی قومی ہمدردی کے کل فرایض سے سبکدوش ہوجاتے ہیں *

لڑکیوں کے لیئے بعض شہروں میں گورنمنٹ نے مدارس کھولے ہیں اُن میں لڑکیوں کو داخل نہیں کیا جاتا — مشن اسکول جا بجا کھلے ہوے ہیں اُن میں کسی مسلمان لڑکی کو داخل کرنا مناسب نہیں سمجھتے اور مسلمانوں کا اس میں خیال ٹھیک بھی ہی — مشن اسکولوں میں ہرگز لڑکیوں کو نہیں پڑھوانا چاہیئے — ہندؤں کے مدارس میں بھی مسلمان لڑکیاں نہیں پڑھ سکتیں — مسلمانوں نے چند مقامات

پر مدارس اور اُن کے ساتھہ بورڈنگ ہاوس کھولے ہیں اور پردہ کے انتظام کے ساتھہ قرآن پاک اور دینیات کی تعلیم اور نماز روزے کا اہتمام بھی کیا جاتا ہی مگر ان مدارس سے فائدہ اُٹھانے میں بھی سخت پس وپیش ہی۔ گو ان مدارس میں لڑکوں کے مدارس کی نسبت اخراجات بہت ہی کم ہوتے ہیں، مگر یہہ بھی ایک حیلہ مل جاتا ہی کہ ہم اس قدر روپیہ صرف نہیں کرسکتے۔ غرضکہ جہاں تک زبانی لفاظی کا تعلق ہی، مسلمان تعلیم نسواں کے پورے حامی ہیں اور اُن کو کوئی بات سمجھانے کی اب ضرورت نہیں ہی؛ اور جہاں عملاً کچھہ کرنا پڑتا ہی یا اپنی جیب سے اپنی اولاد ہی کی تعلیم کے لیئے کچھہ خرچ کرنا پڑتا ہی تو پھر بیسیوں حجتیں سوجھنے لگتی ہیں — ایسی حالت میں مسلمانوں میں تعلیم اُناث کی فوری ترقی کی کیا اُمید ہوسکتی ہی؟ رفتہ رفتہ ترقی ضرور کریں گے، مگر وہی بعد از خواری بسیار *

کانفرنس کا کام

جس شخص میں عملی کام کرنے کی قوت نہیں ہوتی وہ زبانی بہت کچھہ جمع خرچ پورا کرنے کی کوشش کیا کرتا ہی — میں تعلیم نسواں کے بارے میں مسلمانوں میں بہت کچھہ لفاظی اور مضمون نگاری دیکھتا ہوں۔ اور کسی قوم میں اس قدر مضمون نگاری اور لیکچر بازی نہیں ہوتی۔ مگر وہ عمل کے میدان میں سب سے پیچھے ہیں۔ پھر جیسے کوئی ہارا ہوا آدمی کھسیانا ہوکر دوسروں کو قصوروار ٹھیرایا کرتا ہی وہی حالت ہماری ہی — کانفرنس کو ملزم ٹھیرایا جاتا ہی کہ اُس نے کچھہ نہیں کیا — خیر کانفرنس تو ہر حالت میں قصوروار ہی اور بجز اپنے جرم کے اعتراف کے وہ منہ کھولنے کا اختیار نہیں رکھتی — لیکن اگر واقعات کو دیکھکر کوئی حکم لگانے کو تیار ہو تو میں عرض کرونگا کہ کانفرنس نے اپنے فرائض کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی — جب سے شعبہ تعلیم اُناث کا کام شروع ہوا ہی یعنی سنہ ۱۹۰۳ع سے اُس وقت سے اس وقت تک ہندوستان کے مختلف مقامات پر جلسوں میں قوم کو تعلیم اُناث کی طرف توجہ دلائی گئی — بمبئی اور ترانچی اور ناگپور اور امرتسر اور ڈھاکہ اور آگرہ اور دہلی اور لکھنؤ اور رنگون اور علی گڈہ جملہ وہ مقامات ہیں جہاں پر مسلمانوں کے سامنے تعلیم اُناث کی عام حالت پر رپورٹیں

پڑھی گئیں اور اُن کو اپنی مستورات کی جہالت کے بد نتائج کی طرف متوجہ کیا گیا — اُن میں سے بعض مقامات پر نہایت موثر لکچر بھی دیئے گئے — چنانچہ امرتسر میں مولانا شبلی صاحب کا لکچر ایک تاریخی لکچر ہی۔ علاوہ بریں ایک رسالہ کے ذریعہ سے مقاصد شعبہ کی اشاعت کی گئی اور دس سال تک لگاتار ایک رسالہ اس کام کے لیئے وقف رہا *

اس تمام کوشش کا مقصد یہہ تھا کہ مسلمان تعلیم اُناث کی ضرورت سے واقف ہوجائیں اور تعصب اور جہالت جو اُن کو اس صیغہ میں آگے بڑھنے سے روک رہی ہیں وہ رفع ہوجائیں۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ مسلمانوں میں تعلیم نسواں کا خیال پیدا نہیں ہوگیا ہی۔ تعلیم یافتہ گروہ میں شاید ہی کوئی بد قسمت فرد ایسا ہوگا جو لڑکیوں کی تعلیم کو ضروری نہ سمجھتا ہو — غیر تعلیم یافتہ جب خود ہی تعلیم سے بے بہرہ ہیں تو وہ اپنی مستورات کی تعلیم کے لیئے کیوں پیشقدمی کرنے لگے تھے — پس یہہ کہنا واقعہ کے خلاف ہوگا کہ کانفرنس اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوئی، یا اُس نے اپنے مقاصد کے پورا کرنے کے لیئے کوئی کام نہیں کیا — مسلمانوں کو اُن کی پست حالت سے متنبہ کرنا اور تعلیم اُناث کا احساس اُن کے دلوں میں پیدا کرنا کانفرنس کا اصلی مقصد تھا اور مجھے تعلیم یافتہ گروہ میں اس وقت ایک بھی شخص نہیں دکھائی دیتا جو یہہ کہتا ہو کہ لڑکیوں کو تعلیم دلانا لاحاصل ہی — اب رہا دوسرا کام یعنی کانفرنس کی تعلیم و تلقین پر عمل کرنا یہہ کانفرنس کا کام نہیں ہی — یہہ قوم کا کام تھا — سیدھا راستہ آپ کو بتا دیا ہی جس کو آپ خود تسلیم کررہے ہیں کہ ہاں یہی سیدھا راستہ ہی — اب اگر آپ اُس پر نہ چلیں تو اس میں آپ ہی انصاف کیجیئے کہ کس کا قصور ہی۔ میں عرض کرونگا کہ اب بھی کچھہ نہیں بگڑا ہی — اس ملک میں تعلیم اُناث کی بالکل ابتدائی حالت ہی اور دیگر اقوام میں اور آپ میں اس بارے میں کچھہ بہت تفاوت نہیں ہی — آپ اگر سمجھتے ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم قومی ترقی کے لیئے ضروری ہی تو بجائے تو تو میں میں کے یا دوسروں کو برا بھلا کہنے کے کمر ہمت باندھکر دوڑ کے میدان میں اُتریئے اور دوسروں کے ساتھہ ساتھہ دوڑنا شروع کیجیئے اور پھر دیکھیئے کہ آپ کہاں سے کہاں پہونچتے ہیں *

شعبۂ تعلیم نسواں کا اس سال کا کام

شعبۂ تعلیم نسواں کی کمیٹی نصاب نے امسال مسلمان لڑکیوں کے لیئے تعلیمی نصاب کا وہ حصہ جس کی سب سے زیادہ ضرورت محسوس کی جاتی تھی ختم کردیا ہی- اس وقت تین دینیات کے رسالے اور ایک قاعدہ اور چھہ ادبی ریڈریں تیار ہیں- یعنی معہ قاعدے کے کل دس رسالے تیار ہوگئے ہیں- یہہ رسالے حضور سرکار عالیہ جناب بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کی فیاضی سے تیار ہوئے ہیں — حضور عالیہ کے جہاں قوم پر اور احسانات ہیں منجملہ اُن کے یہہ احسان بھی ایک بہت بڑا احسان ہی- لڑکیوں کی تعلیم کے راستہ میں جہاں اور رکاوٹیں حائل تھیں اُن میں سے ایک یہہ دقت بھی تھی کہ تعلیم کے لیئے مناسب درسی کتابیں نہیں تھیں جن سے علاوہ فوائد زباندانی کے صحیح مذاق پیدا ہوسکے — رائج الوقت درسی ریڈریں عام طور پر ایسی تھیں اور ہیں کہ اُن میں مسلمانوں کے قومی روایات و تاریخی معلومات کا عنصر بالکل ہی مفقود تھا — بزرگان دین اور اسلام کی برگزیدہ خواتین کے حالات و سوانح سے یہہ درسی ریڈریں قطعاً معرا تھیں - معمولی اور بعض وقت ادنی مذاق کے قصص اور وہ بھی نہایت لغو اُردو میں ترجمہ شدہ ان ریڈروں میں بھرتی کیئے جاتے تھے — جس شخص نے ہمارے صوبہ کے سرشتہ تعلیم کا لڑکیوں کا نصاب پڑھا ہوگا وہ ضرور مجھسے اتفاق کرے گا کہ ان ریڈروں سے کوئی حقیقی نفع حاصل نہیں ہوسکتا - میں نے دوسرے مقامات کی ریڈریں بھی دیکھی ہیں- بجز پنجاب کے (کیونکہ پنجاب کی ریڈروں کا سلسلہ ہنوز طبع ہوکر پبلک کے سامنے نہیں آیا تھا) — جس قدر ریڈریں میری نگاہ سے گذری تھیں میں کہہ سکتا ہوں کہ ان سب میں جو جو عمدہ باتیں ہیں اُن کو عمدہ اور بہتر پیرایہ میں موجودہ ریڈروں میں ہم نے لے لیا ہی؛ اور ان میں جو نقائص تھے اُن سے بچنے کی پوری کوشش کی گئی ہی - اور اس بات کا اہتمام کیا گیا ہی کہ ایک بچی جب اُن ریڈروں کو پڑھکر ختم کرلے تو نوشت خواند کی پوری واقفیت کے علاوہ اُس کے دل میں بزرگان دین کی سچی محبت اور شیدایان اسلام کی پوری عظمت اور آیندہ اپنی زندگی کو باوقار بنانے کا خیال پیدا ہوجائے — آیا کمیٹی نصاب اس مقصد میں کامیاب ہوئی ہی یا نہیں اس کا فیصلہ قوم کے ہاتھہ میں رہے گا - بحالت کامیابی کمیٹی کسی صلہ کی ہرگز خواستگار

نہوگی بلکہ آپ سے خواہش کرے گی کہ آپ سرکار عالیہ جناب بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کے حق میں دعا مانگیں کہ اُن کی فیاضی سے یہہ عمدہ مجموعہ تیار ہوگیا ہی اور اگر اُس میں کچھہ نقائص موجود ہوں تو آپ کا بڑا احسان ہوگا اگر آپ کمیٹی کو اُن سے آگاہ کریں کہ آیندہ اُن کی اصلاح ہوجائے - اس وقت ملک میں یہہ کتابیں پھیل رہی ہیں — دینیات کے رسالوں کے اب دوسرے اڈیشن فروخت ہورہے ہیں - ادبی کتابوں میں سے دوسری ریڈر کا دوسرا اڈیشن فروخت ہورہا ہی- اور بعض دیگر ادبی کتابوں کی دوسرے اڈیشن کی ضرورت پیش آنے والی ہی- ملک میں ان ریڈروں کا نہایت اچھی طور پر خیر مقدم ہوا ہی اصلی خیر مقدم تو اُن لوگوں کا ہی جو دیگر اُردو ریڈروں کے سلسلوں سے کماحقہ واقفیت رکھتے ہیں اور جنہوں نے بعد مقابلہ کے ان ریڈروں کی تیاری کے لیئے ہم کو داد دی ہی- بعض اخبارات اور رسائل نے بھی ان کتابوں پر ریویو فرمایا ہی *

مولانا عبد الحلیم صاحب "شرر" و مولانا حسن نظامی صاحب کے ریویو خاص طور پر قابل ذکر ہیں *

یہہ رسائل اس وقت کل صوبجات کے تعلیمی سرشتوں کے زیرغور ہیں کہ اپنے ماتحت مدارس میں اُن کے داخل کرنے کی اجازت دی جائے- دینیات کے رسالے پنجاب میں اور ممالک متوسط میں اسلامی مدارس میں داخل نصاب ہوگئے ہیں - دیگر صوبجات کی ٹیکسٹ بک کمیٹیاں اِن رسالجات پر غور کررہی ہیں - ہمارا کام ہرگز ایک تجارتی کام نہیں ہی کہ ہم ٹیکسٹ بک کمیٹیوں کے ممبروں کی خدمت میں کوئی خاص کوشش کریں اس وجہ سے ممکن ہی کہ یہہ کمیٹیاں بمقابل دیگر کوشش کرنے والے مصنفین یا مولفین کے ہماری طرف متوجہ نہوں- مگر مسلمانوں کی قوم میں ان ریڈروں کی عام پسندیدگی کسی وقت میں ان کو مجبور کرے گی کہ وہ ان ریڈروں کو اپنے صوبجات کے اسلامی مدارس میں داخل نصاب کرنے کی اجازت دیں *

مجموعی قیمت ان دس رسالجات کی ایک روپیہ ۱۵ آنے حسب تفصل ذیل ہی :—

	پائی	آنہ	روپیہ
۱ — دینیات کا پہلا رسالہ ۱۶ صفحہ ...	۶	•	•

	پائی	آنہ	روپیہ
۲ — دینیات کا دوسرا رسالہ ۲۴ صفحہ ...	۹	۰	۰
۳ — دینیات کا تیسرا رسالہ ۱۲۰ صفحہ ...	۶	۳	۰
۴ — قاعدہ باتصویر ۳۲ صفحہ ...	۹	۰	۰
۵ — پرائمر ۳۲ صفحہ ...	۹	۰	۰
۶ — اُردو کی پہلی کتاب باتصویر ۹۹ صفحہ	۳	۲	۰
۷ — اُردو کی دوسری کتاب باتصویر ۱۲۰ صفحہ	۶	۳	۰
۸ — اُردو کی تیسری کتاب ۲۰۰ صفحہ ...	۰	۶	۰
۹ — اُردو کی چوتھی کتاب ۳۰۰ صفحہ ...	۰	۹	۰
۱۰ — اُردو کی پانچویں کتاب (انتخاب نظم) ۱۰۰ صفحہ ...	۰	۴	۰
میزان ...	۰	۱۵	۱

کل رسالجات کی جو تعداد چھپی ہے وہ حسب تفصیل ذیل ہے:—

اول اڈیشن

دینیات کا پہلا رسالہ	۲,۰۰۰
دینیات کا دوسرا رسالہ	۲,۰۰۰
دینیات کا تیسرا رسالہ	۲,۰۰۰
قاعدہ	۱,۰۰۰
پرائمر	۱,۰۰۰
پہلی ریڈر	۱,۰۰۰
دوسری ریڈر	۱,۰۰۰
تیسری ریڈر	۱,۰۰۰
چوتھی ریڈر	۱,۰۰۰
پانچویں ریڈر	۱,۰۰۰

دوسرا اڈیشن

۱ — دینیات کا پہلا رسالہ	۲,۰۰۰
۲ — دینیات کا دوسرا رسالہ	۳,۰۰۰

اس طورا پر دونوں اڈیشنوں کی کل کتابوں کی مجموعی قیمت ۲,۹۹۱ روپے ہوئی- اب (بلا منہائی خرچ و بلا منہائی قیمت اُن کتابوں کی

جو ریویو وغیرہ کے لیئے ٹیکسٹ بک کمیٹیوں کو مفت دی گئی ہیں) آخر نومبر ۱۹۱۶ ع تک مبلغ ۶۱۱ روپے ۹ آنے ۹ پائی قیمت کتب میں وصول ہوئے ہیں - جو کتابیں مفت تقسیم ہوئی ہیں یا ریویو وغیرہ کے لیئے دی گئی ہیں اُن کی قیمت منہا کرنے کے بعد تخمینی ۲,۲۰۰ روپے کی مالیت کی کتابیں موجود ہیں *

ان ریڈروں کی تیاری میں حسب تفصیل ذیل مبلغ ۴,۷۴۳ روپے ۱۲ آنے ۳ پائی صرف ہوا ہے *

مگر جیسا کہ اس سے قبل گذشتہ سال کی رپورٹ میں عرض کرچکا ہوں اس لاگت میں سے مبلغ ۸۹۲ روپے ۸ آنہ ۳ پائی قابل اخراج ہیں، کیونکہ یہہ وہ رقم ہے جس کی لاگت سے مولوی مخدوم عالم صاحب اور مولوی سید احمد صاحب دہلوی نے مسودات تیار کئے تھے اور جن کو بھوپال کے ایک کمیٹی نے ناپسند کیا تھا - اور اسی وجہہ سے ان ریڈروں کی تیاری میں اس قدر تاخیر ہوئی ہے - اس کے بعد افسران تعلیم کے خاکہ کے مطابق موجودہ ریڈریں تیار ہوئی ہیں اور ان پر جو واقعی صرف ہوا ہے وہ مبلغ ۳,۸۵۱ روپے ۴ آنے ہے *

حضور سرکار عالیہ جناب بیگم صاحبہ بھوپال نے جو مبلغ ۵,۰۰۰ روپے عطا فرمائے تھے اُن کی صرف کی تفصیل یہہ ہے :—

	پائی	آنہ	روپیہ
۱ — مسودات تیار کردہ مولوی سید احمد صاحب و مولوی مخدوم عالم صاحب	۳	۸	۸۹۲
۲ — تیاری موجودہ رسالجات	۰	۴	۳,۸۵۱
۳ — تحویل میں	۹	۳	۲۵۶
میزان	۰	۰	۵,۰۰۰
اب فروخت کتب کے ذریعہ سے جو آمدنی ہوئی ہے وہ	۹	۹	۶۱۱ ہے
کل رقم جو اس وقت تحویل میں ہے وہ	۶	۱۳	۸۶۷ ہے
اس طور پر ۲,۲۰۰ روپے کی کتابیں ہیں اور ۸۶۷ روپے ۱۳ آنے ۶ پائی نقد ہے- لہذا کل تحویل	۶	۱۳	۳,۰۶۷ ہے

یہہ کتابیں ایک ایسے زمانہ میں طبع ہوئی ہیں کہ ہم کو دو چند

عطیہ ہز ہائنس بیگم

مبلغ پانچہزار رو

صہ

صرف برداشت کرنا پڑا ھی - ڈھائي آنہ اور ٣ آنہ پونڈ کے کاغذ کي جگہ ساڑھے ٥ آنہ اور ٦ آنہ پونڈ کا کاغذ لگانا پڑا ھی - اس وقت ان کتابوں کي فروخت سے کچھہ نفع نہیں ھی - جو کچھہ کم و بیش بچا رہ اشتہارات و اعلانات وغیرہ میں صرف ھوگیا - اصل قیمت وصول ھونے پر ایک رقم کتابوں کي طبع کرنے کے لیئے مخصوص کرلی جاویگي اور جب بکري کتابوں میں کوئي فائدہ کي صورت ھوگي تو اُس سے مدرسہ کي نادار لڑکیوں کو وظائف دئے جائیں گے *

تاریخ کی ریڈریں ھنوز تیار نہیں ھوئي ھیں- بعض اصحاب کا خیال ھی کہ ان کي تیاري پر صرف برداشت کرنا مناسب نہیں ھی- مگر ھنوز اس کا فیصلہ نہیں ھوا کہ آیا یہہ تیار کرائیں جائیں یا نہیں *

ان ریڈروں کي تیاري وغیرہ کے بارے میں جناب مولوي محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شرواني (جو اس وقت ھماري کرسي صدارت کو زینت بخش رہے ھیں) اور جناب خاں صاحب میر ولایت حسین صاحب اور مولوي احتشام الدین صاحب بي اے اور مولوي محمد مقتدی خاں صاحب اڈیٹر انسٹیٹیوٹ گزٹ خاص طور پر شکریہ کے مستحق ھیں کہ ان حضرات نے اپنا عزیز وقت صرف کرکے ان ریڈروں کي درستي و تیاري میں قابل قدر امداد دي ھی - مولوي محمد حلیم صاحب انصاري (جو ان ریڈروں کي تیاري کے لیئے کمیٹي کے تنخواہ دار ملازم تھے) اُنھوں نے ان ریڈروں کو محض تنخواہ کا حق ادا کرنے کے خیال سے ھي تیار نہیں کیا، بلکہ اس میں اُن کي ذاتي دلچسپي بھی شامل تھي، لہذا وہ بھی شکریہ کے مستحق ھیں *

مدرسہ نسواں علی گڈہ

مدرسہ نسواں علي گڈہ ایک رجسٹري شدہ جماعت کے زیر اھتمام ھی اور اُس کي وھي حالت ھی جو ایم اے او کالج کي یا انجمن حمایت اسلام کي یا کسي دوسري باضابطہ اسلامي درسگاہ کي ھی - مدرسہ کي رپوٹیں یا حسابات ھر سال کمیٹي کے سالانہ جلسہ میں پیش ھوتے ھیں - اُس کے حسابات کي اُسي کمیٹي کے مقرر کردہ آڈیٹر سالانہ جانچ کرتے ھیں اور جانچ کي رپوٹیں پیش کرتے ھیں - چنانچہ امسال کے سالانہ جلسہ کا ایجنڈا جاري ھوچکا ھی - اور اس جلسہ کے سامنے اُس رپورٹ اور

گوشوارہ حساب آمد و

آمدنی	
عطیہ ہز ہائنس بیگم صاحبہ والیہ بھوپال	آمدنی قیمت فروخت کتب
مبلغ پانچہزار روپیہ یکمشت صہ	تا آخر نومبر ۱۹۱۶ء سمالـعہ ۹ر۹

خرچ								
نمبر	سنہ	تنخواہ ملازمان	کرایہ مکان	متفرقات	محصول ڈاک	سفر خرچ	خرید کاغذ	[illegible]
۱	از نومبر ۱۹۱۴ لغایت تاریخ	لـہ	ـلـہ	۰	بے ۱۰ر	ـعـہ	ـعـہ ۶ر۳	سولعہ ۲ر۳
۲	از مئی ۱۹۰۹ لغایت ستمبر ۱۹۰۹	[illegible]	لعہ ۲ر	لعہ ۴ر۶	۰	۰	۰	ماعہ
۳	از ۱۵ تا آخر اکتوبر ۱۹۱۴ء	۰	۰	۲ر۹	۰	ٯ ۲ر۶	۰	عہ ۱۵ر
۴	نومبر ۱۹۱۴ء	لوعہ ۴ر	۰	۹ر۶	۳ر	بے ۱۵ر	۰	عہ ۱۱ر
۵	دسمبر ۱۹۱۴ء	ـہ	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۶	جنوری ۱۹۱۵ء	ـہ	ـے	عہ ۱۰ر۳	۳ر۶	۰	سوعہ ۲ر	عہ ۱۱
۷	فروری ۱۹۱۵ء	ـہ	۰	۵ر۶	عہ ۱۳ر۶	۰	۰	۲
۸	مارچ ۱۹۱۵ء	ـہ	ـعہ	۱۲ر۹	ٯ ۳ر۶	۰	۰	[illegible]
۹	اپریل ۱۹۱۵ء	ـہ	ـعہ	۸ر	عہ ۹ر۶	۶ر	۰	
۱۰	مئی ۱۹۱۵ء	ـہ	۰	۲ر۶	ٯ ۱۰ر	۰	۰	
۱۱	جون ۱۹۱۵ء	ـہ	ـے	۷ر	۷ر۶	۷ر۳	۰	
۱۲	جولائی ۱۹۱۵ء	ـیہ	ـے	عہ ۲ر۶	ٯ ۳ر۶	۸ر۹	۰	
۱۳	اگست ۱۹۱۵ء	مہ	ـے	۲ر۹	سوعہ ۱۳ر۹	۴ر۹	۰	
۱۴	ستمبر ۱۹۱۵ء	مہ	ـعہ	۱۳ر۶	عہ ۱۴ر۹	۴ر	۰	
۱۵	اکتوبر ۱۹۱۵ء	مہ	۰	۴ر	للعہ ۱۱ر۹	۴ر۹	۰	
۱۶	نومبر ۱۹۱۵ء	ـہ	ـے	۷ر	بے ۱۱ر۶	۴ر	۰	
۱۷	دسمبر ۱۹۱۵ء	ـہ	ـے	۰	عہ ۱۲ر	۴ر	۰	
۱۸	جنوری ۱۹۱۶ء	ـہ	ـے	۱۵ر	عہ ۱۳ر	۴ر	۰	[illegible]
۱۹	فروری ۱۹۱۶ء	ـہ	ـے	عہ ۱ر۹	ہ	۰	۰	
۲۰	مارچ ۱۹۱۶ء	ـہ	ـے	۰	۱۳ر۶	ٯ ۹ر۹	۰	

صرف برداشت کرنا پڑا ھی - ڈھائي آنه اور ۳ آنه پونڈ کے کاغذ کي جگه ساڑھے ۵ آنه اور ۶ آنه پونڈ کا کاغذ لگانا پڑا ھی - اس وقت ان کتابوں کي فروخت سے کچھه نفع نہیں ھی - جو کچھه کم و بیش بچا وہ اشتہارات و اعلانات وغیرہ میں صرف ھوگیا - اصل قیمت وصول ھونے پر ایک رقم کتابوں کي طبع کرنے کے لیئے مخصوص کرلی جاویگي اور جب بکري کتابوں میں کوئي فائدہ کي صورت ھوگي تو اُس سے مدرسه کي نادار لڑکیوں کو وظائف دئے جائیں گے *

تاریخ کی ریڈریں ھنوز تیار نہیں ھوئي ھیں - بعض اصحاب کا خیال ھی که ان کي تیاري پر صرف برداشت کرنا مناسب نہیں ھی - مگر ھنوز اس کا فیصله نہیں ھوا که آیا یہه تیار کرائیں جائیں یا نہیں *

ان ریڈروں کي تیاري وغیرہ کے بارے میں جناب مولوي محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شرواني (جو اس وقت ھماري کرسي صدارت کو زینت بخش رھے ھیں) اور جناب خاں صاحب میر ولایت حسین صاحب اور مولوي احتشام الدین صاحب بي اے اور مولوي محمد مقتدیٰ خاں صاحب اڈیٹر انسٹیٹیوٹ گزٹ خاص طور پر شکریه کے مستحق ھیں که ان حضرات نے اپنا عزیز وقت صرف کرکے ان ریڈروں کي درستي و تیاري میں قابل قدر امداد دي ھی - مولوي محمد حلیم صاحب انصاري (جو ان ریڈروں کي تیاري کے لیئے کمیٹي کے تنخواہ دار ملازم تھے) اُنھوں نے ان ریڈروں کو محض تنخواہ کا حق ادا کرنے کے خیال سے ھي تیار نہیں کیا، بلکه اس میں اُن کي ذاتي دلچسپي بھی شامل تھي، لہذا وہ بھی شکریه کے مستحق ھیں *

مدرسه نسواں علی گڈہ

مدرسه نسواں علي گڈہ ایک رجسٹري شدہ جماعت کے زیر اھتمام ھی اور اُس کي وھي حالت ھی جو ایم اے او کالج کي یا انجمن حمایت اسلام کي یا کسي دوسري باضابطه اسلامي درسگاہ کي ھی - مدرسه کي رپوتیں یا حسابات ھر سال کمیٹي کے سالانه جلسه میں پیش ھوتے ھیں - اُس کے حسابات کي اُسي کمیٹي کے مقرر کردہ آڈیٹر سالانه جانچ کرتے ھیں اور جانچ کي رپوتیں پیش کرتے ھیں - چنانچه امسال کے سالانه جلسه کا ایجنڈا جاري ھوچکا ھی - اور اس جلسه کے سامنے اُس رپورٹ اور

گوشوارہ حساب آمد و خرچ نصاب تعلیم نسواں

آمدنی: علیا حضرت نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال	آمدنی قیمت فروخت کتب	نمبر شمار	ماہ و سنہ	تنخواہ ملازمان	کرایہ مکان	متفرقات	محصول ڈاک	سفر خرچ	خرید کاغذ	خرید کتب	جلد بندی	چھپائی کتب	چھپائی اعلانات	اجرت کاتب	میزان	باقی: منجملہ عطیہ	باقی: بذریعہ آمدنی کتب	کیفیت
مبلغ پانچہزار روپیہ یکمشت	تا آخر نومبر سنہ ۱۹۱۶ء	۱	از نومبر سنہ ۱۹۱۳ء لغایت [illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	.	[illegible]			
[illegible]	[illegible]	۲	از مئی ۱۹۱۴ء لغایت [illegible] ۱۹۱۴ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	[illegible]	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
		۳	از [illegible] تا آخر اکتوبر ۱۹۱۴ء	.	.	[illegible]	.	[illegible]	.	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]			
		۴	نومبر سنہ ۱۹۱۴ء	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]			
		۵	دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء	[illegible]	.	.	.	.	.	.	.	.	.	.	[illegible]			
		۶	جنوری سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	[illegible]			
		۷	فروری سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]			
		۸	مارچ سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	.	[illegible]	.	.	[illegible]			
		۹	اپریل سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]	.	[illegible]			
		۱۰	مئی سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]			
		۱۱	جون سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]			
		۱۲	جولائی سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	.	[illegible]	.	[illegible]			
		۱۳	اگست سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]	.	[illegible]			
		۱۴	ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
		۱۵	اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.	.	.	[illegible]			
		۱۶	نومبر سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]	.	[illegible]			
		۱۷	دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]			
		۱۸	جنوری سنہ ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]			
		۱۹	فروری سنہ ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	.	.	.	[illegible]	[illegible]			
		۲۰	مارچ سنہ ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]		
		۲۱	اپریل سنہ ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
		۲۲	مئی سنہ ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]	.	.	[illegible]	[illegible]		
		۲۳	جون سنہ ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]		
		۲۴	جولائی ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.	.	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]		
		۲۵	اگست ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.		
		۲۶	ستمبر ۱۹۱۶ء	[illegible]	.	.	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	.		
		۲۷	اکتوبر ۱۹۱۶ء	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.	[illegible]	[illegible]	.	[illegible]	.		.
		۲۸	نومبر ۱۹۱۶ء	[illegible]	.	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.	.	[illegible]	.	[illegible]			
	[illegible]			[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

گوشواره حساب آمد و خرچ نصاب تعلیم نسواں

آمدنی

عطیه هز هائنس بیگم صاحبه والیه بهوپال	آمدنی قیمت فروخت کتب
مبلغ پانچہزار روپیه یکمشت [illegible]	تا آخر نومبر سنه ۱۹۱۶ء [illegible]

خرچ / **باقی**

نمبر شمار	ماه و سن	تنخواه ملازمان	کرایه مکان	متفرقات دفتر	محصول ڈاک	سفر خرچ	خرید فرنیچر	خرید کتب	جلد بندی	چھپائی کتب	چھپائی اعلانات	اجرت کتابت	میزان	منجمله عطیه	بذریعه آمدنی کتب	کیفیت
۱	از نومبر [illegible] لغایت [illegible]	[illegible]	[illegible]	·	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	·	·	[illegible]	·	[illegible]			
۲	از مئی سنه ۱۹۰۹ء لغایت [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	·	·	·	[illegible]	·	·	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
۳	از ۱۵ تا آخر اکتوبر سنه ۱۹۱۴ء	·	·	۲ر۹	·	[illegible]	·	[illegible]	·	·	·	·	[illegible]			
۴	نومبر سنه ۱۹۱۴ء	[illegible]	·	۹ر۶	۳ر	[illegible]	·	[illegible]	·	·	·	·	[illegible]			
۵	دسمبر سنه ۱۹۱۴ء	[illegible]	·	·	·	·	·	·	·	·	·	·	[illegible]			
۶	جنوری سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	ے	[illegible]	۳ر۶	·	[illegible]	[illegible]	[illegible]	·	·	[illegible]	[illegible]			
۷	فروری سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	·	۵ر۶	[illegible]	·	·	۱۲ر	·	·	·	·	[illegible]			
۸	مارچ سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	۱۲ر۹	[illegible]	·	·	[illegible]	·	[illegible]	·	·	[illegible]			
۹	اپریل سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	۸ر	[illegible]	۶ر	·	·	·	·	[illegible]	·	[illegible]			
۱۰	مئی سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	·	۲ر۶	[illegible]	·	·	۹ر	·	·	·	·	[illegible]			
۱۱	جون سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	ے	۷ر	[illegible]	[illegible]	·	·	·	[illegible]	·	۱۰ر	[illegible]			
۱۲	جولائی سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	ے	[illegible]	[illegible]	۸ر۹	·	·	[illegible]	·	[illegible]	·	[illegible]			
۱۳	اگست سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	ے	۲ر۹	[illegible]	۴ر۹	·	·	·	·	[illegible]	·	[illegible]			
۱۴	ستمبر سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	[illegible]	۱۳ر۶	[illegible]	۴ر	·	·	[illegible]	[illegible]	[illegible]	·	[illegible]			
۱۵	اکتوبر سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	·	۴ر	[illegible]	۴ر۹	·	·	·	·	·	·	[illegible]			
۱۶	نومبر سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	ے	۷ر	[illegible]	۴ر	·	·	·	·	[illegible]	·	[illegible]			
۱۷	دسمبر سنه ۱۹۱۵ء	[illegible]	ے	·	[illegible]	۴ر	·	[illegible]	[illegible]	[illegible]	·	·	[illegible]			
۱۸	جنوری سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	ے	۱۵ر	[illegible]	۴ر	·	·	[illegible]	[illegible]	·	·	[illegible]			
۱۹	فروری سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	ے	[illegible]	[illegible]	·	·	[illegible]	·	·	[illegible]	·	[illegible]			
۲۰	مارچ سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	ے	·	۱۳ر۶	[illegible]	·	·	·	[illegible]	·	[illegible]	[illegible]			
۲۱	اپریل سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	ے	[illegible]	[illegible]	[illegible]	·	·	۶ر۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
۲۲	مئی سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	ے	·	[illegible]	·	·	·	[illegible]	·	·	[illegible]	[illegible]			
۲۳	جون سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	ے	۶ر۳	[illegible]	۴ر	·	·	·	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]			
۲۴	جولائی سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	ے	۱۲ر۶	[illegible]	·	·	·	·	[illegible]	·	[illegible]	[illegible]			
۲۵	اگست سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	۹ر۶	[illegible]	[illegible]	·	[illegible]	·	[illegible]	[illegible]	·	[illegible]			
۲۶	ستمبر سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	[illegible]	·	[illegible]	·	[illegible]	۱۴ر	[illegible]	[illegible]	·	·	[illegible]			
۲۷	اکتوبر سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	·	۶ر	[illegible]	·	·	·	[illegible]	[illegible]	·	·	[illegible]			
۲۸	نومبر سنه ۱۹۱۶ء	[illegible]	·	۷ر	[illegible]	·	·	·	·	[illegible]	·	·	[illegible]			
		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

[illegible]

رپورٹ آدیٹر سے بڑہ کر کوئي چیز پیش نہیں ہوسکتي - میں اس رپورٹ میں سے ضروري حصے آپ حضرات کے سامنے پڑھکر اپني رپورٹ ختم کرنا چاھتا ھوں *

آنریري سکرٹري صاحب صیغہ تعلیم نسوان کي رپورٹ پیش کرنے کے دوران میں بعض حضرات نے اسکول کي حالت کے متعلق سوالات کیئے جن کے معقول جوابات سکرٹري صاحب نے دیئے اور اسي سلسلہ میں جائنٹ سکرٹري کانفرنس نے یہہ تحریک پیش کي کہ بنظر اس بحث کے جو سالہا سال سے چلي آتي ھی کہ علي گڈہ گرلس اسکول کن وجوہ سے اب تک نارمل اسکول کے درجہ تک ترقي نہیں کرگیا ، میں مناسب سمجھتا ھوں کہ ایک کیٹي جلسہ میں مقرر کي جاوے جو تمام حالات اور واقعات پر غور کرکے تجویز کرے کہ کس طرح یہہ اسکول نارمل اسکول تک ترقي کرے — اور اپني رپورٹ آیندہ ٹیچرز کانفرنس کے موقع پر پیش کرے اور کانفرنس مذکور آخري فیصلہ کرے - کمیٹي میں حسب ذیل اصحاب شریک ھوں :—

(١) مولانا مولوي محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شرواني *
(١) مولوي محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار *
(٣) مفتي انوارالحق صاحب ایم اے ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم بھوپال *
(٤) جسٹس عبدالرحیم صاحب مدراس *
(٥) مولوي رفیع الدین احمد صاحب بیرسٹر پونا *

حاضرین جلسہ نے اس تجویز سے اتفاق راے کیا اور وہ بالاتفاق منظور ھوئي - اس کے بعد مسٹر ھنري مارٹن صاحب ایم اے پرنسپل اسلامیہ کالج لاھور نے اپنا لیکچر زبان انگریزي میں دیا جس کا خلاصہ اُردو زبان میں پیشتر سے چھپواکر حاضرین میں تقسیم کردیا گیا تھا - لیکچر کا پورا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ھی اور اصل لکچر رپورٹ ھذا کے آخر میں بطور ضمیمہ کے درج ھی *

مسلمانان ھند کي تعلیم

اگرچہ امریکہ کے مشہور ظریف مارک ٹوین نے لکچر دینے والوں کو یہہ مشورہ دیا ھی کہ اپني تقریر کے لیئے ایک ایسا موضوع انتخاب کرو

جس سے تم قطعی ناواقف ہو کیونکہ اس حالت میں تم بہت زیادہ تیقن اور وثوق کے ساتھہ گفتگو کرسکتے ہو لیکن مجھے اس وقت جو کچھہ عرض کرنا ہی وہ مسلمانان ہند کے مسئلہ تعلیم کے ان حالات کے متعلق عرض کرنا ہی جن کا مجھے ذاتی علم اور تجربہ ہی — اس میں شک نہیں کہ رپورٹوں اور کتابوں میں جو کچھہ میں نے مطالعہ کیا ہی اس کے متعلق میں بہت کچھہ بیان کرسکتا ہوں- لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہہ بیان نہ سامعین کے لیئے کچھہ دلچسپی کا باعث ہوگا اور نہ کچھہ مفید ہوگا - کیونکہ جو ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اسی سے ہم بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ایسے ہی امور کے متعلق ہم اچھی طرح اظہار خیال کرسکتے ہیں *

افسوس ہی کہ میں کوئی نئی بات نہیں بیان کروں گا - جو کچھہ مجھے عرض کرنا ہی آپ سب صاحبان نے پہلے بھی سنا ہوگا - لیکن بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو بار بار دہرانا پڑتا ہی اور مسائل زیر بحث کو بھی اس وقت تک دہرانا پڑے گا جب کہ عملاً اُن پر توجہ نہ کی جاے *

مجھے ایک مقدس عیسائی کا قصہ یاد آتا ہی جن کو اس بات کا فخر تھا کہ اتوار کو گرجا کی نماز میں نہایت پابندی کے ساتھہ اور مقررہ اوقات پر شریک ہوتے تھے- ایک دن یہہ حضرت زیادہ دیر تک خواب راحت میں پڑے رہے اور اس وجہ سے ان کو گرجا پہونچتے پہونچتے اتنی دیر ہوگئی کہ جب یہہ وہاں پہونچے ہیں تو نماز ہوچکی تھی اور لوگ باہر نکل رہے تھے — گرجا کے دروازہ پر ان کی مڈہ بھیڑ ایک خاتون سے ہوئی جو ان کی شناسا تھیں- اُن سے انہوں نے مضطربانہ طور سے دریافت کیا کہ "کیا سب کچھہ کیا جاچکا ؟" خاتون نے متانت سے جواب دیا کہ "سب کچھہ کہا جاچکا ہی لیکن ابھی کرنا باقی ہی" - اور اس سے اس کا مطلب یہہ تھا کہ وعظ میں جو عمدہ پند و نصائح بیان کیئے گئے تھے اُن پر سامعین کو عمل پیرا ہونا باقی تھا *

یہی حالت تعلیمی اصلاحات کی ہی - کہا تو سب کچھہ گیا ہی اور متعدد مرتبہ، لیکن جو کچھہ کہا گیا ہی اس میں بہت کچھہ کرنا ہنوز باقی ہی - اور تاوقتیکہ یہہ ضروری اصلاحات عمل میں نہ لائی جاویں ان کو بار بار دہرانا اور جتلانا پڑے گا *

ثانوی تعلیم

سب سے پہلے میں ثانوی تعلیم کے متعلق کچھہ عرض کروں گا — اور میری اس جسارت سے میرے اس قول کی تردید ہوگی کہ میں صرف اُن ہی امور کے متعلق عرض کروں گا جن کا خود مجھکو ذاتی تجربہ ہوا ہی — کیونکہ ہندوستان میں میری تعلیمی خدمات یونیورسٹی کالجوں تک محدود رہی ہیں اور ہائی اسکولوں کے کام سے مجھکو براہ راست کوئی علم نہیں ہی — لیکن قول اور فعل کا یہہ تضاد صرف بادی النظر میں ہی کیونکہ اسکولوں کا کام نہ صرف کالجوں کے کام پر گہرا اثر ڈالتا ہی بلکہ فی الحقیقت اس کام کی بنیاد ہی- اور جس طرح ایک جہاز کے نیچے کے حصہ پر سینکڑوں میل کے فاصلہ پر سمندر میں طوفان کی تموجی کیفیت کا احساس ہوسکتا ہی ٹھیک اسی طرح ہم لوگ کالجوں میں اُن طلبہ کی دماغی اور ذہنی قابلیت سے جو کالجوں میں آکر داخل ہوتے ہیں اس تعلیم کی کیفیت اور ماہیت کا اندازہ کرسکتے ہیں جو اسکولوں میں دی جاتی ہی- پس اسکولوں کی تعلیمی حالت پر اگر میں اس طرز سے بحث کروں کہ اس کا اثر کہاں تک کالجوں کی تعلیم پر پڑتا ہی جس کا مجھکو ذاتی تجربہ ہی تو میں بالکل حق بجانب ہوں گا *

جو لوگ یونیورسٹی کالجوں میں کام کررہے ہیں ان کو اس امر کا بخوبی احساس ہوگا کہ کالجوں میں بہت زیادہ تعداد ایسے طلبہ کی داخل ہوتی ہی جو اعلیٰ تعلیم کے لیئے موزوں نہیں ہوتے جب فرسٹ ایر کلاس کی جماعت بندی ہوتی ہی تو کالج کے پروفیسر ہمیشہ اس بات کے شاکی رہتے ہیں کہ نو واردوں میں سے بہت بڑی تعداد ہرگز اس لائق نہیں ہوتی کہ یونیورسٹی کا نصاب تعلیم شروع کرے اور دراصل یہہ سمجھنا نہایت مشکل ہوتا ہی کہ بعض نے اُن میں سے میٹریکولیشن کا امتحان پاس کرلیا - اس وقت لامحالہ یہہ خیال ہوتا ہی کہ اگر سب نہیں تو ان میں سے بہت سے ابھی اس قابل ہیں کہ دو تین سال تک ابھی اسکول کی جماعت میں تعلیم پائیں — جیساکہ سر جیمس میسٹن صاحب نے گذشتہ نومبر میں الہ آباد یونیورسٹی کے سالانہ جلسہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ :

"ہمارے ہائی اسکولوں کے طلبہ کی ایک کثیر جماعت

جس سے تم قطعی ناواقف ہو کیونکہ اس حالت میں تم بہت زیادہ تیقن اور وثوق کے ساتھہ گفتگو کرسکتے ہو لیکن مجھے اس وقت جو کچھہ عرض کرنا ہی وہ مسلمانان ہند کے مسئلہ تعلیم کے ان حالات کے متعلق عرض کرنا ہی جن کا مجھے ذاتی علم اور تجربہ ہی — اس میں شک نہیں کہ رپورٹوں اور کتابوں میں جو کچھہ میں نے مطالعہ کیا ہی اس کے متعلق میں بہت کچھہ بیان کرسکتا ہوں- لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہہ بیان نہ سامعین کے لیئے کچھہ دلچسپی کا باعث ہوگا اور نہ کچھہ مفید ہوگا - کیونکہ جو ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اسی سے ہم بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ایسے ہی امور کے متعلق ہم اچھی طرح اظہار خیال کرسکتے ہیں *

افسوس ہی کہ میں کوئی نئی بات نہیں بیان کروں گا - جو کچھہ مجھے عرض کرنا ہی آپ سب صاحبان نے پہلے بھی سنا ہوگا - لیکن بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو بار بار دہرانا پڑتا ہی اور مسائل زیر بحث کو بھی اس وقت تک دہرانا پڑے گا جب کہ عملاً اُن پر توجہ نہ کی جاے *

مجھے ایک مقدس عیسائی کا قصہ یاد آتا ہی جن کو اس بات کا فخر تھا کہ اتوار کو گرجا کی نماز میں نہایت پابندی کے ساتھہ اور مقررہ اوقات پر شریک ہوتے تھے- ایک دن یہہ حضرت زیادہ دیر تک خواب راحت میں پڑے رہے اور اس وجہ سے ان کو گرجا پہونچتے پہونچتے اتنی دیر ہوگئی کہ جب یہہ وہاں پہونچے ہیں تو نماز ہوچکی تھی اور لوگ باہر نکل رہے تھے — گرجا کے دروازہ پر ان کی مڈھ بھیڑ ایک خاتون سے ہوئی جو ان کی شناسا تھیں- اُن سے انہوں نے مضطربانہ طور سے دریافت کیا کہ "کیا سب کچھہ کیا جاچکا ؟" خاتون نے متانت سے جواب دیا کہ "سب کچھہ کہا جاچکا ہی لیکن ابھی کرنا باقی ہی" - اور اس سے اس کا مطلب یہہ تھا کہ وعظ میں جو عمدہ پند و نصائح بیان کیئے گئے تھے اُن پر سامعین کو عمل پیرا ہونا باقی تھا *

یہی حالت تعلیمی اصلاحات کی ہی - کہا تو سب کچھہ گیا ہی اور متعدد مرتبہ، لیکن جو کچھہ کہا گیا ہی اس میں بہت کچھہ کرنا ہنوز باقی ہی- اور تاوقتیکہ یہہ ضروری اصلاحات عمل میں نہ لائی جاویں ان کو بار بار دہرانا اور جتلانا پڑے گا *

ثانوی تعلیم

سب سے پہلے میں ثانوی تعلیم کے متعلق کچھہ عرض کروں گا — اور میری اس جسارت سے میرے اس قول کی تردید ہوگی کہ میں صرف اُن ہی امور کے متعلق عرض کروں گا جن کا خود مجھکو ذاتی تجربہ ہوا ہی — کیونکہ ہندوستان میں میری تعلیمی خدمات یونیورسٹی کالجوں تک محدود رہی ہیں اور ہائی اسکولوں کے کام سے مجھکو براہ راست کوئی علم نہیں ہی — لیکن قول اور فعل کا یہہ تضاد صرف بادی النظر میں ہی کیونکہ اسکولوں کا کام نہ صرف کالجوں کے کام پر گہرا اثر ڈالتا ہی بلکہ فی الحقیقت اس کام کی بنیاد ہی- اور جس طرح ایک جہاز کے نیچے کے حصہ پر سینکڑوں میل کے فاصلہ پر سمندر میں طوفان کی تموجی کیفیت کا احساس ہوسکتا ہی ٹھیک اسی طرح ہم لوگ کالجوں میں اُن طلبہ کی دماغی اور ذہنی قابلیت سے جو کالجوں میں آکر داخل ہوتے ہیں اس تعلیم کی کیفیت اور ماہیت کا اندازہ کرسکتے ہیں جو اسکولوں میں دی جاتی ہی- پس اسکولوں کی تعلیمی حالت پر اگر میں اس طرز سے بحث کروں کہ اس کا اثر کہاں تک کالجوں کی تعلیم پر پڑتا ہی جس کا مجھکو ذاتی تجربہ ہی تو میں بالکل حق بجانب ہوں گا *

جو لوگ یونیورسٹی کالجوں میں کام کررہے ہیں ان کو اس امر کا بخوبی احساس ہوگا کہ کالجوں میں بہت زیادہ تعداد ایسے طلبہ کی داخل ہوتی ہی جو اعلی تعلیم کے لیئے موزوں نہیں ہوتے جب فرسٹ ایر کلاس کی جماعت بندی ہوتی ہی تو کالج کے پروفیسر ہمیشہ اس بات کے شاکی رہتے ہیں کہ نو واردوں میں سے بہت بڑی تعداد ہرگز اس لائق نہیں ہوتی کہ یونیورسٹی کا نصاب تعلیم شروع کرے اور دراصل یہہ سمجھنا نہایت مشکل ہوتا ہی کہ بعض نے اُن میں سے میٹریکولیشن کا امتحان پاس کرلیا - اس وقت لامحالہ یہہ خیال ہوتا ہی کہ اگر سب نہیں تو ان میں سے بہت سے ابھی اس قابل ہیں کہ دو تین سال تک ابھی اسکول کی جماعت میں تعلیم پائیں — جیساکہ سر جیمس میسٹن صاحب نے گذشتہ نومبر میں الہ آباد یونیورسٹی کے سالانہ جلسہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ:

"ہمارے ہائی اسکولوں کے طلبہ کی ایک کثیر جماعت

اپنی تعلیم ختم کرتے وقت اس قابل نہیں ہوتی کہ یونیورسٹی کی تعلیم و تربیت سے پورا نفع حاصل کرسکے - بالعموم اس کی انگریزی زبان دانی کمزور، ان کی دماغی تربیت نا تمام اور ما فی الضمیر کے اظہار کی قابلیت ناقص ہوتی هی وہ کالج کے لکچروں کے مطالب اور زبان سمجھہ کر ان سے استفادہ حاصل نہیں کرسکتے" *

غالباً اصلی دقت انگریزی زباندانی هی - لارڈ میکالے کی مشہور یادداشت سنہ ۱۸۳۵ع کا یہہ نتیجہ هی (خواہ مفید هو یا مضر) کہ هندوستان میں ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ تدریس انگریزی زبان قرار دی گئی — اس لیئے پہلی بات جو یونیورسٹی کی تعلیم شروع کرتے وقت ایک نوجوان کے لیئے لازمی هی یہہ هی کہ اس کو تحریراً و تقریراً انگریزی زبان میں پوری قدرت حاصل هو — میٹریکولیشن پاس شدہ میں کم از کم اتنی قابلیت تو هو اور میٹریکولیشن کا امتحان پاس کرلینا اس بات کی ضمانت هو کہ انگریزی زبان دانی کی پوری قابلیت حاصل هی - لیکن حقیقت الامر یہہ هی اور هر شخص اس سے واقف هی کہ میٹریکولیشن سے یہہ بات حاصل نہیں هوتی — فرسٹ ایر کلاس کے بہت سے طلبہ کی انگریزی اس قدر کمزور هوتی هی کہ بجاے اس کے کہ کالج کے پروفیسر اپنی توجہ اپنے مضمون کی طرف مبذول رکھیں ان کو تاریخ اور فلسفہ اور سائنس وغیرہ مضامین کی کتب درسیہ پڑھاتے وقت ان کی عبارتوں کا مطلب حل کرنا پڑتا هی اور اس چیز کے پڑھانے میں بہت کچھہ وقت صرف کرنا پڑتا هی جس کی تعلیم اسکولوں میں اچھی طرح هونا چاهیئے تھی یعنی زباندانی — انگریزی علم ادب کے پروفیسر صاحبان حقیقت میں ایک بڑی حد تک انگریزی زبان کے معلم هیں اور یہہ کیفیت بی. اے کے امتحان تک رهتی هی - در اصل هم کو صفائی کے ساتھہ اس بات کو مان لینا چاهیئے کہ هندوستان میں جس چیز کا نام هم نے "اعلیٰ تعلیم" رکھا هی وہ عملاً صرف ثانوی تعلیم هی — یہاں کے کالج انگلستان کے اسکولوں سے زیادہ مشابہ هیں - ان کا تعلیمی معیار اصل میں اسکولوں کے معیار کے مطابق هی نہ کہ کالجوں کے، اور جو طالب علم یہاں بی. اے کی ڈگری حاصل کرتا هی وہ تقریباً قابلیت کے اُسی درجہ پر هوتا هی جو انگلستان

سے چھٹے درجہ کے طالب علم کی هوتی هی جس نے اپنا اسکول فائنل امتحان پاس کیا هی جو کام هم کو کالجوں میں کرنا پڑتا هی وہ زیادہ تر اسکول میں کرنے کا هی اور اسی طرح اور اسی طریقہ سے کرنا کا هی جس طرح اسکول کے اساتذہ کرتے هیں — اگر هم اس حالت کا لحاظ نہ رکھیں اور بالکل کالجی اور یونیورسٹی کی تعلیم دینے کی کوشش کریں تو نتیجہ بربادی هوگا کیونکہ علم کا معیار طریقہ تدریس اوسط درجہ کی موجودہ هندوستانی طلبہ کے قدرت سے باهر هونگے *

پس بالواسطہ میں اپنے ذاتی تجربہ سے اس نتیجہ پر پہونچا هوں کہ همارے هائی اسکولوں کی حالت میں کہیں نہ کہیں کوئی خرابی هی — اگر هم اور مدارس کی روز افزوں تعداد کے لحاظ سے غور کریں تو هندوستان میں تعلیم غیر قابل اطمینان حالت میں ترقی نہیں کررهی - لیکن جو تعلیم کہ دی جارهی هی اگر اس کی ماهیت کے لحاظ سے اندازہ کریں تب هم اپنے تئیں مستحق مبارک باد نہیں سمجھہ سکتے *

اسکول کی تعلیم کی یہہ نا قابل اطمینان حالت کسی ایک یا هرسہ اسباب کا نتیجہ هوسکتی هی — میں ان سے دو سببوں کا میں ذکر بیان کرونگا کیونکہ اس سے زیادہ بیان کرنے کا وقت نہیں هی - لیکن تیسرے سبب پر زیادہ تفصیل سے عرض کرنا چاهتا هوں *

شاید یہہ صحیح هوکہ میٹریکولیشن کے لیئے عمر کی قید بہت کم هی — اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا هی کہ هم یہہ خیال کرنے پر مجبور هیں کہ فرسٹ ایر کلاس کے بہت سے طلبا اگر دو یا تین سال تک اور اسکول میں رهتے تو زیادہ بہتر هوتا — لیکن یہہ ایک مشکل اور نازک مسئلہ هی اور میں نے صرف بطور مشورہ کے اس کا ذکر کیا هی *

دوسری بات یہہ هی کہ اسکول کی تعلیم کا کل سلسلہ نظام اس خرابی کا ذمہ دار هی - اس میں کوئی شبہ نہیں هوسکتا کہ هندوستان میں اسکول کی تعلیم پر بہت هی زیادہ میٹریکولیشن کے امتحان کا غلبہ رهتا هی — اور یہہ امتحان بہت هی بڑی حد تک یونیورسٹی کے داخلہ کا ایک ذریعہ بنادیا گیا هی اور اس بات کی بہت هی کم پروا کی گئی هی کہ اسکول کی عمدہ تعلیم کی یہہ امتحان تکمیل قرار

اپنی تعلیم ختم کرتے وقت اس قابل نہیں ہوتی کہ یونیورسٹی کی تعلیم و تربیت سے پورا نفع حاصل کرسکے - بالعموم اس کی انگریزی زبان‌دانی کمزور، ان کی دماغی تربیت نا تمام اور ما فی الضمیر کے اظہار کی قابلیت ناقص ہوتی هی وہ کالج کے لکچروں کے مطالب اور زبان سمجھہ کر ان سے استفادہ حاصل نہیں کرسکتے" *

غالباً اصلی دقت انگریزی زباندانی هی - لارڈ میکالے کی مشہور یادداشت سنہ ۱۸۳۵ع کا یہہ نتیجہ هی (خواہ مفید هو یا مضر) کہ هندوستان میں ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ تدریس انگریزی زبان قرار دی گئی — اس لیئے پہلی بات جو یونیورسٹی کی تعلیم شروع کرتے وقت ایک نوجوان کے لیئے لازمی هی یہہ هی کہ اس کو تحریراً و تقریراً انگریزی زبان میں پوری قدرت حاصل هو — میٹریکولیشن پاس شدہ میں کم از کم اتنی قابلیت تو هو اور میٹریکولیشن کا امتحان پاس کرلینا اس بات کی ضمانت هو کہ انگریزی زبان دانی کی پوری قابلیت حاصل هی - لیکن حقیقت الامر یہہ هی اور هر شخص اس سے واقف هی کہ میٹریکولیشن سے یہہ بات حاصل نہیں ہوتی — فرسٹ ایر کلاس کے بہت سے طلبہ کی انگریزی اس قدر کمزور ہوتی هی کہ بجاے اس کے کہ کالج کے پروفیسر اپنی توجہ اپنے مضمون کی طرف مبذول رکھیں ان کو تاریخ اور فلسفہ اور سائنس وغیرہ مضامین کی کتب درسیہ پڑھاتے وقت ان کی عبارتوں کا مطلب حل کرنا پڑتا هی اور اس چیز کے پڑھانے میں بہت کچھہ وقت صرف کرنا پڑتا هی جس کی تعلیم اسکولوں میں اچھی طرح ہونا چاهیئے تھی یعنی زباندانی — انگریزی علم ادب کے پروفیسر صاحبان حقیقت میں ایک بڑی حد تک انگریزی زبان کے معلم هیں اور یہہ کیفیت بی. اے کے امتحان تک رهتی هی - در اصل هم کو صفائی کے ساتھہ اس بات کو مان لینا چاهیئے کہ هندوستان میں جس چیز کا نام هم نے "اعلیٰ تعلیم" رکھا هی وہ عملاً صرف ثانوی تعلیم هی — یہاں کے کالج انگلستان کے اسکولوں سے زیادہ مشابہ هیں - ان کا تعلیمی معیار اصل میں اسکولوں کے معیار کے مطابق هی نہ کہ کالجوں کے، اور جو طالب علم یہاں بی. اے کی ڈگری حاصل کرتا هی وہ تقریباً قابلیت کے اُسی درجہ پر ہوتا هی جو انگلستان

سے چھٹے درجہ کے طالب علم کی ہوتی هی جس نے اپنا اسکول فائنل امتحان پاس کیا هی جو کام هم کو کالجوں میں کرنا پڑتا هی وہ زیادہ تر اسکول میں کرنے کا هی اور اسی طرح اور اسی طریقہ سے کرنا کا هی جس طرح اسکول کے اساتذہ کرتے هیں — اگر هم اس حالت کا لحاظ نہ رکھیں اور بالکل کالجی اور یونیورسٹی کی تعلیم دینے کی کوشش کریں تو نتیجہ بربادی هوگا کیونکہ علم کا معیار طریقہ تدریس اوسط درجہ کی موجودہ هندوستانی طلبہ کے قدرت سے باهر هونگے *

پس بالواسطہ میں اپنے ذاتی تجربہ سے اس نتیجہ پر پہونچا هوں کہ همارے هائی اسکولوں کی حالت میں کہیں نہ کہیں کوئی خرابی هی — اگر هم اور مدارس کی روز افزوں تعداد کے لحاظ سے غور کریں تو هندوستان میں تعلیم غیر قابل اطمینان حالت میں ترقی نہیں کررهی - لیکن جو تعلیم کہ دی جارهی هی اگر اس کی ماهیت کے لحاظ سے اندازہ کریں تب هم اپنے تئیں مستحق مبارک باد نہیں سمجھہ سکتے *

اسکول کی تعلیم کی یہہ نا قابل اطمینان حالت کسی ایک یا هرسہ اسباب کا نتیجہ هوسکتی هی — میں ان سے دو سببوں کا میں ذکر یہاں کرونگا کیونکہ اس سے زیادہ بیان کرنے کا وقت نہیں هی - لیکن تیسرے سبب پر زیادہ تفصیل سے عرض کرنا چاهتا هوں *

شاید یہہ صحیح هوکہ میٹریکولیشن کے لیئے عمر کی قید بہت کم هی — اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا هی کہ هم یہہ خیال کرنے پر مجبور هیں کہ فرسٹ ایر کلاس کے بہت سے طلبا اگر دو یا تین سال تک اور اسکول میں رهتے تو زیادہ بہتر هوتا — لیکن یہہ ایک مشکل اور نازک مسئلہ هی اور میں نے صرف بطور مشورہ کے اس کا ذکر کیا هی *

دوسری بات یہہ هی کہ اسکول کی تعلیم کا کل سلسلہ نظام اس خرابی کا ذمہ دار هی - اس میں کوئی شبہ نہیں هوسکتا کہ هندوستان میں اسکول کی تعلیم پر بہت هی زیادہ میٹریکولیشن کے امتحان کا غلبہ رهتا هی — اور یہہ امتحان بہت هی بڑی حد تک یونیورسٹی کے داخلہ کا ایک ذریعہ بنادیا گیا هی اور اس بات کی بہت هی کم پروا کی گئی هی کہ اسکول کی عمدہ تعلیم کی یہہ امتحان تکمیل قرار

پاوے — اسکول کا نصاب تعلیم بھي اسی غرض کو مد نظر رکھکر مدون هوتا هی اور اساتذہ کو بھي اپنے شاگردوں کو اس منزل کو طے کرانے کي ضرورت اصلي کام میں مانع آتي هی — مسٹر جیمس پرنسپل پریسیڈنسي کالج کلکتہ اس کے متعلق فرماتے هیں کہ :-

" اسکول کي تعلیم کا مقصد زندگي ' کے لیئے تیار کرنا هونا چاهیئے اور ادنی مقاصد سے اس کو محدود نہ کیا جاوے — جو تعلیم یہاں دي جاوے وہ نسبتا مکمل دي جاوے — یونیورسٹي کي اعلی تعلیم سب کے لیئے نہیں هوسکتي بلکہ وہ ایک محدود جماعت کے لیئے هی " — اسکول کي تعلیم کي اس " محدود اور نا تمام " حالت سے جو بیزاري کا نتیجہ هی کہ میٹریکولیشن اور اسکول فائنل کے امتحانات کو باهم متحد کردینے کي تجویز پیش کي گئي هی — پنجاب یونیورسٹي نے اس اس تجویز کو قبول نہیں کیا کیونکہ یہہ خیال ظاهر کیا گیا کہ یونیورسٹي کو اپنے داخلہ کے امتحان پر پورا قابو حاصل هونا چاهیئے — لیکن اس بارے میں باهمي سمجھوتے کي سعي هورهي هی جس سے عمدہ نتائج مترتب هونے کي توقع هی *

آیندہ میٹریکولیشن امتحان ایک خاص بورڈ کے زیر نگراني هوگا جو خاص اسي غرض سے قایم کیا جائیگا اور جس کو یونیورسٹي مقرر کریگي جس میں یونیورسٹي اور فیکلٹیوں کے ممبر شامل هونگے - لیکن نصف ممبر ایسے اصحاب هونگے جن کو اسکول کي تعلیم کا تجربہ هی (یعني انسپکٹران اور هیڈ ماسٹران وغیرہ) اور ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم ایکس آفیشو چیر مین هونگے — بہر حال اس کا نتیجہ یہہ هونا چاهیئے کہ اسکول کي خاص ضروریات پر (جو کالج کي ضروریات سے بالکل جدا گانہ هونگي) مناسب توجہ اور غور هوسکے *

اساتذہ کي حالت میں اصلاح و ترقي کي ضرورة

اسکول کي تعلیم کے خراب حالت کے تیسرے سبب یعني ناقص تعلیم پر میں زیادہ تفصیل سے عرض کرنا چاهتا هوں *

میں ایک حرف بھي ایسا کہنا نہیں چاهتا جس سے اساتذہ کے محسوسات کو صدمہ پہونچے یا ان کو بد دلي پیدا هو کیونکہ یہہ لوگ من حیث الجماعت زیادہ کام کرنے اور کم مشاهرہ پانے والے هیں اور

باوجود بہت سی دشواریوں اور سخت موانع کے حتی المقدور پوري محنت کرتے هیں — لیکن اس میں کچھہ کلام نہیں کہ اُن میں سے بہت سے ایسے بھي هیں جو اپنے کار منصبي کے لیئے مخصوص صفات سے معرا هوتے هیں (اور ان میں اکثر ان کا کوئی قصور نہیں هوتا) کیونکہ درس و تدریس کے اهم کام کي انجام دهي کے لیئے محکمہ تعلیم بہترین افراد کو مائل و راغب نہیں کرتا *

(الف) اساتذہ کے ٹرینڈ هونے کي ضرورة *

سب سے اول تو یہہ هی کہ اساتذہ اسکول زیادہ تر ایسے لوگ هوتے هیں جنہوں نے فن معلمي کو نہیں حاصل کیا — (هندوستان میں دو لاکھہ سوستھہ هزار اساتذہ میں سے صرف اسي هزار اساتذہ ایسے هیں جنہوں نے فن معلمی کي تعلیم پائي هی) — اب یہہ زمانہ کہ جب " هر کس و نا کس " اسکول کا ٹیچر هوجائے — ایک زمانہ تھا کہ انگلستان میں بھي بڈھے اور ضعیف القوی سپاهي یا ایسے لوگ جو اور سب پیشوں میں نا کام رهے هوں اس کام کے موزوں سمجھے جاتے تھے کہ دیہاتي مدرسہ ان کے سپرد کردیا جاوے *

لیکن اب یہہ زمانہ باقي نہیں رها - زمانہ موجودہ کا طریقہ درس و تدریس ایک مخصوص پیشہ هوگیا هی جس کے لیئے ماهر فن اور خاص تربیت یافتہ لوگوں کي ضرورة هی - بلا شبہ ایسے بھي اُستاد هوتے هیں جو " پیدایشي هوتے هیں نہ کہ تیار کئے هوئے " لیکن ایسے لوگ شاد و نادر هي هوتے هیں - اور دوسرے اشخاص کو یہہ فن حاصل کرنا پڑتا هی - لیکن علم کا حاصل کرلینا یا حاصل کرنے کي قابلیت هونا هی کافی نہیں هی - علم کا حاصل کرنا جداگانہ چیز هی اور اُس کي تعلیم کس طرح دي جائے یہہ بالکل جداگانہ امر هی - لیکن همارا اسکول اسٹاف ایسے لوگوں سے معمور هوتا هی جنہوں نے گو میٹریکولیشن یا ایف اے حتی کہ بي اے کا امتحان پاس کیا هوتا هی، لیکن جہاں تک کہ فن معلمي کي تعلیم کا تعلق هی وہ بالکل ناقابل هوتے هیں - اور فن تعلیم تو درکنار ان میں سے بعض میں تو ضروري علمي قابلیت بھي نہیں هوتي *

میں اپنے کالج کے ایسے تین طلبہ کا نام لے سکتا هوں جو بہت کودن سمجھے جاتے تھے اور جو ایف اے کے امتحان میں کئي مرتبہ ناکام

پاوے — اسکول کا نصاب تعلیم بھي اسی غرض کو مد نظر رکھکر مدون ہوتا ہی اور اساتذہ کو بھي اپنے شاگردوں کو اس منزل کو طے کرانے کي ضرورت اصلي کام میں مانع آتي ہی — مسٹر جیمس پرنسپل پریسیڈنسي کالج کلکتہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ :-

"اسکول کي تعلیم کا مقصد زندگي' کے لیئے تیار کرنا ہونا چاہیئے اور ادنیٰ مقاصد سے اس کو محدود نہ کیا جاوے — جو تعلیم یہاں دي جاوے وہ نسبتاً مکمل دي جاوے — یونیورسٹي کي اعلیٰ تعلیم سب کے لیئے نہیں ہوسکتي بلکہ وہ ایک محدود جماعت کے لیئے ہی" — اسکول کي تعلیم کي اس "محدود اور نا تمام" حالت سے جو بیزاري کا نتیجہ ہی کہ میٹریکولیشن اور اسکول فائنل کے امتحانات کو باہم متحد کردینے کي تجویز پیش کي گئي ہی — پنجاب یونیورسٹي نے اس اس تجویز کو قبول نہیں کیا کیونکہ یہہ خیال ظاہر کیا گیا کہ یونیورسٹي کو اپنے داخلہ کے امتحان پر پورا قابو حاصل ہونا چاہیئے — لیکن اس بارے میں باہمي سمجھوتے کي سعي ہورہي ہی جس سے عمدہ نتائج مترتب ہونے کي توقع ہی *

آیندہ میٹریکولیشن امتحان ایک خاص بورڈ کے زیر نگراني ہوگا جو خاص اسي غرض سے قایم کیا جائیگا اور جس کو یونیورسٹي مقرر کریگي جس میں یونیورسٹي اور فیکلٹیوں کے ممبر شامل ہونگے - لیکن نصف ممبر ایسے اصحاب ہونگے جن کو اسکول کي تعلیم کا تجربہ ہی (یعني انسپکٹران اور ہیڈ ماسٹران وغیرہ) اور ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم ایکس آفیشو چیر میں ہونگے — بہر حال اس کا نتیجہ یہہ ہونا چاہیئے کہ اسکول کي خاص ضروریات پر (جو کالج کي ضروریات سے بالکل جدا گانہ ہونگي) مناسب توجہ اور غور ہوسکے *

اساتذہ کي حالت میں اصلاح و ترقي کي ضرورة

اسکول کي تعلیم کے خراب حالت کے تیسرے سبب یعني ناقص تعلیم پر میں زیادہ تفصیل سے عرض کرنا چاہتا ہوں *

میں ایک حرف بھي ایسا کہنا نہیں چاہتا جس سے اساتذہ کے محسوسات کو صدمہ پہونچے یا ان کو بد دلي پیدا ہو کیونکہ یہہ لوگ من حیث الجماعت زیادہ کام کرنے اور کم مشاہرہ پانے والے ہیں اور

باوجود بہت سي دشواریوں اور سخت موانع کے حتي المقدور پوري محنت کرتے ہیں — لیکن اس میں کچھہ کلام نہیں کہ اُن میں سے بہت سے ایسے بھي ہیں جو اپنے کار منصبي کے لیئے مخصوص صفات سے معرا ہوتے ہیں (اور ان میں اکثر ان کا کوئی قصور نہیں ہوتا) کیونکہ درس و تدریس کے اہم کام کي انجام دہي کے لیئے محکمہ تعلیم بہترین افراد کو مائل و راغب نہیں کرتا *

(الف) اساتذہ کے ٹرینڈ ہونے کي ضرورة *

سب سے اول تو یہہ ہی کہ اساتذہ اسکول زیادہ تر ایسے لوگ ہوتے ہیں جنھوں نے فن معلمي کو نہیں حاصل کیا — (ہندوستان میں دو لاکھہ سرسٹھہ ہزار اساتذہ میں سے صرف اسي ہزار اساتذہ ایسے ہیں جنھوں نے فن معلمی کي تعلیم پائي ہی) — اب یہہ زمانہ کہ جب "ہر کس و نا کس" اسکول کا ٹیچر ہوجائے — ایک زمانہ تھا کہ انگلستان میں بھي بڈھے اور ضعیف القویٰ سپاھي یا ایسے لوگ جو اور سب پیشوں میں نا کام رہے ہوں اس کام کے موزوں سمجھے جاتے تھے کہ دیہاتي مدرسہ ان کے سپرد کردیا جاوے *

لیکن اب یہہ زمانہ باقي نہیں رہا - زمانہ موجودہ کا طریقہ درس و تدریس ایک مخصوص پیشہ ہوگیا ہی جس کے لیئے ماہر فن اور خاص تربیت یافتہ لوگوں کي ضرورة ہی - بلا شبہ ایسے بھي اُستاد ہوتے ہیں جو "پیدایشي ہوتے ہیں نہ کہ تیار کئے ہوئے" لیکن ایسے لوگ شاذ و نادر ہي ہوتے ہیں - اور دوسرے اشخاص کو یہہ فن حاصل کرنا پڑتا ہی - لیکن علم کا حاصل کرلینا یا حاصل کرنے کي قابلیت ہونا ہی کافی نہیں ہی - علم کا حاصل کرنا جداگانہ چیز ہی اور اُس کي تعلیم کس طرح دي جائے یہہ بالکل جداگانہ امر ہی - لیکن ہمارا اسکول اسٹاف ایسے لوگوں سے معمور ہوتا ہی جنھوں نے گو میٹریکولیشن یا ایف اے حتیٰ کہ بي اے کا امتحان پاس کیا ہوتا ہی، لیکن جہاں تک کہ فن معلمي کي تعلیم کا تعلق ہی وہ بالکل ناقابل ہوتے ہیں - اور فن تعلیم تو درکنار ان میں سے بعض میں تو ضروري علمي قابلیت بھي نہیں ہوتي *

میں اپنے کالج کے ایسے تین طلبہ کا نام لے سکتا ہوں جو بہت کودن سمجھے جاتے تھے اور جو ایف اے کے امتحان میں کئي مرتبہ ناکام

رهے اور وہ اب اسکول کے تیچر هیں - خدا ان بدقسمت بچوں پر رحم کرے جو اُن کے سپرد کئے گئے هیں *

ترینڈ اُستادوں کي مانگ بهت هی اور ضرورۃ مانگ سے بهي زیادہ هی- لیکن ان کا دستیاب هونا بالکل ناکافی هی اور اس میں مستقل اضافہ کرنا دقت طلب هی اور خرچ بهي زیادہ هوگا - هر صوبہ میں گورنمنت ترینںگ کالج موجود هیں لیکن ان کي تعداد نہایت درجہ قلیل هی اور ان میں گنجائش بهت هي محدود هی - وائس پرنسپل سنترل ترینںگ کالج لاهور نے مجهہ سے حال هي میں کہا تها کہ جگہ کي قلت کي وجہ سے ان کو تقریباً دوسو درخواستیں اُمیدواروں کي نا منظور کرنا پڑیں *

غالباً ترینڈ اُستادوں کي اس کمیابي کا زیادہ اثر اسلامیہ اسکولوں میں محسوس هوتا هی - اگر هم مسلمانوں کي تعلیم میں اصلاح و ترقي کے خواهاں هیں تم هم کو مسلمان اُستادوں کي ترینںگ کا انتظام کرنے میں خاص جدوجہد کرنا چاهیئے *

اس غرض کو مد نظر رکهکر هم نے ایک جونیر اینگلو ورنیکلر کلاس اسلامیہ کالج لاهور میں جاري کي هی - اگرچہ اس درجہ نے هنوز تجربہ کي منزل طے نہیں کي تاهم اس تجربہ کو جاري اور اس کي وسعت میں اضافہ کرنے کے لیئے هم کو کافي طور سے مطمئن کردیا گیا هی *

صوبہ پنجاب کے محکمہ تعلیم کے افسران نے اس کوشش کو بنظرهمدردي دیکها هی اور ڈائرکٹر صاحب سرشتہ تعلیم، پرنسپل صاحب سینترل ترینںگ کالج ، انسپکٹرصاحب مدارس اور آنریبل مستر شارپ کمشنر تعلیمات نے هر طرح حوصلہ افزائي فرمائي اور قیمتي مشورے دئے - اخرالذکر صاحب نے گذشتہ سال اس درجہ کا معائنہ فرمایا اور اظہار پسندیدگي کیا تها - هم یقین کرتے هیں کہ اس کو مستحکم بنیاد پر قایم کیا جائیگا - مسلمان اُستادوں کے لیئے یہہ کلاس کسي وقت میں ایک باقاعدہ ترینںگ انستي تیوشن تک ترقي کرجائےگي جس میں سینیر اینگلو ورنیکلر اور بي تي کي تعلیم بهي هوسکے گي - جو خاص دقت اسوقت هم کو درپیش وہ سرمایہ کی کمي هی - اور جو فیاض طبع مسلمان بزرگ اپنے دولت کا بهترین مصرف معلوم کرنے کے خواهش مند هوں ان کي خدمت میں میں یہہ مشورہ پیش کرنے کي جسارت کرونگا کہ قومي فوائد کے حق میں اس سے

کیفیت کے اعتبار سے بلند تر کیا جاوے ، کیونکہ اس نہ صرف یونیورستي کي تعلیم کي بنیادیں مستحکم و استوار هوں گي بلکہ خود اسکول اس قابل هوں گے کہ زندگی کے ضروریات کے لیئے عمدہ تربیت گاہ بن جاویں " *

اگر هم کو اس بات کا احساس هی کہ کسي قوم کے لیئے تعلیم کیا اهمیت رکهتي هی تو هم کو ان لوگوں کي عزت و وقعت کرنا چاهیئے جو باوجود بهت سي دقتوں کے نہایت تندهي و جانفشاني کے ساتهہ تعلیم کا حقیقي کام انجام دے رهے هیں — همارے نظر میں کام کي اهمیت کے اعتبار سے کام کرنے والوں کي عزت هونا چاهیئے — اور جو مسلمان اپني قوم کے بچوں کو تعلیم دینے کا عظیم الشان کام کررهے هیں وہ خاص طور سے قوم کي طرف سے عزت کے مستحق هیں لیکن اکثر اُن کو مزدوروں کے هم پلہ سمجها جاتا هی اور نوکر چاکروں کی طرح اُن سے برتاؤ کیا جاتا هی — اور دخل در معقولات سے اُن کے کام میں رکاوتیں پیدا کي جاتي هیں *

همارے بهترین گریجوئیت جو اس پیشہ سے گریز کرتے هیں غالباً اُس کي وجہ تنخواہ و مشاهرہ کي کمي اور توقعات کي غیر دلاویزي نہیں هی بلکہ زیادہ تر باعث یہہ هی کہ سوسائتي میں اُن کا درجہ ادنی هوتا هی *

ابتدائي اور ثانوي تعلیم کی ترقي و اصلاح

میں نے اسکول کي تعلیم کے متعلق طوالت کے ساتهہ بیان کیا هی اور اُس کي وجہ یہہ هی کہ میں اُس کو بهت زیادہ اهم تصور کرتا هوں - بذات خود اسکول کي تعلیم اهمیت رکهتي هی اور اعلی تعلیم کي اور بالخصوص مسلمانوں کي قوم کي تعلیم کي یہہ تعلیم بمنزلہ بنیاد کے هی - اسکول کي تعلیم کي موجودہ حالت میں بهي مسلمان دیگر همسایہ اقوام سے پیچهے هیں حالانکہ پچهلے دس سال میں نسبتاً اُنهوں نے تیز روي کے ساتهہ ترقي بهی کي هی — ضرورت هی کہ اسلامیہ اسکول بهت زیادہ تعداد میں هوں اور ان میں ساز و سامان اور استاف بهت زیادہ بهتر هو اور یہہ بغیر روپیہ ، جوش اور خاص تدابیر کے ممکن نہیں *

مسلمانوں میں اسکولي تعلیم کي توسیع و ترقي کي خود اس تعلیم

زیادہ کوئی اور مفید کام نہیں ہوسکتا کہ وہ اس نتیجہ خیز کام کی ترقی دینے میں اعانت فرما ہیں - ہماری اس کوشش کو ممکن ہی کہ کچھہ زیادہ وقعت نہ دی جاوے لیکن اس امر کی ضرورۃ ہی کہ آبادی کے ہر ایک مرکز میں کم از کم ایک اسلامیہ اسکول کے ساتھہ ٹریننگ کلاس ہو تاکہ کسی وقت میں تمام اسلامیہ مدارس میں ٹرینڈ اُستاد مہیا ہوسکیں *

(ب) اُستادوں کے مشاہرے کم ہوتے ہیں *

اس بات کی عام شکایت ہی کہ تعلیم کے پیشہ میں مشاہرہ کم ملتا ہی - جو اُستاد ٹرینڈ نہ ہو ۱۰ روپے ماہوار سے ۲۰ روپے ماہوار تک تنخواہ پاسکتا ہی ، جونیر اینگلو ورنیکلر پاس ۴۰ روپے ، سینیر اینگلو ورنیکلر پاس ۵۰ روپے سے ۶۰ روپے تک اور بیچلر آف ٹریننگ کا ڈگری یافتہ ۷۰ روپے سے ۹۰ روپے تک - پرائیویٹ مدارس میں بعض اوقات تنخواہ قدرے زیادہ ہوتی ہی لیکن اس فائدہ کے مقابلہ میں انتقال کے لیئے کسی ضمانت کا نہ ہونا ، پینشن کا نہ ہونا اور بعض حالات میں پراویڈنٹ فنڈ کا نہ ہونا اس قلیل نفع کو بھی کم وقعت کردیتا ہی *

ان حالات کے اندر کیا ہم کو کچھہ بھی استعجاب ہونا چاہیئے کہ اس پیشہ کی طرف تعلیم یافتہ طبقہ کے بہترین لوگ راغب نہیں ہوتے - مجھے معلوم ہی کہ مسلمان گریجویٹ جہانتک ممکن ہوتا ہی تعلیم کے پیشہ سے گریز کرتے ہیں اور محکمہ پولیس ، محکمہ انہار ، سیکریٹریٹ اور کسی دوسرے سرکاری محکمہ کی ادنیٰ ملازمتوں کو اس پر ترجیح دیتے ہیں- اسکول کی معلمی کو وقت ٹالنے کا عارضی مشغلہ یا ایک آخری تدبیر سمجھا جاتا ہی - ان میں سے اکثر لوگ تو ڈگری حاصل کرنے کے بعد ایک یا دو سال کے لیئے اسکول کی معلمی اختیار کرلیتے ہیں لیکن یہہ صرف اس وقت تک کے لیئے اختیار کرتے ہیں جب تک ان کو کسی دوسرے پیشہ کی ملازمت کا جہاں زیادہ تنخواہ ملے موقع مل جائے - حتیٰ کہ ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں کہ ٹریننگ کالجوں میں داخل ہونے اور بی ٹی کی ڈگری حاصل کرنے کی زحمت گوارا کرکے بھی یہہ عزم راسخ نہیں رکھتے کہ درس و تدریس کو اپنا پیشہ بنائیں اور بعض بیچلر آف ٹیچنگ (فن معلمی کے سند یافتہ) پاس حضرات کو معلم بننے کا اتفاق ہی نہیں ہوتا *

کی توسیع و ترقی کے لیئے نہایت درجہ ضرورت ہی اور کالجی اور یونیورسٹی کی تعلیم کے لیئے بمنزلہ مستحکم بنیاد ہونے کے اُس کی اور بھی ضرورت ہی — علی گڈہ میں محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے موقع پر جو کچھہ میں اب عرض کرنے والا ہوں مجھے خوف ہی کہ شاید میں ایسے نازک مسائل کو چھیڑتا ہوں جو خطرے سے خالی نہیں لیکن جو کچھہ میں نے اس وقت تک عرض کیا ہی اُس کا خیال کرکے میں سمجھتا ہوں کہ مجھکو ضرور کہنا چاہیئے — اور شاید میں اس مثال سے اُس کو زیادہ وضاحت کے ساتھہ عرض کرسکوں — کسی عقلمند نے ایک زمانہ میں یہہ ثابت کرنے کے لیئے ایک کتاب شائع کی کہ بھاپ کی دریافت سے ہزارہا سال پہلے اہرام مصر جیسی عظیم الشان عمارات کس طرح تعمیر ہوئیں - ان حضرت کی تھیوری یہہ تھی کہ یہہ تعمیریں بالائی حصہ سے شروع ہوکر زیرین حصہ تک تعمیر ہوئی ہیں — ایک نہایت نادر خیال تھا مگر کسی نے اُس کو تسلیم نہیں کیا — اب بھی ہم مکانات کی تعمیر میں وہی قدیم طریقہ برتتے ہیں کہ اول مستحکم بنیاد قایم کرتے اور پھر اس پر بالائی عمارت اُٹھاتے ہیں— مجھے حیرت ہی کہ آیا مسلمانوں کی موجودہ تعلیمی حالت کے لحاظ سے ایک مسلم یونیورسٹی کا قایم کرنا بنیاد کو چھوڑ کر بالائی حصہ سے ایک اہرام مصری کا تعمیر کرنا تو نہیں ہی — مسلم یونیورسٹی کا خیال نہایت قابل ستایش ہی اور جو رقم اُس کے لیئے فراہم کی گئی وہ جذبہ قومی کے نہایت جوش اور سرگرمی کے ساتھہ کی گئی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک وقت ایسا آئے گا جبکہ یہہ خیال ایک واقعہ کی صورت اختیار کرے گا — لیکن میں یہہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ وہ وقت ابھی نہیں آیا — مسلمانوں کی اُصولی تعلیم کی بنیاد ابھی اس قدر استوار و پائدار نہیں کہ ایک عالیشان اور زبردست تعمیر کو بلاخطر سہار سکے — اپ کی اُصولی تعلیم کی توسیع و ترقی کے لیئے ابھی بہت کچھہ جدوجہد کی ضرورت ہی اور قبل از وقت یونیورسٹی قایم کرلینا نہایت مہلک غلطی ہوگی *

کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم

اب میں اپنے مضمون کے اس حصہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس کے متعلق مجھکو ذاتی علم حاصل ہی یعنی کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم -

اگر ہم یہہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مدارس میں بہترین لوگ یا کم از کم عمدہ قابلیت کے لوگ بطور اساتذہ کے کام کریں تو ہم کو انہیں زیادہ تنخواہ دینے کے لیئے آمادہ ہونا چاہیئے - جب تک کہ اس پیشہ کی یہہ حالت رہیگی جو اس وقت ہی تو ہم کو اس بات کی شکایت نہیں کرنا چاہیئے کہ اُستاد اس کام کی پوری اہلیت اور قابلیت نہیں رکھتے - فن اقتصادیات کا ایک ماہر شخص بھی اپ کو یہی رائے دیگا کہ جس کام کی زیادہ اجرت دی جاتی ہی وہ بالعموم آخر میں ارزاں اُجرت سے بھی ارزاں ثابت ہوتا ہی *

(ج) اسکول کے استاد کا درجہ

اساتذہ اسکول کی تنخواہوں کی ترقی سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہی کہ سوسائٹی میں اُن کی وقعت اور عزت زیادہ ہو — مجھے افسوس ہی کہ ہندوستان میں فی زماننا اسکول کے اُستاد کم وقعتی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں - اُن سے ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی طرح برتاؤ کیا جاتا ہی - یقیناً اُن کو وہ وقعت اور احترام نصیب نہیں ہوتا جو انگلستان میں ہوتا ہی — مسٹر ایچ آر جیمس اپنی کتاب موسومہ "ہندوستان میں تعلیم اور سیاست دانی" میں کہتے ہیں :—

برطانیہ عظمیٰ میں اسکول

"اور انگلستان کو خاص فخر و مباہات اپنے اسکول پر ہی نہ کہ یونیورسٹی پر .... انگلستان کے اسکولوں کے نام تمام دنیا میں شہرت رکھتے ہیں — لیکن ہندوستان میں کسی ایک بڑے ہندوستانی اسکول کا نام بھی کسی نے کبھی نہیں سنا — انگلستان میں ماہرین مسئلہ تعلیم کے ناموں کا اگر خیال کیا جائے تو سب سے پہلے بڑے بڑے اسکول ماسٹروں کے نام لیئے جاتے ہیں مثلاً کالٹ ، ملکاسٹر ، بسبی ، آرنلڈ ، تھنگ ردنگ ، رھیرنڈ - ہندوستان میں کیوں اس قسم کے نام نہیں پائے جاتے - اور کیوں بڑے اسکول ماسٹر کے متعلق تذکرہ کرنا تعجب خیز معلوم ہوتا ہی .... ہندوستان میں ضرورت اس بات کی ہی کہ اسکولوں اور اسکول ماسٹروں کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاوے — اعلیٰ تعلیم کی ترقی کے متعلق جو اس وقت بڑی توقعات ہیں اُن کے حصول کا دار و مدار اِس پر ہی کہ ہائی اِسکولوں کو انتظام و اہتمام سازوسامان اور تعلیمی

دوسرے طالبعلم جنہیں ادب سے ذوق پیدا نہیں ہوا وہ نہ اختیار کریں اس طرح حقیقت میں انگریزی ادب کی تعلیم بہتر ہوسکے گی کیونکہ جو طالب علم کہ مجوزہ اسکیم کے رو سے ایم اے پاس کریں گے ابھی اُن طلبا سے جو موجودہ حالت میں تھرڈ ایر میں پڑھتے ہیں انگریزی اچھی آتی ہوگی *

میں یہہ ماننے کو تیار ہوں کہ یہہ تعلیم کالج کی یا یونیورسٹی کی تعلیم میں ہی — اصل میں یہہ اسکول کی تعلیم ہی لیکن جب تک کہ ایسی تعلیم عمدہ سے اسکول میں نہیں دی جاتی مجبوراً کالج میں اسے اختیار کرنا چاہیئے — اگر میری اس تجویز پر عمل کیا جائے تو اس قسم کے گریجوئیٹوں کی تعداد بہت کم ہوجائے گی (جو افسوس کہ اس وقت بہ بکثرت ہیں) جو ایک خط بھی ایسا نہیں لکھہ سکتے جس میں صرف ونحو کی اور املا کی غلطیاں نہ ہوں *

یہہ جوکچھہ میں نے غرض کیا بہ ظاہر میرے مبحث (تعلیم مسلمانان) سے خارج معلوم ہوتا ہی لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہی مسلمانوں کو ضرورت اس کی ہی کہ ادبی تعلیم حاصل کرنے کے بجائے ایسی تعلیم حاصل کریں جو عملاً اُن کے لیئے مفید ہو کیونکہ اُن کی قومی قوت اور اُن کا مفاد اسی میں ہو کہ وہ عملی کاموں میں زیادہ حصہ لیں — اور عملی زندگی کے لیئے تیار ہونے کے لیئے انگریزی زباندانی پر ان کو عبور ہونا چاہیئے چہ جائیکہ انگریزی ادب کی وہ سرسری ادھری تعلیم حاصل کریں *

(ب) ضرورت اس بات کی کہ یونیوسٹی کی تعلیم کو زیادہ عملی بنایا جائے *

اسی کے متعلق ایک اور امر غور طلب ہی کچھہ زمانہ سے ماہران تعلیم ہندوستانی یونیورسٹی سسٹم سے بہ حیثیت مجموعی غیر اطمینانی کا اظہار کررہے ہیں- اس غیر اطمینانی کا اظہار حال ہی میں اس صوبہ کے حکمراں نواب لفٹننٹ گورنر سر جیمس مسٹن صاحب نے علی رؤس الاشہاد گزشتہ نومبر میں الہ آباد یونیورسٹی کے کونووکیشن کے جلسہ میں کیا - نیز ڈاکٹر ایونگ پنجاب یونیورسٹی کے وایس چانسلر نے بھی متواتر سنہ ١٩١٥ع اور سنہ ١٩١٦ع کے ایڈریس میں ایسے ہی خیالات کا اظہار

گیا – گریجوایٹوں کی تعداد جو سال به سال یونیورسٹی سے نکلتے هیں جلد جلد بڑه رهے هیں اور اُن کے لیئے تلاش معاش میں روز افزوں مشکلات بڑهتی جارهی هیں— ان باتوں نے لوگوں کے خیالات اس طرف مبذول کردیئے هیں – یونیورسٹی کی تعلیم باستثناء قانون ڈاکٹری اور ٹیچری کی تعلیم کے فی الواقع اپنے طور پر کسی کو کسی خاص کام کے قابل نهیں بناتی جو عملی زندگی میں مفید هو — درحقیقت اگر هم صرف اُن گریجوایٹوں کا شمار کریں جو آرٹس پاس کرتے هیں تو پهر هم نے جو استثنا روا رکها هی اسے بهی نکال دینا پڑے گا – اور هم کهه سکتے هیں که آرٹس کورس جسے طلبا کی کثیر جماعت اختیار کرتی هی بطور خود کسی کو آینده زندگی میں عملی حصه لینے کے قابل نهیں بناتی – سرکاری ملازمت کی تعداد محدود هی اور هر ایک گریجوایٹ مقابله میں جو خوش نصیبی سے سرکاری عهده پر معمور هوجاتا هی سو گریجوایٹوں کو کو محروم رهنا پڑتا هی — قانونی پیشه وکلا سے بهرا پڑا هی ، ڈاکٹری کی تعلیم میں صرف کثیر هی اور جیساکه پهلے بیان هوا ٹیچری کا پیشه مالی حیثیت سے اُمید افزا نهیں – اب یه تعلیم یافته نوجوان کریں تو کیا کریں – بی اے کی ڈگری حاصل کرلینے کے بعد اسے مزید ٹریننگ کی ضرورت هوتی هی اور نئی ڈگریاں لینی پڑتی هیں – قبل اس کے که وه معقول ملازمت کے قابل هوں – فوراً هی وه اس قابل بهی تو نهیں هوتے که کلرکی کریں ، کیوں که ٹائپ انهیں نهیں آتی مختصر نویسی انهیں نهیں آتی اور نه انهیں حساب کتاب اور کاغذات کو اصول سے رکهنا آتا هی *

اس بحث سے غرض یه هی که یونیورسٹی کا تعلیم یافته همارا معمولی نوجوان اس دور جدید کا جس میں عملی عنصر غالب هی ، بالکل اهل نهیں اس کی اس تعلیم کا کوئی نتیجه نهیں – اس میں کوئی شک نهیں که دماغی تربیت اپنی جگه پر بهت بیش قیمت چیز هی اور ایک تعلیم یافته کے دماغی قوے بهت زیاده نشوونما پا جاتے هیں به نسبت اُن نوجوانوں کے جنهوں نے بالکل تعلیم نهیں پائی – مگر عملی زندگی کے لیئے محض اس قدر کافی نهیں – ایسی تعلیم هونی چاهیئے جو دماغی اور ذهنی قوئ کو بڑهانے کے ساتهه هی طالبعلم کو کسی خاص پیشه یا فن کے قابل بهی بنادے *

جیسا که همیں معلوم هی تاوقتیکه اسکولی تعلیم میں نهایت عجلت کے ساتهه ترقی نهو کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم میں خاطر خواه ترقی نهیں هوسکتی – لیکن اس اثناء میں هم اس کی بهتری کے لیئے بهت کچهه کرسکتے هیں — لیکن سب سے اول میں پهر انگریزی زبان کی تعلیم کے مسئله کی طرف عود کرتا هوں *

(الف) انگریزی ؟ دانی کی تعلیم

ایف اے اور بی اے کے امتحانات میں انگریزی زبان کا نصاب یونیورسٹی نے اس وثوق پر مقرر کیا هی که هائی اسکول کی تعلیم اس درجه پر ضرور هوتی هی که میٹریکولیشن پاس طالب علم کو انگریزی زبان پر اتنی قدرت هوجاتی هی که وه کالج کا نصاب تعلیم شروع کرسکے – لیکن جیسا که همیں معلوم هی حالت یه نهیں هی اور انگریزی زبان هی میں اس کو کالج کی تعلیم کے شروع سے آخر تک خاص مشکل پیش آتی هی *

پس کیا یه بهتر نه هوگا که هم اپنے کالج کا نصاب اس غلط خیال پر مبنی نه کریں بلکه برخلاف اس کے صفائی کے ساتهه واقعات موجوده کو تسلیم کرلیں – یعنی کیا یه بهتر نهوگا که هم کالجوں میں انگریزی علم ادب کو بطور لازمی مضمون کے پڑهانا ترک کردیں اور جس چیز کو اسکول نے شروع کیا (لیکن ناتمام چهوڑدیا اس کی طرف متوجه هوں یعنی انگریزی زبان کا تحریراً و تقریراً سکهلانا – عرصه سے میں حسب ذیل اسکیم کو پیش کررها هوں : '' یعنی کالجوں میں ایف اے تک انگریزی زبان کے نصاب کی تمام کتب درسیه کو متروک کرنا (یعنی انگریزی علم و ادب کے خاص منتخبات جن کی تعلیم بلحاظ مطالب ، استعارات ، زبان اور مضمون کے حاصل کی جاتی هی) – تاکه هم اپنی تمام تر توجه اس بات پر مصروف رکهیں که طالب علم کو انگریزی زبان کے بولنے ، لکهنے اور پڑهنے میں مهارت تام حاصل هوجاے *

مجوزه صورت میں انگریزی میں ایف اے کے امتحان سے طالب علم کی انگریزی دانی کی جانچ هوگی اور اُس کے لیئے یه امتحان حقیقی معنوں میں زبانی امتحان هونا چاهیئے جسے یونیورسٹی وایوووسی امتحان رکهتے هیں — جب تک که هیں چند متعینه درسی کتابیں (خواه نظم

مختصراً عرض یہہ ہی کہ اس وقت ہماری ضرورت ہندوستان میں اوکسفورڈ یا کیمرج کے نمونہ کی یونیورسٹیوں سے پوری نہیں ہوسکتی (ہم اُن کے لیئے ابھی تیار نہیں ہیں) بلکہ ہمیں ضرورت ہی تجارتی اور کاروباری نمونہ کی جدید یونیورسٹیوں کی جیسی کہ حال ہی انگلستان کے تجارتی مرکزوں مثلاً منچسٹر، لورپول، میڈس، شیفیلڈ اور ناٹنگھم میں پیدا ہوئی ہیں — ان یونیورسٹیوں میں ادنی تعلیم سے بالکل قطع نظر نہیں کرلیا گیا ہی بلکہ تجارت، حرفت، فن زراعت کی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا ہی اور ہر شخص کو اختیار ہی کہ وہ تجارت میں بی اے کی ڈگری حاصل کرے — ورنہ اگر اُس کی مرضی ہو تو آرٹس کی ڈگری ہی *

ایک طرف تو دیسی تجارت اور صنعتی کار و بار کے لیئے تعلیم یافتہ اشخاص کی شدید ضرورۃ ہی اور دوسری طرف نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں کا ایک انبوہ کثیر تلاش معاش میں سرگرداں ہی، لیکن کسی نہ کسی وجہ سے ان دونوں میں بعد و فصل علی حالہ قایم ہی — تجارت پیشہ اور صاحب متاع لوگ اور موجودہ طرز کے گریجوایٹ لوگ کاروباری زندگی کو بالعموم تنفر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یقیناً یہہ لوگ ایسے کار و بار کے لیئے موزوں نہیں ہوتے — گریجویٹس کو کار و باری زندگی کے قابل بنانے کے لیئے اس امر کی شدید ضرورت ہی یونیورسٹی کے نظام میں ازسرنو ایک ایسا انقلاب پیدا کیا جائے جس میں موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لحاظ سے عملی پہلو کو نظر انداز نہ کیا گیا ہو *

مسلمانوں جیسے عملی قوم کے لیئے یہہ سوال نہایت درجہ اہم ہی — تعلیم میں مسلمانوں کی پستی کا غالباً ایک سبب یہہ بھی ہی کہ لٹریری تعلیم مسلمانوں کو خاص طور پر رغبت دلانے والی نہیں ہی - ہندوستان میں مسلمانوں کی قومی ترقی و فلاح کے لیئے اس امر کی سخت حاجت ہی کہ مسلمانوں کی تجارت وصنعتی کاروبار کی ترقی ہو — اور ان کا فرض ہی کہ اپنی اولاد کو عملی تعلیم دلانے کا اہتمام کریں *

مسلمانوں میں اعلی تعلیم

اعلی تعلیم میں مسلمانوں کی ترقی کے متعلق میں صرف چند الفاظ عرض کرونگا اور صرف اپنے ہی صوبہ (پنجاب) کے حالات پر اکتفا کروں گا کچھہ تو اس لیئے کہ میں وہاں کے حالات سے پورے طور سے واقف ہوں

میں یا نثر میں) شروع سے آخر تک کلاس میں گھسنی ہونگی اور جبتک ہر استعارہ اور نکتہ کو حل کرنا پڑے گا کتابوں کے مصنفین کے متعلق تشریحی حالات لکھانے پڑیں گے اور ہر سطر کا ترجمہ طالب علم کی انگریزی میں کرنا پڑے گا، اس وقت تک ہمیں مطلق اس کا موقع نہیں ملے گا کہ ہم طالب علم کو صحیح انگریزی بولنا سکھائیں یا محاورہ لکھنا اور سمجھہ کر پڑھنا بتلائیں *

موجودہ طرز تعلیم کا نتیجہ یہہ ہوتا ہی کہ دوبرس کی درسی تعلیم کے بعد طالب علم بہ ہزار دقت اپنے حافظہ کو نوٹ، فرہنگ اور مطالب سے بھر دیتا ہی نہ بروقت تمام نظم کے چند منتخبات اور نثر کے ایسے ہی چند اجزا پڑہ سکتا ہی - پھر بھی نہ تو اُسے قاعدہ کے رو سے صحیح انگریزی بولنی آتی ہی اور نہ لکھنی آتی ہی اور نہ درس سے باہر کے کسی انگریزی مضمون کو سمجھہ کر پڑہ سکتا ہی — انگریزی ادب اس وقت تک اُس نے جو کچھہ پڑھا ہی وہ اس قدر مختصر ہوتا ہی کہ نفی کے برابر ہی اور ہم اتنا بھی تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ انگریزی ادب سے روشناس ہوسکا - اب تک تو غریب طالب علم اتنے بھی انگریزی نہیں پڑھتے جو عملاً اُن کے لیئے کچھہ مفید ہو — اگر ہم اس وقت ادب انگریزی پڑھانے کا یہہ ظاہر و عالیشان کام چھوڑ کر اس سے ادنی لیکن اس سے زیادہ ضروری کام یعنی طالب علم کو انگریزی دانی پر قدرت حاصل کرنے کام اختیار کریں تو زیادہ کامیابی کی اُمید ہوتی ہی اور طالب علم کی آیندہ زندگی میں بھی یہہ مفید ہوگا بہ نسبت اس کے کہ ادھورے طور سے وہ ورڈسورتھہ اور ٹینسن کی چند نظموں کو یا لیمب اور لی ہنٹ کے چند مضامین کو پڑھے *

بی اے کے نصاب تعلیم میں بھی میں انگریزی دانی کے مضمون کو لازمی قرار دوں گا — اس میں کوئی شک نہیں کہ اس درجہ میں اس کی تعلیم اعلی ہوگی اور جدید زمانہ کی کوئی معقول کتاب داخل درس ہوگی - انگریزی میں بی اے کے امتحان سے بھی اصلی مراد یہہ ہوگی کہ طالب علم کی انگریزی دانی معلوم ہوگی - لیکن اس درجہ میں اختیاری مضمون کی حیثیت سے (جیسے کہ حساب تواریخ میں اختیاری حصہ میں ہی) انگریزی علم ادب کو بھی داخل نصاب کروں گا تاکہ جس طالبعلم کا میلان طبع اس طرف ہو وہ اسے اختیار کرے - لیکن

اور کچھہ اس خیال سے کہ وھاں مسلمانوں کي آبادي بہت کثیر ھی یعني کل آبادي میں سے نصف سے زیادہ مسلمان ھیں *

ابتدائي تعلیم میں جہاں تک کہ طلبہ کي تعداد کا تعلق ھی مسلمانوں کي حالت بہت قابل اطمینان ھی کیونکہ پرائمري مدارس کے طلبہ میں سے تقریباً نصف تعداد مسلمانوں کي ھی - لیکن ثانوي تعلیم میں بارجودیکہ سال گذشتہ ان کي تعداد میں اضافہ ھوا مسلمانوں کي حالت پست ھی- ان کا اوسط صرف ۲۸٫۹۷ ھی حالانکہ کم از کم ۵۴ ھونا چاھیئے لیکن اعلیٰ تعلیم میں مسلمانوں کي حالت بمقابلہ ھندؤں کے نہایت ھي پست ھي- آرٹس کالجوں میں طلبہ کا اوسط ۱۹۱۵ - ۱۶ ع میں صرف ۲۱٫۶ تھا حالانکہ مردم شماري کے اعتبار سے ان کا اوسط کم از کم ۵۴ ھونا چاھیئے تھا اور اسي ۵۴ في صدي تعداد کے لحاظ سے کامیاب شدہ مسلمانوں کا اوسط میٹریکولیشن کے امتحان سنہ ۱۹۱۶ ع میں صرف ۲۷٫۱ تھا — ایف اے میں صرف ۲۰٫۷ تھا اور بي اے میں صرف ۱۸٫۲ تھا *

ان اعداد سے ظاھر ھی کہ تلافي مافات کے لیئے ابھي کیا کچھہ کرنا ھی - مسلمانوں میں اعلیٰ تعلیم کی توسیع و ترقي کے متعلق ھر ممکن کوشش کرنا چاھیئے- صرف یہہ خیال البتہ دل خوش کن ھی کہ مغربي تعلیم کي طرف مسلمانوں نے چونکہ بہت دیر کے بعد توجہ مبذول کي تھي اور اس لیئے جس طرز سے اُنھوں نے تعلیم میں ترقي کي وہ قابل اطمینان ھی - کیونکہ سنہ ۱۸۸۳ ع میں پنجاب یونیورسٹي کے آرٹس کالجوں میں صرف ۱۸ مسلمان طالب علم تھے اور سنہ ۱۹۱۶ ع میں ان کي تعداد ۷۹۹ تھي *

اس کے بعد حسب ذیل رزولیوشن اس اجلاس میں یکے بعد دیگرے پیش ھوکر بالاتفاق منظور ھوئے :—

رزولیوشن نمبر ۱۶

بخیال اس امر کے کہ صوبجات متحدہ میں کوئي سرکاري گرلس ھائي اسکول موجود نہیں ھی جو ترقي تعلیم اناث کے لیئے از بس ضروري ھی اس لیئے یہہ کانفرنس گورنمنٹ سے بادب مستدعي ھی کہ ایک گرلس ھائي اسکول کسی مناسب مقام پر قایم کرنے کے لیئے توجہ فرمائے ''*

محرک: شیخ محمد عبداللہ صاحب بی اے ایل ایل بي وکیل علي گدہ*

موید: آنریبل میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا *

رزولیوشن نمبر ۱۷

''مسلمانان صوبجات متحدہ میں تعلیم اُناث کي افسوسناک حالت کے لحاظ سے ضروري ھی کہ ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم کي سالانہ رپورٹ میں ایک خاص باب مسلمان لڑکیوں کي تعلیمی حالت کے متعلق ھو اور مفصل حالات اعداد و شمار کے لحاظ سے بتلائے جائیں - یہہ کانفرنس گورنمنٹ اور سرشتہ تعلیم کو بادب اس ضرورت کي طرف توجہ دلاتي ھی'' *

محرک: شیخ محمد عبداللہ صاحب بي اے ایل ایل بي وکیل علي گدہ *

موید: مسٹر عبدالوشید صاحب اجمیر *

رزولیوشن نمبر ۱۸

''یہہ کانفرنس علیاحضرت سرکار عالیہ ھرھائی نیس بیگم صاحبہ بھوپال دام ملکھا و اقبالھا کی اُن علمي عنایات یعني تصنیفات و تالیفات کے لیئے جو اس وقت حضور ممدوحہ مسلمانوں کے فائدہ اور قوم کے لیئے عموماً اور اپني مسلمان بہنوں کے فائدہ کے لیئے خصوصاً فرمارھي ھیں بڑي احسان مندي اور ادب سے شکریہ ادا کرتي ھی'' *

محرک: شیخ محمد عبداللہ صاحب بي اے ایل ایل بي وکیل علي گدہ *

موید: خواجہ سجاد حسین صاحب بي اے *

رزولیوشن نمبر ۱۹

"یہہ کانفرنس حضور پرنور بندگان عالی ہز ہائی نس نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ کی بارگاہ عالی جاہ میں بادب شکریہ ادا کرتی ہی کہ حضور نے گرلس اسکول علی گدہ کو ۱۰۰ روپے ماہوار کی مستقل گرانٹ عطا فرمائی ہی" *

محرک: شیخ محمد عبداللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل علی گدہ *

مؤید: شیخ نیاز علی صاحب انسپکٹر مدارس *

اِس قدر کارروائی کے بعد جلسہ ہذا کی کارروائی ختم ہوئی *

اجلاس ششم

بتاریخ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ع

وقت ۸ بجے شب سے ۱۰ بجے شب تک

کارروائی اجلاس اسکول سیکشن

پریسیڈنٹ:

مسٹر اے ایچ مکنزی ایم اے پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ کالج الہ آباد

سب سے اول بتحریک انریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس و بتائید ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب سی آئی ای اور جملہ حاضرین کے اتفاق رائے سے مسٹر اے ایچ میکنزی اس اجلاس کی صدارت کے لئے منتخب ہوئے اور صاحب موصوف نے بزبان انگریزی اپنا ایڈریس پڑھا (جو بجنسہ خاتمہ رپورٹ پر درج کیا جاتا ہی اور اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہی) جس کا خلاصہ اُردو زبان میں طبع ہوکر پہلے سے حاضرین کو تقسیم کردیا گیا تھا *

ترجمہ خطبہ صدارت

مسٹر اے ایچ مکنزی ایم اے پرنسپل ٹریننگ کالج الہ آباد

پریسیڈنٹ اجلاس اسکول سیکشن

"تعلیم کے متعلق غیر ماہرین فن کے فرائض"

پندرھویں صدی میں انگلستان کے ایک مصنف نے تعلیم کی نسبت لکھا تھا کہ:

"اگر ہم صرف اُن مضامین اور تقریروں اور اسکیموں پر لحاظ کریں جو تعلیم کے مضمون کے متعلق اس ملک میں سیلاب کی طرح موجیں مار رہی ہیں تو ہم مجبوراً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ انگلستان بالکل ایک ایسی قوم سے آباد ہی جس کے افراد یتیم یالقیط ہیں" *

یہہ الفاظ اس زمانہ کے ہندوستان پر پورے پورے صادق آتے ہیں۔ مضامین اور تقریروں اور اسکیموں کا یہاں بھی سیلاب بہ رہا ہی لیکن

بالعموم یہہ سب اس خیال پر مبنی ہوتے ہیں کہ اس ملک کے نوجوانوں کی تعلیم کی تمام تر ذمہ داری اساتذہ پر عائد ہوتی ہی - والدین کے فرائض کا اور گھر کے اثرات کا عام طور سے کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا — عموماً والدین لفظ تعلیم کو محض مدرسہ کی حاضری کا مرادف تصور کرتے ہیں، اور یہہ سمجھتے ہیں کہ اگر اُنہوں نے اپنے بچوں کی تعلیم کی ادا کردی تو گویا اپنے جملہ فرائض (جن کی اُن سے جائز طور پر توقع ہوسکتی تھی) پورے کردیئے - محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے پریسیڈنت نے سنہ ۱۹۰۰ ع میں جو کچھہ کہا تھا وہ اس وقت تک بالکل صحیح ہی - یعنی "خواندہ والدین اپنے بچوں کو اپنے ہی دروازہ پر یا کسی قریب کے مدرسہ میں بھیجکر کسی دیہاتی ملا کے سپرد کردیتے ہیں تو وہ یہہ خیال کرکے مطمئن ہوجاتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے فرایض کو نتیجہ خیز طریقہ پر ادا کردیا - اور یہہ سمجھہ لیتے ہیں کہ بس اب یہہ معاملہ ختم ہوا اور اپنے قلب کو مطمئن کرلیتے ہیں کہ اب ہم کو اس سے آیندہ کچھہ سروکار نہیں" *

اس لیئے اس زمانہ کی اصل ضرورت یہہ ہی کہ سب لوگ اور بالخصوص والدین اس بات کو سمجھہ لیں کہ لفظ تعلیم کا مفہوم جماعت کی حاضری کے مفہوم سے بدرجہا زیادہ وسیع ہی — نیز ان کو معلوم ہوجانا چاہیئے کہ تعلیم سے مراد ہر قسم کا وہ مفید اثر ہی جو کم سن بچوں پر ڈالا جاسکتا ہی - اس قسم کی تعلیم کے متعلق جو کچھہ پیشہ ور معلم کرسکتا ہی اس کو اُس تعلیم سے کچھہ بھی نسبت نہیں جو والدین اپنے بچوں کو دے سکتے ہیں - وقت کا ایک قلیل حصہ بچہ مدرسہ کے اندر گذارتا ہی اور ہندوستان میں تو بمقابلہ دنیا کے کسی اور ملک کے یہہ حصہ اور بھی قلیل ہوتا ہی کیونکہ ایک تو بوجہ آب و ہوا کے بمقابلہ ممالک مغربی ہندوستان میں خواندگی کا روزانہ وقت کم ہوتا ہی اور دوسرے بہ سبب متعدد مذہبی تعطیلات کے سال تمام میں کام کے دن بہت کم ہوتے ہیں - بعض والدین شاید یہہ حجت پیش کریں کہ ہم اپنے بچوں کی تعلیم کو صرف مدرسہ کے وقت تک محدود رکھنے پر آمادہ ہیں؛ لیکن تھوڑا سا غور کرنے پر ان کو معلوم ہوجائیگا کہ ان کو اس معاملہ میں اپنی ذاتی پسندیدگی کا حق نہیں ہی - دانستہ یا نادانستہ طور پر وہ معلم کے کام میں معین یا مخل ہوسکتے ہیں - مدرسہ

میں طلبہ اس وقت داخل ہوتے ہیں جب کہ اُن کے اخلاق کی بنیاد اُن کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں توجہ یا غفلت کی وجہ بہت کچھہ بن یا بگڑچکی ہوتی ہی — مدارس میں اخلاقی تعلیم پر کتنا ہی زور کیوں نہ دیا جاے مگر معلمین طلبہ کی طبیعت کے اندر ایثار، انکسار اور اعتبار کے اوصاف راسخ نہیں کرسکتے جب تک کہ والدین یہہ محسوس نہ کرلیں کہ ان اوصاف کی کامل مشق گھروں میں ہوسکتی ہی - عمدہ صفات انسانی کے پیدا کرنے میں جو "اخلاق حسنہ" کے نام سے موسوم ہوتے ہیں والدین کو بہ نسبت اُستاد کے زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں - اور اگرچہ بچوں میں احتیاط، محنت اور استقلال کی عادات کے نشو و نما کرنے میں مدارس اپنے اوپر خواہ کتنی ہی ذمہ داری نہ لے لیں، تاہم ان کی کوششیں بہت کچھہ رائیگاں جائیں گی اگر گھر کی تربیت کے ذریعہ سے اُن کی امداد نہ کی جاے *

والدین کی ذمہ داری صرف اسی پر محدود نہیں ہوتی کہ وہ شاگردوں کے اخلاق سنوارنے میں اساتذہ کی معاونت کرتے ہیں بلکہ حقیقت یہہ ہی کہ تاوقتیکہ گھر سے مستعدانہ امداد نہ ملے مدرسہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو نہیں سکتا - مدرسہ کا ایک خاص مقصد یہہ ہوتا ہی کہ شاگردوں کے اندر ذہنی اشتیاق کی روح (یعنی علم کو علم کی خاطر حاصل کرنے کی خواہش) پیدا کردے اور دل و دماغ کی یہہ وہ حالت ہی جس کو بجاے اُستادوں کے والدین زیادہ اسانی سے پیدا کرسکتے ہیں - کیونکہ معلم یا اُستاد خواہ کتنے ہی سرگرم کیوں نہوں ان کو اس بات کا موقع نہیں ملتا کہ انفرادًا اپنے شاگردوں کے ذہنی مذاق اور رجحان طبع کا پتہ لگاسکیں - اگر ہم تعلیم کے مفہوم کو محدود بھی کردیں اور یہہ سمجھہ لیں کہ وہ ایک ایسا آلہ ہی جس سے طلبہ امتحان پاس کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں تو اس حالت میں بھی اس کی ذہنی پرداخت کو مقررہ نصاب تعلیم تک محدود کردینا ایک قسم کی غلطی ہی — امتحان اسکول لیونگ کے سرٹیفکٹ کے نتایج پر راے زنی کرتے ہوئے ایک ممتحن نے کہا ہی کہ: "طلبہ سے بات چیت کرنے میں سب سے بڑی دقت خیالات کی کمی ہی - اوسط درجہ کی قابلیت کا طالب علم اپنے گردو پیش کی باتوں تک سے حیرت انگیز طور سے ناواقف ہوتا ہی" *

یونیورسٹی کے ممتحن بھی اپنی رپورٹوں میں یہی رونا روتے ھیں کہ طلبہ کا ذھنی اُفق مقررہ کتب نصاب ھی تک محدود ھوتا ھی – اس کا ایک سبب یہہ ھی کہ اپنے گھر پر طلبہ کو شاذ و نادر ھی عمدہ کتب پر دسترس ھوتی ھی اور والدین بذات خود اس بارے میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے کہ مدرسہ کی خواندگی کو گھر کی خواندگی سے مدد پہنچائیں – اس خاص باب میں صرف ھندوستانی والدین ھی اپنی ذمہ داری سے بے پروائی نہیں کرتے بلکہ جو ایڈریس برٹش ایسوسی ایشن کے شعبہ تعلیم سائنس کے پریسیڈنٹ نے سال گذشتہ دیا تھا اس میں زیادہ تر انگریزی والدین کی خدمت میں یہہ اپیل کی گئی تھی کہ طلبہ کی ذھنی معلومات کو وسیع کرنے کے سامان پیدا کرنے میں وہ اسکول کی امداد کریں اور جو اُمید کہ اس ایڈریس میں ظاھر کی گئی تھی ھم بھی اس کی ھم آھنگی کرسکتے ھیں- یعنی " ایسے والدین کی تعداد روزافزوں ھو جو ذھنی اشتیاق کا اور اس خوشی کا (جو اُس کو مطمئن کرکے حاصل ھوتی ھی) ذاتی تجربہ رکھتے ھوں اور جنھوں نے مخلوقات عالم پر وسیع نظر رکھنے کا ثمر حاصل کیا ھو تاکہ وہ اپنی مثال سے اپنے بچوں میں وھی بے غرضانہ تشویق حصول علم و تہذیب پیدا کرسکیں " *

بد قسمتی سے دیسی ادبیات (اُردو ھندی) کے اندر ایسا بہت تھوڑا مواد موجود ھی جو اسکول کے طلبہ کے لیئے مفید مطلب ھو – ان زبانوں میں جو کتابیں لکھی گئی ھیں اُن میں سے اکثر بڑی عمر کے طلبہ کے لیئے ھیں اور چھوٹی عمر کے طلبہ کے مطالعہ کے قابل نہیں ھیں – ان کی زبان زیادہ دقیق ھی — خصوصا اُردو زبان کے اندر یہہ بات نہایت مشکل ھی کہ کوئی کتاب ایسی مل سکے کہ ایک اوسط درجہ کا طالب علم اُسے محض دل بہلاؤ کے لیئے پڑھنا پسند کرے *

اُردو زبان میں ھمیں ایسی کتابوں کی ضرورت ھی جنھیں چھوٹے بچے شوق سے پڑھیں — ایسی کتابیں سفر نامے، اور بہادروں کے قصے اور مشاھیر کی سوانح عمریاں ھوسکتی ھیں — اس زمانہ میں ھم دیسی زبانوں کی ترقی دیئے کا شور بہت کچھہ سنتے ھیں مگر جہاں تک کہ موثر ذرایع کا تعلق ھی (یعنی طلبہ کے لیئے ایسی کتابوں کا بہم پہونچانا جن سے اُن میں مطالعہ کا شوق پیدا ھو) اس کی جانب توجہ نہیں

کی گئی – میں اس کانفرنس کے ممبر صاحبان کو توجہ دلانا چاھتا ھوں کہ اُردو زبان میں اس قسم کے سلسلہ کتب کا مرتب کرنا کانفرنس کے عملی کام کا ایک مفید جزو ھوسکتا ھی *

اب تک تو میں نے غیر ماھروں کے اُن فرایض کے متعلق اظہار خیال کیا ھی جو بحیثیت والدین کے اُن پر عاید ھوتے ھیں- اب میں اُن لوگوں کے فرایض کی جانب متوجہ ھوتا ھوں جو اسکولوں کے منتظمین کی حیثیت سے تعلیم کے عملی کاروبار میں حصہ لیتے ھیں — تمام ابتدائی مدارس کم از کم اُصول کے لحاظ سے غیر ماھرین فن تعلیم کے زیر انتظام ھوتے ھیں، یعنی ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈوں کے- اور سیکنڈری مدارس کی ایک کثیر تعداد بھی اُن کے زیر انتظام ھوتی ھی — اس لیئے یہہ سوال نہایت اھمیت رکھتا ھی کہ منتظمین مدارس کی حیثیت سے غیر ماھروں کے فرائض عام اتفاق رائے سے کیا قرار دینے چاھئیں ؟

سب سے پہلے میں ابتدائی مدارس کو لیتا ھوں — میونسپل مدارس پر غیر ماھر تعلیم لوگوں کا اس سے زیادہ حقیقی طور سے اختیار ھی جتنا کہ دیہاتی مدارس پر ڈسٹرکٹ بورڈ کا ھی جو فی الحال تعلیمی انتظامات کے اندر محض ایک مشورہ دینے والی جماعت کی حیثیت رکھتے ھیں – لہذا میں اپنی تقریر کو صرف اُن مدارس کے انتظام تک محدود رکھوں گا جو منیوسپلٹیوں کے حدود کے اندر واقع ھیں — عوام الناس میں منیوسپل کمشنر سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، سب سے زیادہ مہذب اور سب سے زیادہ ترقی پذیر ھوتے ھیں — تاھم میں نہیں خیال کرتا کہ ان صوبجات میں کوئی بھی ایسی منوسپلٹی ھی جو فخر کے ساتھہ اپنے ابتدائی مدارس کا ذکر کرسکے – برخلاف اس کے جو مدارس ان منیوسپلٹیوں کے زیر نگرانی ھیں ان کی بد نظمیوں کا ذکر سر رشتہ تعلیم کی سالانہ رپورٹوں میں برابر ھوتا رھتا ھی — خواہ اُن مدارس کو ھم اس حیثیت سے دیکھیں کہ منیوسپلٹیوں کے حدود کے اندر جو قابل تعلیم بچے ھیں اُن میں سے کتنے ان مدارس میں تعلیم پاتے ھیں اور خواہ ان کو تعلیم کی عمدگی کی نظر سے دیکھیں، یہہ مدارس دونوں حیثیتوں سے مایوس کن ھیں – عام طور سے آبادی کی نسبتی تعداد (جو مدارس میں تعلیم پانے کے قابل ھو) پندرہ فی صدی قرار دی جاتی ھی لیکن صوبجات

متعدد کی منیوسپلٹیوں کے مدارس میں جو بچے اس وقت زیر تعلیم ہیں اُن کا اوسط ۲ فی صدی سے بھی کم ہی — میں حال کی دو رپورٹوں سے کچھہ اقتباس آپ صاحبوں کو سناتا ہوں جن سے تعلیم کی ابتری اور خرابی کا آپ کو اندازہ ہوگا — ان میں سے پہلا سنہ ۱۹۱۴ ع کا ہی جو اس صوبہ کے ایک نہایت بڑی اور مشہور میونسپلٹی کے مدارس کے متعلق ہی — مدارس کی حالت کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد انسپکٹر نے لکھا ہی کہ :

" جس نتیجہ پر میں پہونچا ہوں وہ یہہ ہی کہ منیوسپل حدود کے اندر جو مدارس واقع ہیں اور جو منیوسپلٹی کے زیر انتظام ہیں وہ بہ نسبت اُن مدارس کے جو ڈسٹرکٹ بورڈوں کے زیر انتظام ہیں اور چھوٹے چھوٹے دیہاتی مقامات پر واقع ہیں بلحاظ اپنی حالت کے زیر ین سطح پر ہیں — قطع نظر اس امر کے کہ جو تعلیم ان مدارس میں دی جاتی ہی اُس کی حالت کیسی ناقابل اطمینان ہی تقریباً تمام مدارس میں ڈسپلن کا حیرت انگیز طریقہ سے فقدان ہی اور اگر آپ کو اُستاد اور شاگردوں کے مناسب اور منضبط برتاؤ کی تلاش ہو تو آپ کو اس میں مایوسی ہوگی — مدارس کے مکانات نہایت خراب ہیں اور میں نے بعض ایسے مدارس کا بھی معائنہ کیا ہی جن کی بعض جماعتیں ایسی تاریک ، نمناک اور تنگ کمروں میں بیٹھتی ہیں کہ بغیر آنکھوں پر نہایت زور ڈالے ہوے ایک لفظ بھی پڑھنا ناممکن ہوتا ہی " *

دوسری رپورٹ بھی (جس سے میں ایک اقتباس پڑھوں گا) سنہ ۱۹۱۴ ع کی ہی — یہہ ایک ایسی میونسپلٹی سے متعلق ہی جو اگرچہ بہت بڑی نہیں ہی لیکن بوجہ ایک کمشنری کا صدر مقام ہونے کے کچھہ کم اہمیت نہیں رکھتی — انسپکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ :

" موجودہ حالت کے متعلق کامل رائے قایم کرنے کی غرض سے میں نے اسسٹنٹ انسپکٹر کے ذریعہ سے تمام میونسپل پرائمری مدارس کا معائنہ کرایا — ان کی رپورٹوں کا بغور معائنہ کرنے کے بعد مجھے افسوس ہی کہ میں اس نتیجہ پر پہونچے بغیر نہیں رہ سکتا

کہ ان تمام مدارس کی حالت نہایت ناقابل اطمینان ہی — ان میں سے بعض مدارس نہایت خراب مکانات میں واقع ہیں اور طلبہ کی حاضری برائے نام ہی — مجھے یہہ کہتے ہوے افسوس ہوتا ہی کہ ان تمام مدارس میں ڈسپلن عملاً معدوم ہی — طلبہ زیادہ تر اپنی حالت پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور اُستادوں کا عملی طور سے اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا — تعلیم کے نتایج بھی اوسط سے بہت گرے ہوے ہوتے ہیں " *

مجھے خوف ہی کہ ان رپورٹوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانے سے میں وہ غیر ہردل عزیز طرز اختیار کر رہا ہوں جو ایک صاف گو دوست کا ہوتا ہی — میری یہہ جسارت اس بنا پر ہی کہ جو شخص ہندوستان کی ابتدائی تعلیم کے ان اعداد و شمار کو مطالعہ کرے گا اس کو جائز طور پر ملال ہوگا — ترقی کی رفتار سست ہی، اور جو لوگ پیشہ تعلیم میں داخل ہیں یا غیر ماہر تعلیم لوگ جو مدارس کے منتظم ہیں وہ اگر اپنے کام پر مطمئن ہوں تو قرین عقل نہ ہوگا — میں نے آپ کے سامنے نمونہ کی دو میونسپلٹیوں کے متعلق واقعات عرض کیئے ہیں - اب ہم کو حالت موجودہ کے اسباب و علل کی تلاش کرنا چاہیئے اور اگر ممکن ہو تو اس کے دفعیہ کا مناسب علاج سوچنا چاہیئے — ہم یہہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی وجہ یہہ ہی کہ میونسپل کمشنر اس کام کی اہلیت نہیں رکھتے یا ان کو اس کام سے دلچسپی نہیں ہی، کیونکہ پہلی رپورٹ (جس کا اقتباس میں نے پڑھ کر سنایا ہی) وہ ایک ایسی میونسپلٹی سے متعلق ہی جس کے ممبر اپنی قابلیت اور پبلک اسپرٹ کے لیئے نیک نام ہیں؛ اور دوسری رپورٹ میں خود یہہ الفاظ موجود ہیں کہ " جو سرگرمی ممبران بورڈ کو ابتدائی تعلیم کی ترویج کے متعلق ہی وہ حقیقتاً قابل تعریف ہی " — سرمایہ کی کمی ایک وجہ ہوسکتی ہی- لیکن میرے خیال میں خاص سبب طریقہ انتظام ہی — اکثر میونسپلٹیوں میں یہہ طریقہ پسند کیا جاتا ہی کہ تعلیمی سب کمیٹی کے مختلف ممبروں کے سپرد جداگانہ مدارس کا انتظام اور نگرانی کردی جاتی ہی — یہہ ممبر صاحبان اپنی فرصت کے اوقات آنریری طور سے اسکول کے انتظامات میں صرف کرتے ہیں — ان کے انتظامات عاملانہ کارروائیوں کی تمام

جزوي معاملات پر مشتمل ہوتے ہیں- مثلاً اُستادوں کا تقرر اور تبادلہ اور خرید فرنیچر اور مرمت عمارات ماسواے ان جزوي معاملات کے شاذو نادر هي وہ ان سے زیادہ وسیع معاملات انتظامی پر غور کرتے ہیں- مثلاً بلحاظ پرائمري مدارس کے پریپریٹري مدارس کا مختلف مقامات پر قایم کیا جانا اور اُستادوں کي ٹریننگ کے لیئے آسانیاں بہم پہونچا نا — حقیقت الامر یہہ هی- کہ هندوستان میں پبلک کے ذریعہ مدارس کے انتظام و نگراني کا کیا جانا گویا پبلک معاملات میں لوکل سیلف گورنمنٹ کي پہلی منزل هی- یہہ ایک عام بات هی کہ جب غیر ماہر لوگ کسي پبلک کام کا انتظام اپنے هاتهہ میں لیتے ہیں تو اُن کي یہہ کوشش هوتي هی کہ وہ اپنے فرائض کو بلا امداد غیرے انجام دے سکیں- لیکن وہ یہہ بهول جاتے ہیں کہ منتظمین بهي دو قسم کے ہوتے ہیں - ایک وہ جو قوانین وضع کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو عملي انتظام کرتے ہیں - هندوستان میں لوکل سیلف گورنمنٹ کے اصول کي وسعت کے لیئے یہہ ضروري هی کہ غیر ماہر لوگ اول الذکر فرض عاقلانہ طور سے انجام دینا سیکهہ جاویں اور قواعد کو عمل میں لانے کے لیئے ایسے عاملوں کا تقرر کریں جو ضروري قابلیت اور تجربہ رکهتے ہوں - یہہ وہ اهم اصول هی جس کا لحاظ صوبجات هذا کے حال کے میونسپل بل میں کیا گیا تها - لیکن بد قسمتي سے دیگر معاملات پر جو مباحثہ شروع هوگیا اس کي وجہ سے اس اصول کي طرف توجہ نہیں کي گئي اور اس کي اهمیت کا پورے طور پر احساس نہیں هوا - جو کچهہ کہ میں اس وقت عرض کرنا چاهتا هوں وہ یہہ هی کہ اس اصول کو همیں کچهہ اور وسعت دینا چاهیئے اور مدارس کے انتظام میں ان کو داخل کرنا چاهیئے *

اس سلسلہ میں دنیا کے سب سے زیادہ جمہوریت پسند ملک یعني ممالک متحدہ امریکہ کي جماعت هائے عامہ کے اس تجربہ کا حال معلوم کرنا دلچسپي سے خالي نہ هوگا - اس ملک کے ایک مسلمہ ماہر فن وهاں کی تعلیمي انتظامات کے متعلق لکهتے ہیں کہ :

" ایک طرف تو مستقل تنخواہ یاب عہدہ دار جس کو اس فن میں خاص تبحر حاصل هی اور دوسري طرف وہ بورڈ (جماعتیں) جن کا پبلک ووٹوں سے انتخاب هوا هی اور جو عام خیالات کي مظہر ہیں اور پبلک کے موجودہ طرز خیالات کي نیابت کرتی ہیں اُن میں بالاستقلال هدایت

اور نگراني کے متعلق باهمی مخالفت هوتي رهتی هی - اور اس میں بهي شبہ نہیں هوسکتا کہ انتظام کے دونوں طریقہ ضروري ہیں - تعلیمي انتظامات کے اندر اس قسم کے مسائل جن کا تعلق پالیسي سے هو اور پبلک کے مطالبات جس کا اظہار غیر ماہر لوگ اپني نائبانہ حیثیت سے کرتے ہیں داخل هوجاتے ہیں - بر خلاف اس کے هدایت اور انتظامات کے متعلق ایسے مسائل متواتر پیدا هوتے رهتے ہیں جن کے لیئے غیر ماہر لوگ بالکل ناموزوں هوتے ہیں اور جو بالاخر خاص اس کام کے ماہرین سے انجام پذیر هوتے ہیں " *

مدارس کي تعداد زیادہ هوجانے پر یہہ امر صاف طور سے ظاهر هوگیا کہ اگر ان اصول پر تعلیمي انتظامات کي بنا نہ رکهي گئي تو ابتري اور خرابي نمایاں هوگي اور اس لیئے امریکہ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں اس کے مطابق اصلاح تجاویز پر عمل کیا گیا هی - اور اس کے مطابق ماہر لوگوں کے سپرد جو مدارس کے سپرینڈنٹ کہلاتے ہیں اس قسم کے معاملات کردئے گئے- مثلاً اساتذہ کے امتحانات ، عمارتوں کے لیئے نقشوں کا پسند کرنا ، طلبا کي درجہ بندي اور تعلیم کي نگرانی اس کے سوائے جماعتیں جو رائے دهندگان کي نیابت کرتي ہیں ماہرین کا انتخاب کرتی ، بجٹ کو منظور کرتي یا اس میں ترمیم کرتي ہیں ، تنخواهوں کے نقشے معین کرتي اور عام طور سے انتظامی طریقوں پر اظہار پسندیدگي یا نا پسندیدگي کرتي ہیں *

انگلستان میں بهي ایجوکیشن ایکٹ سنہ ۱۹۰۲ع کے منظور هونے کے بعد اسي طریقہ کو میونسپلٹیوں اور کاؤنٹي کونسلوں نے اختیار کیا تها *

خلاصہ کلام یہہ هی کہ غیر ماہر لوگوں کے فرائض (جیسا کہ انگلستان اور امریکہ کي جماعت هائے عامہ کي کارروائیوں سے واضح هوتا هی) یہہ نہیں ہیں کہ ماہرین فن کي خدمات انجام دیں، بلکہ یہہ هی کہ اس بات کي نگراني کریں کہ ماہرین فن اپنے کام کو اچهی طرح انجام دیتے ہیں یا نہیں *

میري رائے یہہ هی کہ اگر کوئي اس قسم کي اصلاح عمل میں آوے کہ بورڈوں کے انتظامي فرائض کسي تنخواہ دار ما هر فن کو تفویض کردئے جائیں اور اس کو سفارش کرنے اور تجاویز پیش کرنے کا اختیار هو اور

بورڈوں کو مسترد (ویٹو) کرنے کے حقوق حاصل ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں ابتدائي تعلیم کو بہت کچھہ وسعت اور ترقي حاصل ہوسکے گي - اس طریقہ کی کامیابي کا انحصار اُن لوگوں پر هی جو بطور نگران (سپرینٹنڈنٹ) مقرر کئے جائیں اور بورڈوں کو اس بات کے لیئے تیار رهنا چاهیئے کہ وہ اتني تنخواهیں دیں جس سے تجربہ‌کار، مستعد ، پر جوش اور قابل آدمیوں کو ترغیب هو ؛ اور یہہ ایسے اوصاف هیں جن کي بازاري قیمت بہت گراں هی - اگر هم یہہ خواهش کریں تو کچھہ مبالغہ آمیز خواهش نہ هوگي کہ فن تعلیم کے ماهر کو جس کے کام پر آئندہ نسل کي دماغي اور اخلاقي قابلیت کا انحصار هی کم از کم اس قدر تنخواہ دي جاوے جس قدر کہ اس ماهر فن کو ملتي هی جو نالیوں کے کام کي دیکھہ بھال کرتے هیں یا ایک انجنیر کو جو میونسپلٹي کے پمپنگ اسٹیشن کے کام کو کریں خواہ اس میں کامیابي هو یا نہ هو - یہہ اسامیاں تو محکمہ تعلیم کي بہترین آسامیاں هونا چاهئیں *

اب میں اُن فرائض کے متعلق عرض کرونگا جو غیر ماهروں کے بحیثیت سیکنڈري مدارس کے منتظمین کے هیں - ان ایام میں ثانوي مدارس کي اصلاح کے لیئے جسماني اور اخلاقي تربیت ، تعلیمي تفریحات (اسکول ایکسکرشن .Excursion) اور امتحانات کے جدید طریقوں وغیرہ وغیرہ کي نسبت بہت سي تجاویز سني جاتي هیں جو اپني اپني جگہہ سب اچھي هیں— لیکن اس قسم کي تجاویز پر حد سے زیادہ زور دینے کا نتیجہ یہہ هوگا کہ اصل اصول نظر سے غائب هوجائیگا جو یہہ هی کہ حقیقي عامل معلم هی تعلیم میں حقیقي عنصر معلم کي شخصیت هی جس کے بغیر عمارت اور سازوسامان اصلاحات نصاب اور طریق امتحانات سب هیچ هیں - تعلیم کي عمدگي اور بہتري کے جسقدر عنصر هیں اُن سب سے بالاتر همکو اس محکمہ میں ایسے اشخاص کي ضرورت هی جو لایق اور تعلیم یافتہ هوں اور اپنے فرائض کو محسوس کرکے محنتي هوں اور جن کے اندر همدردي کا مادہ هو اور جو هر کام میں غور کرنے اور اس کو پورے طور سے انجام دینے کے عادي هوں اور جو یہہ سمجھیں کہ هم بچوں کے دل و دماغ کو سنوارنے اور اخلاق کي بنیاد ڈالنے کا ذریعہ هیں اور جن کو اس بات کا فخر هو کہ ایک زندگي بھي جو اس کے زیر نگراني هو وہ " غفلت یا نفرت کي وجہ سے خراب یا برباد

نہ جائیگي اور اس سے لاپروائي نہ کي جائیگي "- صرف اس طریقہ سے هم اُن کارخانوں میں جس کو هم مدارس کے نام سے موسوم کرتے هیں زندگي کي روح پھونک سکتے هیں *

اج کل معلمي کا پیشہ عام طور پر نہایت حقیر هورها هی- نوجوان تعلیم یافتہ اس پیشہ کو اکثر صورتوں میں صرف اس وقت اختیار کرتے هیں جبکہ سرکاري ملازمتوں کي دوسري شاخوں یا قانوني جماعتوں میں ناکام رہ چکے هوتے هیں - وہ معلمي کے پیشہ کو آخري حیلہ کے طور سے اختیار کرتے هیں — وہ مجھہ سے کہا کرتے هیں کہ " معلمي کے پیشہ میں داخل هونا هماري بدنصیبي کي علامت هی " — اور مسلمان تو خاص کر اس سے گریز کرتے هیں - گذشتہ آٹھہ سال کے اندر قانون والوں کو چھوڑ کر علي گڈہ نے دنیا میں (۵۰۷) گریجوئیٹ بھیجے هیں - مگر ان میں سے معلمي کا پیشہ اختیار کرنے کي خاطر صرف ۲۲ نوجوان ٹریننگ کالج میں (جو گریجوئیٹس کے لیئے مخصوص هی) داخل هوئے هیں *

اس لیئے سو مسائل کا ایک مسئلہ یہہ هی کہ کس طرح قابل اور بااخلاق لوگوں کو اس پیشہ کي طرف متوجہ کیا جائے ؟ کس طرح غیر ماهر لوگ اس مسئلہ کے حل کرنے میں مدد دے سکتے هیں ؟ بظاهر اس مسئلہ کا حل یہي هی کہ عمدہ تعلیم ضرور اس قابل سمجھي جاوے کہ اس کے واسطے معقول مشاهرے دینے چاهیئیں - اگر هم اُن مشاهروں کے لحاظ سے غور کریں جو اس اس زمانہ میں اساتذہ کو دیئے جاتے هیں تو معلوم هوگا کہ بالعموم اسکول کمیٹي ایک اسسٹنٹ ماسٹر کو دوسرے درجہ کے کلرک کي حیثیت سے بھي کم سمجھتي هی اور اگر تنخواهوں کے نقشہ کے اعتبار سے موازنہ کریں تو ایک هیڈ ماسٹر کو محکمۂ تعمیرات کے اوورسیر اور انسپکٹر پولیس کے هم رتبہ تصور کیا جاتا هی — ان حالات کے لحاظ سے یہہ امر کچھہ بھی تعجب انگیز نہیں هی کہ جو گریجوئیٹ تعلیم و تعلم کے پیشہ میں داخل هوتے هیں اُن میں کے ستر فیصدي تیسرے درجہ کي قابلیت کے لوگ هوتے هیں- اگر منیجنگ کمیٹیاں کام کے آدمی چاهتي هیں تو اُنہیں ایسے آدمیوں کي واجبي قیمت ادا کرنے کے لیئے طیار رهنا چاهیئے — یہہ ایک ایسا اُصول هي جس کو هر کاروباري آدمي آساني سے سمجھہ سکتا هی ، کیونکہ خود اسے اپنے کام کے

لیئے جب ایک ماہرفن کی خدمات درکار ہوتی ہیں تو وہ اتنی تنخواہ دینے پر آمادہ ہوجاتا ہی جس پر ایک ایسا آدمی مل سکے جس پر اُسے کامل اعتماد ہو - مدارس کے منتظمین کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ اسٹاف اپنی لیاقت کے مطابق کافی معاوضہ لے رہا ہی — اُس کی نسبت میں اخبار ٹائمز کے ایک آرٹکل کے الفاظ میں جواب دونگا :

" معلمی کا کام بہت محنت اور مشقت کا کام ہی — جس شخص کو اس کا تجربہ نہو وہ اس امر کو محسوس نہیں کرسکتا کہ اساتذہ کے درجہ اور آیندہ بہبودی کے لحاظ سے اگر اُن کی بھلائی یا برائی کے لیئے کوئی تغیر کردیا جاوے تو اُس کا اثر تعلیم کی عمدگی اور اُن کے کام کی حالت پر پڑے گا — بہت سے اسکول ایسے ہیں کہ اگر اُن میں معقول تنخواہ کے ساتھہ پنشن کی اسکیم بھی شامل ہوجائے تو اس سے موجودہ اسٹاف کی قابلیت دوچند ہوجائے گی - علاوہ ازیں نئے لوگوں پر اس کا جو عمدہ اثر ہوگا وہ ظاہر ہی " *

ایک اہم سوال یہہ بھی ہی کہ اگر خاطر خواہ قسم کا آدمی ہیڈ ماسٹری کے لیئے مل بھی جائے اور مستقل طور سے اُس کا تقرر ہوجائے تو مجلس انتظامیہ اس سے بہتر سے بہتر کام کس طرح سے لے سکتی ہی ؟

اس کا جواب صرف تین لفظوں میں یہہ ہی کہ :— " اُسے خود مختار رکھو " — شاید یہہ مبالغہ سمجھا جائے ، لیکن حقیقت یہہ ہی کہ جب خاطر خواہ قسم کا آدمی دستیاب ہوجائے تو کمیٹی کو چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کو کامل اختیارات تفویض کرے — اسکاٹ لینڈ کے ثانوی مدارس اور انگلستان کے پبلک مدارس کی کامیابی کا اصلی راز بھی ہی کہ ہیڈ ماسٹر اپنے عہدہ پر نہ صرف مستقل ہوتا ہی بلکہ اسکول کے انتظامات میں اُس کی آواز ایک مسلمہ قوت رکھتی ہی اور اپنے مددگاروں کے کام کی نگرانی ، طلبہ کی ڈسپلن ، اُن کے امتحانات اور اُن کی ترقی کے متعلق اُسے کامل اختیارات حاصل ہوتے ہیں *

یہہ وہ الفاظ ہیں جن میں اپنگھم کے مشہور ہیڈ ماسٹر مسٹر تہرنگ نے اس خیال کو ظاہر کیا کہ اُستاد کے کام پر بیرونی نگرانی کس طرح ہونی چاہیے - اس سے ان کی غرض یہہ نہیں ہی کہ ہیڈ ماسٹر طلبہ کے

والدین اور منیجروں سے کہہ دے کہ آپ کو کوئی واسطہ اور غرض ہی نہیں — تعلیم سے ان کو بھی تعلق ہی اور ان کو اپنی راے کے اظہار کا حق ہی - اور اگر پیشہ ور معلم راے عامہ سے بالکل علیحدگی اختیار کریں تو موجب ضرر کا ہوگا — غیر ماہر لوگ تعلیمی مسائل پر راے زنی کی اہلیت رکھتے ہیں اور جیساکہ میں نے عرض کیا ہی اس بات میں ان کے خاص فرایض بھی ہیں جن کی انجام دہی اس بات کے منافی نہیں کہ اندرونی معاملات میں ہیڈ ماسٹروں کو اپنے اسکول کے متعلق کامل اختیارات حاصل ہوں *

خلاصہ یہہ ہی کہ ہم سب یعنی پبلک کام کرنے والے ، والدین اور معلمین ملکر کام کرنے والے ہیں - گوہم میں سے ہر ایک کا دائرہ عمل جدا ہی ، پھر بھی ہم سب کی غرض مشترک ہی اور وہ غرض ترقی تعلیم ہی - ہمیں اپنے مشترک مقصد کی انجام دہی کے لیئے فن معلمی کی کسی جدید تھیوری کی ضرورت نہیں جو ہم کو ہمارے جداگانہ فرایض بتلاوے - ہم کو کمینس کے الفاظ پر غور کرنا چاہیئے جو موجودہ طرز تعلیم کا بانی مبانی ہی اور جس نے اب سے تین سو سال قبل ہمیں یہہ پیغام پہونچایا تھا :

" سلطنت کی اصلاح اس کے فرزندوں کی موزوں تربیت پر منحصر ہی — تو کیا ہم جو اس سے واقف ہیں ہاتھہ پر ہاتھہ رکھے بیٹھے رہیں گے ، بحالیکہ دوسرے لوگ دست بکار ہیں — ہمیں چاہیئے کہ کامل اتفاق اور اتحاد کے ساتھہ ہر ممکن طریقہ سے ایسے اعلیٰ مقصد کی انجام دہی کی کوشش کریں — اے تعلیم یافتہ لوگو ! جن کو خدا نے عقل اور مضبوط قوت فیصلہ عطا فرمائی ہی ، تمہیں چاہیئے کہ تم اپنے شرارے نہیں بلکہ شمع اور مشعل کے ذریعہ سے اس نار مقدس میں شعلہ جوالہ پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرو - اے والدین ! اپنے بچوں کی پرورش خدا ترسی کے آغوش میں کرو - اے معلمین ! چاہیئے کہ تمہارا پاک پیشہ اور وہ اعتماد جو والدین اپنے جگر گوشوں کے متعلق تم پر کرتے ہیں تمارے اندر آتش جوش مشتعل کردے اور تمہیں اور شاگردوں کو اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھنے دے جب تک کہ تمارا پیارا وطن ایک سرے سے دوسرے سرے تک نور علم سے منور نہ ہوجائے " *

ایڈریس ختم ہونے پر آنریبل میاں محمد شفیع صاحب نے صاحب ممدوح کی اس عنایت اور دلچسپی کا شکریہ ادا کیا جو اسکول سیکشن کے جلسہ کی صدارت فرمانے اور تعلیم کے متعلق اپنے تجربہ کی بنا پر مفید خیالات سے ممبران کانفرنس کو مستفید کرنے سے جناب ممدوح نے ظاہر فرمائی۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل رزولیوشن یکے بعد دیگرے پیش ہوکر منظور ہوئے :—

رزولیوشن نمبر ۲۰

" اس کانفرنس کی راے میں یہہ امر ضروری ہی کہ جو اسپیشل اسلامیہ اسکول اور مکاتب بذریعہ لوکل گورنمنٹ رزولیوشن نمبری ۱۹۱۱ - ۱۵ مجریہ ۲۵ اگست سنہ ۱۹۱۴ع جاری ہوں اُن کے اخراجات کے لیئے ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ کے بجٹ میں خاص اور کافی رقوم رکھی جاویں" *

محرک : خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب *

موئد : مولوی محمد اسمعیل صاحب وکیل ہمیر پور *

رزولیوشن نمبر ۲۱

" یہہ کانفرنس تمام لوکل گورنمنٹوں اور سرشتہ ہاے تعلیمات سے درخواست کرتی ہی کہ مڈل اسکولوں کے بورڈنگ ہاؤسوں میں مسلمان طلبہ کے لیئے وہی سہولتیں بہم پہونچائی جاویں جو دیگر اقوام کے طلبہ کے لیئے ہیں اور ہر بورڈنگ ہاؤس میں ایک مسلمان باورچی مقرر کیا جائے" *

محرک : شیخ محمد عبد اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل علی گڈہ *

موید : مولوی محمد اسمعیل صاحب وکیل *

رزولیوشن نمبر ۲۲

" چونکہ دیہاتی مدارس میں مسلمان مدرسین کی تعداد بہت کم ہی اور اس کا گہرا اثر طلبہ کی تعداد اور زبان اُردو کی تعلیم پر پڑتا ہی، اس لیئے مسلمان مدرسین کی تعداد میں معتدبہ اضافہ نہایت ضروری ہی - لہذا یہہ کانفرنس تمام لوکل گورنمنٹوں سے ملتجی ہی کہ نارمل اور ٹریننگ کلاسوں میں کم از کم ۴۰ فی صدی مسلمان طلبہ شریک کیئے جاویں" *

محرک : خواجہ سجاد حسین صاحب بی اے پانی پت *

موید : آفتاب احمد خاں آنریری جائنٹ سکرٹری *

رزولیوشن نمبر ۲۳

"مسلمان افسران معائنہ کی تعداد صوبجات متحدہ، پنجاب، بنگال، بہار، اُڑیسہ بمبئی اور ممالک متوسط میں نہایت قلیل ہی اور مسلمانوں کے تعلیمی حقوق کی حفاظت اور توسیع تعلیم کے لیئے بسا ضروری ہی کہ افسران کی تعداد میں معقول اضافہ ہو - اس لیئے یہہ سیکشن گورنمنٹ ہاے صوبجات سے مستدعی ہی کہ اس ضرورت کی طرف خاص توجہ مبذول کریں اور جب تک کہ مسلمان افسران معائنہ کی تعداد اس قدر نہ ہوجائے کہ ہر ڈویژن میں کم از کم ایک ڈپٹی انسپکٹر اور ہر کمشنری میں کم از کم دو مسلمان سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ مقرر ہوسکیں، اس وقت تک یہہ انتظام کیا جاے کہ ہر سال مسلمان سب ڈپٹی انسپکٹروں کا تبادلہ تحصیل بہ تحصیل اور مسلمان ڈپٹی انسپکٹروں اور مسلمان سکرٹری ڈسٹرکٹ بورڈ کا تبادلہ ضلع بہ ضلع ہو، تاکہ باری باری ہر جگہ مسلمانوں کے تعلیمی حقوق کی حفاظت ہوسکے" *

محرک : مولوی نیاز علی صاحب انسپکٹر مدارس *

موئد : ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سی آئی ای *

اس قدر کارروائی کے بعد مسٹر کریم بخش پرسنل اسسٹنٹ ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم صوبہ سرحدی نے مسلمانان صوبہ سرحدی کی تعلیم کے متعلق ایک دلچسپ رپورٹ پڑھی جو تمام و کمال ذیل میں درج کی جاتی ہی :—

رپورٹ

بابت تعلیم مسلمانان صوبہ سرحدی جو میر کریم بخش صاحب پرسنل اسسٹنٹ ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم صوبہ سرحدی نے اجلاس ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ علی گڈہ میں پڑھی

جناب صدر و معزز حاضرین !

میں اس لیئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ صوبہ سرحد کے مسلمانوں کی تعلیم کا خاکہ آپ حضرات کے سامنے پیش کروں — پیشتر اس کے کہ میں تعلیمی اعداد و کوائف پر بحث کروں یہہ

ضروري سمجهتا هوں که اس صوبه کي مختصر سي جغرافيائي حالت آپ کے سامنے بيان کروں — شمال مغربي سرحدي صوبه جيسا که اُس کے نام سے ظاهر هی، سلطنت هند کي شمال مغربي سرحد پر واقع هی — اُس صوبے کا کل رقبه ۳۹۰۰۰ مربع ميل هی اور اس کي کل آبادي سنه ۱۹۱۱ ع کي مردم شماري کے مطابق قريباً چاليس لاکهه هی — اس صوبه ميں باقاعده حکومت کے نيچے پانچ اضلاع پشاور، هزاره، کوهاٹ، بنوں اور ڈيره اسمعيل خاں هيں — ان کا مجموعي رقبه ۱۳۳۱۸ مربع ميل هی اور ان کي آبادي ۲۵ لاکهه - ۷ في صدي هندو اور ۹۳ في صدي مسلمان هی — علاوه ان پانچ اضلاع کے پانچ ايجنسياں هيں جن کا تعلق اقوام غير علاقه سے هی — ان ايجنٹوں کے بڑے حاکم يعني صاحب پوليٹکل ايجنٹ سوائے اشد ضرورت کے (اور وه بهي اُن کي خواهش اور رسم و رواج کے مطابق) اقوام غير علاقه کے اندروني معاملات ميں بالکل دست اندازي نهيں کرتے *

صوبه سرحد سنه ۱۹۰۱ ع کے انتظام کي روسے پنجاب سے عليحده هوا - ليکن تعليمي لحاظ سے جنوري سنه ۱۹۱۱ع تک اس صوبه کے ساتهه ملحق رها — سنه ۱۹۰۱ ع سے ليکر سنه ۱۹۱۱ ع تک اُس صوبه کي تعليمي حالت ابتر تهي — ميں اس موقع پر اُس ريويو کو اختصاراً بيان کرتا هوں جو اُس صوبه کے آنريبل چيف کمشنر صاحب بهادر کے قلم سے سنه ۱۲ و ۱۹۱۱ ع کي تعليمي رپورٹ کے متعلق نکلا — لوگوں کي تعليمي پستي کے باعث مقامي معلمين شاذ هي دستياب هوتے تهے — پنجابي مدرسين درياے سنده کے پار ملازمت دل سے نهيں کرتے تهے — پٹهانوں کي تعليم بباعث دوري کے پنجاب گورنمنٹ سے پورا نفع نه اُٹها سکي — سنه ۱۹۰۱ ع ميں صوبه کو الگ کرتے هوے مسئله تعليم کو بهي اگر اهميت کي نگاه سے ديکها جاتا اور صوبه کو تعليمي لحاظ سے بهي الگ کرديا جاتا تو اُس کا يهه فائده هوتا که اس وقت همارا تعليمي پودا بار آور نظر آتا — گذشته دس سال کے عرصے ميں وه بے تعلقي جو اٹک پار کے علاقوں کو هندوستان سے تهي بهت حد تک دور هوچکي هی — مسلمانان صوبه سرحد ميں اب اس بات کا احساس پيدا هوگيا هی که اگراُن کو ديگر اقوام کے ساتهه تمدن، کاروبار يا سرکاري ملازمت ميں مقابله کرنا هی تو تعليم اُن کے لیئے اشد ضروري هی — سچ هی که

مسلمانوں کي چهوٹي سي تعليم يافته جماعت ميں ايک نهايت هي قليل گروه ايسے خود غرضوں کا هی جو نهيں چاهتا که عوام الناس ترقي کريں — وه زور کے ساتهه کهتے هيں که تعليم سوسائٹي کے قديم رگ و ريشے کو نقصان پهونچائيگي اور دولت مندوں کي خدمت کے لیئے کاشتکاروں کے بچوں کے دماغوں کو حرص مندانه خيالات سے پر کرکے ناکاره بناديگي — لکڑ هارے اور سقے کا کام تب اُن کے لیئے کون کرے گا — مگر اس قسم کے لوگ بظاهر بهت هي تهوڑے هيں *

سوسائٹي کے اصلي رهنماؤں کي تعداد ان چند خود غرضوں سے بهت بڑهتي جاتي هی — وه هميشه اس بات کا اظهار کرتے رهتے هيں که تعليم اور ترقي باهم لازم ملزوم هيں، اور تعليم کے بغير هر ايک کام ميں (حتىٰ که اسلحه بندي کے کام ميں بهي) جاهل کي حالت مايوسانه طور پر گهاٹے ميں هی *

صاحبان! مختصر طور پر يهه وه الفاظ هيں جو اس سے پانچ سال پهلے اُس صوبے کي تعليم کے متعلق لاٹ صاحب بهادر کي پرزور قلم سے اس صوبه کي تعليم کے متعلق نکلے - اسي ريويو کے اندر حضور لاٹ صاحب بهادر جناب سر جارج روسکيپل ايک مختصر سا پروگرام تحرير فرماتے هيں جس پر عمل درآمد کرنے سے صوبه سرحد کي تعليم نے پانچ سال کے عرصه ميں وه ترقي کي هی جس کا اس قليل عرصه ميں هونا غيرممکن سا تها - پيشتر اس کے که ميں ان اسباب پر بحث کروں جو اس قدر نماياں تعليمي ترقي کے لیئے اختيار کئے گئے، ميں آپ کي خدمت ميں اس ثبوت ميں که صوبه نے پانچ سال کے عرصه ميں غير معمولي ترقي کي هی اعداد و شمار سال سنه ۱۱-۱۹۱۰ع اور سنه ۱۶-۱۹۱۵ع پيش کرکے دکهانا چاهتا هوں که مسلمانان صوبه سرحد کو کس قدر عظيم الشان فائده هوا - اس سے آپ نتيجه نکال سکينگے که آينده کيا اُميد هوسکتي هی *

نقشہ مقابلۂ تعلیم سنہ ۱۱-۱۹۱۰ع و سال حال

نام درسگاه	سنه	تعداد مسلمانان	تعداد هنود	تعداد سکھان	میزان	کیفیت
آرٹ کالج	سنه ۱۱-۱۹۱۰ع	۱۸	۳	...	۲۱	
"	سنه ۱۶-۱۹۱۵ع	۱۰۸	۳۰	۷	۱۴۵	
اینگلو ورنیکولر سکنڈري اسکول	سنه ۱۱-۱۹۱۰ع	...	...	...	...	چونکه اس سال پرائمري حصص بهي سکنڈري میں شامل تهے ، لهذا صحیح تعداد نه معلوم هوسکنے کیوجه سے مقابله نهیں هوسکتا*
"	سنه ۱۶-۱۹۱۵ع	۲۲۳۶	۱۶۵۷	۲۵۰	۴۱۴۳	
ورنیکولر سکنڈري مدارس	سنه ۱۱-۱۹۱۰ع	...	...	...	...	چونکه اس سال پرائمري حصص بهي سکنڈري میں شامل تهے ، لهذا صحیح تعداد نه معلوم هوسکنے کیوجه سے مقابله نهیں هوسکتا*
"	سنه ۱۶-۱۹۱۵ع	۱۰۳۷	۲۳۹	۱۹	۱۲۹۵	
پرائمري مدارس	سنه ۱۱-۱۹۱۰ع	۹۸۶۱	۳۰	۳۹	۱۳،۸۰۱	
"	سنه ۱۶-۱۹۱۵ع	۲۵۵۴۸	۶۵۷۶	۹۵۲	۳۳،۲۷۶	
مدارس معلمین	سنه ۱۱-۱۹۱۰ع	۳۸	۱۵	...	۵۳	
"	سنه ۱۶-۱۹۱۵ع	۷۰	۱۶	۱	۸۷	

ان اعداد کے مطالعه سے ظاهر هی که تمام مدارس میں مسلمان طلباء کي تعداد میں معتدبه اضافه هوا هی — نقشه بالا کا سب سے زیاده قابل اطمینان پهلو یهه هی که جو طالب علم ابتدائی تعلیم حاصل کرتے هیں اُن کي تعداد میں بهت زیاده بیشي هوئي هی — میں ان اسباب کے متعلق کچهه عرض کرنا چاهتا هوں جو اس قدر بیشي کا باعث هوئے - گذشته پانچ سالوں میں امپیریل گورنمنٹ کي امداد سے تین سو بورڈ پرائمري مدارس کهولے گئے — اگرچه گورنمنٹ مذهبي معاملات میں اپني عدم مداخلت پر قایم هی مگر اس نے مسلمانوں کے احساس مذهبي کے متعلق ممکن رعایتیں کردي هیں — چنانچه ضابطه تعلیم صوبه سرحد کي دفعه ۱۵۹ کا منشا اس بارہ میں یهه هی که والدین کي خاص درخواست پر سرکاري اور بورڈ مدارس میں مذهبي تعلیم دي جاسکتي هی — بشرطیکه وہ اسکول کے اوقات سے خارج هو اور اس تعلیم کا دینے والا عمله مدرسه سے نه هو — کل پرائمري مدارس میں جمعه بجاے اتوار کے تعطیل کا دن قرار دیا گیا هی — یهه خاص رعایتیں بهت حد تک اس خالص دنیاوي تعلیم کي نفرت کو دبا رهي هیں جو اس صوبہ کے مسلمانوں میں کثرت سے موجود تهي — پرائمري بورڈ مدارس میں فیس بالکل معاف کردیئے جانے سے غریب سے غریب طالب علم بهي ابتدائي تعلیم حاصل کرسکتا هی — قصباتي اور دهاتي پرائمري تعلیم میں نصاب کے یکساں کردینے اور جماعت پنجم کے اڑا دینے سے بهت سي سهولتیں پیدا هوگئي هیں — پرائمري مدارس میں ایک جماعت کے کم هوجانے سے یهه خیال نه کیا جاے که تعلیمی استعداد پرائمري طلباء کي کم کردي گئي هی، بلکه نصاب حتي الامکان ایسا دلچسپ اور کار آمد تجویز کیا گیا هی که حال کا پرائمري پاس کرده زمانه ماسبق کے پرائمري پاس کرده سے بهتر هوتا هی- اس امر کا پورا لحاظ رکها گیا هی که طلباء میں مشاهده اور بیان کي عادت ڈالي جاے — طالب علم خطوط کے لکهنے پڑهنے کے قابل هوجاے اور اپنے لین دین کے لیئے کافي تحریري اور زباني حساب سیکهه لے *

رومن میں عبارت کا لکهنا ، فارسي رقوم کا جاننا (جن سے اکثر اس کا آینده زندگي میں واسطه پڑے گا) اور سلطنت هند کے جغرافیه سے اس قدر واقفیت حاصل کرنا بهي ضروري هی جو اُس کو مفید هوسکے-

صاحبان ، اب پہلے کي طرح طالب علم کے دماغ میں ابتدائي تعلیم کي بے فائدہ باتیں تھونسي نہیں جاتیں — اگر طالب عام ابتدائي تعلیم کے بعد مدرسہ چھوڑ بھي دے تو وہ اپنے کاروبار کے جلانے کے قابل ہوسکتا ھی — ابتدائي تعلیم کے اُستادوں کي تنخواھوں میں معقول اضافہ کیا گیا ھی اور وہ صرف اس لیئے کہ وہ اپنے فرض منصبي میں زیادہ دلچسپي لیں :

کہ مزدور خوشدل کند کار بیش

ترینڈ اور سند یافتہ مدرس کو بجائے ۱۰ روپے کے اب ۱۴ روپے ماھوار سے کم نہیں ملتے — ان کے چار درجہ ۱۴ روپے سے لیکر ۲۰ روپے تک قایم کیئے گئے ھیں — میں یہہ بتانے پر خوش ھوں کہ اس وقت ابتدائي معلمین کي فہرست میں جو اس صوبہ میں کام کررھے ھیں قریباً پانچ سو مدرسین میں سے چارسو مسلمان ھیں — اُمید کي جاتي ھی کہ اس صوبہ کا ٹریننگ کالج و نارمل اسکول اس نسبت میں سال بسال ترقي کرتے جائیں گے — صاحبان ! پیشتر اس کے کہ میں ابتدائي تعلیم کے مسئلہ کو ختم کروں میں یہہ ذکر کرنا چاھتا ھوں کہ مسلمانوں کے لیئے خاص دیسي مکاتب کي شور پکار ھر صوبہ سے اُٹھتي رھي ھی — دیسي مکاتب دوسرے صوبوں میں مفید ھوسکتے ھیں — لیکن صوبہ سرحد میں اُن کي ضرورت نہیں *

مجھے یہہ کہنے میں کوئي تامل نہیں کہ ھر ایک بورڈ پرائمري مدرسہ اس غرض کو پورا کررھا ھی جو ایک قومي درسگاہ سے پوري ھوتي ھی- طلبا ۷۴ فیصدي مسلمان ھیں — اُستاد اکثر مسلمان ھیں — جمعہ کي تعطیل بجائے اتوار کے ھی- مذھبي تعلیم کی بھي کوئي ممانعت نہیں ، بشرطیکہ گورنمنٹ کے احکام کي پابندي کی جائے — صاحبان، کیا ایسے صوبے کے لیئے کسي دیسي مکتب کي ضرورت باقي رھتي ھی ؟ جوتھے بھي ان کے مہتمان اُن کو خوشي سے بورڈ پرائمري مدارس میں تبدیل کررھے ھیں- میرا یہہ اس وقت منصب نہیں کہ میں دیسي مکاتب کے حسن و قبح پر بحث کروں لیکن میرا تیرہ سالہ تعلیمي تجربہ مجھکو اس بات پر مجبور کرتا ھی کہ میں کچھہ نہ کچھہ ان کے متعلق ضرور عرض کروں — دیسي مکاتب تعلیمي نقطۂ خیال سے محض نکمے اور ردي ھیں ؛ کیونکہ ان اسکولوں کے طلبا قطعي جاھل رھتے ھیں —

معمولي قسم کي نوشت و خواند سے بھي نابلد رھتے ھیں — ایسے مدارس میں اپنے لڑکوں کو بھیجنا تعلیمی عمارت کي بنیاد ریت پر ڈالنا ھی ، جو ایک ھي مخالف جھونکے سے گرنے کے خدشے میں رھے گي — میں اس سے زیادہ اُن کے متعلق اور کچھہ عرض کرنا نہیں چاھتا — ابتدائي تعلیم صوبہ سرحدي کي بنیاد پختہ ھوچکي ھی اور وہ دن قریب ھی کہ جب اس صوبہ کا بچہ بچہ کم ازکم ابتدائي تعلیم کے درجہ تک پڑھا ھوا نظر آئے گا — میں اس صوبہ کي سیکنڈري تعلیم کے متعلق اب کچھہ عرض کرنا چاھتا ھوں — میں افسوس کرتا ھوں کہ سنہ ۱۱-۱۹۱۰ ع کے اعداد سیکنڈري مدارس میں حصہ پرائمري کے اعداد بھي شامل ھیں — اس لیئے ان کا مقابلہ سنہ ۱۶-۱۹۱۵ ع کے اعداد کے ساتھہ نہیں کیا جاسکتا — لیکن میں یہہ جتانا ضروري سمجھتا ھوں کہ سنہ ۱۵-۱۹۱۴ ع کے اعداد سے اگر ان کا مقابلہ کیا جائے تو مسلمانوں کي تعداد میں ۲۷۳ کي بیشی نظر آتي ھی اور اسي طرح اس صوبہ کي ھر سال کي تعلیمي رپورٹ اس تعداد میں کچھہ نہ کچھہ بیشي دکھاتي ھی - صاحبان، ثانوي تعلیم میں مسلمانوں کی کل تعداد جو اس وقت زیر تعلیم ھی — ۳۲۷۳ ھی جو کل طلبا کا ۵۹٫۷ فیصدي ھی - حصہ ھائي میں ۵۵٫۲ فیصدي اور حصہ مڈل میں ۶۰٫۳ فیصدي — جب اس بات کا خیال کیا جاتا ھی کہ گذشتہ مردم شماري کے مطابق اس صوبہ کے مسلمانوں کي تعداد ۹۳ فیصدي ھی تو یہ نسبت کچھہ حوصلہ افزا نہیں — لیکن حصہ مڈل میں بڑھتي ھوئي نسبت سے یہہ نتیجہ نکالا جاسکتا ھی کہ وہ کمي جو اس قوم کو ثانوي تعلیم میں پوري کرني ھی اس کا احساس اُس کو ھونے لگا ھی — صاحبان، اس صوبہ کي گورنمنٹ اور سرشتہ تعلیم نے ثانوي تعلیم کو ترقي دینے کے متعلق جو سہولتیں بہم پہونچائي ھیں میں اُن کا ذکر اس موقع پر کرنا چاھتا ھوں — ثانوي مدارس میں ھر جمعہ کو اُدھے دن کي تعطیل ھوتي ھی- جماعت پنجم کو پرائمري مدارس میں سے اڑا دینے اور انگریزي مدارس کے حصہ پرائمري میں سے انگریزي خارج کردینے سے ثانوي تعلیم کو بڑا فائدہ پہونچ رھا ھی — پہلے جو لڑکا ورنیکلر پرائمري پاس کرکے انگریزي تعلیم حاصل کرنا چاھتا تھا ، اُس کي عمر کا ایک سال صرف انگریزي پڑھنے ھي میں ضائع ھوتا تھا — وہ

انگریزی کی اس کمی کو پورا کرتا تھا جو اس کے شہری بھائی نے اپنے پرائمری کورس میں دو سال میں حاصل کی ہوتی تھی — اب دونوں کی تعلیم پرائمری میں یکساں ھی - اور دونوں انگریزی اول مدل سے شروع کرتے ھیں - اس تبدیلی سے بہت بڑا فائدہ ہوا ھی — اور سب سے زیادہ فائدہ مسلمان مزارعین کو ملا ھی جن کی تعداد دیہاتوں میں بہت زیادہ ھی - اور جو اکثر اپنے بچوں کو ایک سال ضائع ہونے کے خیال سے ثانوی مدارس میں نہیں بھیجتے تھے - اور اب بھیجنے لگے ھیں سال سنہ ۱۶-۱۹۱۵ع میں ۱۵-۱۹۱۴ع کی نسبت ۲۷۳ کی بیشی ھی اور سنہ ۱۵و۱۹۱۴ ع میں ۱۴و۱۹۱۳ ع کی نسبت ۳۲۶ کی بیشی ہوئی — اور ۱۴و۱۹۱۳ع میں سنہ ۱۳-۱۹۱۲ ع کی نسبت ۴۲۷ کی بیشی ہوئی — سنہ ۱۳ و ۱۹۱۲ ع وہ سال تھا جس میں انگریزی تعلیم حصہ پرائمری سے اڑائی گئی — گویا اس تین سال کے عرصہ میں حصہ ثانوی میں مسلمانوں کی تعداد میں ۱۰۲۶ کی بیشی ہوئی ھے — آپ اس سے نتیجہ نکال سکتے ھیں کہ آیندہ اس تبدیلی سے کیا کچھہ نفع پہونچے گا - اس میں کچھہ شک نہیں کہ ان درجوں میں فیس کی شرح بڑھادی گئی ھے — لیکن صاحبان زراعت پیشہ کے لیئے (جو صوبہ کی کل آبادی کا ۶۷ فی صدی ھیں اور جو اکثر مسلمان ھیں) ان کے لیئے بہت بڑی رعایتیں رکھی گئی ھیں — یعنی حصہ ھائی میں غیر کاشتکاروں کی فیس ۳ روپے ۸ آنے ھے، اور کاشتکاروں کی فیس ۲ روپے ۸ آنے — حصہ مدل میں غیر کاشتکاروں کی فیس ایک روپیہ ۸ آنے اور کاشتکاروں کی ایک روپیہ — ورنیکولر مدل مدارس میں غیر کاشتکاروں کی ۳ آنے ھے - دس فی صدی طلبا کی فیس معاف کی جاتی ھے *

میں اُمید کرتا ہوں کہ ہماری سکنڈری تعلیم کی کمی بہت جلد پوری ہوجائیگی - صاحبان، ان اعداد سے جو میں نے ابھی پیش کیئے ھیں نہایت ھی خوش کن منظر کالجی تعلیم کا ھی — اس سے پانچ سال پہلے اگر اس صوبے کے کالجوں میں صرف اٹھارہ مسلمان کالج میں تعلیم پاتے تھے تو آج ۱۰۸ - ہم کو بدل ممنون ہونا چاہیئے گورنمنٹ اور جناب سر جارج روس کیپل کا جن کی روشن خیالی، فراخ دلی اور شاہانہ فیاضی سے اسلامیہ کالج اور کالیجیٹ اسکول پشاور میں قایم ہوگئے — اور اس طرح

آیندہ کے لیئے تعلیم کی بنیاد پختہ ہوگئی — میں اجازت چاہتا ہوں کہ اسلامیہ کالج کی تحریک کا آپ کے سامنے مختصر سا حال عرض کروں، مگر پیشتر اس کے کہ میں اس تحریک کا حال آپ کے سامنے بیان کروں، میں یہہ اپنا روحانی افرض سمجھتا ہوں کہ اُس فخر قوم کا ذکر کروں جس کی بدولت علی گڈہ میں مومنٹ اس قدر پھل اور پھول رہی ھے - سرسید علیہ الرحمۃ کی روح صوبہ سرحد میں اپنا کام زور شور کے ساتھہ کرتی رہی اور اُن کے کل تعصبات پر غالب آکر آخر ایک ایسا عالی شان تعلیم کا ڈھانچا صوبہ سرحد میں قایم کردیا جس کا ذکر میں اب آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں *

صاحبان، ہند کی تعلیمی تاریخ میں بہت کم واقعات ایسی اھمیت کی نگاہ سے دیکھے جائینگے — اور ان کا اثر اس قدر دل و دماغ پر نہیں ہوگا جیساکہ اسلامیہ کالج اوراس کی تحریک کا - سنہ ۱۹۰۸ ع مسلمانان سرحد کے لیئے نہایت ھی مبارک سال تھا — جب جناب سرجارج روس کیپل نے اس صوبہ کی عنان حکومت اپنے ھاتھہ میں لی — اس تحریک کا آغاز بھی اس سال کے ساتھہ ہوتاھے سر ھارکوٹ بٹلر سابق ممبر تعلیم نے اسلامیہ کالج میں روس کیپل ھال کا افتتاح فرماتے ہوے کہا کہ " جس وقت سے سر جارج روس کیپل نے اس صوبہ کی عنان حکومت اپنے ھاتھہ میں لی ھے اُس وقت سے تعلیمی باغ میں بہار آئی — مارچ سنہ ۱۹۰۸ ع مین پبلک تعلیمی درسگاھوں کی تعداد اس صوبہ میں ۲۵۲ تھی اور طلبا کی تعداد ۱۴۸۹۲ — مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع میں پبلک درسگاھوں کی تعداد ۵۱۵ تھی اور ان میں ۳۵۷۴۳۰ طلبا تھے — (مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع سے افتتاح کے بعد سے) آج تک سو اسکولوں کا اور بھی اضافہ ہوگیاھے - پرائمری تعلیم مفت کی گئی ھی - اور اسلامیہ کالج اس تعلیمی فصل بہار کا نہایت ھی خوش رنگ گلدستہ ھے " — سنہ ۱۹۰۹ ع میں یہہ تحریک اس قدر ترقی کرچکی تھی کہ سربرآوردہ مسلمان نمایندوں کے ایک وفد نے سر جارج روس کیپل کے سامنے کالج اور کالیجیٹ اسکول کے قایم کرنے کے لیئے عام تجاویز پیش کیں — ان تجاویز کا خیر مقدم جناب نے نہایت حوصلہ افزا الفاظ میں کیا اور یہہ قیمتی مشورہ دیا کہ کسی قسم کی عملی کارروائی کرنے سے پہلے مسلمانان صوبہ سرحد کے خیالات عام طور پر جو ان تجاویز کے متعلق ھیں معلوم

کر لینے چاهیں — اس مشورہ پر عمل درآمد کرکے اس تحریک کے حامیوں نے ایک کهلی چهٹی صوبہ کے باشندگان کو لکهی — اس چٹهی کا جواب مسلمان پبلک کی طرف سے نہایت هی حوصلہ افزا تها — هر ایک شخص نے حسب استطاعت اس تحریک میں عملی حصہ لینے کا شوق ظاهر کیا — ١٠-١٩٠٩ ع میں جناب سر جارج روس کیپل رخصت پر تشریف لے گئے — ان کی اس عارضی غیر حاضري میں اس تجویز پر برابر عمل هوتا رها - لیکن آں حضور کی واپسی پر نہایت شد و مد سے اس پر عمل درآمد شروع هوا - صاحبان، آٹهہ لاکهہ کی کثیر رقم کا پرائیویٹ چندوں کے ذریعہ وعدہ دیا گیا - کثیرالتعداد اصحاب کے اسماء گرامی اس چندے کی فہرست میں ملتے هیں- هر ایک شخص نے اپنی همت کے مطابق حصہ لیا هے- کسی خاص کا ذکر کرنا گو ظاهرا ضروري نهیں لیکن گونا ناشکرگذاري هوگی اگر ان اصحاب کا (جنهوں نے زر خطیر اس نیک کام میں دیا) ذکر نہ کیا جاوے- خان بہادر میاں رحیم شاہ سی آئی اي کا نام اس فہرست میں چوٹی پر هے- نواب صاحب دیر، نواب صاحب امبا، مہتر چترال، خان بہادر حاجي میاں کریم بخش اور خانصاحب عبدالکریم خاں صاحب مرحوم نے بهي کمال دلچسپي دکهائي - خان بہادر ارباب دوست محمد خاں صاحب رئیس تهکال بالا نہایت قیمتي مدد کالج کو دے رهے هیں — نواب سر کرنل محمد اسلم خاں صاحب مرحوم، خاں بہادر شیخ محمد اکبر خاں صاحب مرحوم اور مفتي فدا محمد خاں صاحب مرحوم اپني قابل قدر سرپرستي کے باعث یادگار زمانہ رهیں گے- صاحبان، کالج کي عمارت کے لیئے جگهہ کا انتخاب بهي ایک ادق مسئلہ تها — کمیٹي نے نہایت دانشمندي کے ساتهہ ایک تاریخي مقام پر جگهہ کا انتخاب کیا — یہہ مقام راستہ درہ خیبر پر واقع هی سڑک کي جانب رخ کرکے کهڑے هونے سے هندوستان کا وہ دروازہ نظر آتا هی جس میں سے هوکر شاهان سلف گزرے- سر هار کورٹ بٹلر نے کالیجیٹ اسکول کا افتتاح کرتے هوئے اس جگهہ کے متعلق فرمایا تها کہ " برٹش انڈیا میں داخل هوتے هوئے جو پہلا منظر وسط ایشیا کے تهکے ماندے سیاح کے پیش نظر هوگا وہ اسلامیہ کالج کي عمارتیں هیں" — صاحبان، کالج کی جگهہ کا انتخاب بهي انعام ربي هی حسن اتفاق دیکهئے کہ اسي موقع پر بدھ کے زمانہ کي ایک مانسٹري اور کالج کے آثار نکلے هیں —

یہہ بهي ایک تائید غیبي هی کہ وہ جگهہ جو اب سے دوهزار برس پیشتر تعلیم گاہ تهي پهر درسگاہ بنتي هی — ٣٥٠٠٠ روپے کی لاگت سے ١٢٠ ایکڑ زمین خریدي گئي — سرکار هند کی قابل قدر امداد اور مقامی گورنمنٹ کی قیمتی اعانت کے حوصلے پر ٢١ مارچ سنہ ١٩١٢ ع کو ایرانی نو روز کے دن اس نیک کام کا سنگ بنیاد رکها گیا — قریباً تیس هزار لوگ موجود تهے — مشرقی اور مغربی تعلیم دونوں کے حامی ایک هی پلیٹ فارم پر تهے - عمارت کا کام نہایت سرعت سے کیا گیا — آپ یہہ سن کر حیران هوں گے کہ کالیجیٹ اسکول کی عالیشان عمارت اور دو هوسٹل ایک سال میں مکمل هوچکے تهے — ١٤ اپریل سنہ ١٩١٣ ع کو کام پندرہ طلبا کے ساتهہ کام جاري هوا - آج اس میں قریباً چارسو طلباء تعلیم پارهے هیں — کالج کی عمارتیں اور دیگر هوسٹل بهی یکے بعد دیگرے تیار هونے لگے - کالج یکم اکتوبر سنہ ١٩١٣ ع کو مسٹر رچی صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ سرحد کے دست مبارک سے کهولا گیا - جو اس سے صرف ایک روز پہلے اپنی چهہ ماہ کی رخصت سے واپس تشریف لائے تهے - کالج میں اس وقت ١١٦ طالب علم هیں — صاحبان، میں اس خوش کن منظر کو جو اسلامیہ اسکول اور کالج کی عمارتوں کو دیکهنے سے ایک اسلامی سیاح کی پیش نظر هوتا هی کافی الفاظ میں بیان نهیں کر سکتا — یہہ نظارہ اپنی نظیر آپ هی هی — صاحبان، یہہ فقرہ میں نے اس وقت لکها تها جب تک میں نے علی گڈہ نہیں دیکها تها — ایک اور امر قابل ذکر هی کہ شمالی هندوستان کا نہایت هی بیش بها کتب خانہ ایک مسلمان خاتون نے مفت عطا کیا هی — یہہ لائبریري شعبۂ علوم شرقیہ کے ساتهہ ملحق کی گئی هی — اس میں ایسے نایاب نسخے بهی هیں جو خود مصنفین کے قلم کے لکهے هوئے هیں جوکہ نادرات زمانہ هیں — پیشتر اس کے کہ میں اسلامیہ کالج کی تحریک کے مسئلے کو ختم کروں، میں اس محسن اور همدرد کا شکریہ ادا کرنا چاهتا هوں جس کے وجود باجود سے یہہ تحریک عمل میں آئی — نواب صاحبزادہ عبدالقیوم خاں صاحب بہادر سی آئی اي لائف آنریري سکرتري کا نام صوبہ سرحد کی اسلامی تاریخ میں زرین حروف میں لکهے جانے کے قابل هی — صاحب موصوف نے مسلمانوں کو پستی سے نکالنے کے لیئے ایک نہایت عظیم الشان تحریک کی پختہ بنیاد ڈال دي هی — صاحبان، بے جا نہ هوگا اگر میں نواب صاحب کو

سرحد کا سرسید کہیں — خدا اُن کی همت میں برکت دے اور
اُن کو مدت دراز تک زندہ اور سلامت رکھے ، تاکہ وہ اس پودے کو
جو اُنہوں نے لگایا هی بارآوز هوتا دیکھیں — گورنمنت عالیہ نے چار لاکھ
کی قابل قدر امداد اس تحریک میں دي هی - علاوہ ازیں پچاس
هزار روپیہ سالانہ کی امداد دے رهی هی - آپ یہہ سن کر خوش هوں گے
کہ اسلامیہ کالیجیت اسکول میں اس وقت ١٩ افریدي درہ خیبر سے،
ایک سید اور ٥ توري کرم سے ، ٨ وزیر اور دوري شمالي وزیرستان سے ،
٨ مسعود جنوبی وزیرستان سے ١٠ مغل چترال سے ، ١٠ سواتی اور ایک
باجوڑي دیر اور سوات سے ٢ بنیر سے اور ٣ اسب سے آکر تعلیم حاصل کررهے
هیں - اسلامیہ کالج اور اسلامیہ کالیجیت اسکول اپنی روشنی صوبہ سرحد
سے باهر غیر علاقہ کے اقوام میں بهی پهونچارهے هیں - ٦٨ طلباء غیر علاقہ کی
تعداد کا اس قلیل عرصہ میں اسلامیہ کالیجیت اسکول میں جمع هوجانا
اس بات کا بین ثبوت هی — علاوہ اسلامیہ کالج اور کالیجیت اسکول کے
خاص شهر پشاور میں ایک اسلامیہ هائی اسکول نهایت عمدہ پیمانے پر
چل رها هی — نوشهرہ اور کوهات میں ایک ایک اسلامیہ اینگلو ورنیکلر
مڈل اسکول هی اور ایبٹ آباد، بنو اور ڈیرۂ اسمعیل خاں میں اک ایک اسلامیہ
پرائمري - میں نے اوپر ذکر کیا تها کہ صوبۂ سرحدي میں باقاعدہ اضلاع
کے ماسوا پانچ ایجنسیاں هیں جن کا تعلق اقوام غیر علاقہ سے هی -
صاحبان، آپ یہہ سنکر خوش هوں گے کہ وہ اقوام جو اس سے چند سال
پهلے تعلیم کے نام سے بهی واقف نہ تهیں آج اپنے بچوں کی تعلیم کے لیئے
خود مدرسے مانگ رهی هیں- اس لحاظ سے کرم ایجنسی کا نام چوٹی پرهے-
اس میں ایک انگریزي مڈل اور گیارہ پرائمري مدارس هیں - ٥٩٨
طلباء زیر تعلیم میں سے ٥٣٠ مسلمان هیں -- دوسرا نمبر اس لحاظ
سے ملاکنڈ ایجنسی کا هی جس میں اب سے تین سال پهلے کچهہ
بهی نهیں تها - اب ایک ورنیکلر مڈل اور پانچ پرائمري مدارس هیں -
٢٩٦ طلباء زیر تعلیم هیں اور جو قریباً سب کے سب مسلمان هیں - توچی
ایجنسی میں بهی چهہ پرائمري مدارس هیں - ٢٥٧ طلبازیر تعلیم میں
سے ٢٣٦ مسلمان هیں — خیبر ایجنسی ابهی تک باقاعدہ محکمہ
تعلیم کے ماتحت نهیں -- اس میں پانچ مدارس اور ٩٣ طلبا زیر تعلیم
هیں جو سب کے سب مسلمان هیں - شیرانی علاقہ میں صرف ایک

مدرسہ هی اور اُس میں ٣٧ مسلمان طلباء تعلیم پڑھتے هیں - صاحبان
ایجنسیوں میں تعلیمی اخراجات کا بوجه کل گورنمنت پر هی - میں نے
پروا بتایا هی کہ پانچ سال کے عرصہ میں صوبہ سرحدي نے تعلیمی میدان
میں بہت هی نمایاں ترقی کی اور بهت کچهہ هوا ، تاهم اس وقت میں
جرأت سے کہتا هوں کہ صوبے میں ٨٢ فیصدي قابل تعلیم لڑکے ابهی تک
بغیر تعلیم کے هیں - اگر اشاعت اور ترقی کی پالیسی پر جس کی اهم
تدابیر کا آغاز هوچکا هی مستعدانہ کوشش جاري رهیں تو وہ دن بهت
نزدیک هی کہ جہالت کی تاریکی دور هوگی اور تعلیم کا نور صوبہ سرحد
کے هر ایک گوشہ سے چمکتا نظر آئے گا - موجودہ کمی کی یہہ وجہ نہیں
کہ حامیان تعلیم اپنی کوششوں میں کوتاهی کررهے هیں بلکہ یہہ هی
کہ قدیم وضع کے لوگوں میں اور ملانوں میں دنیاوي تعلیم کی طرف سے
تعصبات هیں جو آهستہ آهستہ هی دور هوں گے -صاحبان، میں اس وقت
تحصیل علم پر کوئی لمبا چوڑا نوٹ پیش کرکے آپ کا وقت ضائع کرنا
نهیں چاهتا - لیکن اتنا عرض کرنا چاهتا هوں کہ اسلام نے علم کی ضرورت
اور وقعت کو جس قدر سمجهایا هی کسی ملت نے ایسا نهیں کیا هی -
صاحبان ، رسول کریم صلعم کو زیادتی علم کے لیئے دعا سکهائی گئی - اور علم
محض دیني علم نهیں تها - بلکہ اس سے هر ایک علم مراد تها - پهر میں
حیران هوں کہ صوبہ سرحد کے تنگ خیال ملّانے کیوں دنیاوي تعلیم
کے برخلاف هیں جبکہ جدید تعلیم میں اعلی مدارج کو حاصل کرنا
عین دین کا منشا هی - صاحبان، میں اس وقت کوئی ریزولیوشن (سوائے
ایک کے جو میں بعد میں عرض کرونگا) دربارہ تعلیم صوبہ سرحد پاس
کرانا نهیں چاهتا - مگر یہہ چاهتا هوں کہ آپ دعا کریں کہ عوام الناس
متعصبانہ خیالات کو چهوڑکر تعلیم کی طرف راغب هوں اور همیں اس
پالیسی میں کامیابی هو جس کو هم نے نهایت شدومد سے اختیار کیاهی-
جو کچهہ میں نے اس وقت تک عرض کیا هی وہ تعلیم ذکور کے متعلق
تها - اب صرف چند الفاظ تعلیم نسواں کے متعلق عرض کرنا چاهتا هوں -
صوبہ سرحد میں لڑکیوں کی تعلیم نهایت ابتر حالت میں هی
سنہ ١٦-١٩١٥ ع میں ٨٣٩ مسلمان لڑکیاں بمقابلہ ٢٦٠٥ دیگر اقوام کی
لڑکیوں کے پبلک مدارس میں زیر تعلیم تهیں — اس انحطاط کے اسباب
سوائے اس کے اور کوئی نهیں هیں کہ مسلمانوں میں رواج پردہ کا هی
اور وہ مردوں کے ذریعہ ان مدارس کا معائنہ پسند نهیں کرتے سلائلہ

معلمات کی کمی بھی ایک بھاری سبب ہی - نصاب کے متعلق بھی شکایات سنی جاتی ہیں - میں اس کے متعلق کوئی طویل بحث نہیں کرنا چاہتا - یورپین انسپکٹرس کا تقرر ہوچکا ہی اُمید ہی کہ تعلیم نسواں کی طرف بھی اب پوری توجہ ہوگی - اور شاید اس کے بعد کی رپورتیں کوئی حوصلہ افزا منظر پیش کریں - صاحبان ، پیشتر اس کے کہ میں اپنی رپورت ختم کروں یہہ استدعا کرتا ہوں کہ ہم مسلمانان ہند جناب سرجارج روس کیپل کاجن کی ذات بابرکات سے مسلمانان صوبہ سرحد کی تعلیم کی بنیاد پختہ طور پر قایم ہوچکی ہی نہ دل سے شکریہ رزولیوشن کی فارم میں ادا کریں ، گو وہ ان شکریوں سے مستغنی ہیں - مسٹر رچی ڈائرکٹر بہادر سرشتہ تعلیم نے اپنی ان تھک محنتوں سے جو اس پانچ سال کے اندر لات صاحب بہادر کو قیمتی مشورے دیئے ہیں اور مسلمانان صوبہ سرحد کی تعلیم میں اس قدر سہولتیں بہم پہونچائی ہیں ، نہ صرف مسلمانان صوبہ سرحد کا بلکہ مسلمانان ہند کا بھی فرض ہی کہ وہ ان کے بھی شکرگذار ہوں *

مندرجہ بالا رپورت کو حاضرین نے نہایت دلچسپی سے سنا اور حسب تحریک آنریری جائنت سکرٹری کانفرنس آنریبل سر جارج روس کیپل صاحب بہادر ایجنت گورنر جنرل بہادر صوبہ سر حدي اور نواب محمد عبدالقیوم خاں صاحب سی . آئی . اي کی اُن مساعی جمیلہ کے متعلق شکریہ کا ووت پاس ہوا جو ممدوحین نے ترقی تعلیم کے متعلق فرمائی ہیں - اس کے بعد سید عبدالرزاق صاحب ترانسلیٹر ناگپور نے مسلمانان صوبہ متوسط کی تعلیمی حالات کے متعلق رپورت پیش کی جو ذیل میں درج ہی :-

ملک متوسط و برار کے مسلمانوں کي تعلیمي حالت

کے متعلق

مختصر رپورت معہ تجویز خاص

اطباء قوم ! فرمان واجب الاذعان تو یہہ ہی کہ خیوالامور اوسطہا اور انسانی تجربہ بھی اس نیک فرمان کی کامل صحت کا مقر ہی - لیکن مسلمانان ملک متوسط نے اپني حالت پر بد قسمتی سے کہئے

یا غفلت و جہالت سے یہہ فرمان راس نہ انے دیا - آپ جانتے ہیں کہ کشور ہند کا درمیانی علاقہ یا بر اعظم ہند کی ناف ملک کا وہ حصہ ہی جسے ملک متوسط کے نام سے یاد کرتے ہیں - وہ ملک کے وسط میں واقع ہی - اس لحاظ سے چاہیئے تو یہہ تھا کہ خیر ممالک الہند ملک متوسط ہوتا - لیکن اس ملک کے مسلمانوں کی حالت کا خیال کرتے ہوئے ، اُن کی خاص جہالت و افلاس کو دیکھتے ہوئے اس غریب ملک پھر یہہ مثل صادق اتی ہی کہ "برعکس نہند نام زنگی کافور" - ہمارے اور بہائیوں کی حالت بلحاظ تعلیم و تمول متوسط تو کیا اعلی ہوسکتی ہی - لیکن ہم مسلمان ہیں کہ عالم بالا سے عالم متوسط (ملک متوسط) میں ائے اور اپنی غفلت اور بے پروائي سے اُس عالم میں بھی رہ نہ سکے بلکہ عالم اسفل میں جاگرے - یہہ ہماري غفلت اور جہالت کا ثبوت ہی کہ بد سے بد تر ہو رہے ہیں - ع :

پہلے تھے آپ، آپ سے تم، تم سے تو ہوے !

حضرات ! یہی سبب ہی کہ آپ بزرگان قوم و حامیان تعلیم کي حب قوم کشاں کشاں اس ناچیز کو ملک متوسط سے ملک متحدہ تک کھینچ لائی ہی کہ آپ اتحاد و اتصال قومی سے ہماري جہالت کو تعلیم سے اور ہمارے افلاس کو ثروت سے بدل دیں - آپ یقین مانئے کہ آپ کی توجہ خاص کچھہ اس قدر پر تاثیر ہی کہ :

جو اجتماع نقیضین تجھہ کو ہی منظور
تو نخل موم سے نکلے شرار آتش طور

ست پڑے و بندھیا چل سے آتش طور کے شرارے تو کیا خاک نکلینگے - ہاں حضرت موسي † کی توجہ سے ممکن ہی کہ ان کو ھي سلسلوں سے بھی رحمت الہی کے انوار جلوہ افروز ہوں اور ہماري جہالت کی تاریکی علم کے نور سے بدل جائے ! یا یہہ ممکن ہی آپ کی نظر کیمیا اثر سے سی پی سے کچھہ درخشندہ موتی نکل آئیں اور یہہ مشکل نہیں ہی اگر افلاس زدہ مسلمانان ملک متوسط و برار کے کلبہ ہاے ویران پر ملک ‡ کا سایہ رہے اور آفتاب § کی ضیاء اُن اُجڑے کھنڈروں کو ایسا منور کرے

---

† حاجي محمد موسی خاں صاحب رئیس دتاولی
‡ خان بہادر مولانا ایچ ایم ملک صاحب رئیس ناگ پور *
§ صاحب زادہ آفتاب احمد خاں صاحب و ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب *

جیسا حضرت اسحاق † کے روحانی نور نے مبدء فیاض ‡ سے ازلی طاقت حاصل کرکے عباداللہ § کو اللہ کا سچا حبیب ¶ بنا دیا تھا - ایسے ھی ھماری بگڑی بھی بن جائے اور ھم صد ائے آفرین بلند کرتے ھوئے تحسین کا نعرہ لگائیں کہ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

خیر یہہ تو ایک دیباچہ تھا بیاض پریشان کا - حقیقت حال یہہ ھی کہ ھماری کانفرنس کے روح روان انریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے دوسرے صوبوں کے مسلمانوں سے ملک متوسط کے مسلمانوں کا مقابلہ کرتے ھوئے اس بات کا اعتراف کیا ھی کہ " ممالک متوسط کے مسلمان ھر ایک لحاظ سے خستہ حالت میں ھیں- تعداد میں کم ، تعلیم میں کم، دولت میں کم ، اثر میں کم ، غرضیکہ ھر ایک پہلو سے ان کی حالت قابل افسوس اور ھمدردی ھی" ‖ سنہ ۱۹۱۰ع کے اجلاس کا یہہ ارشاد ھی - آج سنہ ۱۹۱۶ ع کا آخر ھی لہذا اس قابل افسوس حالت پر اظہار ھمدردی کا جایزہ جناب والا صاحب زادہ صاحب سے لینے کی غرض سے یہہ نا چیز حاضر ھوا ھی *

حامیان قوم ! آج چھہ سال کا عرصہ ھوا کہ صاحب زادہ صاحب نے ملک متوسط و برار کی تعلیمی حالت پر ایک مفصل رپورٹ پیش کی تھی - اس عرصہ میں چاھیئے تو یہہ تھا کہ ھم دوسرے بھائیوں کے ساتھہ میدان تعلیم میں ترقی کرتے نظر آتے - لیکن حقیقت حال یہہ ھی کہ اس چھہ سال کے زمانہ میں ھماری حالت جو پہلے تھی سواب بھی ھی - سنہ ۱۹۱۰ ع کے اجلاس میں اس نا چیز نے بذریعہ ڈائگرام مسلمانوں کی تعلیم حالت کا موازنہ دوسرے ھم ملکی بھائیوں سے کیا

---

† نواب محمد اسحاق خاں صاحب آنریری سکرتری *

‡ نواب ممتاز الدولہ سر محمد فیاض علی خان بہادر کے سی ایس آئی ، پریسیڈنت کالج *

§ محمد عبداللہ صاحب بی اے ایل ایل بی علی گڈہ *

¶ مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب شروانی *

‖ رپورٹ متعلقہ اجلاس بست و چہارم صفحہ نمبر ۸۶ *

تھا اور دکھلایا تھا کہ مسلمانوں کی تعلیمی حالت بمقابلہ دوسرے بھائیوں کے حسب ذیل تھی :-

اقوام بلحاظ مذھب	پارسی	برھمن	دیگر ھندو	عیسائی	مسلمان	کیفیت
خواندہ ۵ فی صدی	۷۰	۲۴	۵	۲۲	۳	

اس طرح سنہ ۱۹۱۰ع میں آپ سے عرض کیا گیا تھا کہ ملک متوسط برار کے مسلمان بحیثیت مجموعی تین فی صدی خواندہ تھے — حضرات ! اب بھی آپ سن کے تعجب کرینگے کہ ھماری حالت بعینہ اس شعر کے مصداق ھی- شعر

مریض جہل پر رحمت خدا کی * مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس چھہ سال کی جدو جہد کے بعد جب ھم سالانہ امتحانوں کے مقابلہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھہ میدان آزمایش میں اُترتے ھیں تو ھماری حالت یہہ رھتی ھی- سنہ ۱۹۱۵ ع کا نتیجہ ملاحظہ ھو :—

کامیاب شدہ		برھمن	مسلمان	دیگر
(۱) ایم اے (فائنل)	...	۲	۰	۰
(۲) ایم اے پریوس	...	۵	۰	۰
(۳) بی اے	...	۴۰	۲	۱۳
(۴) بی ایس سی (فائنل)	...	۱۰	۰	۰
(۵) ایل ایل بی (فائنل)	...	۳۳	۴	۳
(۶) ایل تی	...	۶	۰	۲ -
میزان	...	۹۶	۶	۱۸

یہہ ھی حالت ھماری تعلیمی و قومی ترقی کی رفتار کی *

اس مطلب کو ایک دوسرے طریقہ پر اور ادا کیا جاسکتا ھی — سنہ ۱۹۱۶ ع کے میٹریکولیشن امتحان میں ھمارے صوبہ کے تین مسلم ھائی اسکولوں نے اپنے مدرسہ کے طلبا اس امتحان میں شریک کیئے

کیونکہ یہی تین اسکول ہمارے بچوں کی سکینڈری تعلیم کے کفیل ہیں :—

(۱) محمدن ہائی اسکول امراؤتی *
(۲) انجمن ہائی اسکول ناگ پور *
(۳) انجمن ہائی اسکول جبل پور *

نتیجہ یہہ ہی کہ امراؤتی محمدن ہائی اسکول کے ۱۶ طلبا میں ۲ کامیاب ہوے ، ناگ پور انجمن ہائی اسکول کے ۲۱ طلبا سے ۳ کامیاب ہوے اور جبل پور انجمن ہائی اسکول کے ۳۱ طلبا میں ۳ کامیاب ! اس میں کوئی شک نہیں کہ سنہ ۱۹۱۶ع کے متریکولیشن کا نتیجہ الہ آباد یونی ورسٹی کا دل شکن ہی اور تقریباً ۲۷ فی صدی طلبا اس امتحان میں کامیابی حاصل کرسکے- اس پر بھی مندرجہ بالا مقامات پر جو ہمارے ہندو بھائیوں کے اسکول موجود ہیں اُن کا نتیجہ ملاحظہ ہو :—

	نام اسکول	تعداد طلبا: شریک امتحان	تعداد طلبا: کامیاب	نتیجہ
امراؤتی	محمدن ہائی اسکول	۱۶	۲	۱۲½ فی صدی
	ہندو ہائی اسکول	۸۶	۳۵	۴۰ فی صدی
ناگ پور	انجمن ہائی اسکول	۲۱	۳	۱۴ فی صدی
	پٹ وردھن اسکول	۸۲	۲۵	۳۰½ فی صدی
جبل پور	انجمن ہائی اسکول	۳۱	۳	۹½ فی صدی
	ہت کاری اسکول	۶۶	۲۱	۳۱½ فی صدی

امراؤتی محمدن ہائی اسکول سرکاری اسکول ہی — اس کے سالانہ اخراجات کے متعلق نیاز مند نے کوئی تفتیش نہیں کی - لیکن آخرالذکر دونوں اسکول خانگی و قومی تعلیم گاہیں ہیں جس کے اچھے یا برے نتیجہ کی ذمہ دار خود ہماری قوم ہی — انجمن ہائی اسکول ناگ پور کی عمدہ عمارت ، اُس کا جائے وقوع ، اُس کے متعلق ایک شاندار

دارالاقامہ اور اُس کا سالانہ خرچ تقریباً گیارہ ہزار روپے اور نتیجہ یہہ جو آپنے ملاحظہ فرمایا *

غالباً بہی خواہان قوم سے کوئی صاحب یہہ سوال پیش کریں کہ اخر ان مدارس کی انتظامیہ کمیٹیاں کس مرض کی دوا ہیں کہ جنہیں اس خراب نتیجہ کا احساس بھی نہیں ہوتا اور بادی النظر میں یہہ سوال درست بھی نظر آتا ہی- لیکن کل الزام کا بار ان کمیٹیوں ہی پر عاید نہیں ہوتا بلکہ اس امر میں نیازمند کا تجربہ یہہ ہی کہ محض انتظامی کمیٹی طلبا کی تعلیم کی ذمہ دار ہو نہیں سکتی بلکہ زیادہ تر ذمہ داری مدرسین کی جماعت پر عاید ہوتی ہی جو یا تو انجمن کی ملازمت کو اپنی آیندہ بر تری کا زینہ تصور کرکے مدرسہ کی ملازمت اختیار کرتے ہیں یا ہمیشہ اس امر کے شاکی نظر آتے ہیں کہ آخر یہہ ملازمت خانگی ہی جس سے سرکاری ملازمت بدرجہا بہتر ہوتی ہی اور یوں بد دلی اور بے اعتنائی کے ساتھہ اپنے فرایض منصبی کو باحسن وجوہ انجام نہیں دیتے- نتیجہ یہہ ہی کہ کام بگڑ جاتا ہی - اولاً تو مسلمان مدرسین کا اسلامی مدارس کے لیئے یوں ہی قحط ہی اور جو مدرس ان مدرسوں کے لیئے مل بھی جاتے ہیں تو اُن کی تساہلی و بد دلی کی وجہ سے یک گونہ تکلیف انتظامیہ مجلس کو پیش آتی ہی- مجھے یاد ہی کہ ہم نے اپنے اس کالج کے محترم پرنسپل صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا تھا جس میں استدعا کی گئی تھی کہ "ایک مسلمان سائنس گریجوایٹ کی ہمارے مدرسہ کے لیئے ضرورت ہی جناب عالی کسی اُمیدوار خواہش مند روز گار کی سفارش فرمائیں- تنخواہ کی ابتدا سو (۱۰۰) روپیہ سے ہوگی" - محترم پرنسپل صاحب بھی کیا جواب دیتے بجز اس کے کہ مسلمان سائنس گریجوئیٹ کا ملنا مشکل ہی اور جو تنخواہ دی جانی تحریر کی گئی ہی وہ قلیل ہی ! مجبوراً اس سال اخباروں میں اشتہار دیا گیا — نتیجہ یہہ ہوا کہ کوئی ساتھہ عرضیاں سائنس گریجوئیٹ کی آئیں جن میں ایم اے بی ایس سی اور ایم ایس سی کی درخواستیں بھی شامل ہیں - ان میں صرف دو عرضیاں مسلمان سائنس گریجوئیٹس کی ہیں باقی ماندہ کل عرائض ہمارے ہندو بھائیوں کی ہیں جو انجمن کے کل قواعد کی پابندیاں کرنے کے لیئے آمادہ ہیں *

یہہ حالت اس ملک کے سرکاري و غیر سرکاري مسلمان مدرسون کي هی- اس سے زیادہ کوئي اور ثبوت یہان کے مسلمانوں کی تعلیمي رفتار کے متعلق چاهیئے تو خاص تعلیمي حالت ناگ پور شہر کے مسلمانوں کي ملاحظہ فرماے جسے ملک متوسط و برار کي حکومت گاہ هونے کا شرف حاصل هی — اس شہر کے مجموعی آبادي تقریبا ایک لاکهہ دس هزار هی جس میں پندرہ هزار مسلمان اور باقی هندو، عیسائی، پارسي وغیرہ هیں- تعلیمي حالت یہان کي یہہ هی کہ همارے هندو بهائیوں کے لیئے علاوہ متعدد پرائمري اسکولوں کے پانچ هائي اسکول هیں عیسائي بهائیوں کی تعداد کوئي ساڑهے تین هزار هوگي جن کے تین هائي اسکول صبیان اور ایک هائي اسکول نسوان هیں اور هم مسلمانوں کا بہ این تعداد آبادي صرف ایک هائي اسکول هی اور وہ بهي کل کمشنري کے لیئے نہ صرف شہر ناگ پور کے لیئے - مسلمان لڑکیوں کے لیئے تمام شہر میں کوئي پرائمري اسکول نہیں حالانکہ همارے بهائي هندو و عیسائیوں کي لڑکیوں کے لیئے میونسپل اور مشنري اسکول گیارہ هیں! ع :

ببیں تفاوت راہ از کجا ست تا بہ کجا

ایک دوسرے پهلو پر توجہ فرمائے — خدا وند تعالی کا یہہ ایک خاص رحم هی کہ مسلمان اس جہل و افلاس کے زمانہ میں بهي اپنے دین و ایمان کو حرز جان بنائے هوئے هیں اور وہ دیني و جاهت کو دینوي ثروت پر زیادہ ترجیح دیتے هیں - لیکن فی الحقیقت یہان بهي قول و عمل کا مقابلہ کیا جائے تو بجز قول کے عمل کا نام ندارد هی- چاهیئے تو یہہ تها کہ اس عمل هي میں هم مسلمان اپنے دوسرے بهائیوں کے ساتهہ صف اول میں نظر آتے - لیکن حقیقت حال یہہ هی کہ

بہت شور سنتے تهے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

اسي شہر ناگ پور کي مثال لیجئے اور دیکهیئے کہ همارے مسلمان بهائیوں نے اپني تعلیم کے لیئے اپني جد و جهد کا کون نمونہ قایم کر رکها هی اور اپنے بچوں کے دیني خیالات کے استحکام و ان کي دیني واقفیت کے لیئے کون درس گاہ قایم کر رکهي هی؟ ایک بهي نہیں- برخلاف اس کے همارے هندو بهائیوں کو دیکهیئے کہ اپني مقدس سنسکرت زبان کي تعلیم کے لیئے (حالانکہ وہ زبان مردہ خیال کي جارهي هی) اُن حضرات

نے ایک سنسکرت پات شالا اور ویدک اسکول قایم کر رکها هی جهان علاوہ وید مقدس کي تعلیم کے سنسکرت ادب کي باقاعدہ تعلیم دي جاتي هی، سالانہ امتحان هوتے هیں اور اس تعلیم گاہ کے طلبا سنسکرت ادب میں عمدہ تعلیم حاصل کرتے هیں — اس وقت مدرسہ کي یہہ حالت هی کہ پچاس طلبا زیر تعلیم هیں، پانچ معلم ان طلبا کي تعلیم کے ذمہ دار هیں اور مدرسہ کي ایک عمدہ عمارت هی جو مدرسہ هي کي ملکیت هی- مقامي انجمن هائي اسکول کے لیئے همیں ایک عربي معلم صاحب کي ضرورت هوئي اور اخباروں میں اشتہار دیا تو نتیجہ یہہ هوا کہ چار پانچ درخواستیں آئیں وہ بهي متعدد شرطوں کے ساتهہ مشروط، آخر ایک معلم صاحب کا تقرر ۵۰ روپیہ ماهانہ پر ایندہ ترقیوں کے وعدوں پر کیا لیکن اس سنسکرت پات شالا کے پانچوں مدرس سنسکرت کے اعلي ماهر هیں اور صدر مدرس و مدرس اول علاوہ مشہور عالم سنسکرت هونے کے انگریزي میں اچهي خاصي مہارت رکهتے هیں اور نہایت هم درد واقع هوئے هیں- باوجود ان سب کمالات کے صدر مدرس صاحب کي تنخواہ صرف پچیس روپیہ ماهوار و مدرس اول کي بیس کل مدرسہ کا خرچ معہ دیگر ضروري اخراجات کے سو روپیہ ماهانہ هی و مدرسہ قوم هی کے بنا کردہ ایک عمدہ عمارت میں قایم هی!

حکماء قوم! یہہ حالت هی هماري تعلیمي رفتار، دنیوي وجاهت اور دیني محبت کي!

اس ملک میں علاوہ تعلیم کي طرف سے بے اعتنائي و افلاس کے ایک اور دقت همارے بچوں کي تعلیم میں حائل هی اور وہ ملک کي مختلف زبانیں و بولیان هیں- علاقہ برار و قسمت ناگ پور کی دفتري زبان مرهٹي هی اور مدارس بهي خواہ وہ میونسپل کمیٹیوں کي طرف سے قایم کئے جائیں یا ڈسٹرکٹ بورڈ کي جانب سے مرهٹي هي میں تعلیم دیتے هیں - مسلمان اُن مدارس سے نہ تو زیادہ فائدہ اُٹها سکتے هیں اور اُن کي زبان اُردو هونے کے سبب نہ اُن مدارس میں وہ داخل هوتے هیں - برار میں تو ابتدائے حکومت انگلشیہ سے اُردو مدارس کي کچهہ قدر بهی کي گئي اور محکمۂ تعلیم کے ڈائرکٹر مسٹر سنکلیر آں جهاني کي خاص توجہ سے اُردو مدارس کا سلسلہ بهي قایم هوگیا، یہہ ایک دوسري بات هی کہ خود مسلمانوں نے اُن مدارس کي خاطر خواہ قدر نہ کي - لیکن قسمت ناگ پور میں

مسلمانوں کي تعليمي قسمت کا پله هلکا رها اور کوئي خاص انتظام اُردو مدارس کا يهاں نه هوسکا جس کي وجه سے مسلمان اکثر تعليم جديد سے محروم رهے - باقي مانده قسمت هائے جبل پور ، نربدا و چهتيس گڈه کي دفتري زبان هندي هی - آخرالذکر قسمت ميں هندي نے کوئي امتياز حاصل نه کيا - البته اول الذکر دو قسمتوں ميں هندي زبان کي ترويج دفتر و مدارس کي وجه سے هوتي رهي ليکن اُردو يهاں بهي کس مپرسي کي حالت ميں رهي اور مسلمان هندي مدارس سے فائده حاصل نه کر سکے - اب کچهه اُردو مدارس گورنمنٹ کي طرف سے نيز مقامي انجمنوں کي جانب سے کهولے جارهے هيں - ليکن يهه قلت تعداد مدرسوں کي مسلمانوں کي عام تعليم کي کفيل نهيں هوسکتي *

مسلمان قدرتاً اس امر کو پسند کرتے هيں که اُن کي انگريزي تعليم اُردو زبان کے ذريعه هوني چاهيئے اور ملک متوسط ميں اکثر مقامات کے مسلمان اس امر کے متمني نظر آتے هيں که اُن کے يهاں اُردو پرائمري اور بعض مقامات پر اينگلو اُردو اسکول کهولے جائيں ليکن اکثر مقامات پر بورڈ اور بعض مقامات پر ميونيسپل کميٹياں يا تو اس طرف توجهه نهيں کرتيں يا اسے غير ضروري تصور کرکے کچهه التفات نهيں کرتيں جس کا نتيجه يهه هوتا هی که وه مقامات ايک زمانه تک مدرسه کي رحمت سے محروم رهتے هيں اور اُن کے بچے مرهٹي و هندي مدرسوں کے ذريعه کافي تعليم حاصل نهيں کرسکتے - ملک متوسط ميں اردو مدارس کي ضرورت ايک زمانه سے محسوس هورهی هی اور انجمن هائے ناگ پور و جبل پور اس کي طرف توجه کرنے کے لیئے آماده هيں - ليکن اتحاد و اتفاق کے فقداں کي رکاوٹيں درپيش هيں اور نه کوئي سلسله اس قسم کے تبادله خيالات کا موجود هی که وه کسي خاص مقام پر جمع هوکے اس درد کي دوا کرسکيں اور مزيد براں مالی مشکلات کا سامنا کارکنان قوم کی کمر همت توڑے ديتا هی *

کريماں را بدست اندر درم نيست * خداوند نعمت را کرم نيست

تاهم اس مشکل کے اندفاع کا تدارک ايک درجه تک همارے هاتهه ميں هی جس کا ذکر آپ کي خدمت ميں ابهي کيا جائے گا *

هز آنر سر جيمس مسٹن ، لفٹنٹ گورنر صوبه هائے متحده ، نے

ابهي ابهي اسلاميه هائي اسکول اٹاوه کے دارلاقامه کا افتتاح فرماتے هوئے کيا هی اچها ارشاد کيا هی که " هر گورنمنٹ کا يهه فرض هی که وه پس مانده قوم اور فرقه کي اعانت کرے — اس وجه سے اگر ميري گورنمنٹ نے مسلمانوں کي تعليم ميں اعانت کي تو مسلمانوں پر کچهه احسان نهيں کيا بلکه اپنے فرض کو ادا کيا " † حقيقت حال يهه هی که ملک متوسط کي مهربان گورنمنٹ بهي مسلمانوں کي تعليم کي طرف خاص توجه فرمارهي هی — اُمراوتي گورنمنٹ محمدن هائي اسکول کي عمارت کي تکميل ، انجمن هائي اسکول ناگ پور کو ايک عمده دارلاقامة کا عطيه و انجمن هائي اسکول جبل پور کي عمارت کے لیئے گرانٹ و برار ميں ايک زائد سب ڈپٹی مسلمان انسپکٹر کا تقرر يهه همارے هر دل عزيز حکام کي خاص توجه کا نتيجه هی - اس امر کي بهی ضرورت هی که هماري مهربان مقامي گورنمنٹ کهنڈوه اُردو ٹريننگ اسکول کو درجهٔ اول کا ٹريننگ اسکول کردے - راده پور و کهنڈوه يا هوشنگ آباد ميں مسلمان طلبا کي سکنڈري تعليم کا خاص انتظام فرما کے وهاں دار الاقامة تعمير کرادے اور هر ايسے مقام پر جهاں اينگلو اُردو اسکولز قايم هوسکتے هيں اُن کے قيام سے پس مانده و مفلس قوم کو مرهون احساں کرے *

نيام گوهر شکر تو سفتن * سرموئے زاحسان تو گفتن

محبان قوم ! ابهي چهه سال کا عرصه هوتا هی که فدائے قوم جناب صاحبزاده صاحب نے اپني سالانه رپورٹ ميں ارشاد فرمايا تها که " همارا اصلي مرض فقدان تعليم هی اور اُس کا علاج حصول تعليم هی همارے قوم کے افراد تمام ملک ميں پهيلے هوئے هيں اور به لحاظ جدا گانه طرز حکومت اور جدا گانه يونيورسٹی اور جداگانه سرشته هائے تعليم هونے کے مختلف مقامات کے مسلمانوں کي تعليمي ضرورتيں مختلف هيں اور اُن ميں ضروريات کے لحاظ سے اُن کے رفع کرنے کي تدبيريں بهي جدا گانه هوني لازمي هيں - لهذا سخت ضرورت اس بات کی هی که هر هر ملک و صوبه ميں ايک پراونشيل تعليمي کانفرنس قايم هو ، جو خود بهی اپنے اپنے صوبوں کے مسلمانوں کے تعليمي مسائل پر غور کرے اور گورنمنٹ اور مسلمانوں کو ان ضرورتوں کی طرف وقتاً فوقتاً متوجه کرے - نيز آل انڈيا محمدن ايجوکيشنل کانفرنس کو اپنے صوبه کے مختص المقام

† اخبار وکيل ، امرتسر ، مورخه ۱۳ دسمبر سنه ۱۹۱۶ ع

ضرورتوں اور مشکلات سے آگاہ کرے تاکہ اُس کو اپنے سالانہ اجلاسوں میں اور متفرق مراسلتوں کے ذریعہ سے اپنے اُس اعتبار، تجربہ اور رسوخ کو کام میں لاکر جو خدا کے فضل سے پبلک اور گورنمنٹ کی نگاہ میں اس اسلامی تعلیمی مجلس کو حاصل ہی اپنی مرکزی قوت سے کاربراری میں مفید کوشش کرنے کا موقعہ ملے" †

اس ارشاد و صلاح نیک کی تعمیل کی کوشش ہم نے ملک متوسط میں کرنی چاہی کہ ایک پروانشیل کانفرنس یہاں قایم ہوجائے جو بمصداق "فکر ہر کس بقدر همت اوست" یہان کے مسلمانوں کی تعلیمی خدمات بجا لاتی رہے - لیکن افسوس کہ بوجوہ چند درچند اور جس سے محسن قوم صاحب زادہ صاحب بھی کچھہ واقف ہیں اس امر میں کامیابی حاصل نہ ہوئی - برار میں البتہ ایک پراونشیل کانفرنس سنہ ۱۹۰۹ ع سے قایم هی - لیکن اُس کے اجلاس بھی باقاعدہ نہیں ہوتے اور نہ اس کانفرنس نے اپنا تعلق آل انڈیا کانفرنس سے قایم کیا هی — بدیں خیال ایک خاص تجویز مندرجہ بالا نیک صلاح پر کاربند ہونے کی غرض سے نیازمند اس رپورٹ کے ذریعہ آپ حکماء قوم کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوا هی - وہ تجویز یہہ هی کہ :—

"آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کی طرف سے ایک تجربہ‌کار صاحب اس نیک خدمت پر مامور کیئے جائیں کہ وہ ملک متوسط و برار کے مشہور مقامات کا دورہ کریں — ان مقامات کے تعلیم یافتہ مسلمانوں سے تبادلہ خیالات کریں وہاں کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت دریافت کریں اور حکام سے مل کے مقامی تعلیمی مشکلات اُن کے سامنے پیش کریں اور ملک متوسط کے مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ خاص اپنے صوبہ کی تعلیمی ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اُن ضرورتوں کی تکمیل و محض تعلیمی یکجہتی کے لیئے ایک پراونشیل کانفرنس اپنے صوبہ میں قایم کریں جس کا تعلق آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس سے ہو" *

حضرات! غالباً اس تجویز پر آپ اظہار تعجب کریں گے کہ ملک متوسط میں جناب خان بہادر مولانا ایچ ایم ملک صاحب ٹرسٹی کالج

---

† نمبر ۱ رپورٹ متعلقہ اجلاس بست و چہارم بابت سنہ ۱۹۱۰ ع صفحہ ۱۲۶ *

و لائف ممبر کانفرنس کے موجود ہوتے ہوئے صاحب موصوف نے بذاتہ کیوں نہ کوشش فرمائی کہ وہاں پراونشیل کانفرنس قایم ہو- علاوہ بریں اور دوسرے همدرد قوم مسلمان حضرات اس صوبہ میں موجود ہیں وہ سب اس بات کی تکمیل پر خاص توجہ فرماسکتے ہیں - لیکن بزرگان قوم، ان تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے نیز ان تمام اُمور پر غور کرتے ہوئے اور اکثر کوششوں کو ناکام دیکھتے ہو یہہ نہایت ضروری تجویز آپ کی خدمت میں پیش کی گئی هی - اُمید کہ آپ کو کوئی پس و پیش اس تجویز کے منظور کرلینے میں نہ ہوگا :

گل پھینکے هی اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے ابر کرم بحر سخا کچھہ تو ادھر بھی

عالی جناب آنریری سکرٹری صاحب نیز جملہ اراکین سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کی خدمات بابرکات میں عرض هی کہ اس ضروری تجویز پر خاص توجہ فرماکے هم مسلمانان ملک متوسط و برار کو مرهون احسان فرمائیں :

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند!

اور صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب سے هم بجز اس التماس کے اور کیا عرض کریں کہ

خبر جلد لے اے مسیحا کہ تیرا
مریض اب چراغ سحر ہورہا هی

اس تجویز کی کامیابی اس نیاز مند کے لیئے بھی باعث عزت و مسرت ہوگی - آپ کی کانفرنس کے لائف ممبر جناب خاں بہادر مولانا ایچ ایم ملک صاحب بھی اس کی تائید میں ہیں وہ بھی آپ کی کوشش کے منتظر ہیں اور چاہتے ہیں کہ بمصداق "السعی منی و الاتمام من اللہ" اس کوشش میں ہمیں کامیابی نصیب ہو اور ہماری تعلیمی بہتری و برتری کا ایک خاص سبب نکل آئے، آمین!

احقر العباد سید عبد الرزاق عفی عنہ

اسی سلسلہ میں مولوی دوست محمد خاں صاحب حجانہ آنریری سکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس جام پور (ضلع ڈیرہ غازی خاں)

نے مسلمانان ضلع ڈیرہ غازي خاں کي تعلیمي حالات کے متعلق مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کي :—

مختصر حالات تعلیمي مسلمانان ضلع ڈیرہ غازي خاں

نوشتۂ آنریري سکرٹري صاحب ڈسٹرکٹ مسلم ایجوکیشنل
کانفرنس جام پور برائے ۱۹۱۶ ع

اگرچہ مسلمانان پنجاب و هندوستان بلامقابلہ همسایہ قوم کے تعلیم میں ایک حد تک رو بہ ترقي هیں - اور اُن میں سے بعض کے نزدیک تعلیمي تحریک اب باسي هوچکي هی — مگر ضلع ڈیرہ غازي خاں میں تعلیمي ترقي تو بجائے خود ضرورت تعلیم زیر سوال هی وہ روشني جو وسط ایشیا کے پہاڑوں کے اندر حبیبیہ کالج کي صورت میں جلوہ گر هوئي هی اس کاکوئي پرتو تک اس ضلع پر نہیں پڑا هی — ضلع مذکور ایک وسیع ضلع هی جس کے شمال میں صوبہ سرحدي، جنوب میں صوبہ سندہ، مشرق میں پنجاب اور غرب میں بلوچستان هی - جیسا کہ یہہ ضلع محل وقوع میں نرالا هی ویسا هي تعلیمي حالت میں نرالا هی - اس میں مسلمان آبادي ۸۹ فیصدي هی جس کا زیادہ حصہ بلوچ هیں - مگر بروئے مردم شماري گزشتۂ خواندہ مسلمانوں کي آبادي ۱،٦ فیصدي هی اور ظاهر هی کہ تعلیمي پستي میں مسلمانان ضلع هذا کا درجہ سب سے نیچے هی - اس ضلع میں ایک گورنمنٹ هائي اسکول، دو میونسپل بورڈ انگریزي مڈل اسکول، تین ڈسٹرکٹ بورڈ ورنیکیولر مڈل اسکول هیں اور پرائمري مدرسے بھي (بجز پہاڑي علاقے کے) جابجا کھلے هوئے هیں *

ایک ایسے ضلع میں جہاں مسلمانوں کي آبادي ۸۹ فیصدي هو، جہاں مسلمان بلوچ سرداروں کا خاص اقتدار هو، جہاں تونسہ شریف اور کوٹ مٹھن جیسي عظیم الشان گدیاں هوں علاوہ دنیاوي تعلیم کی طرف بے رغبتي کے کوئي دینیات کا تو بھي شاندار اور کامیاب مدرسہ نہیں هی - پیرزادگان کو نجو اس ضلع میں ایک ذي رسوخ گروہ هی نہ تو علوم دینیہ کي تڑپ هی نہ علوم جدیدہ کي *

دوسرا ذي رسوخ طبقہ بلوچ سرداروں کا هی جو اکثر نا تعلیم یافتہ هی اور تعلیم سے دلچسپي نہیں رکھتا هی — اگرچہ انجمنیں آج کل بہت بدنام اور بے اعتبار هورهي هیں - مگر "خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد"

مسلمانان ضلع هذا کی دردناک حالات کو سب سے پہلے خوانین پتافي احمد خاں و نور محمد خاں صاحبان نے محسوس کرکے یکم جون سنہ ۱۹۱۳ ع کو جام پور میں ایک انجمن کي بنیاد ڈالي جس کے ماتحت ایک اسلامیہ پرائمري اسکول کھولا گیا جس میں فی الحال ۱۲۵ کے قریب طلبا داخل هیں جو سب کے سب مسلمان هیں - تعلیم فري (free) هی اور علاوہ سرکاري نصاب کے قرآن شریف اور دینیات کے رسالے مرتبہ انجمن حمایت اسلام لاهور پڑھائے جاتے هیں - مدرسہ مذکور کے اخراجات سرکاري امداد اور پبلک چندے سے پورے کیئے جاتے هیں — پبلک چندوں میں سب سے بڑي اور مستقل رقم خوانین موصوف کي هی جو ۱۰ روپے ماهوار هی - علاوہ ازیں خوانین موصوف اپنے علاقہ سے گیارهویں شریف کا دودہ جمع کرکے اس کا گھي مدرسہ مذکور میں دیا کرتے هیں جس کي مستقل آمدني مبلغ ۲۰ روپے یا اس سے کم و بیش هوتي هی *

سنہ ۱۹۱۳ ع هي کے اخیر میں خوانین موصوف نے آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس علي گڈہ کے اغراض کي توسیع و تکمیل کے واسطے ڈسٹرکٹ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کي بنیاد ڈالي جس کا مدعا اُن تدابیر کا سوچنا و عمل میں لانا قرار پایا جو مسلمانان ضلع ڈیرہ غازیخاں کي ترقي تعلیم کے لیئے مفید هوں *

کانفرنس مذکور کي بنیاد پڑتے هي نواب زادہ سردار محمد جمال خاں چیف آف لغاریاں نے جو قوم بلوچ کے مقتدر و نامور سردار اور چیف کالج لاهور کے تعلیم یافتہ هیں کمال همدردي کے ساتھہ کانفرنس مذکور کي صدارت کو منظور فرمایا - کانفرنس کے پہلے دو سالانہ جلسے بمقام جام پور زیر صدارت جناب سردار صاحب ممدوح منعقد هوئے جن میں علي گڈہ کانفرنس کے سفیروں نے بر وقت پہنچ کر خاطر خواہ امداد دي — ان جلسوں میں کوئي عملي اسکیم تجویز کرنے کے بجائے زیادہ تر وعظ و نصائح سے تعلیم کي ضرورتوں و برکتوں کا اثر لوگوں پر بٹھایا گیا جس سے تمام فہمیدہ لوگوں پر تعلیم کي اهمیت بخوبي عیاں هوگئي، اور بفضلہ کوئي معقول مخالفت اس تحریک کي نہیں هوئي — چونکہ بلوچ سرداران کا جام پور جیسے مقام پر جمع هونا محال نظر آیا اس لیئے کانفرنس کا تیسرا سالانہ جلسہ بماہ مارچ سنہ ۱۹۱۶ ع

بمقام ڈیرہ غازي خان بتقریب میلہ نمایش اسپان منعقد ہوا جہاں بلوچ سرداران کو سہولیت سے شمولیت جلسہ کا موقع دیا گیا — اس جلسہ کي شایان شان کامیابي میں حضرت صاحبزادہ افتاب احمد خاں صاحب کي مادي امداد کا بہت بڑا حصہ ھی جنہوں نے نہ صرف بذات خاص خود جلسہ هذا میں شرکت کي زحمت گوارا فرمائي بلکہ نواب ملک محمد مبارز خاں صاحب رئیس اعظم ضلع شاہ پور کو بھي صدارت جلسہ کے لیئے آمادہ فرمایا - علاوہ ازیں خان بہادر مولوي رحیم بخش صاحب بالقابہ پریزیڈنٹ کونسل بہاول پور کي توجہ و عنایت بھي خاص شکر گزاري کي مستحق ھی جنہوں نے اپنے کالج کے لائق پرنسپل شیخ عبدالحمید صاحب کو شمولیت جلسہ کے لیئے روانہ فرمایا بلکہ جلسہ کے لیئے شامیانوں ، قناتوں اور غالیچوں کي منہ مانگي تعداد بھي بہم پہونچائي — اس جلسہ کي مفصل کارگزاري شائع ہوکر ہر خاص وعام کے ملاحظہ میں آچکي ھی — جناب نواب صاحب موصوف کي صدارت اور جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کے لکچروں اور سرداران ضلع کے ساتھہ ملاقاتوں کے اثر سے بحمد لله وہ نا گفتني اندروني رکاوٹیں بھي ایک حد تک صاف ہوگئیں جو ایسے کاموں کي ابتدا میں عموماً پیدا ہوا کرتي ہیں *

اب میں ظاہر کرنا چاھتا ہوں کہ ہماري کانفرنس آیندہ کیا کرنا چاھتي ھی - واضح رہے کہ یہہ کانفرنس کوئي انسٹي ٹیوشن براہ راست اپنے ہاتھہ میں لینا نہیں چاھتي — بلکہ اس کا مدعا صرف آئیني یا جمہوري اُصولوں پر ملسمانان ضلع کي تعلیمي وکالت کرنا ھی یعني جو اُمور قابل توجہ سرکار کے ہوں وہ سرکار کي خدمت میں پیش کرے اور جو اُمور قوم کي توجہ کے لایق ہوں وہ قوم کے سامنے پیش کرے — اب مختصراً وہ کام عرض کیا جاتا ھی جو کار کنان کي مد نظر ھی :—

۱ — ضلع میں تفصیلي کام کے لیئے سوسائٹیاں بنا نا اور موجودہ چند ایک مقامي اسلامي انجمنوں کو ایک ھي سلک میں لانے کي کوشش کرنا *

۲ — ترغیب تعلیم ، سالانہ جلسوں اور سفیروں کے ذریعہ *

۳ — پرائمري مدارس کي توسیع بورڈ مدارس یا اسلامي مدارس کے ذریعے *

۴ — ترقي تعلیم وظایف فنڈ قایم کرنا ، جس سے محتاج و ہونہار مسلمان طلباے ضلع ڈیرہ غازي خاں کي اعلي وسکنڈري تعلیم کے لیئے یکمشت یاوظایف سے بطور قرض حسنہ امداد کرنا *

۵ — سرکاري اسکولوں کے طلبہ کي تربیت کا انتظام بذریعہ بورڈنگ سسٹم کے *

پوشیدہ نہ رہے کہ اس تحریک کي ابتدا میں اسي ضلع میں ایک اسلامیہ ہائي اسکول کا کہولنا اس کانفرنس کا نصب العین سوچا گیا تھا- مگر تہوڑے سے تجربہ کے بعد ہماري راے تبدیل ہوگئي ھی بحالات موجودہ علیحدہ قومي اسکولوں کے کہولنے کے بجاے وظایف سسٹم اور اسلامیہ ہوسٹل سسٹم زیادہ مفید ہوسکتے ہیں — کیونکہ ہر چند کہ قومي اسکولوں میں سرکاري گرانٹ اور اسکول فیس سے مدرسہ کا اکثر خرچ عموماً نکل آتا ھی مگر ہم کو تہوڑے سے تجربہ سے یہہ ثابت ہوچکا ھی کہ کسي نیشنل اسکول کے چلانے کے لیئے روپے کي اتنی ضرورت نہیں ہوتي جتني کہ قابل اُستادوں کي — آج کل جبکہ لایق اُستادوں کي بورڈ اسکولوں تک میں کمي ھی تو پرائیویٹ اسکولوں میں خصوصاً ڈیرہ غازي خاں جیسے دور اُفتادہ علاقہ میں میسر آنا اور بھي محال ھی — قومي اسکولوں کے کہولنے کي دو غرضیں ہوتي ہیں *

۱ — نسبتاً سستي تعلیم کا انتظام کرکے غریب قوم کي مالي مشکلات کا حل کرنا *

۲ — مسلمان طلبہ کي تربیت اسلامي نقطۂ خیال سے کرنا *

سو پہلي غرض وظایف سسٹم سے اور دوسري غرض بورڈنگ سسٹم سے بطریق سہل پوري ہوسکتي ھی — قومي ہوسٹلوں کے لیئے کافي امداد سرکار سے مل جاتي ھی — علیحدہ قومي اسکولوں کے کہولنے کي یہہ غرض ہوا کرتي ھی کہ سرکاري اسکولوں کے مقابلہ میں کوئي امتیاز و برتري و خصوصیت حاصل کي جاوے اور اگر یہہ غرض پوري نہ ہوسکے جیسا کہ عام صورتوں میں دیکھا جاتا ھی کہ قومي اسکول سرکاري اسکولوں کے مقابلے میں عموماً ہر ایک پہلو سے پیچھے رہ جاتے ہیں ، تو بجاے قوم کے فائدہ کے نقصان ہوتا ھی کیونکہ بچوں کو سرکاري مدارس کے لایق اسٹاف وعمدہ مکانات ومکمل آلات تعلیم سے محروم کرکے کمتر حیثیت کے مدارس میں بند رکھنا پڑتا ھی *

القصہ اغراض مذکور میں سے وظایف فنڈ کے لیئے گزشتہ جلسہ میں زاید از دو ہزار روپے نقد چندہ جمع ہوگیا جس مین سے ایک ہزار روپے نواب زادہ سردار محمد جمال خاں صاحب کا اور ۳۰۰ روپے نواب ملک محمد مبارزخاں صاحب کا عطیہ ہی - مگر اس فنڈ کا استعمال بورڈ کے نامکمل ہونے وغیرہ وجوہات سے سال آیندہ پر ملتوي رکھا گیا ہی *

اگرچہ مقاصد مذکور کي برادري کے لیئے ہر سال نئي قسم کے رزولیوشن پاس ہوتے ہیں اور ایساهي گونا گوں رزولیوشنوں کو پاس کرتے کرتے هماري عمریں ختم ہوجاوینگي مگر اصل کامیابي کے لیئے ایک نکتہ خصوصیت سے قابل غور ہی جس پر مجھے اپني کانفرنس کي مادر مہربان یعني علي گڈہ کانفرنس کي خاص توجہ کي ضرورت ہی — اور وہ یہہ ہی کہ میں اس آزادي کے نام لیواؤں سے نہیں ہوں جو سر کے بل گرانے والي ہوتي ہی بلکہ میں ایسے أصول کا قائل ہوں کہ ہمیں ہرکام میں اپنی مہربان گورنمنٹ کي دستگیري سے فائدہ اُٹھانا چاهئیے اور گورنمنٹ عالیہ سے طلب دستگیري کو بجاے عار کے سعادت سمجھنا چاهیئے — میري راے یہہ ہی کہ موجودہ حالات میں هماري رزولیوشن بازي کوئی با برکت ثمرہ نہیں پیدا کرسکتي بجز اس کے مہربان گورنمنٹ عالیہ ہمارے علاقہ میں خوشنودي مزاج حکام و عطاے اعزاز و مناصب کے معیار میں حسن کار کردگي اشاعت تعلیم مسلمانان کو خصوصیت سے جگہ دیوے اور ضلع مذکور اور اُس کي کمشنري میں ایسے ایگزکٹو حکام کو مامور فرمائیے جو سر جارج روس کیپل چیف کمشنر صوبہ سرحدي جیسے علم کے قدردان ہوں جنہوں نے صوبہ سرحدي کے جاهل وتاریک علاقے میں تعلیم کي نہریں بہا دي ہیں اور جن سے آجڈ اور وحشي لوگوں کي کایا پلٹ گئي ہی — چشم بد دور ! انار کسٹ لوگوں کي یہہ عام بدگماني ہی کہ ہندوستان کے انگریزي حکام ہندوستانیوں میں توسیع تعلیم کے در پردہ مخالف ہیں اور یہہ کہ گورنمنٹ عالیہ تعلیم کو با امن حکومت کی بقا کے حق میں مضر سمجھتي ہی — مگر ایسے کمینہ الزام کي صفائي میں صدها معقول دلائل وہ اثر پیدا نہیں کرسکتے جیسا نہ سر جارج روس کیپل صاحب ممدوح جیسے حکام کي پالیسي جس کے عمل سے الزام مذکور کی نہ صرف تردید ہوتي

ہی بلکہ عقیدت مندي سلطنت کا لازوال نقش رعایا کے دلوں پر مستحکم ہوجاتا ہی — اور ایسے ہی مہربان حکام کي ماتحتی کي غلامي ہمارے لیئے نام نہاد آزادي سے زیادہ مبارک ہی — اللہ تعالی تاج برطانیہ کا سایہ ہمارے سر پر دیر گاہ تک سلامت رکھے - آمین ثم آمین *

(دستخط) دوست محمد

۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ ع سکرتري بقلم خود

اس قدر کار روائی کے بعد اجلاس ششم ختم ہوا *

اجلاس هفتم

بتاریخ ۲۹ دسمبر سنه ۱۹۱۷ ع

وقت ۸ بجے صبح سے ۱۲ بجے دن تک

پریسیڈنٹ :

آنریبل میاں محمد شفیع صاحب سي آئي اي بیرسٹرایٹ لا لاهور

اس اجلاس کي کار روائي میں سب سے پہلے مندرجه ذیل روزلیوشن محرکین و موئدین کي مختصر تقریروں کے ساتهه پیش هوکر یکے بعددیگرے منظور هوئے :—

رزولیوشن نمبر ۲۴

چونکه هر سال ایک معقول تعداد پنجاب کے مسلمان طلبه کي علي گڈه میں قانوني تعلیم پاکر اله آباد یونیورسٹي سے ایل ایل بي کي ڈگري حاصل کرتي هی، اس لیئے پنجاب یونیورسٹي کي یهه قید که هر سال دوسري یونیورسٹیوں کے صرف چار ایل ایل بي کے ڈگري یافته انرول کیئے جاویں مسلمانوں کے لیئے نهایت سخت اور ان کے قومي حقوق کو پامال کرنے والي هی - لهذا یهه کانفرنس پنجاب چیف کورٹ سے درخواست کرتي هی که وه اس قید کو هٹاکر مسلمانوں کو شکر گذاري کا موقع دے *

محرک : آفتاب احمد خاں آنریري جائنٹ سکرٹري کانفرنس

موید : سید عبدالباقي صاحب ایم اے رجسٹرار محمدن کالج علي گڈه

رزولیوشن نمبر ۲۵

یهه کانفرنس نهایت ادب کے ساتهه حضور مهاراجه صاحب بهادر کشمیر کي توجه اِس کانفرنس کے ڈیپوٹیشن سنه ۱۹۱۳ ع کے معروضات

به نسبت تعلیم مسلمانان کشمیر کے متعلق مبذول کراتے هوئے مستدعي هی که اپني رعایا کے کثیر حصه ابادي کي فلاح و بهبود کے متعلق تجاویز پیش کردہ ڈپوٹیشن مذکور پر جلد سے جلد عملاً توجه کرکے مسلمانوں کو مشکور کیا جاے *

اس قدر کارروائي کے بعد مسٹر سبرامانیا ائر پروفیسر پریسیڈنسي کالج مدراس کا لکچر هوا جو اس رپورٹ کے آخر میں شامل هی اور جس کا ترجمه حسب ذیل هی :—

تاریخ اور مصریات کا درجه همارے نظام تعلیم میں

(یعني ترجمه لکچر مسٹراسبرمانیا آیر پروفیسر پریسیڈنسي کالج مدراس بموقع اجلاس سی ام آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس منعقده علي گڈه بماه دسمبر سنه ۱۹۱۶ ع)

جان ملٹن نے تعلیم کي تعریف یهه کي تهي که ”وه شے جو انسان کو اس لائق بنائے که وه تمام ذاتي اور جمهوري کام امن و جنگ کے انصاف، قابلیت اور فیاضي کے ساتهه انجام دے سکے“ - جو لوگ ان حالات سے واقف هیں جو ملٹن کے زمانه کے تهے وه تعلیم کے متعلق اُس کي تعریف کي دل سے قدر کریں گے جو ایسي جامع هی که هماري موجوده ضروریات کو بهي بخوبي پورا کرسکتي هی — افاده کي بنا پر تعلیم کا جو اصول اُس نے اپنے هم وطنوں کے سامنے پیش کیا وه ملٹن کے زمانه کے تربیتي اغراض کو عمل میں لانے کے لیئے کافي و وافي تها — اگر هم بهي مفید اور پر از تربیت تعلیم کو اپنا مقصد قرار دیں تو همارے لیئے بهي موجوده حالات میں اس سے مفر نهیں هوسکتا که تاریخ اور مصریات کو هم بهي موجوده نظام میں ایسي هي اعلیٰ جگه دیں - اس امر کا سب لوگوں کو اعتراف هوگا که ابتدائي اور ثانوي مدارس کے نصاب تعلیم میں تاریخ کچهه کم ضروري یا مفید نهیں هی تعلیمي قدرو قیمت کے لحاظ سے همارا مدارس کا نصاب تعلیم مختلف عنوانوں میں منقسم هوسکتا هی - بعض قسم کي تعلیمیں هیں جن سے نوشت و خواند، ڈرائنگ، حساب کو بنیادي تعلیم قرار دیا جاسکتا هی، کیوں که وه مزید حصول تعلیم کے لیئے بمنزله ضروري آلات کے هیں- چند مضامین مثل ریاضي، سائنس

اور زبان کے محض تربیتی ہیں جن سے قواے ذہنیہ کا نشو و نما ہوتا اور علم کی صریح توسیع میں مدد ملتی ہی — بعض قسم کی تعلیمیں دل و دماغ کو محض جلا دیتی ہیں جیسے ادب اور فنون - بعض مضامین اپنی نوعیت میں محض اطلاعی ہوتے ہیں — جیسے جغرافیہ ، علم الابدان ، تاریخ اور علم صیحت - گو اُن کی یہہ تقسیم کسی منطقی تقسیم کے مطابق نہ ہو ، تاہم اس سے مختلف مضامین کی جو ہمارے مدارس میں تعلیم دئے جاتے ہیں قدر و قیمت بخوبی واضع ہوتی ہی *

لیکن یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ تاریخ محض ایک اطلاعی مضمون ہی جو طلباء کے حافظہ کے علاوہ کسی اور قوت سے سر و کار نہیں رکھتا - اگرچہ جہاں تک قوت حافظہ کا تعلق ہی ، تاریخ کا مضمون کسی اور مضمون سے لگا نہیں کہاتا - تاہم دوسرے قواے ذہنیہ پر اُس کے اثرات کا انکار | نہیں ہوسکتا — ایک ماہر تعلیم کے نقطہ قیام" سے اپنے تربیتی قدر و قیمت کے لحاظ سے" یہہ مضمون نہایت اہم ہی اور تربیت کا یہی نہایت موثر آلہ ہی — تاریخ کو علم شہادت سمجھا جاتا ہی اور اسی لحاظ سے اُس کی علمی اہمیت واضح ہوتی ہی — تاریخ کا طالب علم واقعات کی تحلیل کے بعد یقینی نتیجہ پر پہنچتا ہی اور تاریخ کے مطالعہ سے انسان کا قلب ایک قسم کا اخلاقی سیاق بن جاتا ہی جس میں بعض مدات کو آمدنی اور بعض کو خرچ کے خانوں میں رکھہ کر باقی نکالی جاتی ہی — مثل ادب کے تاریخ بھی تربیت کا ایک حقیقی ذریعہ ہی — بہترین تربیت وہ ہی جو انسانی دل و دماغ کو آزاد بنائے اور اسے تعصبات اور تنگی اور خود غرضی سے پاک کرے - قانون اور اخلاق و عادات کے اختلافات پر غور کرنے سے اُس کو فراخی حاصل ہوتی ہی *

اگر تاریخی تربیت کا یہہ اصول ہمیشہ چشم دل کے روبرو رکھا جائے تو ماہر تعلیم کبھی ایسی غلطی نہ کرے کہ تاریخ کی محض استخوان خشک کو ناواجب اہمیت دے جس کا نام بالفاظ دیگر "ڈھل و ناقوس نما تاریخ ہی" اگر ایسا ہو تو ماہران تعلیم انسانی تعلیم گاہوں اور تہذیبوں کی ترقی کن نوعیت کی جانب زیادہ توجہ کا اظہار کریں

اور واقعات کی رفتار اور تاریخی شخصیتوں کے حشم و خدم کی مثال کے ذریعہ سے تاریخی اسباق کے دوران میں اپنے شاگردوں کے اندر شریفانہ جذبات اور اعلی اصول کی روح پھونکنے کی کوشش کریں - اس طرح تاریخ کی حیثیت واقعات اور تاریخوں کی محض ایک فہرست کی باقی نہیں رہ سکتی - جن کا انسانی اخلاق پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور یوں ایک دل سوز اُستاد کے ذریعہ سے تاریخ ، تربیت اخلاق کا ایک نہایت کار آمد آلہ بن سکتی ہی - اس طرح تاریخ اور مصریات کا ضروری ربط اسکولوں کے نصاب میں پیدا کیا جاسکتا ہی - اب سے چند سال قبل تاریخ اور جغرافیہ ساتھہ ساتھہ چلتے تھے اور دونوں مضامین کی تعلیم کے لیئے ایک ہی اُستاد ہوتا تھا - مگر آج کل کا رجحان یہہ ہی کہ علی الخصوص ثانوی مدارس میں اس کی تعلیم دو جدا اُستادوں کے سپرد کی جاوے *

تاریخ ابتدائی مدارس میں

تاریخ منجملہ اُن مضامین کے ہی جو ہمارے تعلیمی نظام میں اول سے آخر تک داخل ہیں — ابتدائی مدارس کی قصہ خوانی کالج کلاسوں کے فاضلانہ لکچروں کا پیش خیمہ ہوتی ہی — چونکہ ابتدائی مدارس کے بچے فطرتاً نہایت پر از تخیل ہوتے ہیں اور اُن کی دنیائے خیال جدائی ہوتی ہی اس لیئے استاد کے لیئے یہہ امر ناگزیر ہی کہ وہ تاریخ کو بچوں کے سامنے مثل افسانہ کے پیش کرے - چوں کہ بچوں میں ایک ڈرامے تست اور ایک شاعر کی قوت ایک مقدار کثیر میں موجود ہوتی ہی، اس لیئے ابتدائی مدارس میں تاریخ کے شاعرانہ اور مصورانہ عناصر کو سطح پر لا کر پیش کرنا چاہیئے - چوں کہ بچے از روئے فطرت عجائب و عظائم پرست ہوتے ہیں اس لیئے بہ نسبت اُن کے آراء اور ضروریات کے اُن کے افعال سے بچوں کو زیادہ دلچسپی ہوتی ہی *

افسانے اور تربیت اطفال

ان عام اصول کی روشنی میں ابتدائی مدارس کے اندر افسانہ خوانی کو نہایت مہتم بالشان جگہ دی گئی ہی *

ہمارے مدارس کے نصاب تعلیم کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ کتابوں میں طالب علموں کو ایجادات ، انکشافات ، بہادر ، بادشاہوں ، فاتحوں

اور مذھبي مصلحوں کے افسانے پڑھائے جاتے ھیں — اُن میں واقعات کي تربیت کا کچھہ لحاظ نہیں ھوتا — حالانکہ ان چیزوں کي تعلیم اس طریقہ سے ھوني چاھیئے کہ سال یا میقات تعلیم کے آخر پر کم سن طالب علم بھي تسلسل واقعات پر کامل عبور رکھیں — یہہ ضروري نہیں ھی کہ کمسن سننے والوں کے کانوں میں کسی عہد کي پوري تعریف پہنچائي جائے — البتہ یہہ لازمي ھی کہ مناسب پیرایہ میں دنیا کي موجودہ تہذیب کي شاندار عمارت کا تاریک منظر ان کے سامنے پیش کیا جائے- اور یہہ اس طرح ممکن ھی کہ ابتداء میں جو واقعات بیان کیئے جائیں وہ چیدہ اور سادہ اور بچوں کي ذھني دسترس کے اندر ھوں *

مندرجہ بالا عام اصول سے واضح ھوگا کہ کم سن بچوں کو تاریخ کي تعلیم دینے کے لیئے بجاے جدید کے قدیم عہد کا انتخاب موزوں تر ھی - ھندوستان ، یونان ، اور رومائے قدیم" کے قصے اور قرآن اور بائیبل اور پران کي مذھبي حکایات اور رستم ، رمولس ، ھني بال ، اسکندر ، ھارون الرشید اور چندر گپت جیسے مشاھیر کے کار نامے بچوں کے مناسب حال ھیں — چونکہ اُن میں اخلاقي اوصاف کے علاوہ خیالات کي سادگي بھي موجود ھی لہذا تاریخ کي تعلیم کے لیئے زمانہ قدیم کي حکایات زیادہ موزوں ھیں — البتہ یہہ امر قابل غور ھی کہ آیا فرضي افسانے بچوں کي تعلیم کے لیئے موزوں ھوسکتے ھیں یا نہیں — لیکن اس کا جواب یہہ ھی کہ جس طرح زبان کي تعلیم کے لیئے ان کا استعمال جائز ھی اُسي طرح تاریخ کے لیئے بھي روا ھی اور جو طریقہ غیر ممالک میں کامیاب ثابت ھوا ھی کوئي وجہ نہیں کہ ھمارے ھاں بھي کامیاب ثابت نہ ھو — کیوں کہ اوائل عمر میں بچوں کو افسانوں کي جزئیات پر توجہ نہیں ھوتي بلکہ وہ زیادہ تر نتیجہ کي جانب مایل ھوتے ھیں - چنانچہ احاطہ مدارس میں تیچرس کالج میں ابتدائي تجربات کے بعد اس اصول کو جاري کردیا گیا ھی *

تاریخ تحتاني ثانوي درجوں میں

سکنڈري تعلیم کے دور میں بچے کي نکتہ چیني کي قوت ظہور پذیر ھوتي ھی جس سے فائدہ اُٹھانا چاھیئے — یہي وہ دور ھوتا ھی جبکہ تاریخ مطالعہ کے لیئے ایک سنجیدہ مضمون بنتا ھی اور جبکہ اُسے اخلاقي تربیت کے لیئے ایک آلہ قرار دیا جاسکتا ھی — لیکن

اسکول کی تربیت کي دھلیز پر طریقہ تعلیم کے اندر کسي از سر تا پا انقلاب کی حاجت نہیں ھی بلکہ تاریخ خواني کو قایم مقام بنانا چاھیئے- پہلي جماعت میں مشاھیر کي مختصر سوانح عمریوں کو ترتیب زمني کے ساتھہ بیان کرنا چاھیئے — اور اس طریقہ سے کسي قوم یا کسي ملک کي تاریخ بیان کرنا چاھیئے — اس کے بعد سلسلہ کي باقي کڑیوں کو لاکر شامل کرنا چاھیئے — اور اس طرح جب طالب علم تیسرے درجہ میں آئیں تو اُنھیں معلوم ھو کہ وہ ایک ھي سیر گاہ سے تیسري مرتبہ گذر رھے ھیں ، البتہ راستہ بتدریج دشوار گذار ھوگیا ھی — جن مدارس اور اساتذہ نے یہہ طریقہ تعلیم اختیار کیا ھی — اُنھوں نے اسے نہایت سہل اور سود مند پایا ھی *

ثانوي تحتاني درجوں میں ذریعہ تعلیم

ثانوي تحتاني درجوں میں صرف تاریخ ھندوستان عموماً (اکثر دیسي زبانوں کے ذریعہ سے) پڑھائي جاتي ھی — چنانچہ چند سال ھوئے میرے صوبہ میں یہہ دلچسپ بحث اُٹھي تھي کہ آیا تمام زبانوں کي تعلیم انگریزي کے ذریعہ سے ھویا دیسي زبان کے ذریعہ سے- جو لوگ زبانوں کي تعلیم کے بذریعہ طریق مستقیم حامي ھیں اور جن لوگوں کا یہہ خیال ھی کہ علمي اصطلاحات کا موزوں ترجمہ دیسي زبانوں میں نہیں ھوسکتا اُنھوں نے اس راے کي زور سے تردید کي کہ تعلیم بذریعہ دیسی زبانوں کے ھو ، لیکن عام راے کا وزن اس کے خلاف تھا — چنانچہ سرشتہ تعلیم نے یہہ قاعدہ نافذ کردیا ھی کہ غیر ادبي مضامین بذریعہ دیسي زبانوں کے تیسرے درجہ تک تعلیم کیئے جائیں — اور اب یہہ کہا جاتا ھی کہ یہي طریقہ باقي اسکول کي جماعتوں میں بھي بخوبي مروج ھوسکتا ھی — لیکن جو طریقہ جنوب میں کامیاب ھوچکا ھی وہ شمال میں بھي کامیاب ھوسکتا ھی اور خصوصاً اس سبب سے کہ (جیسا کہ مجھے بتلایا گیا ھی) بعض مقامات پر اس کے متعلق کامیابي کے ساتھہ تجربات ھوچکے ھیں *

تاریخ ھائي اسکولوں میں

اگرچہ تاریخ ھندوستان کي تعلیم فوقاني ثانوي درجوں میں جاري ھی اور اگرچہ ایک نہج پر اس کے ساتھہ تاریخ انگلستان کي بھي تعلیم

هوتي هی ، لیکن اب تک خاطر خواه کامیابي ظهور پذیر نهیں هوئي هی — دونوں تاریخیں عموماً مختلف اوقات میں دو مختلف چیزیں قرار دیکر اور مختلف استادون کے ذریعہ سے تعلیم کرائي جاتي هیں — دونوں تاریخوں کے واقعات کے درمیان کوئي سلسلہ قایم نهیں کیا جاتا اور نہ اُن کے مابین مقابلہ کیا جاتا هی اور اس طرح اُن کو طلبا کے سامنے دو مختلف چیزوں کي حیثیت سے پیش کیا جاتا هی — مختلف ممالک کي تاریخوں کو طلبا کے روبرو اس طریقہ سے پیش کرنے سے ان کا حقیقی فائدہ مفقود هوجاتا هی چونکہ تاریخ کي تعلیم کا مقصد یہہ هی کہ افراد و اقوام کے افعال اور ترقي و تہذیب کے ما بین جو تعلق هی اُسے نمایاں کیا جائے — اس لیئے موزوں ترین تدبیر یہہ هی کہ اول تاریخ عالم کا ایک عام خاکہ پیش کیا جائے اور اس کے بعد هندوستان و انگلستان کي تاریخ عالم کے ضمیمہ کے طور پر پڑھائي جائیں — بعینہ جیسے کہ جغرافیہ کي تعلیم میں اس سیارے یعنی زمین کي عام خصوصیات اور نظام شمسي میں اس کا درجہ اول طالب علم کو سمجھایا جاتا هی — اسي طرح دنیا کي گذشتہ تاریخ کي تعلیم اول هوني چاهیئے قبل اس کے کہ هم ان دو ملکوں کي مفصل تاریخ پڑھیں جن کے ساتھہ همیں سب سے زیادہ دلچسپي هی — اس طریقہ سے وہ خطرات معدوم هوجائیں گے جو تاریخ کي تعلیم کے ساتھہ لگے هوئے هیں — اور وہ یہہ کہ تنها خود اپنے ملک کي تاریخ کے مطالعہ سے ایک قسم کي رعونت اور دوسري قوموں کي نسبت غلط خیالات پیدا هوجاتے هیں — اس کا معقول علاج صرف یہہ هی کہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے اور دیگر ممالک کے حالات پر غور کیا جائے ٭

تاریخ کے ماخذ

ایک اور خطرہ جو همارے هائي اسکولوں میں تاریخ کي تعلیم کو درپیش هی اُس کي جکڑ بند هی — عموماً کوئي مقررہ کتاب نصاب میں رکھي جاتي هی شاگرد کتاب کا ایک فقرہ بآواز بلند پڑھتا هی اور اُستاد اپني علمي استعداد کے بموجب دلچسپ پیرایہ میں اس کي تفصیل بیان کرتا هی۔ اگرچہ یہہ طریقہ في حد ذاتہ نفع سے خالي نهیں هی لیکن زمانہ حال کا سائنٹیفک مورخ اس سے کچھہ زیادہ

کي کوشش کرتا هی — اگر تاریخ کو دل و دماغ کے لیئے ایک حقیقي ٹریننگ اسکول بنانا هی تو چاهیئے کہ شاگردوں کو کافي مصالحہ بهم پهنچایا جائے — چونکہ تاریخ شهادتوں کا ایک علم هی لهذا اُس کے نتائج کي تائید دستاویزات اور آثار قدیمہ سے هوني چاهیئے اور طلباء کو اُن پر اپنا دماغ صرف کرنے کي ترغیب دیني چاهیئے — اس سے یہہ مطلب نهیں هی کہ طلباء کو مورخ بنایا جاوے کہ وہ اپني تاریخیں لکھیں اور اپني درسي کتابیں بنائیں — بلکہ اُستاد کو چاهیئے کہ وقتاً فوقتاً اُن کو مشقی سوالات دے اور گاہ گاہ دستاویزات کے مطالعہ سے اُن کے اندر تاریخ داني کي وہ روح پیدا هوجائے گي — جس سے تاریخ کي تعلیم کي جکڑ بند بہت کچھہ رفع هوجائے گي

اس سلسلہ میں ، اے برادران اسلام ! میں آپ کو خوش خبري اور مبارک باد دیتا هوں کہ آپ دوسري اقوام کے اُستادوں سے زیادہ خوش نصیب هیں — جهاں تک تاریخ هندوستان کا تعلق هی آپ اسلام کے شاندار کارنامے آساني سے مثال میں پیش کرسکتے هیں اور یہہ ایک امر ظاهر هی کہ اسلام کي ابتدائي تاریخیں آپ هي کے صاحب فراست اسلاف کے کارنامے هیں - البیروني اور فرشتہ تزک بابري اور ابوالفضل هي کے صفحات میں وہ ابتدائي تاریخي واقعات ملتے هیں جو همارے لیئے قابل قبول هوسکتے هیں - اور اُن آثار قدیمہ میں بھي جو کوئي تعلیمي قدر و قیمت رکھتے هیں هندوستان کرۂ ارض کے کسي اور ملک سے پیچھے نهیں هی اور وہ کثیرالتعداد اور شاهانہ عمارتیں جو اسلامي عهد میں هندوستان کے اندر تعمیر هوئیں جن سے اس ملک کے اندر اسلامي سطوت و جبروت کي شاندار مثال بهم پهنچتي هی اور جن کو دیکھکر تماشائي پر رعب اور حیرت کے جذبات مستولي هوجاتے هیں وہ نوجوانوں کو تاریخ کی تعلیم بهتر دے سکتي هیں بہ نسبت ان ملمع شدہ بیانات کے جو بعض اوقات اُن کے کانوں تک پهنچتے هیں - اپنے ذرائع اطلاع کو بطریق مناسب کام میں لانے سے اور وقتاً فوقتاً تاریخي مقامات کي سیر کرنے سے آپ اپني شاگردوں کي دل و دماغ میں تاریخ اور تاریخي تحقیقات کے ساتھہ حقیقي دلچسپي پیدا کرسکتے هیں اور اس طرح تاریخي کي تعلیم مقصد انجام پاسکتا هی ٭

مصریات کے ساتھہ تعلق

ایک اور طریقہ جس سے کہ تاریخ کي تعلیم کي پریشان کن قیود

شکست هوسکتي هيں وه تاريخ اور مصريات کا تعلق هے - مغربي ممالک ميں صرف چند هي سال سے يهه خيال پيدا هوا هے که مصريات کے ساتهه نوجوانوں کو دلچسپي پيدا کردي جائے - اس سے مراد يهه هے که نوجوانوں کے دل و دماغ ميں شهر اور ملک کا حقيقي مفهوم جاگزيں - اور مشترک اغراض کي خدمت کا احساس پيدا کيا جائے - يهه ايک مشهور عام واقعه هے که انساني قلوب ميں حب وطن کي آگ اسلاف کے شاندار کارناموں کے ذريعه سے مشتعل هوتي هے - فن مصريات کا مقصد يهه هے که اس انساني جذبه کا لحاظ کرتے هوئے نوجوان طالب علموں کے دل و دماغ کے اندر شهري زندگي کي اهميت اور اس کے اصول کي عظمت قائم کي جائے - اور قصبه ، شهر ، ضلع ، صوبه اور سلطنت کي خدمت کي عادت اور ذمه داري اور احساس پيدا کيا جائے - اُستاد کو چاهئے که نوجوان شهريوں کے يهه بات ذهن نشين کرے که اس زمانه کي سلطنت درحقيقت کيا شے هے - کيا کيا چيز اُس کي زندگي کے لئے ضروري هے اور اُس کے بقاء کے متعلق اُس سے کن فرائض کي انجام دهي کي توقع کيجاسکتي هے - کيونکه موجوده سلطنت کي روز افزوں قوت هر فرد شهري کو اُس کي زندگي ميں ايک هزار ايک موقع پر مس کرتي هے (اور وه بهي اس طرح که جس کا ازمنه قديمه ، قرون وسطى اور دور جديد کو مطلق کچهه تصور نهيں هے) لهذا موجوده زمانه کي شهري زندگي ايک ايسي شهري تياري کو چاهتي هے جو موزوں ترين شهري اُصول پر کي گئي هو اور جس ميں ايک زنده شهري روح موجود هو - اس سے پهلے کبهي سلطنت کي زندگي اس درجه پيچيده نه هوئي تهي - مگر ساتهه هي اس کے شهروں کو اُس کے ماله و ماعليه کے اندر اس درجه اختيار بهي حاصل نه تها *

ممکن هے که زمانه حاصل کي سلطنت کي رعايا مذهب ، فلسفه ، روايات اخلاق و عادات اور رسم و رواج ميں مختلف هوں (جيساکه سلطنت برطانيه کے اندر اُس کي رعايا کا حال هے) ليکن شهري قانون کے نزديک وه بمنزله ايک جسم واحد کے مختلف اعضاء و جوارح کے هيں جو اپني ذمه داري سے سر مو تجاوز نهيں کرسکتے — سلطنت حق رکهتي هے که ان سب سے يکساں طور پر اميد رکهے که وه اُس کے اجتماعي اور قومي اُصول کے حصول ميں دل و جان سے مدد کريں ، اُس کي

اجتماعي خرابيوں کو دور کريں اور زد بوم اور وطن کي مدافعت ميں کوشش کا کوئي دقيقه فروگذاشت نه کريں — زمانه حال کي سلطنت کے شهريوں کي مثال کشتي ميں سوار هونے والوں کي سي هے جو خواه کيتهولک هوں يا پروٹسٹنٹ ، مشرک هوں يا موحد ، مسلمان هوں يا هندو ، برهمو هوں يا جين وه سب کے سب بلا استثنا جهاز کے قواعد کے پابند هوتے اور حقوق کے ساتهه فرائض ميں بهي مشترک هوتے هيں - جس طرح وه خدمت کے پابند هوتے هيں اُسي طرح خطره کے وقت حفاظت کے بهي يکساں مستحق هيں - عام آسائش اور عام حفاظت کے لئے متفق هونا سب پر يکساں واجب هوتا هے - اُن پر جهاز کے قانون اور جهاز کے اُصول کي پابندي فرض هوتي - اُن کا مسلمان يا هندو ، بده يا عيسائي هونا جهاز کے متعلق اُن کے فرائض اور ذمه داريوں سے اُن کو کسي نهج پر مستثنا نهيں کرتا ، اور نه جهاز کے قواعد اُن کي انفرادي ضروريات کا لحاظ کرتے هيں - غرض جهاز ايک مستقل دنيا هوتا هے جس کے قواعد و ضوابط مستقل هوتے هيں *

کل پرسوں آپ هي کے پريسيڈنٹ صاحب نے اس امر کا تذکره کيا تها که اپ کے برادران اسلام موجوده جنگ ميں برٹش نشان کي خدمت کرنے ميں بهت آگے رهے هيں - ايک لمحه کے لئے غور کيجئے که وه کيا شے هے جس نے آپ کے اتنے هموطنوں کو سلطنت اور نوع انسان کے لئے اپني جانيں قربان کرنے پر آماده کرديا - کيا اس کا باعث اتحاد مذهب هے؟ نهيں - کيا اس کا سبب اتحاد قوم هے ؟ نهيں - کيا اس کا موجب اشتراک روايات و مراسم هے ؟ نهيں - کيا اس کي وجه گونمنٹ کا جبر و تشدد هے ؟ بڑے زور سے نهيں - تو پهر وه کيا شے هے جس نے پٹهان ، گورکهے ، سکه اور مرهٹے کو (جو هندوستان کي جنگ جو قوميں هيں) خنده پيشاني کے ساتهه خندقوں کي جانب بڑهنے پر آماده کرديا — اس کا سبب سوائے شهري تعقل اور شهري ذمه داري کے اس شريفانه جذبه کے اور کچهه نهيں هے که وه ايک عظيم الشان سلطنت کے شهري هيں اور اس سبب سے اُس کي عزت و شان کي حفاظت کرنا اُن کا عزيز ترين فرض هے *

تعليم مصريات

چونکه تعليم زندگي کے لئے انسان کو تيار کرنے کا محض ايک آله

هی اس لیئے کیا ماهران تعلیم پر یهه واجب نهیں هی که وہ همارے نظام تعلیم کے اندر مصریات کو ایک اهم مقام دیں - مصریات کی تعلیم کا یهه منشاء هونا چاهیئے که وہ اخلاق کے متعلق عمدہ تعلیم و تربیت کا ذریعه هو- علاوہ اس کے که مصریات کی باضابطه تعلیم شروع هو، بچه کو حق پسندی اور حق و باطل میں تمیز، حقوق جیران اور حب نوع انسان کا سبق پڑهانا چاهیئے *

تعلیم اخلاق

بسا اوقات یهه کها جاتا هی که همارے اسکولوں اور کالجوں کے طلبا اخلاق حسنه کی تعلیم بغیر کسی باضابطه تربیت کے حاصل کرسکتے هیں- مگر یهه ایک غلط خیال هی - اکثر اوقات اُستاد کا چال چلن، برتاؤ اور اس کی شخصیت شاگرد کے اندر اخلاق کے اعلیٰ اصول اور زندگیوں کی ذمهداریوں کا احساس پیدا کرنے کی بڑے درجه تک باعث هوتی هیں - تاهم جب مختلف قوموں کا ایک دوسرے سے سابقه هوتا هی (جیسا که هندوستان میں هی) تو محض ایک دوسرے کے اخلاق و عادات اور رسم و رواج کی عدم واقفیت همارے بعض نوجوانوں کے خلاف اخلاق برتاؤ کا موجب بن جاتی هی - اور یهه بهی هی که اصول اخلاق اکثر خود انسان کے وضع کردہ هیں - یهاں مجهے انگلستان کا ایک قصه یاد آیا *

ایک هندوستانی نواب صاحب ایک بار انگلستان پهونچے جهاں ملکه وکٹوریا نے ان کو مدعو کیا - دعوت میں بهت سے امرا اور درباری شریک اور معزز مهمان کی مدارات میں مصروف تهے- جب چاء آئی تو گرم هونے کی وجه سے نواب صاحب نے پیالی سے تشتری میں لوٹ کر پینی شروع کی- اس پر تمام حاضرین میں چه میگوئیاں هونے لگیں اور ان کا خاکه اُڑایا جانے لگا - مگر فیاض ملکه نے یهه حال دیکهکر خود اپنی چاء تشتری میں ڈال لی اور آنکهوں آنکهوں میں تمام حاضرین کو متنبه کردیا- شاهی مثال کی تقلید ناگزیر تهی اور تمام امرا اور درباری اپنی چاء تشتریوں میں کرکے پینے پر مجبور هوئے - اور اس کے بعد تشتری میں چاء پینا ایک فیشن هوگیا - اس سے یهه بهی ثابت هوتا هی که همارے اکثر آداب و مراسم محض خیالی هیں- نیز یهه که دوسروں کے اداب و مراسم کی ناواقفیت اکثر انسان کو مشکلات میں مبتلا کرسکتی هی، اس لیئے ضرورت هی که هم وقتاً فوقتاً دوسروں کے اخلاق و خصایل سے واقفیت حاصل کرتے رهیں *

مصریات کی باضابطه تعلیم

جب اس طرح عمدہ اخلاق کی ابتدائی تعلیم کی بنیاد پڑ چکے اور ضبط نفس، ملائمت، محبت، فرض شناسی، فیاضی اور دوسری خوبیوں کے ساتهه ممارست هوجائے تو اس بنیاد سے مصریات کی تعلیم کو ترقی دی جاسکتی هی- مصریات کی باقاعدہ تعلیم دیهات، چنگی، ملک اور سلطنت کے متعلق فرایض کے انجام دهی کے لیئے تیار کرتی هی- خاندان کے متعلق فرایض کے ذریعه سے گورنمنٹ کے متعلق فرایض کا احساس پیدا هوتا هی اور اس طرح اسکول کی تعلیم کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مصریات کے اُستاد کی آواز ایک ایسی زبان میں سنائی دیتی هی جو فرقه بندی یا جنبه داری کی روح سے آزاد هوتی هی - اُس کی نصیحتیں کسی خاص قوم یا ملک سے وابسته نهیں هوتیں بلکه قوم کی مشترک زندگی اور بهبودی کی ضامن هوتی هیں- یهه بهی ذهن نشین رهنا چاهیئے که نیک بچوں کو اخلاقی تعلیم کی بهنسبت برے بچوں کے زیادہ ضرورت هی- کیونکه سلطنت اور سوسائٹی کے قیام کی زیادہ تر ذمهداری اول الذکر هی پر عاید هوتی هی- اور تهذیب و شائستگی کو منزل مقصود کے قریب تک پهنچانے کا فخر انهیں کو حاصل هوتا هی - لهذا غیر معمولی بچوں کی هر ممکن نگهداشت کے ساتهه هی اُن کے معمولی بهائی اور بهنوں کی جانب خاص توجه لازم هی کیونکه سلطنت کے آیندہ وهی محافظ هونے والے اور اُس کی ترقی کے اصل ذریعه بننے والے هیں *

آپ کے لیئے یهه معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نه هوگا که مصریات کے مضمون نے میرے صوبه میں به نسبت کسی دوسرے صوبه کے زیادہ توجه حاصل کی هی - مدراس میں ابتدائی مدارس اور ٹریننگ اسکولوں میں تاریخ کے ساتهه ساتهه برابر اس مضمون کی تعلیم دی جاتی هی، طلبا اور اساتذہ اس مضمون کی جانب کافی توجه رکهتے هیں اور سررشته تعلیم کی جانب سے انسپکٹروں اور مدارس کے منتظمین کو هدایت هی که وہ نگرانی رکهیں که آیا اس مضمون کی تعلیم صحیح اصول پر هوتی هی یا نهیں - ٹیچرز کالج مدراس نے جو بلیٹین شائع کیا هی وہ تاریخ مصریات کی تعلیم کے متعلق اُستادوں کو کافی اطلاع بهم پهنچاتا هی *

ایک کلمه تنبیهه

لیکن میں اپنی یهه تقریر بغیر اس کلمهٔ تنبیهه کے ختم نهیں کرسکتا

که اس فن کي تعليم ميں بہت احتياط لازم هی - بعض اوقات اس کے ابتدائي اغراض اُستاد سے حد سے زيادہ چشم پوشي کرتے هيں، اور اُن کا يهه خيال هوتا هی که اس فن کي واحد غرض موجودہ عهد حکومت کا بيان پر شوکت الفاظ ميں کردينا هی — اس سے ايک غلطي يهه بهي پيدا هوتي هی که اس سے قبل جو هندوستان ميں شاندار سلطنتيں قايم هوچکي هيں اُن کو بهي وہ فراموش کرجاتے هيں - يهي وجه هی که بعض بهترين کتابوں نے اپنا تعليمي اثر پيدا نهيں کيا بلکه کهنا چاهيئے که مضر اثر پيدا کيا — ايک دور کو حد سے زيادہ بڑهانا اور دوسرے کو حد سے زيادہ گهٹانا اکثر وہ اثر پيدا کرتا هی جسے هم کسي طرح بهي گوارا نهيں کرسکتے *

مثلاً کسي کتاب ميں لکها هوتا هی که گذشته زمانه کي حکومتين محکوم کے فوائد پر مبني نه تهيں- سلطنت کے تمام محاصل بجاے رفاہ عام کے کاموں کے ذاتي اغراض کے لیئے کام ميں آتے تهے — جان و مال کي حفاظت معدوم تهي — خيالات اور عبادات کي آزادي موجود نه تهي — دوسري طرف بيان کيا جاتا هی که ملک کے تمام محاصل رفاہ عام کے کاموں پر صرف هوتے تهے — مساجد، منادر اور سڑکيں، نهريں اور پل تعمير هوتے تهے - علوم و فنون کو بے مثل ترقي تهی- رعايا کے ساتهه انصاف هوتا تها — مذهب اور خيالات کي آزادي اور روا داري عام تهی — غرض اس قسم کے غير معتدل بيانات کسي قسم کا فائدہ نهيں پهنچاتے اور حقيقت کا خون کرتے هيں — لهذا مصريات کے اُستاد کو اچهی طرح سمجهه لينا چاهيئے که بے وقت کي تعليم اصل مقصد کو فوت کرتی هی - موجودہ حکومت کی اصل قدر و قيمت کو نماياں کرنے کے لیئے کسی مبالغه کی ضرورت نهيں هی اور وفا داري کے جوش ميں اصليت سے دور نهيں پڑنا چاهيئے — اُستاد کا حقيقی مقصد يهه هونا چاهيئے که وہ اپنے شاگردوں کو بتاے که اعلی درجه کی حب الوطني يهه هی که موجودہ آئينی حکومت کے ساتهه وفا دار رها جائے اور خصوصا اس وجه سے که تخت اور ملک کی وفا داري هی ميں فائدہ هی — اور ان خيالات کا اسکول کے هر طالب علم اور رعايا کے هر فرد کے دل پر نقش هونا چاهيئے — اس لیئے تمام حقيقی ماهران تعليم سے اميد رکهنی چاهيئے که وہ تاريخ اور مصريات کی تعليم دوش بدوش رکهينگے - اور اس طرح اس بر اعظم کو کرہ ارض کے تمام مهذب ممالک کے دوش بدوش لے جائينگے *

مسٹر سبرامانيا اير کے لکچر کے بعد حسب تحريک آنريري جائنٹ سکرٹري کانفرنس صاحب موصوف کے شکريه کا ووٹ پاس کيا گيا اور مسٹر ٹيلر ايم ايس سي اسسٹنٹ ڈائرکٹر سرشته تعليم بنگال (نگران تعليم مسلمانان بنگال) نے وهاں کے مسلمانوں کي تعليمي حالت پر بزبان انگريزي رپورٹ پڑهي جس کا ترجمه ذيل ميں درج کيا جاتا هی اور اصل انگريزي مضمون خاتمه رپورٹ هذا پر مندرج هی :—

ترجمه اسپيچ مسٹر ٹيلر

جناب صدر و حضرات !

سب سے اول ميں عرض کروں گا که مجهے آج يهاں حاضر هونے سے کس قدر مسرت هوئي هی اور ميں آپ کا مشکور هوں که آپ نے اپني کانفرنس کے جلسه ميں مجهکو مدعو کيا *

۲ — آپ کے سکرٹري صاحب نے مجهه سے خواهش کي هی که ميں بعض وہ مسائل بيان کروں جن سے مسلمانان بنگال کي تعليم کے معاملات ميں هم کو سابقه هوتا هی — مجهے اس مسئله پر تقرير کرنے ميں بهت کچهه تذبذب و تامل هی، کيونکه خود ميرا تجربه محدود هی- ليکن ميں بعض اُن مشکلات و موانع کے متعلق اظهار خيال کروں گا جو هم کو پيش آتے هيں *

۳— مسلمانان بنگال کي تعليمي حالت و کيفيت پر حال هي ميں ايک خاص کميٹي نے پورا غور کيا هی جس کو لوکل گورنمنٹ نے اس غرض سے مقرر کيا تها که وہ اُن ذرايع و اسباب کو سوچے جو مسلمانان بنگال کي توسيع تعليم کے لیئے ضروري هيں — تقريباً چهه ماہ تک اس کميٹي کے اجلاس هوتے رهے- کميٹي نے ايک نهايت مبسوط رپورٹ مرتب کي هی جس ميں نه صرف عام طريقه و پاليسي کے متعلق خاص سفارشات شامل هيں بلکه تعليم ذکور کے مختلف درجوں اور تعليم اُناث اور صنعتي و اخلاقی اور مذهبي تعليم کے اهم مسائل پر بهي خاص سفارشيں کميٹي مذکور نے کي هيں - گورنمنٹ نے اس پر کامل غور کے ساتهه ايک رزوليوشن شائع کيا اور کميٹي کي بهت سي سفارشات کو قبول کيا جن پر اب عملدر آمد هونا بهي شروع هوگيا هی - کميٹي کي

رپورٹ پر گورنمنٹ کا رزولیوشن ۳ اگست سنہ رواں کو شایع ہوا ہی - تعلیمی معاملات میں مسلمانان بنگال کی حالت کا پورا پورا فوٹو اس رپورٹ اور رزولیوشن میں موجود ہی *

۴ — صوبہ بنگال کی آبادی میں نصف سے زیادہ مسلمان ہیں اور تمام ھندوستان کے مسلمانوں میں سے ایک تہائی مسلمان بنگال میں سکونت پذیر ہیں جن میں سے زیادہ تر کاشتکار پیشہ ہیں جو اپنی زمین میں خود کاشت کرتے ہیں — وہ اپنے گھر بار کے معاملات کے سوائے اور کسی معاملہ میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے، اور بالعموم دقیانوسی خیال کے اور غیر اثر پذیر لوگ ہیں- اگر کسی تعلیم کے متعلق ان کو خاص دلچسپی ہی تو وہ مذہبی تعلیم ہی جو اُن کو اس لایق بنا دیتی ہی کہ بطور ایک مسلمان کے نماز ادا کرسکیں- اگرچہ بنگال میں زمیندار زیادہ تر غیر مسلم ہیں، لیکن جب ہم صنعتی و تجارتی پیشوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ مسلمانوں سے دیگر اقوام کے لوگ بہت زیادہ سبقت لے گئے ہیں اور ان پیشوں میں مسلمان برائے نام ہیں، اس لیئے قدرتی طور سے اس صوبہ کے تمام اُن معاملات میں جو پبلک لائف سے متعلق ہیں مسلمانان کچھہ حصہ نہیں رکھتے اور مسلمانوں کی یہہ حالت گورنمنٹ کے لیئے بھی اکثر موجب تشویش کا ہوتی ہی *

۵ — مسلمانوں کی پستی اور درماندگی کا سبب زیادہ تر یہہ ہی کہ تعلیم میں وہ غیر مسلم اقوام کے دوش بدوش نہیں چل سکے اور گورنمنٹ بنگال نے اب صاف طور سے اپنے حال کے رزولیوشن میں ظاہر کردیا ہی کہ گورنمنٹ اور رعایا دونوں کے لحاظ سے اس بات کی ضرورت ہی کہ اُن تعلیمی انسٹیٹیوشنز سے جو کلیۃ یا جزاً پبلک فنڈ سے چلائے جاتے ہیں، مثل دیگر اقوام کے مسلمانوں کو بھی اُن سے فائدہ حاصل کرنے کے لیئے آسانیاں و سہولتیں بہم پھونچائی جاویں *

۶ — مسلمانان بنگال کی تعلیمی پستی کا ایک سبب یہہ بھی ہی کہ اکثر لوگ عام مدارس کو مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہیں — ان لوگوں کے اب تک یہہ حالات ہیں کہ خواہ انگریزی یا

دیسی زبان کی سی جو تعلیم دی جاتی ہی وہ اُصول اسلام کے لیئے ضرر رساں ہوگی - برخلاف اس کے جو لوگ زیادہ روشن خیال ہیں وہ اب محسوس کرنے لگے ہیں کہ اس قسم کے خیالات قایم کرنا بالکل غلطی ہی اور ہماری کمیٹی نے عام طور سے یہہ نتیجہ نکالا کہ اگرچہ بوجہ قدامت پسندی اس بات کی ضرورۃ ہی کہ مسلمانوں کے لیئے کچھہ مخصوص درسگاہ ہیں بھی جاری رہیں لیکن یہہ مناسب نہیں کہ مسلمانوں کی قوم کے لیئے بالکل جداگانہ طریقہ تعلیم کو وسعت دی جاوے- کمیٹی نے یہہ تجویز کیا کہ موجودہ طریقہ تعلیم کے ہر درجہ اور طبقہ کا بغور مطالعہ کیا جاوے اور دیکھا جاوے کہ آیا اس سے مسلمانوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں یا نہیں اور اگر ضرورت ہو تو ضروریات کے لحاظ سے اس میں ترمیم کی جاوے *

۷ — اب میں مختصر طور سے اس حالت کو بیان کرتا ہوں جو تعلیم کے مختلف درجوں میں مسلمانوں کی ہی گورنمنٹ ہند نے اپنے چٹھی میں جو ترقی تعلیم مسلمانان کے متعلق جاری کی تھی بیان کیا ہی کہ ابتدائی تعلیم میں مسلمانوں کی حالت اچھی ہی لیکن بنگال میں یہہ کیفیت نہیں ہی - منجملہ دس لاکھہ ستائیس ہزار چھہ سو چون طلبا کے جو ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۴ ع کو پرائمری مدراس میں زیر تعلیم تھے چار لاکھہ اکسٹھہ ہزار سات سو گیارہ مسلمان تھے - یعنی نصف سے کم مسلمان تھے - تاہم تعلیم کی اس منزل میں مسلمانوں نے ترقی کی ہی - غالباً اس کی وجہ یہہ ہی کہ ابتدائی تعلیم کے مدارس پر کچھہ زیادہ صرف نہیں ہوتا اور عام طور سے یہہ مدارس معلم اور گرو لوگوں کی انفرادی کوششوں سے جاری ہوجاتے ہیں اور گاؤں والوں کی طرف سے بہت خفیف امداد کی حاجت ہوتی ہی - لیکن تیز رفتار ترقی کے لیئے اس منزل میں بھی بہت سی موانع ہیں مثلاً (الف) پرائمری مدراس کے لیئے جو گرانٹس ڈسٹرکٹ بورڈ سے دی جاتی ہیں وہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس کی سفارش پر دی جاتی ہیں اور یہہ لوگ عموماً غیر مسلم ہوتے ہیں اور اس لیئے مسلمانوں کی آبادیوں میں مسلمانوں کے جاری کئے ہوئے پرائمری مدارس اکثر ہمدردانہ برتاؤ سے محروم رہتے ہیں (ب) عام طور سے جو درسی کتابیں پرائمری مدارس کے لیئے دستیاب ہوسکتی ہیں اُن میں شاذونادر ہی ایسے خیالات اور جذبات ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے

مذاق کے مطابق ہوں - یہہ کتابیں غیر مسلموں کي تصنیف ہوتي ہیں اور ایسي زبان میں ہوتی ہیں جو سنسکرت زبان سے ماخوذ ہی (ج) مسلمان بچے کي ابتدائي تعلیم میں قرآن شریف کے حصص کا از بر یاد کرنا لازمي خیال کیا جاتا ہی - اور اس کا انتظام ایک عام پرائمري مدرسہ میں ہونا مشکل ہي ، اس امر کے متعلق ہماري کمیٹي نے یہہ سفارش کي ہی کہ بجائے دوسرے ادنی درجہ کے مضامین کے قرآن شریف اور زبان اُردو کي تعلیم بطور اختیاري مضمون کے نصاب تعلیم میں داخل کردي جاوے *

۸ — صوبہ بنگال میں علاوہ معمولي پرائمري مدارس کے مکاتب کي بھي ایک بہت بڑي تعداد ہی - یہہ مکتب دراصل ایک طرح سے مدارس القران ہیں اور اولاً ان میں عام مضامین کي کوئي تعلیم نہیں ہوتي تھي - اب کوشش کي جارہي ہی کہ ان مکاتب کو اس طریقہ پر ترقي دي جاوے کہ ان کا نصاب ختم کرنے کے بعد طالب علم عام مضامین میں پرائمري مدارس کے پاس شدہ طلبا کے ساتھہ مقابلہ کرسکے - ہم کو اس معاملہ مین اسي وقت کامیابی کي توقع ہوسکتي ہی جب کہ قابل اور لایق مسلمان سررشتہ تعلیم مین سب انسپکٹر و ڈپٹي انسپکٹران مدارس کي حیثیت سے داخل ہوں اور ان درسگاہوں کی حالت کو اپني تندہي اور جانفشاني سے بہتر کرنے کي سعي کریں - نا تجربہ کار اور کم استعداد اشخاص کے تقررات سے مسلمانوں کے حقوق کو کچھہ فائدہ نہیں پہونچ سکتا - اس قسم کے کم استعداد اور نا تجربہ کار اشخاص کي رائیں ذمہ دار افسروں کي نظر میں کچھہ زیادہ قابل وقعت نہیں ہوتیں *

ثانوي تعلیم

۹ — سکنڈري مدارس میں مسلمان بہت پست حالت میں ہیں - مسلمانوں کا اوسط ثانوي درجہ تعلیم میں صرف ۱۶،۸ فیصدي ہی *

۱۰ — اس پستي کا حقیقي سبب خود قوم کي غفلت ہی - یہہ بالکل صحیح ہی کہ مسلمان زیادہ تر کاشتکار پیشہ ہیں لیکن بہت سے اُن غیر مسلم لوگوں کے آباو اجداد جو آج گورنمنٹ کے یا امدادي مدارس کي تعلیم سے بہرہ وافر اٹھارہے ہیں ادنی درجہ کے پیشہ ور ہیں - ان میں سے اکثر لوہار ، حجام ، نجار ، دھوبي ، گھوسي ، حلوائي ،

جلاہے وغیرہ ہیں - لیکن اُن لوگوں نے ان فوائد پورے طور سے محسوس کیا جو اعلی تعلیم سے حاصل ہوسکتے ہیں برخلاف اس کے مسلمان بالکل غافل رہے - مشرقي اور شمالي بنگال میں بہت سے مسلمان کاشتکار روپیہ والے ہیں جو نہ صرف اپنے بچوں کي تعلیم کے اخراجات ادا کرسکتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھي تعلیم دلا سکتے ہیں - لیکن اپني دولت مقدمہ بازي میں اُڑاتے ہیں ، ان کو کفایت شعاري کا کوئي خیال نہیں ہوتا اور بہت آساني سے وہ مہاجنوں کاشتکار ہوجاتے ہیں - خوش قسمتي سے صوبہ کے ہر حصہ میں ایسے روشن خیال افراد قوم کا وجود بھي ہی جن کے توجہ اور اثر سے عام افراد قوم اُن ذمہ داریوں سے مطلع ہوتے رہتے ہیں جو اپني ذات اور اپني قوم کے متعلق اُن پر عاید ہیں دوسري طرف موجودہ درسگاہوں سے فائدہ حاصل کرنے کے متعلق گورنمنٹ بھي مسلمانوں کو ہر ممکن مدد دے رہي ہی اور ان دیہاتي علاقوں میں جہاں مسلمانوں کي آبادي زیادہ ہی مدارس کے قیام میں بذریعہ یکمشت و سالانہ گرنٹ کے امداد دے رہي ہی نیز تمام گورنمنٹ مدارس میں مسلمانوں کے تعداد محفوظ رکھنے اور بلافیس تعلیم دلانے کے متعلق ایک فیاضانہ سسٹم جاري کرنے سے بھي مسلمانوں کي تعلیم میں گورنمنٹ اعانت فرمارہي ہی *

۱۱ سب سے بڑي مشکل یہہ ہی کہ معمولي شرح تنخواہ پر قابل مسلمان اُستاد نہیں ملتے - تعلیمي تقررات کا فیصلہ کرتے وقت جن کے لیئے خاص علمي قابلیتوں کي شرط ہوتي ہی یہہ بات بلاشبہ ناممکن ہی کہ ایک ہي قابلیت کے اُمیدواروں میں سے بمقابلہ غیر مسلموں کے مسلمانوں کو زیادہ تنخواہ دي جاوے - اب تک مسلمان گریجویٹس کي تعداد اس قدر قلیل رہي ہی کہ ان کو سررشتہ تعلیم سے زیادہ دوسري جگہہ زیادہ تنخواہ کي جگہیں مل گئیں اور اس کا نتیجہ یہہ ہی کہ ہمارے ہائي اسکولوں میں مقابلتاً چند ہي مسلمان ہیں - لیکن ہم کو اُمید ہی سکنڈري مدارس کے اُستادوں کي تنخواہوں اور ان کي آیندہ توقعات کو بہتر کرنے کے متعلق ایک اسکیم پر جلد سے جلد جب کہ مالي حالت اس کي اجازت دے گي عمل ہوسکے گا - اور اس وقت توقع ہی کہ تعلیمي پیشہ کي طرف زیادہ مسلمانوں کو ترغیب ہوگي *

۱۲ — دوسرے وقت جو تعلیم یافتہ مسلمانوں کي قلت کي وجہ

سے پیش آتی هی یهه هی که مدارس کی جماعت هاے انتظامی میں شامل کرنے کے قابل آدمی نهیں ملتے — تمام ان اسکولوں کی جماعت هاے انتظامی میں جهاں مسلمان لڑکے تعلیم پاتے هیں مسلمانوں کی کافی نیابت هونا چاهیئے لیکن مجھے تمام بنگال میں دورہ کرنے کے زمانه میں یهه معلوم هوا که تمام امدادی مدارس کے حکام اس بات پر پورے طور سے آمادہ اور خواهشمند هیں که مسلمانوں کو انتظامیه کمیٹیوں میں شامل کیا جاوے- لیکن ایسے مسلمانوں کا دستیاب هونا نهایت دقت طلب هی جو انتظامیه کمیٹیوں میں شامل هونے پر آمادہ هوں اور کمیٹی کے جلسوں میں شرکت کریں اور اسکول کے متعلقه کاموں کو انجام دیں *

۱۳ — ایک اور مشکل زبان کی هی — کلکته یونیورسٹی کے قواعد کی رو سے امتحان میٹریکولیشن کے اُمیدواروں کو ایک کلاسیکل زبان پڑھنا لازمی هی — غیر مسلم بنگالی کو تین زبانیں پڑھنا پڑتی هیں یعنی انگریزی ، بنگله اور سنسکرت - برخلاف اس کے ایک بنگالی مسلمان طالب علم کو پانچ زبانیں سیکھنا هوتی هیں یعنی انگریزی ، عربی ، فارسی ، اُردو اور بنگله — ان زبانوں کے پڑھنے کا بار اتنا سخت هی که طلبه کی تعلیمی ترقی میں بهت زیادہ رکاوٹ پیدا هوجاتی هی - اور اب بنگال میں ایک پر زور تحریک اس بارہ میں موجود هی که جهاں تک ممکن هو اس گنجلک کو سهل کیا جاوے — یهه بات تو سب تسلیم کرتے هیں که ایک مسلمان طالب علم کو اُردو و فارسی و عربی زبانوں میں کسی ایک زبان کا پڑھنا ضروری هی — لیکن سوال یهه هی که کیا ایک زبان کا پڑھنا کافی هوگا ؟ عربی قرآن پاک کی زبان هی اور صرف یهی وہ زبان هی جس کے ذریعه کتب مذهبی کا مطالعه هوسکتا هی اور اسلام کی تاریخ ، احادیث ، فلسفه اور تهذیب اسلامی کے متعلق کتابیں پڑھی جاسکتی هی — عربی زبان میں مهارت پیدا کرنا صرف ان لوگوں کے لیئے ضروری هی جو علوم اسلامی میں تبحر حاصل کرنے کے خواهشمند هوں فارسی زبان کا پڑھنا گذشته تیس سال سے ایک فیشن هوگیا هی — اکثر مسلمان یهه دلیل پیش کرتے هیں که فارسی زبان کے ذریعه سے بغیر عربی زبان پڑھے هوئے هم کو اسلامی روایات سے واقفیت حاصل هوجاتی هی- برخلاف اس کے بهت سی اهم اور خاص اسلامی کتابیں زبان اُردو میں

ترجمه هوگئی هیں — هماری کمیٹی نے اس مسئله پر بهت کچھه غور و خوض کیا اور یهه تجویز پیش کی که کلکته یونیورسٹی سے تحریک کی جاوے که وہ ان طلبه کے لیئے جن کی دیسی زبان اُردو هو ، اُردو زبان بطور سیکنڈ لنگویج کے قرار دی جاوے — یهه تجویز یونیورسٹی قبول کرے یا نه کرے لیکن اس سے یهه تو ظاهر هوتا هی که مسلمانان بنگال زبانوں کے مسئله کو عاقلانه طور سے حل کرنے کی خواهش رکھتے هیں *

۱۴ — گورنمنٹ بنگال نے مسلمانوں کی امداد کی غرض سے حال میں ایک اسپیشل اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیم مسلمانان اور پریسیڈنسی بنگال کے ڈویژن میں اسپیشل اسسٹنٹ انسپکٹروں کا تقرر کیا هی — ان افسران کو صرف مخصوص اسلامی درسگاهوں یعنی مدرسوں اور مکتبوں هی سے تعلق نهیں هی بلکه تمام صوبه کے عام مدارس میں جو مسلمان تعلیم پاتے هیں ان کی تعلیم کے متعلق ان افسروں کو بهت کچھه کام کرنا پڑتا هی *

۱۵ — میں اس مضمون کو بغیر یهه بیان کیئے هوئے ختم نهیں کرسکتا که همارے نظام تعلیمی میں مدرسوں کا کیا درجه هی — یهه تمام درسگاهیں کلکته مدرسه کے نمونه پر قایم کی گئی تهیں — لیکن اب یهه خاص مذهبی درسگاهیں هوگئی هیں — چند سال سے ان درسگاهوں کے کام کے متعلق بد دلی بڑھتی جاتی هی — نصاب تعلیم پر نظر ثانی کرنے کے متعلق بهت کچھه سعی و کوشش کی گئی اور سب سے آخری کوشش اس بارہ میں ڈھاکه یونیورسٹی کمیٹی نے کی تهی — ان کی یهه تجویز تهی که اسلامی تعلیمات کی ایک فیکلٹی ڈھاکه یونیورسٹی میں قایم کی جاوے اور مدرسوں کے نصاب تعلیم میں ایسی تبدیلی کی جاوے جس میں طلبه مجوزہ فیکلٹی کے امتحان کے لیئے تیار هوسکیں — جو جدید نصاب تعلیم ڈھاکه یونیورسٹی کمیٹی نے تجویز کیا هی اس عام مضامین کی تعلیم هائی اسکولوں کے نصاب تعلیم کے مطابق هی — البته قرآن شریف اور اُردو کی تعلیم ابتدائی جماعتوں میں اور عربی زبان کی تعلیم اعلی جماعتوں میں رکھی گئی هی — عربی زبان کی تعلیم مدرسه کے نصاب میں صرف زبان کی تعلیم هی تک محدود هی - اسلامی تعلیمات سے اس کا کوئی خاص تعلق نهیں هی — مدرسه کے اس جدید نصاب

تعلیم کي بہت سخت مخالفت هوتي هی — لیکن یہہ مخالفت اب معدوم هوتي جاتي هی *

اعلیٰ تعلیم

۱۶ — کالجي تعلیم پر نظر کرنے سے معلوم هوتا هی که مسلمان خاص طور سے پست حالت میں هیں — کالجوں کے مسلمان طلبه کي تعداد صرف ۷٫۸ في صدي هی — محمدن ایجوکیشن ایڈوائزري کمیٹي کي (جس کا میں نے بار بار حواله دیا هی) یہہ راے هی که اس پستی کا سبب مسلمانوں کا افلاس اور سینٹ و سنڈیکیٹ اور کالجوں کو جماعت هائے انتظامي میں مسلمانوں کي ناکافي نیابت اور عربي و فارسي زبانوں مین کالجوں کا ایفیلیٹ نه هونا اور کالجوں کے مسلمان طلبه کے لیئے دارالاقامه کا بندوبست نه هونا هی *

۱۷ — گورنمنٹ کو پورے طور سے علم هی که مسلمان طلبه کے لیئے دار الاقامه کا بندوبست ناکافی هي اور گذشته سالوں میں اس کمي کے پورا کرنے کي هر ممکن کوشش کي گئي هی - لیکن بد قسمتي سے موجوده مالي حالت کي وجه سے بہت سي تجاویز اور اسکیموں کو ملتوي کرنا پڑا *

۱۸ — مسلمانوں کو کالج کے داخله میں جو دشواریاں پیش آتي هیں ان کو حتی الامکان رفع کرنے کي غرض سے هماري لوکل گورنمنٹ نے حال هي میں یہہ قرار دیا هی که تمام گورنمنٹ کالجوں میں ۲۵ في صدي خالي جگهیں مسلمانوں کے لیئے مختص کي جاویں — یہہ فیصله موجوده ضرورت سے دو چند کو کافی هوگا — نیز گورنمنٹ نے ظاهر کردیا هي که اگر ضرورت هوگي تو اور زیاده جگهیں مختص کردي جائیں گي *

۱۹ — افلاس کے مسئله کا حل کرنے کے لیئے گورنمنٹ کے وظایف فیاضي کے ساتهه قایم کئے گئے هیں اور محسن فنڈ کا تعلیمي حصه تمام تر اب کالج کے وظایف هي پر صرف هوا کرے گا — لوکل گورنمنٹ نے وعده فرمایا هی که جب مالي حالت اس امر کي مقتضي هو که تعلیم پر زیاده صرف کیا جاسکے اس وقت خزانه عامره سے اور زیاده وظایف قایم کرنے پر غور کیا جائے گا *

۲۰ — تیکنکل تعلیم کے مسائل پر یا اس قسم کے نازک اور پیچیده مسائل پرجو تعلیم أناث سے متعلق هیں میں بحث نهیں کروں گا — ان سب پر هماري کمیٹي نے غور کیا هی اور چند خاص تجاویز گورنمنٹ کي خدمت میں پیش کي هیں *

۲۱ — میں نے مختصراً اُن مشکلات کو آپ کے سامنے عرض کیا هی جن کا بنگال میں هم کو مقابله کرنا پڑتا هی اور بالخصوص وه مشکلات ظاهر کي هیں جو مسلمانوں کو ان درسگاهوں میں پیش آتي هیں جن کو گورنمنٹ چلاتي هی یا جن کي مدد کرتي هی — میں نے اس بحث سے کوئي تعلق نهیں رکها که آیا موجوده درسگاهیں بهترین درسگاهیں هیں ؛ کیونکه یہہ مسئله ایک عمومیت کي حیثیت رکهتا هی اور مسلمانوں کي خاص مشکلات سے اس کو تعلق نهیں هی - اس وقت تو مسلمانوں کو موجوده درسگاهوں میں اپنا واقعي حصه حاصل کرنا چاهیئے - اور جب ایک مرتبه ان کو یہہ درجه حاصل هوجاے گا تو خواه ان درسگاهوں کي حالت میں کوئي تبدیلي بهي واقع هو یہہ درجه برابر قایم رهے گا *

۲۲ — گورنمنٹ هند نے متواتر طور سے اپني اس خواهش کا اظهار کیا هی که اس ملک کے باشندگان کو اپنے لوکل معاملات کے انتظامات میں زیاده دلچسپي لینا چاهیئے — صوبه بنگال کي پبلک لائف میں مسلمانوں کي پستی کي سب سے بڑي وجه یہہ هی که وه تعلیم میں پست هی — اس لیئے قوم کے روشن خیال افراد کا یہہ فرض هی که وه اپني قوم کو ان کے قومي اور ذاتي فرائض کي طرف متوجه کریں — اس کام کے لیئے اپني تمام ذاتیات، آپس کي بغض و حسد کو خیر باد کہنا هوگا - اور باهم متفق اور متحد هوکر اگر ضرورت هوگي تو ایثار سے کام لینا هوگا *

اگر اپنا نصب العین معین هو اور صاف طور سے پیش نظر هو تو حصول مقصد میں کوئي دقت نه هوگي — یہہ یاد رکهنا چاهیئے

کہ کامیابی کبھی غیر مستقل اور منتشر کوششوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ صرف مستعدانہ اور مسلسل محنت کی ضرورت ھی *

مسٹر ٹیلر کی تقریر کے ختم ہونے پر آنریبل سید رضا علی صاحب بی ایل ایل بی وکیل مرادآباد نے مسٹرا موصوف کے شکریہ کا ووٹ پیش کیا کہ صاحب ممدوح نے دور دراز سفر کی زحمت گوارا فرماکر کانفرنس کے اجلاس میں نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ مسلمانان بنگال کی تعلیمی حالت اپنے تجربہ کی بنا پر بیان کرکے ممبران کانفرنس کو ممنون فرمایا۔ آنریبل میاں محمد شفیع صاحب نے موزوں الفاظ میں اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق شکریہ کا ووٹ پاس ہوا — اور اسی سلسلہ میں آنریبل سید رضا علی صاحب کی تحریک اور انریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس کی تائید و جملہ حاضرین کے اتفاق راے کے ساتھہ مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہوکر اس اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی *

رزولیوشن نمبر ۲۶

مسلمانان بنگال کی تعلیمی پستی کا لحاظ کرتے ہوئے یہہ کانفرنس بنگال گورنمنٹ سے درخواست کرتی ھی کہ بلحاظ مسلمانوں کی آبادی کے تناسب کے پرائمری اور سیکنڈری تعلیم کے واسطے مناسب رقوم بجٹ میں خاص مسلمانوں کی ضروریات کے لیئے محفوظ کی جاویں *

اجلاس ھشتم

بتاریخ ۲۹ دسمبرسنہ ۱۹۱۶ع وقت ڈھائی بجے دن سے چار بجے سہ پہر تک

پریسیڈنٹ

آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سی آئی ای بیرسٹر ایٹ لا ، لاہور

سب سے پہلے منشی حسن الدین صاحب " خاموش " نے مندرجہ ذیل رزولیوشن جلسہ کے سامنے پیش کیا *

رزولیوشن نمبر ۲۷

مسلمانان راجپوتانہ کی افسوسناک تعلیمی اور تمدنی حالت کے لحاظ سے یہہ کانفرنس ایک پراونشل محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے قایم ہونے کو ضروری تصور کرتی ھی جس کا صدر مقام اجمیر ہو اور جو تمام صوبہ راجپوتانہ کے مسمانوں کی تعلیمی اور تمدنی حالت کی بہتری کے متعلق عملی کارروائی کرتی رھے *

قابل محرک نے ایک طویل تقریر میں مسلمانان راجپوتانہ کی تعلیمی اور تمدنی حالت کے افسوس ناک سرگذشت بیان کی اور جو کچھہ کام تعلیمی ترقی کے متعلق بالخصوص اجمیر میں ہو رھے ھیں اُن کے تاریخی حالات بتلاکر ایک پراونشل کانفرنس کے قایم کرنے کی ضرورت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اس کا بہترین طریقہ یہہ ہوگا کہ جس طرح ریاست کشمیر کے مسلمانوں کی درستی حالت کے متعلق ایک ڈیپوٹیشن کانفرنس کی طرف سے گیا تھا اور مقام پر پہنچ کر اور تمام حالات کا بچشم خود معائنہ کرکے تجاویز قرار دی گئی تھیں اسی طرح آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس خود وہاں جانے کی زحمت گوارا کریں اور ہر ہر مقام کے با اثر اصحاب سے مل کر اور حالات کی تحقیق کرکے اس کانفرنس کے قیام کی بنا ڈالیں اور اس میں ہر مقام کے اصحاب کو شریک کریں *

مسٹر عبدالرشید صاحب بی اے نے مناسب تقریر میں تائید کی

جس کی تائید مزید میں ماسٹر سعادت علی خاں صاحب اسسٹنٹ ماسٹر محمدن کالجیٹ اسکول علی گڈہ نے کی جو خود راجپوتانہ کے باشندے ہیں - ایک تقریر کی جس میں اعداد و شمار سے حالات کا بیان کیا — اس کے بعد آنریری جائنٹ سکرٹری کانفرنس نے بیان کیا کہ کئی سال سے متواتر یہہ کوشش کی گئی کہ کانفرنس کا اجلاس اجمیر میں یا راجپوتانہ کے کسی دوسرے مقام پر منعقد ہو مگر بوجوہ ابھی تک اس میں کامیابی نہیں ہوئی البتہ میں اس سال وہاں جانے اور پراونشل کانفرنس کی تحریک میں ہر قسم کی خدمت کرنے کے لیئے طیار ہوں بشرطیکہ وہاں کے مقامی اصحاب پیشتر سے اس تحریک کی تائید کے لیئے آمادہ ہوں — اس کے بعد بالاتفاق مندرجہ بالا رزولیوشن منظور ہوا *

مسٹر خلیل احمد صاحب بی ایس سی (علی گڈہ) نے حسب ذیل رزولیوشن جلسہ کے سامنے پیش کیا :—

رزولیوشن (واپس شدہ)

اس کانفرنس کی رائے میں مشرقی کلاسیکل زبانوں کی تعلیم دینے اور اُن میں امتحان لینے کا ذریعہ زبان انگریزی نہ ہونا چاہیئے *

قابل محرک نے ان تمام دشواریوں اور مشکلات کو تفصیل سے بیان کیا جو عربی و فارسی زبانوں کی تعلیم اور اُن کے امتحانات میں انگریزی زبان کو ذریعہ قراردینے سے پیدا ہوتی ہیں- آنریبل سید رضا علی صاحب نے تحریک کی کہ یہہ مسئلہ چونکہ ایک ایسا مسئلہ ہی جس پر خاص حالات کے لحاظ سے کافی غور اور بحث کی ضرورت ہی اس لیئے اس کو سردست ملتوی کیا جاوے اور تیچرز کانفرنس کے موقع پر پیش کیا جائے — قابل محرک کے واپس لے لینے پر یہہ رزولیوشن ملتوی ہوا *

اس کے بعد مسٹر طالب الدین صاحب پروفیسر گورنمنٹ ٹریننگ کالج الہ آباد نے بعنوان " انگریزی زبان کی تعلیم بذریعہ ڈائرکٹ میتھڈ " لکچر دیا جو بجنسہ رپورٹ ہذا کے خاتمہ پر درج ہی اور جس کا ترجمہ حسب ذیل ہی :—

طریق مستقیم

ترجمہ لکچر پروفیسر طالب الدین صاحب بموقعہ اجلاس سی ام آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ علی گڈہ بماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ ع

زمانہ حال کی اجنبی زبانوں کی تعلیم کے طریقہ کے اندر یورپ اور امریکہ میں انقلابات عظیمہ واقع ہوئے ہیں ، اور اس کی بنیاد بہ نسبت پہلے کے بہتر علمی اصول پر قائم کی گئی ہی - تعلیم السنہ کی اس جدید اصلاح کو ذہن نشین کرنے کے لیئے یہہ ضروری ہی کہ اول ہم تعلیم کے قدیم طریقہ پر غور کریں *

مثال کے طور پر انگریزی کو لیجئے-جب اس کا رواج ہمارے مدارس میں ہوا تو اس زندہ زبان کی تعلیم کے متعلق بھی وہی طریقے استعمال ہونے شروع ہوئے جو لاطینی اور سنسکرت جیسی مردہ زبانوں کی تعلیم کے لیئے استعمال ہوتے تھے - قدیم علمی زبانوں کی تعلیم ترجمہ ، صرف نحو اور کتاب خوانی کے ذریعہ سے ہوتی تھی اور عام فہم طریقہ بالکل مفقود تھا *

ترجمہ کے وقت دماغ پر دو چند زور ڈالنا پڑتا تھا - یعنی اول اپنی زبان میں غور کرنا اور پھر اس خیال کو لفظ بلفظ ترجمہ کرنا - یہہ طریقہ سیدھا نہ تھا ، بلکہ پرپیچ تھا - فطری نہ تھا بلکہ غیر فطری تھا جس سے نتیجہ بہت دیر میں نکلتا تھا - اس سے توجہ زیادہ تر الفاظ کی جانب رہتی تھی ، بجائے اس کے کہ الفاظ کے مجموعے کے جانب ہو اور اپنی زبان کے الفاظ اور ترکیبوں کو لفظ بلفظ دوسری زبان میں منتقل کرنے کی وجہ سے ہمارے طلبا کی انگریزی غلط اور خلاف محاورہ ہوتی تھی *

یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ گرامر کو بغور مطالعہ کرنے سے لفظ بلفظ ترجمہ کے خطرات مفقود ہوجائیں گے، لیکن کسی زبان کو سیکھنے کا صحیح طریقہ ذہن میں تصور قائم کرنے سے ہی - زبان کی تعلیم حاصل کرنے کے وقت ہم الفاظ یا مجموعہ الفاظ کے ذریعہ سے اشیاء کا تصور اپنے دل میں قائم کرتے ہیں *

گرامر کا کام صرف اس قدر ہی کہ وہ تصورات کو ایک جگہ جمع کرے جس سے ہم زبان سمجھہ لیں اور بولنے کے لایق ہوسکیں - ایس کا

یہہ کام نہیں ہی کہ اپنی تعریفات اور قواعد کے ذریعہ سے کسی زبان کی تعلیم کرے ، کیوں کہ عملاً انسان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ بولنے کے وقت قواعد پر غور کرے — علاوہ اس کے ان قواعد وغیرہ کا علم چنداں ضروری بھی نہیں ہی- گو اس سے قوت استدلال اور قوت فیصلہ کو مدد ملتی ہی اور کسی تقریر کی صحت اور عدم صحت کا اندازہ کرنے کے لیئے ایک معیار حاصل ہوتا ہی اور اگر بولنے والے سے غلطی ہو تو اُسے سمجھایا جاسکتا ہی — گرامر بلاشبہ ایک عمدہ اضافہ ہی، مگر اپنی زبان یا غیر زبان حاصل کرنے کے لیئے اس کا سیکھنا لازمی نہیں ہی — گرامر کا تعلق زبان کے ساتھہ بالکل ویسا ہی ہی جیسا کہ سائنس کا آرٹ کے ساتھہ ، یعنی آرٹ کا درجہ مقدم ہی اور سائنس کا مؤخر - اور یہہ کہنا کہ بغیر قواعد جاننے کے انسان صحیح نہیں بول سکتا ایسا ہی ہی جیسا کہ یہہ کہنا کہ بغیر منطقی قضیوں کی واقفیت کے انسان استدلال نہیں کرسکتا *

قدیم طریقہ کا تیسرا اصول یہہ تھا کہ کتابوں کے ذریعہ سے زبان کی تعلیم دی جاے — زبانی تعلیم کی اصول کی جانب مطلق توجہ ہی نہیں کی جاتی تھی — اس کا قدرتی نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ طلباء کے تلفظ غلط ہوتے تھے — اور پرانے اور بسا اوقات متروک محاورات اور ترکیبیں اُن کے زبان زد ہوجاتی تھیں — بر خلاف اس کے جو زبان بولی جاتی ہی اگر تعلیم اُسی سے شروع ہو اور کتابی تعلیم کی نوبت بعد کو آئے تو یہہ خرابی نہیں پیدا ہوسکتی *

اس سے معلوم ہوا کہ جو طریقے مردہ زبانوں کی تعلیم کے متعلق کام میں آتے تھے اُن کے زندہ زبانوں کی تعلیم میں استعمال کرنے سے اجنبی زبانوں کا حاصل کرنا مشکل اور ناقص ہوگیا - ان نقائص کو رفع کرنے کے لیئے اور انگریزی زبان کی تعلیم آسان بنانے کے لیئے نئی تحریک جاری ہوئی ہی جس کے متعلق تجربات کامیابی کے ساتھہ ہورہے ہیں جو کم از کم استادوں کی نوخیز یعنی ٹریننگ کالجوں سے نکلی ہوئی نسل میں بہت ہر دل عزیز ہورہا ہی — اس طریقہ کے بہت سے نام ہیں، مگر ڈائرکٹ میتھڈ (Direct Method) یا "طریق مستقیم" اس کا سب سے زیادہ مقبول نام ہی — اس کا مقصد یہہ ہی کہ بچہ غیر زبان کو ایسی ہی آسانی سے حاصل کرسکے جیسے کہ اپنی مادری زبان کو بچہ

اپنی مادری زبان اشیاء و افعال ذریعہ سے زبانی حاصل کرتا ہی — اول وہ کسی آواز کو بار بار سنکر ذہن میں اس کا تصور قایم کرتا ہی — اس کے بعد جو آوازیں اُس نے خود سیکھی ہوئی ہیں، اُن کے علامات و اشارات کو بذریعہ زبان ظاہر کرتا ہی اور اس کے بعد بذریعہ تحریر *

طریق مستقیم بھی غیر زبان کی تعلیم اسی قدرتی طریقہ سے کرتا ہی — طالب علم کو اول بولنا سکھایا جاتا ہی اور پہلا سبق جو دیا جاتا ہی وہ زندہ زبان کے ذریعہ سے ہوتا ہی نہ کہ گونگی اور بہری کتابوں کے توسط سے- بچے کی قوت گویائی کے نشو و نما کے لیئے سب سے موثر ذریعہ خود اُستاد کی مثال ہی — جس قسم کی اُستاد کی آواز ہوتی ہی اسی کی نقل بچہ کرتا ہی — لہذا اُستاد کو چاہیئے کہ نہایت صاف اور واضح لہجہ میں بولے — لیکن چونکہ ہر زبان کے بعض تلفظ مخصوص ہوتے ہیں جن کا دوسرے ملک اور غیر زبان رکھنے والوں سے ادا ہوسکنا دشوار ہی، اس لیئے اُستاد کو چاہیئے کہ ان کے متعلق صرف اس قدر واقفیت شاگرد کو بہم پہنچادے جس سے مطلوبہ تلفظ قریب قریب ادا ہوسکے- بچہ ان آوازوں کو بار بار دھرتا ہی کیونکہ تکرار الفاظ کی ان کے مفہوم کے حافظہ کے اندر قائم ہونے کے لیئے ضروری ہی- اس غرض سے کہ بار بار کی تکرار سے بچہ اکتا نہ جائے ایک ہی لفظ کو مختلف سلسلوں میں بار بار بیان کرنے کی کوشش کی جاتی ہی- اس کے لیئے ضروری ہی کہ الفاظ کی تعداد ایک بار کے سبق کے لیئے جہاں تک ممکن ہوسکے کم رکھی جاے تاکہ الفاظ کی تکرار کے لیئے کافی وقت مل سکے - یہہ بھی ضروری ہی کہ ابتداء میں بہت معمولی اور روز مرہ کے استعمال کے الفاظ انتخاب کیئے جائیں - مثلاً پہلے سال میں بچے کو صرف اُستاد کے نام اور انسانی جسم کے حصے اور افعال اور گھر اور مدرسہ کی باتیں بتانی چاہیئیں - پہلے سال کی تعلیم میں بچے اور اُستاد کے تعلقات کے متعلق بھی الفاظ ہونے چاہیئیں - یعنی احکام، سوالات اور اجازت کے جملے - اور مختلف قسم کے اخلاقی جملے وغیرہ - یعنی پہلے سال کے لیئے (مثلاً) تسلیم، مہربانی کرکے ، یا آداب و مزاج شریف وغیرہ وغیرہ - اس سے نہ صرف زبان کے محاورات اور مخصوص ترکیبوں پر عبور ہوتا ہی بلکہ تربیت اخلاق میں بھی مدد ملتی ہی *

اس طریقہ سے اسم اور مسمی کا تصور ساتھہ ساتھہ پیدا ہوتا ہی اور

ان دونوں کا تصور مشترک یا منفرد قایم ہونے میں آسانی ہوتی ہی۔ اور ایسا ہونا اس وجہ سے ضروری ہی کہ بچے کو بغیر مدد اپنی مادری زبان کے غیرزبان میں سوچنے کی مہارت حاصل ہوسکے۔ اپنی مادری زبان کے استعمال کی نوبت صرف اس حالت میں آنی چاہیئے جب کہ بغیر اس کے وقت ضرورت سے زیادہ صرف ہوتا ہو *

پہلے گرامر کی تعلیم حد سے زیادہ قبل از وقت شروع ہوجاتی تھی اور اس کو حد سے زیادہ منطقی اور علمی اصول پر جاری رکھا جاتا تھا۔ قبل اس کے کہ بچے کا دل و دماغ گرامر کی تعریفات اور قواعد کے اخذ کے لائق ہو اُسے اُن تعریفات اور قواعد کو کتاب سے از سر نو یاد کرنا ہوتا ہی۔ غرض بچے کو بلا سوچے سمجھے گرامر کے مشکل سے مشکل قواعد اور مسئلہ کو زبانی یاد کرنا ہوتا تھا *

طریق مستقیم کا اُصول اس سے مختلف ہی - بچے کو اول معمولی اور عام قواعد سے آگاہ کیا جاتا ہی اور مثالوں کے ذریعہ سے قواعد خود وضع کرنے کا اُسے عادی بنایا جاتا ہی حالانکہ قدیم طریقہ کے بموجب قواعد اور تعریفات کو مثالوں کے ذریعہ سے ذہن نشین کیا جاتا تھا *

طریقہ مستقیم میں گرامر کی تعلیم بجائے الفاظ کے جملوں سے شروع ہوتی ہی - اصطلاحی الفاظ یاد کرانے کی بجائے طلبا کو جملوں کی نوعیت سمجھائی جاتی ہی؛ مثلاً یہہ کہ فلاں فقرے کے اندر حکم کا مفہوم ہی فلاں میں سوال کا یا اقرار کا یا انکار کا *

علیٰ هذا القیاس سہل سے دشوار کی جانب تدریجی ترقی ہوتی ہی*

ترکیب صرفی کا درجہ ترکیب نحوی کے بعد آتا ہی - ترکیب صرفی میں الفاظ کے اصطلاحی ناموں کے بجائے اُن کے افعال سے بحث کی جاتی ہی اور ابتداء میں گرامر کے متعلق افہام و تفہیم بذریعہ مادری زبان کے ہوتا ہی *

خلاصہ یہہ ہی کہ یہہ مختصر حال ہی غیر زبانوں کی تعلیم کے جدید طریقہ کا — جہاں تک انگریزی زبان کا تعلق ہی اس کے متعلق اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل مسٹر مارٹن بہت کچھہ فرماچکے ہیں اور یہہ مضمون ایسا ہی جس کی جانب ہمارے استادوں کی کامل توجہ کی ضرورت ہی، کیوں کہ زبان کی تعلیم نہ صرف مختلف اقوام کے درمیان تبادلہ خیالات کا ذریعہ ہی؛ اور نہ صرف اُس سے ذہنی و اخلاقی تربیت کی بنیاد قایم ہوتی ہی بلکہ وہ فی الواقع ایک کنجی ہی جس کے ذریعہ سے ہم مغرب کے ذہنی خزائن و دفائن پر دسترس حاصل کرسکتے ہیں *

اختتامی تقریر صاحب صدر

آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سی آئی ای پریسیڈنٹ اجلاس کانفرنس چونکہ خاص ضرورتوں کے لحاظ سے شام کی ٹرین سے لاہور واپس تشریف لے جانے والے تھے اس لیئے صاحب ممدوح نے اس موقع پر فرمایا کہ :—

" حضرات! چونکہ میں اس وقت مجبوریوں کی وجہ سے لاہور واپس جارہا ہوں اس لیئے آخری دفعہ میں اس عزت افزائی اور مہربانی کے متعلق تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ صاحبان نے کانفرنس کے اجلاس صدارت مجھے بخشنے سے فرمائی ہی - میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں کانفرنس کے اس اجلاس کی کامیابی کی آپ حضرات اور کل قوم کو مبارک باد دوں اور یہہ عرض کروں کہ تین دن تک جو کارروائی یہاں ہوئی ہی؛ ماہران فن تعلیم نے مختلف تعلیمی مسائل پر جو لکچر دئے اور آپ نے جو اُن کی تقریریں سنیں، مختلف اطراف کے مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق جو ضروری رزولیشن پاس ہُئے اور جو بحثیں ان پر ہوئیں اور جس متانت اور سنجیدگی سے یہہ سب کچھہ ہوا وہ آپ صاحبان کے سامنے ہی — میری نظر میں ایک بڑا فائدہ یہہ ہوا ہی کہ بد قسمتی سے اس اجلاس سے پیشتر کانفرنس کی کارروائیوں کے متعلق جو باہمی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی تھیں وہ خدا کا شکر ہی کہ رفع ہوگئیں — یہاں آنے سے پیشتر اس اجلاس کی جو ڈراونی شکل اخبارات میں پیش کی جاتی تھی اس کا آپ کو خیال ہوگا - مگر یقین کیجئے کہ مجھے ایک لمحہ کے لیئے بھی یہہ بدگمانی نہ تھی کہ اس ہال میں اور اس اسلامی مجلس میں جو اس بے مثال زندگی کی قربانیوں کا نمونہ ہی جس کی تصویر اس وقت آپ کے سامنے ہی (یعنی سرسید) کوئی واقعہ ایسا بھی پیش آسکتا ہی جس سے برادران وطن اور تمام دنیا کے سامنے پیروان اسلام کی سبکی ہو اور جو ہماری رو سیاہی کا باعث ہو - لیکن حضرات، تین دن کے باہمی تبادلہ خیالات اور باہمی میل جول سے جو کچھہ بھی غلط فہمیاں واقع ہوگئی تھیں وہ پورے طور سے رفع ہوگئیں — الحمد للہ کہ جس غرض کو مد نظر رکھہ کر

کانفرنس کا اجلاس علي گڈہ میں منعقد هوا تها وہ بڑي حد تک پوري هوئي " *

اس کے بعد صاحب مدوح نے کانفرنس کے اجلاس کے پیشتر کے واقعات کو (Darkest hour before dawn) سے تعبیر کرکے آیندہ کے دور کو خوش گوار اور امید افزا ترقیوں کا پیش خیمہ بتلایا اور مسلمانوں سے اپیل کي کہ کانفرنس کي کارروائیوں میں بیش از بیش حصہ لیں اور اپني تعلیمي پستي کو دور کرنے میں ساعي هوں — آخر میں جو ماهران فن تعلیم کانفرنس میں شریک هوئے تھے ان کا شکریہ ادا کیا اور کالج کے طلبہ اور والنٹیرس کے جوش اور حب اسلامي کي توصیف کرتے هوئے ان کي محبت اور محنت کا شکریہ ادا کیا *

صاحب ممدوح کي تقریر کے بعد آنریري جائنٹ سکرٹري کانفرنس نے آنریبل ممدوح کے شکریہ کا ووٹ تجویز کرتے هوئے بیان کیا کہ کانفرنس کے اس اجلاس کي کامیابي میں موصوف کي قابلیت، متانت اور سنجیدگي کا بهت بڑا حصہ هی؛ کیونکہ مشکل موقعوں پر جس خوب صورتي سے اجلاس کي کارروائي کي رهنمائي کي هی وہ کچهہ کم قابل قدر نهیں - اِس قدر کارروائي کے بعد یہہ اجلاس ختم هوا *

اجلاس نهم

منعقدہ بتاریخ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ ع بوقت شب

جملہ حاضرین کے اتفاق رائے سے مولوي ابوالحسن صاحب انسپکٹر اسپیشل محمدن اسکولز صدر جلسہ قرار پائے اور اس جلسہ کي کارروائي میں سب سے پہلے مسٹر عبدالمجید قریشي صاحب ایم اے پروفیسر محمدن کالج نے "علم هیئت" پر بذریعہ میجک لینٹرن کے لکچر دیا — ڈاکٹر ولي محمد صاحب پي ایچ ڈي پروفیسر محمدن کالج نے میجک لینٹرن کا مظاهرہ کیا جس کو حاضرین نے نهایت دلچسپي سے دیکها *

اس کے بعد صاحبزادہ آفتاب احمد خان نے مختصر تقریر کے ساتهہ حسب ذیل رزولیوشن جلسہ کے سامنے پیش کیا *

رزولیوشن نمبر ۲۹

اُردو زبان کو جو لسان عامہ مشترکہ هندوستان هی اس زمانہ کے خطروں سے محفوظ کرنے کے لیئے یہ کانفرنس تمام اسلامیہ انجمنوں اور سوسائٹیوں سے جو زبان اُردو کو عام زبان بنانے کي خواهشمند هیں التماس کرتي هی کہ وہ اس زبان کے وسیع تر استعمال و ترقي و ترویج کے لیئے مسلسل اور لگا تار کوشش عمل میں لاویں *

مولوي نور احمد صاحب نور نے رزولیوشن مذکور کي تائید کرتے هوئے بیان کیا کہ کس طرح بعض متعصب برادران وطن اُردو زبان کے خلاف جائز و نا جائز کوششین کرتے هیں — آنریبل سید رضا علي صاحب بي اے ایل ایل بي وکیل مراد آباد نے اس مبحث پر نهایت برمحل اور موزون تقریر فرمائي اور مسلمانوں کو زبان اُردو کي حمایت اور اس کي توسیع و اشاعت کے لیئے کمر بستہ هونے کي ترغیب دي *

اس اجلاس کے مطبوعہ پروگرام میں ایک رزولیوشن کانفرنس کے قواعد کي ترمیم کے متعلق درج تها جس کو مولوي محمد امین صاحب

زبیري اڈیٹر ظل السلطان بھوپال جلسه کے سامنے پیش کرنے والے تھے لیکن صاحب موصوف کسي وجه سے اس اجلاس سے قبل هی علي گڈہ سے تشریف لیجاچکے تھے اور کسي دوسرے صاحب نے اس کو پیش کرنے پر آمادگي ظاهر نهیں کي اس لیئے آنریري جائنٹ سکرٹري نے رزولیوشن مذکور کے متعلق (جو ذیل میں درج هی) حاضرین کو توجه دلاتے هوئے بیان کیا که معزز محرک نے جب یهه رزولیوشن پروگرام میں درج کرنے کي غرض سے ارسال فرمایا تها اسي وقت میں نے ان کو لکھا تھا اور آپ صاحبان کي اطلاع کي غرض سے یهه ظاهر کرنا ضروري سمجھتا هوں که قواعد کانفرنس کا مسوده بهت عرصه پهلے سے سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹي کے سامنے هی اور عنقریب جمهور مسلمانوں کي اطلاع اور مشوره کي غرض سے اخبارات میں بهي شائع کیا جائیگا اس لیئے اس رزلیوشن کے پیش کرنے کي چنداں ضرورة نهیں — حاضرین نے بهي اس سے اتفاق راے کیا اور رزولیوشن مذکور اجلاس میں باضابطه پیش نهیں هوا *

رزولیوشن (جو ملتوي هوا)

اس کانفرنس کي راے میں اس امر کي ضرورة هی که اس کانفرنس کے جو قواعد اجلاس ششم منعقده ۳۰ دسمبر سنه ۱۸۹۶ ع میں منظور هوئے تھے ان کي مناسب ترمیم کي جائے اور اس ترمیم کا مسوده جمهور مسلمانوں کي راے حاصل کرنے کي غرض سے پبلک میں مشتهر کیا جاے *

آنریري جائنٹ سکرٹري نے اس کے بعد مسلمانان صوبه بنگال کي تعلیمي ضروریات کے متعلق حسب ذیل رزولیوشن جو پراونشیل محمدن ایجوکیشنل کانفرنس بنگال منعقده ۲۲ و ۲۳ اپریل سنه ۱۹۱۶ ع بمقام بردوان میں پاس هوئے تھے کانفرنس هذا کي تائید مزید کے لیئے یکے بعد دیگرے جلسه کے سامنے پیش کیئے جو حاضرین جلسه کے کامل اتفاق راے سے منظور هوئے :—

RESOLUTIONS ADOPTED

AT

The Bengal Presidency Mohammadan Educational Conference

HELD AT BURDWAN

On the 22nd and 23rd April, 1916, and confirmed by the thirtieth Session of the All India M. A. O. Educational Conference held at Aligarh in December, 1916.

RESOLUTION No. 1.

That this Conference desires to place on record its deep sense of gratitude to the Government of Bengal for releasing the Mohsin Fund of the expenses in connection with the maintenance of Government Madrasas and utilising the amount set free for the creation of stipends for poor and deserving Mohammadan students as recommended by the Conference at its last session.

RESOLUTION No. 2.

That considering the fact a sum of Rs. 16,000 out of the Mohsin Endowment Fund is being annually spent in maintaining medical Institutions at Hoogly, and that such expenditure should ordinarily be met from Provincial Revenues, this Conference strongly recommends that the Government would be pleased to release the amount and utilise the sum for providing scholarships and stipends for Mohammadan students.

RESOLUTION No. 3.

That in view of the fact that a reformed course of studies was introduced in Chittagong and Dacca Madrasas under orders of Government conveyed in their Resolution No.450 T.G.dated the 31st July,1914

proportionate to the numericals strength of the Mohammadans in each District, any measure which will restrict such appointments will seriously prejudice the interest of Mohammadan Education in Bengal, and the Conference is strongly of opinion that the recent Government Circular in supersession of all previous circulars on the subject will have a very detrimental effect on the promotion of Mohammadan Education and respectfully suggests that the rules in regard to the appointment of Sub-Inspectors of Schools be relaxed in favour of Mohammadan candidates possessing the minimum qualification required by the late E. B. and Assam Government.

RESOLUTION No. 7.

That this Conference is of opinion that in the interest of higher Education among the Musalmans of Murshidabad and adjoining Districts, provision should be made for the study of Persian and Arabic, and for adequate hostel accommodation for Mohammadan students and this Conference requets the Hon'ble Maharaja Sir Manindra Chandra Nandi Bahadur, renowned for his liberal munificence and patronage of learning, to make provision for Arabic and Persian teaching and also for adequate hostel accommodation for Mohammadan students in the Krishnath College, Berhampore.

RESOLUTION No. 8.

This Conference regrets that the Mohammadan Community are not adequately represented on the Text-Book Committees, and urges upon the Government the necessity of appointing more Mohammadans on those bodies.

RESOLUTION No. 9.

This Conference strongly urges upon the

and also in view of the fact that some of the students of these Institutions will be ready for the Special Matriculation Examination to be held in April,1919,it is desireable that courses of instruction in Islamic Studies corresponding to the course suggested for the F. I., B. I., and M. I. of the Dacca University be instituted in the proposed Mohammadan College at Dacca and the Faculty of Islamic Studies be opened in connexion with the Calcutta University for the conduct of such Examination, pending the establishment of the Dacca University.

RESOLUTION No. 4.

That this Conference urges upon the attention of the Government the necessity of opening hostels for Mohammadan students and of making provision for the teaching of Arabic and Persian in all Mufassil Colleges and draws the special attention of Government to the absence of any such arrangement in connexion with the Government College at Krishnagar; and this Conference is of opinion that in places where no such arrangement exists or can possibly be made, the University be moved to accord special permission to Mohammadan students to appear in the University Examination in Arabic and Persian without attending College lectures in the subjects, provided they attain a satisfactory standard of proficiency.

RESOLUTION No. 5.

That this Conference requests the University authorities to open classes for instruction in Arabic and Persian and to appoint Tutors or Lecturers in those subjects for Under-graduate Students of Calcutta Colleges not affiliated in Arabic and Persian.

RESOLUTION No. 6.

That considering the fact that the appreciable increase in the number of Mohammadan pupils at schools,

Government the necessity of providing facilities for the admission of Moslem boys in Goverment Institutions as well as aided School andColleges, by reserving a certain proportion of seats for Musalman students according to the requirements of each locality.

RESOLUTION No. 10.

This Conference request the Government to make an early start as regards the establishment of a Training School for Mohammadan Mistresses.

RESOLUTION No. 11.

This Conference is of opinion that by the present practice of admitting boys into the Medical College, Mohammadan students of Bengal are practically excluded therefrom and presses upon the attention of the Goverment the necessity of having an adequate number of seats reserved for them.

RESOLUTION No. 12.

This Conference is of opinion that provision should be made for the inclusion of the History of Islamic Civilization in the B. A. Course and that the elementary study of this subject should be made alternative with the study of Greek and Roman History in the I. A. Course.

RESOLUTION No. 13.

This Conference is strongly of opinion that Bengali should be included as a subject of study, alternative with Urdu, in the junior classes of the Arabic and Anlgo-Persian Department of the Callcutta Madrasa.

RESOLUTION No. 14.

That this Conference is of opinion that a residential High English-School for middle class Mohammedan boys be established at some suitable place.

RESOLUTION No. 15.

While thanking the Government for providing

hostel accommodation in certain places for Mohammedan students, this Conforence urges upon the Government the necessity of establishing hostels in connection with all Government and other Institutions at important centres.

RESOLUTION No. 16.

That in the interest of medical education among the Musalmans of Bengal, this Conference urges upon the Government the necessity of providing suitable hostel accommodation for Mohamedan students studying in the Calcutta Medical College at an early date.

اجلاس کانفرنس کے متعلق جب تمام کارروائي ختم هوچکي تو آنریبي جائنٹ سکرٹري کانفرنس نے حاضرین جلسه کو مخاطب کرکے اس اجلاس کانفرنس کي کامیابي اور ان تمام کارروائیوں اور اُن تمام کاموں کي نوعیت اور حالت کے متعلق توجه دلاتے هوئے جو اجلاس مذکور کے ذریعه سے اس سال انجام کو پهونچے تهے سوال کیا که جو کچهه کام علي گڈه کے اس اجلاس میں هوسکے، کیا کوئي کهه سکتا هی که یهه تمام کام لکهنؤ کے هنگاموں کے ساتهه انجام کو پهونچ سکتے تهے — جو اصحاب مسلم لیگ کے جلسه میں شریک هونے کے بعد آج یهان تشریف رکهتے هیں ان کا بیان هی که کانگریس کے مقابله میں لیگ کے جلسوں میں وه دلچسپي نهیں رهي تهي جو کانگریس اور لیگ کي تاریخوں اور مقام اجلاس کے علیحدگي سے هوسکتي تهي — آخر میں اُن تمام اصحاب کا جن کي توجه اور دلچسپي سے کانفرنس کے اجلاس کو کامیابي هوئي نیز پروفیسران و طلباے محمدن کالج کي توجه اور محنتوں کا شکریه ادا کیا ٭

اس کے بعد سال حال کے اجلاس کي کارروائیان ختم هوئین ٭

حسابات کانفرنس کي جانچ

گذشته اجلاس سالانه کانفرنس میں حاضرین اجلاس سے میں نے درخواست کي تهي که وه کانفرنس کے حسابات کي جانچ کے لیئے کسي صاحب کو مقرر کریں - چنانچه مولوي نظام الدین صاحب محاسب ریاست بهوپال اس کام کے لیئے مقرر هوئے تھے — مولوي صاحب موصوف خود اجلاس میں موجود تھے - اُس وقت بهي اُن سے درخواست کي گئي تهي اور اُس کے بعد چند بار بهوپال کو لکها گیا - لیکن نه مولوي صاحب تشریف لائے اور نه کوئي جواب آیا - اب جبکه میں عن قریب اپنے عهده کا چارج اپنے جانشین کو دینے والا هوں اس لیئے میں نے ضروري اسمجها که گزشته سال کے حسابات کي جانچ هوجاے — اس غرض سے میں نے بابو نظام الدین صاحب رئیس و آنریري مجسٹریٹ امرتسر سے (جو کانفرنس کے حسابات کي جانچ پیشتر سے کررهے هیں) درخواست کي که مهرباني فرماکر وه جانچ کریں — اُنهوں نے از راه عنایت اس تکلیف کو گوارا کیا اور اپریل سنه ۱۹۱۶ ع سے جون ۱۹۱۷ ع تک کے کل حسابات کي جانچ فرمائي — جو رپورٹ بابو صاحب موصوف نے تحریر فرمائي هی وه ذیل میں نقل کي جاتي هی :—

آڈٹ رپورٹ

میں نے آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس علي گڈه کے حسابات من ابتداے اپریل سنه ۱۹۱۶ع لغایت آخر جون سنه ۱۹۱۷ع آڈٹ کیئے- مجهے اس امر کے اظهار کرنے میں بڑي مسرت هی که حسابات نهایت با ترتیب هیں - ووچر و رسیدات بالکل باضابطه موجود هیں - مجهے زیاده خوشي اس امر کي هی که میں نے تین سال پهلے جب کانفرنس کے حسابات تئي سال کے آڈٹ کیئے تھے اُس وقت جو جو مشورے میں نے حسابات کي ترتیب کے واسطے اور ووچروں کي تیاري کے واسطے اور رسیدات حاصل کرنے کے متعلق اور کهاته ، رجسٹر ، بیلینس شیٹ کي تیاري کے متعلق دیئے تھے اُن سب پر نهایت کافي توجه دفتر کانفرنس کي جانب سے هوئي هی جس کي وجه سے کل حساب نهایت هي اطمینان کے قابل هی - اور مجهے اس دفعه کوئي خاص بات نوٹ کرنے کي

ضرورت محسوس نہیں ہوئی سواے ایک دو معمولی فروگذاشتوں کے مثلاً ووچر نمبر ١٧٩ † مورخہ ۴ جولائی سنہ ١٩١٦ ع پر سپرنٹنڈنٹ صاحب کے دستخط نہیں ہیں — ووچر نمبر ٣٩٢ ‡ مورخہ ١۴ اکتوبر سنہ ١٩١٦ع مبلغ بیس (٢٠) روپے موجود نہیں ہی اور نہ رسید موجود ہی - مگر یہہ رقم سپرنٹنڈنٹ صاحب کو بابت حسابات تعمیر دی گئی ہی اور اُس کے متعلق چک نمبری ١۴٩٧ مورخہ ١۴ اکتوبر سنہ ١٩١٦ع موجود ہی- پس یقینی ہی کہ یہہ رقم اُن کو پہونچ گئی - مگر مناسب ہی کہ اس کا ووچر اور رسید شامل حسابات کردی جاے — ووچر نمبر ٨٣ § مورخہ ٨ مئی سنہ ١٩١٦ ع پر جائنٹ سکرتری صاحب کانفرنس کے دستخط نہیں ہیں — ووچر نمبر ٦١٩ ‖ مورخہ ٨ جنوری سنہ ١٩١٧ ع بابت مبلغ پانسو (٥٠٠) روپے موجود نہیں ہی اور نہ اس کی رسید موجود ہی- مگر ووچر مورخہ ١٩ جولائی کو میں نے دیکھا اُس سے معلوم ہوا کہ یہہ روپیہ واقعی سپرنٹنڈنٹ صاحب کو ملا ہی ، کیوں کہ اُنھوں نے اپنے حساب میں اس رقم کا وصول پانا دکھلایا ہی- بس یہہ بھی صرف ایک معمولی فروگزاشت ہی- بعض بلوں ¶ پر محاسب کے دستخط نہیں ہیں - اُمید ہی کہ ان معمولی غلطیوں پر توجہ کی جاوے گی *

٣٠ جون سنہ ١٩١٧ع کو مبلغ ١٠ ہزارروپے ٩ آنے ٢ پائی کانفرنس فنڈ میں جمع ہیں جو باضابطہ رجسٹرار صاحب کالج کے پاس امانت ہی چنانچہ اُن کی رسید کیش بک میں موجود ہی *

میں نے پہلے بھی اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ محاسب دفتر یعنی منشی محمد نجم الدین جس محنت اور جانفشانی سے کام کرتے ہیں وہ نہایت قابل قدر ہی — لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ یہہ تسلی بخش نتیجہ حسابات کی ترتیب میں جو ظاہر ہوا ہی اُس سے اُن پر اور زیادہ بوجہ پڑگیا ہی- اُمید ہی کہ افسران کانفرنس ان کی محنت کا صلہ ان کو دینگے *

٢٥ جولائی سنہ ١٩١٧ع

(دستخط) نظام الدین
آنریری مجسٹریت
و آنریری آڈیٹر

† درست کردیا گیا
‡ مہیا کردیا گیا
§ دستخط کرائے گئے
‖ ووچر موجود تھا ، آڈٹ کے وقت کاغذات میں مخلوط ہوگیا تھا اب جگہ پر لگادیا گیا
¶ تکمیل کرادی گئی

گوشوارہ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس سنہ ١٩١٦ ع مع رقم چندہ

صوبہ جات	ممبران				وزیٹران				متفرق				وظائف				میزان				کیفیت
	تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم			
		روپیہ	آنہ	پائی		روپیہ	آنہ	پائی		روپیہ	آنہ	پائی		روپیہ	آنہ	پائی		روپیہ	آنہ	پائی	
ممالک متحدہ آگرہ و اودہ ...	٣٥٣	١,٨٢٥	٠	٠	١٥١	٣٠٦	٨	٠	...	......			...	١٠٨	١٠	٠	٥٠۴	٢,٢۴٠	٢	٠	
پنجاب ...	٣٦١	١,٩٣٧	٠	٠	١٢٧	٢٥٦	٠	٠	٣٥	٢۴	٠	٣	...	٢٢٢	١۴	٠	٥٢٣	٢,٣٣٩	١۴	٣	
صوبہ سرحدی ...	٢٨	١٥٠	٠	٠	٣٨	٧٩	٠	٠	١٩	١٩	٠	٠	...	......			٨٥	٢٣٨	٠	٠	
بلوچستان ...	١٦	١١٥	٠	٠	١١	٢٥	٠	٠	١٣	٩	١٢	٠	...	......			۴٠	١٣٩	١٢	٠	
بہار و اڑیسہ ...	٩٣	٩٠٠	٠	٠	١٩	٣٨	٠	٠	١١	١١	٠	٠	...	......			١٢٣	٩۴٩	٠	٠	
بنگال ...	٣	٣٥	٠	٠	...	......			...	......			...	......			٣	٣٥	٠	٠	
برہما ...	٢	١٠	٠	٠	١	٢	٠	٠	...	......			...	......			٣	١٢	٠	٠	
مدراس ...	٧	٣٥	٠	٠	...	......			...	......			...	......			٧	٣٥	٠	٠	
بمبئی ...	١٢	٦٠	٠	٠	...	......			...	......			...	١٥	٠	٦	١٢	٧٥	٠	٦	
ممالک متوسط ...	٢۴	١٢٠	٠	٠	١	٢	٠	٠	...	......			...	٢٠	٠	٠	٢٥	١۴٢	٠	٠	
ریاست ہاے اسلامی	١٨٨	٩٣٥	٠	٠	٥٧	١٩٣	٦	٠	۴	۴	٠	٠	...	٥٣٧	٣	٠	٢٣٩	١,٦٧٠	٩	٠	
ہندو ریاست ...	٥٠	٢٨٥	٠	٠	١١	٢٣	٠	٠	...	......			...	١	٠	٠	٦١	٣٠٩	٠	٠	
متفرق ...	٦	٣٠	٠	٠	٧	١۴	٠	٠	...	......			...	......			١٣	٣۴	٠	٠	
میزان ...	١١٣٣	٦,٣٣٧	٠	٠	۴٢٣	٩٣٩	١۴	٠	٨٢	٦٧	١٢	٣	...	٩٠۴	١١	٦	١٦٢٨	٨,٣٥٩	٥	٩	

گوشواره تعداد ممبران و وزیتران کانفرنس سنه ۱۹۱۶ع (ممالک متحده آگره و اوده)

اضلاع	ممبران				وزیتران				متفرق		وظائف				میزان				کیفیت
	تعداد	رقم روپیه	آنه	پائی	تعداد	رقم روپیه	آنه	پائی	تعداد	رقم	تعداد	رقم روپیه	آنه	پائی	تعداد	رقم روپیه	آنه	پائی	
میرٹهه ...	۲۳	۱۱۵	۰	۰	۷	۱۴	۰	۰	...	......	...	...			۳۰	۱۲۹	۰	۰	
بلند شهر ...	۱۹	۹۵	۰	۰	۱۲	۲۴	۰	۰	...	......	...	۵	۰	۰	۳۱	۱۲۴	۰	۰	
مظفر نگر ...	۱۰	۵۰	۰	۰	۲	۴	۸	۰	...	......	...	...			۱۲	۵۴	۸	۰	
سهارنپور ...	۲۵	۱۳۰	۰	۰	۴	۸	۰	۰	...	......	...	۱	۰	۰	۲۹	۱۳۹	۰	۰	
ڈیره دون ...	۴	۲۰	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۴	۲۰	۰	۰	
آگره ...	۱۷	۸۵	۰	۰	۳	۸	۰	۰	...	......	...	۱۰	۸	۰	۲۰	۱۰۳	۸	۰	
متهرا ...	۱	۵	۰	۰	۲	۴	۰	۰	...	......	...	...			۳	۹	۰	۰	
ایٹه ...	۸	۴۰	۰	۰	۳	۶	۰	۰	...	......	...	...			۱۱	۴۶	۰	۰	
مین پوری ...	۱	۵	۰	۰	۳	۶	۰	۰	...	......	...	...			۴	۱۱	۰	۰	
علي گڈه ...	۳۹	۲۴۰	۰	۰	۱۶	۳۲	۰	۰	...	......	...	...			۹۵	۱۷۲	۰	۰	
بریلي ...	۱۷	۸۵	۰	۰	۱۲	۲۴	۰	۰	...	......	...	۴	۲	۰	۲۹	۱۱۳	۲	۰	
بجنور ...	۵	۲۵	۰	۰	۵	۱۰	۰	۰	...	......	...	...			۱۰	۳۵	۰	۰	
بدایوں ...	۵	۳۰	۰	۰	۲	۴	۰	۰	...	......	...	...			۷	۳۴	۰	۰	
مرادآباد ...	۳	۱۵	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۳	۱۵	۰	۰	
شاهجهانپور ...	۵	۲۵	۰	۰	۱۸	۳۶	۰	۰	...	......	...	۲	۰	۰	۲۳	۶۳	۰	۰	

اضلاع	ممبران				وزیتران				متفرق		وظائف				میزان				کیفیت
	تعداد	رقم روپیه	آنه	پائی	تعداد	رقم روپیه	آنه	پائی	تعداد	رقم	تعداد	رقم روپیه	آنه	پائی	تعداد	رقم روپیه	آنه	پائی	
پیلي بهیت ...	۴	۲۰	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۴	۲۰	۰	۰	
الهٰ اباد ...	۵	۲۵	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۵	۲۵	۰	۰	
کانپور ...	۳۳	۱۶۵	۰	۰	۱	۲	۰	۰	...	......	...	...			۳۴	۱۶۷	۰	۰	
فتحپور ...	۶	۳۰	۰	۰	۱	۲	۰	۰	...	......	...	...			۷	۳۲	۰	۰	
اٹاوه ...	۷	۳۵	۰	۰	۷	۱۴	۰	۰	...	......	...	۱	۰	۰	۱۴	۵۰	۰	۰	
فرخ آباد ...	۱۷	۱۱۵	۰	۰	۵	۱۰	۰	۰	...	......	...	۱	۰	۰	۲۲	۱۲۶	۰	۰	
جهانسي ...	۴	۲۰	۰	۰	۷	۱۴	۰	۰	...	......	...	۴	۰	۰	۱۱	۳۸	۰	۰	
بانده ...	۱	۵	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۱	۵	۰	۰	
همیر پور ...	۵	۲۵	۰	۰	۱	۲	۰	۰	...	......	...	...			۶	۲۷	۰	۰	
بنارس ...	۵	۲۵	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۵	۲۵	۰	۰	
غازي پور ...	۲	۱۰	۰	۰	۱	۲	۰	۰	...	......	...	...			۳	۱۲	۰	۰	
مرزا پور ...	۶	۳۰	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۶	۳۰	۰	۰	
جونپور ...	۴	۲۰	۰	۰	۳	۶	۰	۰	...	......	...	...			۷	۲۶	۰	۰	
گورکهپور ...	۳	۱۵	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۳	۱۵	۰	۰	
اعظم گڈه ...	۱	۵	۰	۰	...	...			...	......	...	...			۱	۵	۰	۰	

اضلاع	ممبران تعداد	ممبران رقم روپیه	آنه	پائی	وزیٹران تعداد	وزیٹران رقم روپیه	آنه	پائی	متفرق تعداد	متفرق رقم روپیه آنه پائی	وظائف تعداد	وظائف رقم روپیه	آنه	پائی	میزان تعداد	میزان رقم روپیه	آنه	پائی	کیفیت
لکھنؤ ...	١٨	٩٥	٠	٠	٣	٨	٠	٠	...	......	...	٦٥	٠	٠	٢١	١٦٨	٠	٠	
اُوناؤ ...	٢	١٠	٠	٠	...	...			...	......	...	...	...		٢	١٠	٠	٠	
سیتا پور ...	٧	٣٥	٠	٠	٦	١٢	٠	٠	...	......	...	٣	٠	٠	١٣	٥٠	٠	٠	
ہردوئی ...	٩	٥٥	٠	٠	٨	١٤	٠	٠	...	......	...	٣	٠	٠	١٧	٧٥	٠	٠	
کھیری ...	٣	٢٠	٠	٠	٨	١٦	٠	٠	...	......	...	٥	٠	٠	١١	٣١	٠	٠	
فیض آباد ...	٣	٢٠	٠	٠	...	...			...	......	...		...		٣	٢٠	٠	٠	
گونڈه ...	٢	١٠	٠	٠	٢	٣	٠	٠	...	......	...		...		٣	١٣	٠	٠	
بہرائچ ...	٣	٢٥	٠	٠	١	٤	٠	٠	...	......	...		...		٥	٢٧	٠	٠	
پرتاب گڈه ...	٣	١٥	٠	٠	...	...			...	......	...		...		٣	١٥	٠	٠	
سلطانپور ...	١	٥	٠	٠	٢	٣	٠	٠	...	......	...	٢	٠	٠	٣	١١	٠	٠	
باره بنکی ...	٣	١٥	٠	٠	٦	١٢	٠	٠	...	......	...	١	٠	٠	٩	٢٨	٠	٠	
میزان ...	٣٥١	١،٨١٥	٠	٠	١٥١	٣٠٩	٨	٠	...	......	...	١٠٨	١٠	٠	٥٠٢	٢،١٣٠	٢	٠	

میرٹھه

ممبران :— منشي ارشادالدین صاحب پیشکار عدالت کلکٹری، خان بہادر شیخ وحیدالدین صاحب رئیس، شیخ بشیرالدین صاحب رئیس و آنریري مجسٹریٹ، محمد عبدالله شاه اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، حاجي سید محمد حسین اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، شیخ نظام‌الدین صاحب رئیس کوٹهي بیگم، سید محمد ذکریا علي شاه صاحب محرر رجسٹري، شیخ غلام زین العابدین صاحب رئیس کوٹهي بیگم، اهلخانه صاحبه شیخ غلام زین العابدین صاحب رئیس کوٹهي بیگم، نواب اسلام الله خاں صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولس محمد اسمعیل خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، شیخ محمود احمد صاحب رئیس موضع شیخ پور ڈاکخانه بنولي، محمد احسان‌الله خاں صاحب سب انسپکٹر قصبه گنهور، راو حافظ محمد جمشید علي خاں صاحب رئیس باغپت، اے معین‌الدین صاحب عرف جهنڈے خاں صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے غازي آباد، مولوي خورشید علي خان صاحب وکیل غازي آباد، قاضي نظیراحسن صاحب امین منصفي غازي آباد مولوي محمد یعقوب علي صاحب بي اے هیڈ ماسٹر فیض عام هائي اسکول، منشي محمد عبدالمجید خاں صاحب منیجر زراعت فارم پوٹري ڈاکخانه جاني، آغا سید یوسف علي شاه صاحب رئیس سردهنه، عبدالکریم صاحب رئیس کوسلیا، عبدالوهاب صاحب رئیس کوسلیا، سید ضیاءالدین صاحب نائب تحصیلدار سردهنه *

تعداد ٢٣ میزان ١١٥ روپے

وزیٹران :— مولوي سلام‌الدین خان صاحب بي اے ایل ایل بي، منشي توصیف احمد صاحب محرر رجسٹري غازي آباد، منشي عبدالرحیم خاں صاحب سب انسپکٹر پولس غازي آباد محمد یوسف علي صاحب ٹهیکه دار دلي دروازه غازي آباد، مولوي محمد اسحاق صاحب بي اے ڈپٹي کلکٹر، بابو کلن خاں صاحب، حاجي محمد یعقوب علي صاحب ٹهیکه دار غازي آباد *

تعداد ٧ میزان ١٢ روپے

بلندشہر

ممبران :— مسٹر ظفر حسین صاحب جعفری اسسٹنٹ سرجن سکندرآباد، خان بہادر عبدالحمید خان صاحب مہتمم بندوبست، مسٹر اسلام احمد خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس، سید صغیر حسین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر، منشی محمد قمرالدین صاحب پیشکار بندوبست، مولوی حسن علی خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ خورجہ، مولوی محمد مصطفیٰ خاں صاحب رئیس خورجہ، منشی ابن الحسن فوق امین تحصیل خورجہ، سید محمد حاتم علی شاہ صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ اورنگ آباد، کنور محمد عبیداللہ خاں صاحب رئیس دھرم پور، مولوی محمد عبدالحی صاحب پرائیویٹ سکرٹری کنور صاحب موصوف دھرم پور، منشی تاج محمد خاں صاحب رئیس گیسوپور، آفتاب احمد خاں صاحب خلف منشی منشی تاج محمد خاں صاحب رئیس گیسو پور حکیم محمد سعید صاحب رئیس سکندر آباد منشی محمد اسحاق صاحب مدرس گیسوپور، سید مسعودالحسن صاحب رئیس ترکی پورہ ڈاکخانہ پہاسو، سید محمود الحسن صاحب رئیس ترکی پورہ ڈاکخانہ پہاسو ابو عبداللہ مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب ایم اے ڈپٹی کلکٹر، محمد خاں صاحب رئیس *

تعداد ١٩

٩٥ روپے

وزیٹران :— منشی محمد عبداللطیف خاں صاحب مختار، حافظ ریاض الحسن صاحب بی اے ایل ایل بی، منشی محمد عبدالصمد خاں صاحب اہلمد بندوبست، مولوی وزیر محمد خاں صاحب پینشنر ڈپٹی کلکٹر و اسپیشل مجسٹریٹ خورجہ، منشی محمد نواب خاں صاحب معرور منشی نجیب اللہ خاں صاحب مختار، فدا محمد خاں صاحب، حاجی رحیم بخش صاحب سکندرآباد، کنور رشید احمد خاں صاحب رئیس دانپور، محمد مصطفیٰ خاں صاحب رئیس خورجہ، سید فدا علی صاحب انسپکٹر مدارس خورجہ، رحمت خاں صاحب، عبدالصمد صاحب *

تعداد ١٢

میزان ٢٤ روپے

مظفر نگر

ممبران:— محمد اسمعیل صاحب جنرل مرچنٹ بازار نواب گنج، سید محمد اشفاق حسین صاحب رئیس رتھیڑی، سید احمد حسن صاحب بی اے رئیس رتھیڑی، سید محمد عبداللہ خاں صاحب رئیس جانسٹھ، محمد مقصود علی خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ جلال اباد، محمد ارشاد علی خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ جلال اباد، مولوی حکیم رضی الحسن صاحب رئیس کاندھلہ، مولوی سید نورالحسن صاحب بی اے ڈپٹی کلکٹر، سید مظفر علی خاں صاحب رئیس جانسٹھ، کنور عنایت علی خاں صاحب رئیس لوی سرائے *

تعداد ١٠ میزان ٥٠

وزیٹران :— ریاض احمد صاحب مولوی حکیم محبوب الٰہی صاحب

تعداد ٢ میزان ٤ روپے ٨ آنے

سہارن پور

ممبران:- مولوی محمد جعفر صاحب وکیل، حاجی امیر احمد صاحب و محمد احمد صاحب مختاران عدالت، مولوی شہاب الدین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل، مولوی فضل الرحمن صاحب رئیس محلہ چوک، مولوی ممتاز اللہ خاں صاحب بی اے ڈپٹی کلکٹر، شیخ اللہ دیا صاحب رئیس محلہ شاہ بہلول، منشی مرتضیٰ حسن صاحب قانون گو تحصیل، مولوی محمد عبداللہ صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر جمن شرقی اپر ڈویژن، مسٹر غلام صابر صاحب مالک کارخانہ جی صابر کمپنی، مولوی طفیل احمد صاحب سب رجسٹرار دیوبند، سید محمد ہاشم صاحب رئیس و میونسپل کمشنر دیوبند، منشی اکرام الحق صاحب سب اورسیر نہر دیوبند، شیخ محمد عمر صاحب پنشنر سب ڈویزنل افیسر و رئیس دیوبند، منشی احمد حسن صاحب قایم مقام تحصیلدار، منشی نذیر محمد صاحب پنشنر ڈپٹی مجسٹریٹ موضع بنہیرہ ڈاکخانہ منگلور، خاں صاحب محمد دین صاحب ای ایس ایم سپرس مانیر ہاسپٹل رڑکی، مولوی حاجی عبداللہ جان صاحب وکیل، مولوی سید محمد شفیع صاحب سب جج

مولوي ضياء الحق صاحب رئيس و آنريري مجسٹريٹ راجو پور (١٠ روپے)، مولوي محمد احسن صاحب رئيس راجو پور (١٠ روپے): صاحبزاده محمد مستحسن صاحب خلف مولوي محمد احسن صاحب رئيس راجو پور، خان بہادر منشي محمد حسين صاحب شوق پنشنر ڈپٹي مجسٹريٹ نہر (لوف ممبر)، آغاسيد معصوم علي شاه صاحب تحصيلدار ديوبند، حافظ رحيم بخش صاحب ڈپٹي کلکٹر نہر انبٹھہ، مولوي سيد محمد احمد صاحب کاظمي بي اے ايل ايل بي وکيل *

تعداد ٢٥ ميزان ١٣٠ روپے

وزيٹران:— منشي محفوظ الحق صاحب نائب تحصيلدار، مسٹر محمد آصف زمان صاحب بي اے ڈپٹي کلکٹر، مولوي محمد يسين خان صاحب بي اے ايل ايل بي وکيل ديوبند، مسٹر عزيز شفيع صاحب طالب علم بي اے کلاس مدرسة العلوم عليگڈه ورئيس ديوبند، سيد واحد علي صاحب محله قلعه ١ روپيه (وظيفه) *

تعداد ٤ ميزان چنده کانفرنس ٨ روپيه وظيفه ١ روپيه

ديره دون

ممبران:- منشي عبد الکريم صاحب لايم مرچنٹ کرن پور، مسٹر شريف بيگ صاحب جنرل مرچنٹ راج پور روڈ، بابو عبد الکريم صاحب بي اے اکسٹرا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے جي ٹي آفس، حاجي عبد الحکيم اينڈ سنز جنرل مرچنٹ *

تعداد ٤

ميزان ... ٢٠ روپيه

آگره

ممبران:— مولوي محمد اسحق صاحب سينٹري انجنير ڈرينج اسکيم (٥ روپے چنده کانفرنس و ٥ روپے چنده وظائف) منشي محمد مظہر الحق صاحب سب اورسير محله نائي کي منڈي، هيره خان صاحب ڈسٹرکٹ انجنير، مولا بخش صاحب سوداگر سوختہ محله نائي کي منڈي (٥ روپے چنده کانفرنس و ايک روپيه چنده وظائف)، بابو عبد المجيد صاحب سب اوورسير ڈرول پاڑه، مہر بخش الهي بخش صاحب سوداگر چرم ڈهوليکهال، محمد سعيد

محمد حفيظ صاحب سوداگر جفت ڈهوليکهال، آنريبل خان بہادر سيد آل نبي صاحب بي اے ايل ايل بي، سيد محمد حسين صاحب بي اے ڈپٹي کلکٹر، حاجي محمد عمر و اشفاق علي صاحب مالک پرنس شو فيکٹري، ڈاکٹر محمد اسمعيل خان صاحب اسسٹنٹ سول سرجن ميڈيکل اسکول، منشي احمد يار خان صاحب کنٹرکٹر، نواب محمد سيف الله خان صاحب ڈپٹي کلکٹر، نواب سيد بشير حسين صاحب آنريري مجسٹريٹ شاه گنج، مولوي علي احمد خان صاحب وکيل کٹره حاجي حسن، مولوي محمد ابراهيم صاحب وکيل قاضي گلي، مولوي عبد المجيد صاحب رئيس *

تعداد ١٧ ميزان چنده کانفرنس ٨٥ روپے چنده وظائف ٦ روپے

وزيٹران:— محمد ارشاد علي خان صاحب معرفت مقصود علي خان صاحب وکيل (وظائف ٢ روپے)، حکيم محمد عبد الستار صاحب پنی گلي وظائف ٢ روپے، حاجي اينڈ کمپني وظائف ٨ آنے، اطہر خان صاحب کنٹرکٹر پي ڈبلو ڈي، سيد عبد القادر صاحب ايم اے، نبي داد خان صاحب مالک سرندرا فيکٹري ٤ روپے *

تعداد ٣ ميزان چنده کانفرنس ٨ روپے وظائف ٤ روپے ٨ آنے

متهرا

ممبر:— قاضي عزيز الدين صاحب بلگرامي ڈپٹي کلکٹر *

وزيٹران:— بابو عبد الحميد صاحب رئيس مہابن، مسٹر ابرار حسن ابو صالح صاحب معرفت تحصيلدار صاحب مہابن *

تعداد ٢ ميزان ٤ روپے

مين پوري

ممبران:— مولوي سيد ابو طالب صاحب بي اے ايل ايل بي وکيل *

وزيٹران:— منشي محمد حسين صاحب ويٹينري اسسٹنٹ شکوه آباد، مولوي سيد محمد صاحب اورسير شکوه آباد، مولوي محمد عبد الحق صاحب تحصيلدار *

ميزان ... ٦ روپے

ایٹہ

ممبران :— محمد اکرم خاں صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ پولس، منشی بشیر احمد خاں صاحب رئیس مارہرہ، منشی منیر الدین صاحب رئیس مارہرہ، چودھری محمد بشیر اختر صاحب رئیس مارہرہ، چودھری محمد خلیل صاحب رئیس مارہرہ، محمد اطہر صاحب بی اے ایل ایل بی، محمد طاہر صاحب رئیس مارہرہ، سید محمد ہاشم صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر کاسگنج *

میزان ۰۰۰ ۴۰ روپیہ

وزیٹران :— منشی محمد سخاوت علی صاحب ضلعدار نہر شاخ ہاتھرس موضع پونجا ڈاکخانہ جلیسر، چودھری محمد داؤد صاحب رئیس مارہرہ، سید مخدوم عالم صاحب مارہرہ *

تعداد ۳ میزان ۶ روپے

علی گڈھ

ممبران :— حافظ عبدالرحیم صاحب وکیل عدالت دیوانی (لائف ممبر) ایس ایف چشتی جنرل مرچنٹ یوسف گنج، حسن محمد حیات صاحب بی اے اسسٹنٹ ماسٹر مدرسۃ العلوم، مسٹر فیروز الدین مراد صاحب پروفیسر مدرسۃ العلوم، مسٹر خلیل احمد صاحب بی ایس سی ڈیمانسٹریٹر مدرسۃ العلوم، صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا، مسٹر عبدالمجید صاحب قریشی بی اے پروفیسر مدرسۃ العلوم، مسٹر محمد ابراہیم صاحب ایم اے پروفیسر مدرسۃ العلوم، نواب حاجی محمد اسحاق خاں صاحب آنریری سکریٹری مدرسۃ العلوم مسٹر ولایت احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی پروفیسر مدرسۃ العلوم، مسٹر ناظر حسن صاحب انصاری اسسٹنٹ ماسٹر مدرسۃ العلوم، منشی تصدق حسین صاحب محرر مسٹر شمشاد احمد خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، منشی داؤد خاں صاحب محرر صاحبزادہ آفتاب احمد خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، شیخ محمد یوسف صاحب رئیس و سوداگر محلہ رسلگنج، ڈاکٹر محمد اشرف خاں صاحب کنلاک گنج، نواب زادہ محمد لیاقت علی خاں صاحب رئیس کرنال طالب علم مدرسۃ العلوم امیر لاج، محمد عبدالصمد صاحب سوداگر چرم، مولوی

محمد مقتدی خاں صاحب شروانی اڈیٹر انسٹیٹیوٹ گزٹ، مولوی ادریس احمد صاحب بی اے اسسٹنٹ سکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم، شمشاد احمد خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، مسٹر شہزاد احمد خاں صاحب آفتاب منزل، مولوی انوار الہدیٰ صاحب بی اے ایل ایل بی، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب پی ایچ ڈی سی آئی ای مدرسۃ العلوم، پروفیسر اے ایف رحمان صاحب مدرسۃ العلوم، شیخ محمد برکت اللہ صاحب انسپکٹر آبکاری، سید زین الدین صاحب ایم اے ڈپٹی کلکٹر، ڈاکٹر نثار احمد صاحب پروفیسر مدرسۃ العلوم، مسٹر سید حسن صاحب برنی سپرنٹنڈنٹ مسلم یونیورسٹی آفس، خانصاحب میر ولایت حسین صاحب بی اے سیکنڈ ماسٹر و پراکٹر مدرسۃ العلوم، رزاق بخش قادری اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، شیخ محمد عبداللہ صاحب بی اے ایل ایل بی، مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج، حافظ محمد ابراہیم صاحب میونسپل کمشنر، کنور محمد عبدالوہاب خاں صاحب رئیس مڈراک، مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب بی اے وکیل، حاجی محمد یوسف خاں صاحب رئیس بوتھانسی، محمد عامر مصطفےٰ خاں صاحب رئیس، احمد حاجی جان محمد نور الحق صاحب سوداگر عنایت حسین صاحب سوداگر، شیخ محمد عبدالصمد صاحب سوداگر، شیخ محمد اسحاق صاحب سوداگر، شیخ محمد حسن صاحب انسپکٹر پولس، شیخ ظفر الدین صاحب زمیندار، کنور محفوظ علی خاں صاحب رئیس، مولوی سید حامد صاحب تحصیلدار، شیخ عظمت حسین صاحب ایم اے سپرنٹنڈنٹ کانفرنس، عبدالمجید خواجہ اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، حاجی محمد موسیٰ خاں صاحب رئیس دتاولی، حاجی احمد سعید خاں صاحب رئیس بھیکم پور *

تعداد ۴۶ میزان ۰۰۰ ۲۴۰ روپے

وزیٹران :— پروفیسر محمد الیاس صاحب برنی ایم اے ایل ایل بی مدرسۃ العلوم، بابو رفیع اللہ خاں صاحب پرسنل اسسٹنٹ پرنسپل صاحب مدرسۃ العلوم، سید وصی احمد صاحب مدرسۃ العلوم، سید منظور حسن صاحب مدرسۃ العلوم، محمد باری صاحب بی اے مدرسۃ العلوم، میر صفدر حسین صاحب طالب علم مدرسۃ العلوم، منشی محمد عبدالحمید صاحب رئیس سکندرہ راؤ، منشی محمد احسان الحق صاحب

عبدالغفور خاں صاحب رئیس اترولی، محمد عبدالعزیز صاحب، قاضی نصیرالدین صاحب، مولوی محمد اسلم صاحب جیراجپوری مدرسۃ العلوم، محمد انس خاں صاحب وکیل، حافظ محمد نقی صاحب سوداگر قفل، کنور محمد الطاف احمد خاں صاحب رئیس مدراک، کنور محمد مشتاق احمد خاں صاحب رئیس بودھانسی *

تعداد ۱۶ میزان ۳۲ روپے

بریلی

ممبران :— منشی عبدالغفار خاں صاحب بی اے سکرٹری میونسپل بورڈ، ملک شہنشاہ ولی خاں صاحب رئیس محلہ چک شہر کہنہ، مولوی محمد امین خان صاحب تحصیلدار، خان بہادر رحیم داد خاں رئیس محلہ گلاب نگر، کنور عبدالکریم خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر، نواب حامد حسین خاں صاحب رئیس محلہ قلعہ، خان بہادر محمد مطیع اللہ خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر، مولوی قمر علی صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل، مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب ایم اے ڈپٹی کلکٹر، منشی سید حسن صاحب سب انسپکٹر پولس بہیڑی، خان بہادر عبدالحفیظ خاں صاحب کوتوال شہر، مسٹر عبدالعزیز صاحب سب ڈویژنل آفیسر نہر نواب گنج، مولوی عبدالماجد صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ موضع ٹہریا ڈاکخانہ فتح گنج غربی، منشی محمد اختر حسین خاں صاحب رئیس محلہ قلعہ، حکیم محبوب علی خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ آنولہ، شیخ طفیل احمد صاحب رئیس مونڈیا ڈاکخانہ رچھا، مولوی ابوالکمال سید عبدالودود صاحب محلہ نالہ *

تعداد ۱۷

میزان ۸۵ روپے

وزیٹران :— ہدایت اللہ خاں صاحب معرفت ادریس احمد صاحب، محمد جان صاحب سوداگر چوب شہر کہنہ، مرزا عبدالعزیز بیگ صاحب گرداور قانونگو، ضمیر احمد صاحب رئیس سول لاین، ظہیرالدین احمد صاحب بی اے سول اینڈ ملیٹری ہوٹل، حکیم محمد سعید حسن صاحب سب انسپکٹر پولس، شیخ خلیل احمد صاحب رئیس محلہ عقب کوتوالی چندہ کانفرنس (۲ روپے وظایف ایک روپیہ)، مقدر علی صاحب انچارج سب انسپکٹر پولس محلہ قلعہ، شفقت حسین صاحب نائب تحصیلدار

کلب علی خاں صاحب رئیس شاہ گڈہ تحصیل بہیڑی، شیخ بھولے صاحب رئیس شاہ گڈہ، تحصیل بہیڑی، زبید احمد صاحب پروفیسر، مولوی محمد بشیرالدین صاحب وکیل عدالت دیوانی (ایک روپیہ وظایف)، ریاست اللہ خاں صاحب عرف پیارے خاں صاحب رئیس شاہ گڈہ (ایک روپیہ وظایف)، ناظم حسین خاں صاحب ہیڈ محرر پولس بہیڑی (۱ روپیہ وظایف) *

تعداد ۱۲ چندہ کانفرنس ۲۴ روپے چندہ وظایف ۴ روپے ۲ آنے

بجنور

ممبران :— مولوی فرید احمد صاحب سب رجسٹرار، مولوی علاءالحسن صاحب بی اے ڈپٹی کلکٹر، مولوی عبدالحی صاحب وکیل، بابو عمر دراز علی صاحب آنریری سکرٹری اسلامیہ اسکول شیر کوٹ، شیخ نہال احمد صاحب جائنٹ سکرٹری اسلامیہ اسکول شیر کوٹ *

تعداد ۵ میزان ۲۵ روپے

وزیٹران :— منشی انتظام الدین صاحب مختار عدالت، مولوی احمد سعید خاں صاحب بی اے ڈپٹی کلکٹر، مسٹر الیاس افندی وکیل، مسٹر مشتاق احمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی، مولوی عبدالوحید خاں صاحب وکیل *

تعداد ۵ میزان ۱۰ روپے

بدایوں

ممبران :— مولوی محمد ابوالحسن صاحب رئیس فرشوری ٹولہ، شیخ سید محمد صاحب رئیس شیخو پور، شیخ جمال الدین حسن رئیس شیخو پور، مولوی نظام الدین حسن صاحب ایڈیٹر اخبار ذوالقرنین

متفرق :— شیخ محمد افضال الدین حیدر صاحب رئیس شیخو پور ۱۰ روپے *

تعداد ۵ میزان ۳۰ روپے

وزیٹران :— ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب، آل علی صاحب نقوی *

تعداد ۲ میزان ۴ روپے

مراد آباد

ممبران :— نواب وقارالملک مولوی محمد مشتاق حسین صاحب رئیس امروھہ ، مولوی محمد امداد اللہ صاحب منصرم ججی ، سید عین الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر *

تعداد ۳ میزان ۱۵ روپے

شاھجہانپور

ممبران :— حاجی محمد سعید خاں صاحب جنرل مرچنٹ بہادر گنج ، مولوی احمد زماں خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ ، مولوی حافظ محمد اسمعیل صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ ، برکت اللہ صاحب رئیس محلہ بازو زئی ، سید عابد علی صاحب سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس سکرٹری مکتب کمیٹی *

تعداد ۵ میزان ۲۵ روپے

وزیٹران :— سید محمد ارشاد حسین صاحب سب انسپکٹر سیدولی ، مولوی شمس الدین صاحب سب رجسٹرار تلہر ، قدرت حسین صاحب رئیس محلہ عمر پور تلہر ، سید سراج احمد صاحب سکرٹری میونسپل بورڈ تلہر ، سب انسپکٹر صاحب تلہر ، مولوی عبد الواحد خاں صاحب تحصیلدار تلہر ، منشی محمد الطاف علی خاں صاحب نائب تحصیلدار تلہر ، مولوی ریاض الدین صاحب بی اے وکیل ، سید جناب احمد صاحب بی اے وکیل ، محمد عظیم الدین خاں صاحب بی اے ایل ایل بی ، آدم جی صاحب جنرل کنٹرکٹر ، محمد عجائب علی خاں صاحب رئیس بہادر گنج ، ملک یوسف علی خاں صاحب رئیس محلہ سراھی ، منشی عبد العلی خاں صاحب مختار عدالت ، مولوی محمد عبد الرافع خاں صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر ، محمد حکمت اللہ خاں صاحب رئیس ، منشی محمد عبد القیوم خاں صاحب نائب تحصیلدار ، ملک امیر حسن خاں صاحب رئیس *

تعداد ۱۸ میزان ۳۶ روپے

وظایف :— ایوب علی خاں صاحب زمیندار عمر پور تلہر (۱ روپیہ) نواب علی خاں صاحب رئیس عمر پور تلہر (۱ روپیہ) *

تعداد ۲ میزان ۲ روپے

پیلی بھیت

ممبران :— منشی علی ضامن صاحب منصرم ، شیخ تاج الدین صاحب ڈھکیا ڈاکخانہ نیوریہ ، شیخ حبیب احمد صاحب رئیس اودےپور ڈاکخانہ امریہ ، شیخ احمد حسین صاحب رئیس اودے پور ڈاکخانہ امریہ *

تعداد ۴ میزان ۲۰ روپے

الہ آباد

ممبران :— مولوی محمد ابو الحسن صاحب بی اے پراونشیل انسپکٹر مدارس ، سید عبدالرؤف صاحب نمبر ۳۴ کیمبرج روڈ ، نواب سر بلند جنگ مولوی حمید اللہ خاں اسکوائر بیرسٹرایٹ لا ، منشی واحد یار خاں صاحب اڈیٹر نئی روشنی ، محمد سرفراز خاں صاحب سب رجسٹرار *

تعداد ۴ میزان ۲۵ روپے

کانپور

ممبران :— حافظ محمد حلیم صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ پوروہ هیرامن ، حاجی عبدالعزیز صاحب سوداگر بانسمنڈی ، منشی محمد رحمت اللہ صاحب رعد نامی پریس ، شیخ محمد افضل علی صاحب محسن پور ، منشی محمد رفیق صاحب جنرل کنٹرکٹر بانس منڈی ، محمد دادار خاں صاحب منیجر کانپور ٹینری ، ڈاکٹر عبد الصمد صاحب بی اے ایم بی آنریری اسسٹنٹ سرجن کنگ ایڈورڈ ھسپتال ، مولوی سید احمد حسن صاحب مختار جنرل مرچنٹ انور گنج ، ھدایت حسین اسکوائر بیرسٹرایٹ لا ، سید ابو الحسن صاحب اڑھت دار چرم طالق محل ، حاجی نبی بخش محمد عبد الواسع صاحب اڑھت چرم پنچ باغ ، منشی نذیر احمد صاحب خلف حافظ محمد حلیم صاحب اسسٹنٹ منیجر کانپور ٹینری ، منشی عبد الغنی صاحب منیجر اڑھت چرم ، عبد الرحیم عبد الولی صاحب نئی سڑک ، شیخ فضل حسین اینڈ کو اڑھت دار چرم پنچ باغ ، منشی یسین حسن خاں صاحب مینجر اڑھتہ چرم ، حافظ عبد الکریم حافظ محمد حلیم صاحب ، حاجی ننھا شیخ الھی بخش صاحب اڑھتہ دار چرم

فراش خانہ ، شیخ کریم الدین عبد الرحمن صاحب آڑھتہ دار چرم پنچ باغ سیٹھہ حسن علی نیاز علی بھائی صاحب سوداگرا چرم پوروہ هیرامن ، سید فضل الرحمن صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل ، حاجی عبد الکریم حافظ عبد الغنی صاحب آڑھت دار چرم نئی سڑک ، شیخ حاضر بخش حاجی محمد جان آڑھت دار چرم بھکن گنج ، محمد سلیمان عبد الرحمن صاحب آڑھت دار چرم بھکن گنج ، حاجی قمر الدین عبد الحکیم صاحب آڑھت دار چرم قلی بازار ، منشی محمد میو صاحب آڑھت دار ، مولا بخش حاجی قادر بخش صاحب بھکن گنج ، حاجی عنایت الله الٰہی بخش صاحب آڑھت دار چرم بوچر خانہ خورد ، حافظ محمد حلیم صاحب جنرل مرچنٹ رئیس آنریری مجسٹریٹ ، منشی محمد صدیق صاحب خلف حافظ محمد حلیم صاحب آنریری مجسٹریٹ ، بابو محمد حمزہ صاحب هیڈ کلرک حافظ محمد حلیم صاحب آنریری مجسٹریٹ ، بابو عبد الغفور صاحب رئیس بسی مکان حافظ محمد حلیم صاحب آنریری مجسٹریٹ ، مولانا عبد الحق صاحب هیڈ کلرک ، حافظ محمد حلیم صاحب آنریری مجسٹریٹ ، حاجی عبد الله عبد الغفور صاحب آڑھت دار چرم طالق محل ، ایم اے خاں صاحب مکان فتح احمد صاحب انجنیر ، فتح احمد صاحب انجنیر *

تعداد ۳۳

میزان ۱۶۵ روپے

وزیٹر :— مولوی علی احمد صاحب آڑھت دار چرم *

فتحپور

ممبران :— مسٹر امیر حسن خاں صاحب وکیل ، مولوی غلام مصطفیٰ خاں صاحب رئیس ، چودھری مرتضیٰ یار صاحب خلف چودھری باسط یار صاحب رئیس ، مولوی عبد القدوس خاں صاحب رئیس ، منشی مدح خاں صاحب رئیس ، سید طفیل احمد صاحب مختار *

تعداد ۶

میزان ۳۰ روپے

وزیٹران :— سید ظہور الحسن صاحب انسپکٹر حلقہ پولس *

اٹاوہ

ممبران :— مولوی سید الطاف حسین صاحب بی اے هیڈ ماسٹر اسلامیہ اسکول ، مولوی محمد شفیع صاحب سکرٹری میونسپل بورڈ ، منشی محمد عبد الجلیل صاحب انسپکٹر پولیس ، مولوی سید ابو محمد صاحب ایم اے ڈپٹی کلکٹر ، مرزا قسیم بیگ صاحب ڈپٹی کلکٹر ، خان بہادر مولوی محمد بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر ، سید غلام پنجتن صاحب بی اے ایل ایل بی *

تعداد ۷

میزان ۳۵ روپے

فرخ آباد

ممبران :— مولوی اطاعت مند خاں صاحب وکیل فتح گڈہ ، شیخ گلزار احمد صاحب سوداگر خیمہ فتح گڈہ ، عبد العزیز خاں صاحب خلف محمد رمضان خاں صاحب زمیندار شمس آباد ، نواب سید اقبال بہادر صاحب بی اے شمس آباد (۱۰ روپے) ، نواب سید محمد نقی صاحب شمس آباد (۱۰ روپے) ، نواب سید محمد سلطان صاحب آنریری مجسٹریٹ شمس آباد (۱۰ روپے) ، نواب سید حیدر سلطان صاحب شمس آباد (۱۵ روپے) ، نواب سید اصغر حسین صاحب عرف نواب لاڈلے صاحب شمس آباد (۱۰ روپے) ، نواب سید صفدر سلطان صاحب شمس آباد ، خان بہادر محمد عاشق علی خاں صاحب رئیس ، شیخ محمد عزیز الدین صاحب رئیس قنوج ، شیخ محمد حفاظت حسین صاحب رئیس قنوج ، مولوی محمد عالم صاحب وکیل قنوج ، شیخ محمد یوسف علی صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ قنوج ، محمد حسین صاحب سوداگر خیمہ کیمپ فتح گڈہ ، مولوی سید نور احمد صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ سمدھن ، سید غلام شبیر صاحب سب ڈویزنل افسیر زورہ ڈویزن قایم گنج *

وزیٹران :— سید افتخار حسین صاحب سب جج فتح گڈہ ، مولوی فضل الرحمن صاحب بی اے ایل ایل بی قایم گنج ، عبد الحافظ خان صاحب رئیس قایم گنج ، جانعالم خاں صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ قایم گنج ، سرفراز علی خان صاحب صوبہ دار پنشنر قایم گنج ، شیخ محمد امیر الدین صاحب کورٹ انسپکٹر فتح گڈہ ایک روپیہ وظایف *

تعداد ۵ میزان چندہ کانفرنس ۱۰۰ روپے (وظایف ایک روپیہ)

جهانسي

ممبران :— سید محمد علي صاحب استمیٹر نمبر ۷ ڈسٹرکٹ انجنیر آفس جي آئي پي، منشي ظفر احمد صاحب ٹھیکه دار و میونسپل کمشنر، چودهري محمد رمضان صاحب سوداگر چرم اورچها دروازه، حافظ شیر علي صاحب ٹھیکه دار للت پور *

تعداد ۴ میزان ۲۰ روپے

وزیٹران :— سید علي رضا صاحب بي اے ڈپٹي کلکٹر للت پور، مولوي طفیل احمد صاحب اسکول روڈ، مسٹر مرتضی حسین صاحب گرداور قانونگو، مولوي سلطان حسن صاحب هیڈ ڈرافس مین جي آئي پي ریلوے منشي امانت علي صاحب اهلمد بٹواره للت پور، مولوي غلام حیدر صاحب نائب رجسٹرار قانونگو للت پور، منشي انعام حسین صاحب و منشي حامد علي صاحب ناظر عدالت للت پور، مولوي اشفاق علي صاحب کوتوال شهر للت پور ایک روپیه، مولوي مقبول حسین صاحب للت پور ایک روپیه وظیفه، منشي اولاد حسین صاحب منشي رضا حسین صاحب ۲ روپے وظیفه *

تعداد ۷ چنده کانفرنس ۱۴ روپے وظایف ۴ روپے

بانده

ممبران :— سید مصطفی حسین صاحب رضوي بي اے ڈپٹي کلکٹر *

میزان ۵ روپے

همیر پور

ممبران:— مولوي سید محمد اسمعیل صاحب وکیل، سید عبدالواحد صاحب کامدار، مرزا محمد انعام الله بیگ صاحب، محمد عطا الله صاحب رئیس راٹهه، سید احمد صاحب رئیس راٹهه *

تعداد ۵

میزان ۲۵ روپے

وزیٹران :— وفات الله صاحب راٹهه *

بنارس

ممبران :— منشي عبد الرحمن خاں صاحب پنشنر سب انسپکٹر

رئیس چیت گنج، خان بهادر مولوي مقبول عالم صاحب بي اے ایل ایل بي وکیل، حاجي شیخ محمد علي صاحب سوداگر بشیشر گنج مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب رئیس دال کي منڈي، حافظ محمد عبد الرحمن صاحب کوٹهی حاجي تاج محمد سوداگر مدنپور *

تعداد ۵ میزان ۲۵ روپے

غازي پور

ممبران :— مولوي محمد امین الله صاحب وکیل، چودهري مجیب الله صاحب ڈپٹي کلکٹر *

تعداد ۲ میزان ۱۰ روپے

وزیٹران :— محمد شریف صاحب انصاري *

مرزاپور

ممبران :— مظفر امام اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا رئیس، مولوي عزیز الدین احمد صاحب بي اے ایل ایل بي وکیل، مولوي محمد یسین خاں صاحب آنریري مجسٹریٹ، حاجي شیخ محمد عبد الکریم صاحب آنریري مجسٹریٹ، مولوي محمد مصطفی خاں صاحب انریري مجسٹریٹ، خان بهادر حاجي عبدالرشید خاں صاحب سکرٹري میونسپل بورڈ

تعداد ۶ میزان ۳۰ روپے

جونپور

ممبران :— مولوي محمد حسن صاحب رئیس مچهلي شهر، مولوي محمد ظهور صاحب رئیس مچهلي شهر، مولوي محمد مثني صاحب بي اے ڈپٹي کلکٹر، مرزا حیدر بیگ صاحب وکیل سکرٹري لوکل کمیٹي کانفرنس *

تعداد ۴ میزان ۲۰ روپے

وزیٹران :— مولوي حبیب الانبیا صاحب رئیس، محمد عبدالرؤف صاحب رئیس مچهلي شهر، حاکم حسن خاں صاحب رئیس مچهلي شهر *

تعداد ۳ میزان ۲ روپے

گورکھپور

ممبران :— محمد اسمعیل خاں صاحب زمیندار دیوریا، حکیم برہم صاحب اڈیٹر مشرق، قاضی تلمذ حسین صاحب ایم اے رئیس *

تعداد ۳ میزان ۱۵ روپے

اعظم گڈہ

ممبران :— مولوی رفیع القدر صاحب ڈپٹی کلکٹر *

تعداد ۱ میزان ۵ روپے

لکھنو

ممبران :— منشی اختشام علی صاحب رئیس، مسرز اصطفی حسن خاں صاحب مالک عطر فرم چوک، شیخ فرزند علی صاحب وکیل امین آباد، مولوی نظام الدین حسن اسکوائر بی اے بی ایل لاٹرش روڈ، ڈاکٹر کرم حسین صاحب نظیرآباد، منشی سخاوت علی صاحب رئیس ڈالیگنج، صاحب زادہ ڈاکٹر سعیدالظفر خاں صاحب پروفیسر میڈیکل کالج، آنریبل مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب گولہ گنج، محمد وسیم اسکوائر بیرسٹرایت لا ۵ روپے چندہ وظیفہ، نواب ذوالقدر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹر ایت لا ھیولاک روڈ، چندہ کانفرنس ۵ روپے چندہ وظائف ۴۵ روپے میرجان صاحب رئیس سکرٹری مسلم لیگ امین آباد وظائف ۱۰ روپے، چودھری واحد حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر قیصر باغ وظائف ۵ روپے، محمد نبی اللہ اسکوائر بیرسٹر ایت لا، مولوی محمد فصیح صاحب وکیل متصل قیصر باغ، مسٹر ممتاز حسین اسکوئر بیرسٹر ایت لا، مسٹر نیاز محمد خاں صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سول و ٹیریٹری ڈپارٹمنٹ، آنریبل سید وزیر حسن صاحب بی اے ایل ایل بی وزیر گنج، مولوی محمد حکیم الدین صاحب وکیل گولہ گنج، ڈاکٹر وناظرالدین حسن بیرسٹر ایت لا لاٹوش روڈ، صفی الدولہ حسام الملک نواب سید علی حسن خاں بہادر لال باغ، مولوی اکبر علی صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس *

تعداد ۱۸

چندہ کانفرنس ۹۵ روپے وظائف ۶۵ روپے

وزیٹران :— صاحب زادگان منشی سخاوت علی صاحب رئیس

ڈالیگنج ۴ روپے، منصرم کارخانہ سخاوت علی صاحب رئیس ڈالیگنج، منشی محمود علی صاحب سوداگر عظام رمیمہ امین آباد پارک *

تعداد ۳

میزان ۸ روپے

اوناو

ممبران :— خان بہادر شیخ محمد برکت اللہ صاحب رئیس شیخوپورہ، قاضی نذیر احمد صاحب قدوائی وکیل مینونسپل کمشنر *

تعداد ۲

میزان ۱۰ روپے

سیتاپور

ممبران :— شیخ محمد ابوالحسن صاحب بی اے وکیل، قاضی حبیب اشرف اسکوئر بیرسٹر ایت لا، بادشاہ حسین صاحب رئیس موضع کیرا تحصیل سدھولی، آغا فتح شاہ اسکوائر بیرسٹر ایت لا سول لاین، سید رضا علی صاحب بی اے سب اوپیم ایجنٹ، مولوی عبدالغنی صاحب سب جج، شیخ ظہور الدین احمد صاحب فاروقی ڈسٹرکٹ انجینیر *

تعداد ۷

میزان ۳۵ روپے

وزیٹران :— ڈاکٹر محمد حسین علی صاحب، غلام عظیم صاحب مختار ریاست محمودآباد سیدھولی، انیس احمد صاحب رئیس خیرآباد، احرازالحسن صاحب رئیس خیرآباد، سید احمد رضا صاحب آنریری مجسٹریٹ، مولوی نصیرالدین حیدر صاحب ڈپٹی کلکٹر *

تعداد ۶

میزان ۱۲ روپے

وظائف :— حکیم سید انوار حسین صاحب رئیس خیرآباد ۱ روپیہ، نیازاللہ خاں صاحب رئیس تنبور ۱ روپیہ، منشی نیازالحسن صاحب سب انسپکٹر کمال پور ۱ روپیہ *

تعداد ۳ میزان ۳ روپے

هردوئی

ممبران :— منشی محمودالحق صاحب بی اے ایل ایل بی، شیخ رشیدالدین صاحب رئیس میرٹھ نائب تحصیلدار، حضور خاں صاحب انسپکٹر پولس، مولوی سید امجد علی صاحب بلگرامی وکیل،

چودھري عبدالباسط صاحب رئیس محلہ اشراف سندیلہ، خاں صاحب منشي قبول احمد صاحب رئیس محلہ اشراف سندیلہ ، منشي سید التفات رسول صاحب تعلقدار آنریري مجسٹریٹ سندیلہ ۱۰ روپے، منشي ریاض الدین صاحب ڈپٹي سپرنٹنڈنٹ پولس، امام خاں صاحب فورٹ سندیلہ ۱۰ روپے *

تعداد ۹ میزان ۵۵ روپے

وزیٹران :— مولوي نورالحسن صاحب بي اے ایل ایل بي وکیل نواب کاظم حسین صاحب رئیس گوپامئو ، چودھري عشرت علي صاحب رئیس سندیلہ ، چودھري عبدالقیوم صاحب رئیس سندیلہ ، چودھري عبدالعزیز صاحب رئیس سندیلہ ، منشي کبیرالدین صاحب سب انسپکٹر پولس ، عبدالرشید خاں صاحب افسر دوم پولس ، حکیم محمد علي صاحب آنریري مجسٹریٹ *

تعداد ۸ میزان ۱۶ روپے

وظائف :— قاضي محمد مصطفی صاحب ڈپٹي کلکٹر ۱ روپیہ، منشي حبیب اللہ خاں صاحب سب انسپکٹر پولس اترولي ۱ روپیہ ، لطف حسین صاحب ڈپٹي کلکٹر پنشنر رئیس سندیلہ ۱ روپیہ ، چودھري حبیب حسین صاحب رئیس سندیلہ *

تعداد ۴ میزان ۴ روپے

کھیري

ممبران :— سید محمد جعفر صاحب سربراہ کار ساکن مچھلي شہر وارد حال کورٹ ، راجہ عبدالرحمن خاں صاحب تعلقہ دار ٹکر ۱۰ روپے، راجہ عبدالرحمن خاں صاحب و راجہ عبدالغني خاں صاحب رئیس ٹکرا چندہ کانفرنس ۵ روپے وظایف ۵ روپے *

تعداد ۳ میزان چندہ کانفرنس ۲۰ روپے وظایف ۵ روپے

وزیٹران :— مولوي عبدالکریم صاحب اسسٹنٹ منیجر کورٹ آف وارڈس، منشي محمد اکبر خاں صاحب انسپکٹر حلقہ، مولوي قریش صاحب سربراہ کار کورٹ ، محمد صغیر حیدر صاحب ضلعدار کورٹ ، قاضي نثار اشرف صاحب ضلعدار کورٹ، سید عبدالرشید صاحب ضلعدار کورٹ، مولوي محمد شہیر صاحب سربراہ کار کورٹ انصار احمد صاحب رئیس

تعداد ۸ میزان ۱۶ روپے

فیض آباد

ممبران :— منشي محمد امتیاز علي صاحب بي اے وکیل ، مولوي محمد فایق صاحب بي اے وکیل، منشي محمد اسمعیل صاحب وکیل، چودھري نعمت اللہ صاحب وکیل *

تعداد ۴ میزان ۲۰ روپے

گونڈا

ممبران :— مولوي عبدالقادر معروف اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا ، خواجہ بشیر علي صاحب بي اے وکیل *

تعداد ۲ ۱۰ روپے

وزیٹران :— مولوي نصیر عثماني صاحب بي اے وکیل ، سید احسن شاہ صاحب تحصیلدار *

تعداد ۲ ۴ روپے

بہرائچ

ممبران :— مولوي سید امتیاز علي صاحب بي اے منصف ، ٹھاکر اصغر علي خاں صاحب تعلقدار نپرھا ۱۰ روپے ، خاں صاحب فضل رب صاحب اسسٹنٹ منیجر ریاست کپورتھلہ ، مولوي فیض الحسن صاحب بي اے وکیل ممبر کمیٹي درگاہ شریف *

تعداد ۴ میزان ۲۵ روپے

وزیٹران :— مرزا رضا بیگ صاحب زمیندار *

پرتاب گڈہ

ممبران :— محمد خورشید علي خاں صاحب رئیس جلال آباد ضلع مظفر نگر تحصیلدار کونڈا ، شیخ محمد کفایت اللہ صاحب رئیس، سید خورشید علي خاں صاحب تحصیلدار کندہ *

تعداد ۳ میزان ۱۵ روپے

سلطان پور

ممبر :— شیخ محمد رضا صاحب سوداگر *

تعداد ۱ میزان ۵ روپے

وزیٹران :— مولوی محمد رفیع الله خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر ، منشی محمد سراج الدین صاحب منصف *

تعداد ۲ میزان ۴ روپے

متفرق :— چودهری انعام الرحمن صاحب انسپکٹر کوآپریٹو بنک ایک روپیه ، شیخ عبدالحمید صاحب بی اے وکیل وظائف ایک روپیه *

تعداد ۲ میزان ۲ روپے

باره بنکی

ممبران :— چودهری محمد علی صاحب تعلقدار ردولی ، شیخ محمد علی صاحب ، شیخ نواب علی صاحب تاجران ردولی ، مسیح الدین احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا سول لائن *

تعداد ۳ میزان ۱۵ روپے

وزیٹران :— مولوی محمد متین الدین صاحب بی اے وکیل، ریاست علی صاحب رئیس مسولی، قاضی نظام الدین صاحب رئیس سترک ، مولوی عبدالعزیز صاحب بی اے وکیل ، نواب علی صاحب بی اے وکیل، شیخ ولایت علی صاحب بی اے قدوائی وکیل *

تعداد ۶ میزان ۱۲ روپے

وظائف :— سید سجاد حسن صاحب سب انسپکٹر ایک روپے *

تعداد ۱ میزان ۱ روپیه

گوشواره تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس سنه ۱۹۱۶ع (صوبه پنجاب)

اضلاع	ممبران تعداد	ممبران رقم پائی	آنه	روپیه	وزیٹران تعداد	وزیٹران رقم پائی	آنه	روپیه	متفرق تعداد	متفرق رقم (پائی آنه روپیه)	وظائف تعداد	وظائف رقم پائی	آنه	روپیه	میزان تعداد	میزان رقم پائی	آنه	روپیه	کیفیت
دهلی ...	۳۲	۰	۰	۱۹۰	۱۳	۰	۰	۲۶	...	......	...			......	۴۵	۰	۰	۲۱۶	
انباله ...	۱۳	۰	۰	۶۵	۲	۰	۰	۴	...	......	...	۰	۰	۱	۱۵	۰	۰	۷۰	
گورگانوه ...	۱	۰	۰	۵	۴	۰	۰	۹	...	......	...	۰	۰	۳	۵	۰	۰	۱۷	
رهتک ...	۳	۰	۰	۱۰	...			......	...	......	...			......	۳	۰	۰	۱۰	
حصار ...	۲	۰	۰	۱۰	...			......	...	......	...			......	۲	۰	۰	۱۰	
کرنال ...	۱۲	۰	۰	۶۰	۵	۰	۰	۱۰	...	......	...			......	۱۷	۰	۰	۷۰	
شمله ...	۲	۰	۰	۱۰	...			......	...	......	...			......	۲	۰	۰	۱۰	
جالندهر ...	۲۰	۰	۰	۱۰۰	۸	۰	۰	۱۶	...	......	...	۰	۸	۳	۲۸	۰	۸	۱۱۹	
هوشیار پور ...	۷	۰	۰	۳۵	۲	۰	۰	۴	...	......	...	۰	۰	۱	۹	۰	۰	۴۰	
لدهیانه ...	۲	۰	۰	۱۰	۲	۰	۰	۴	...	......	...			......	۴	۰	۰	۱۴	
فیروز پور ...	۳۲	۰	۰	۱۹۵	۱۸	۰	۰	۳۶	...	......	...	۰	۰	۱	۵۰	۰	۰	۲۳۲	
لاهور ...	۷۷	۹	۰	۳۹۰	۱۲	۰	۰	۲۴	...	......	...	۰	۴	۱	۸۹	۰	۴	۴۱۵	
منتگمری ...	۱۲	۰	۰	۸۰	۱۸	۰	۰	۳۶	...	......	...	۰	۴	۳۴	۳۴	۰	۴	۱۵۰	
امرتسر ...	۳۴	۰	۰	۱۷۰	۵	۰	۰	۱۰	...	......	...			......	۳۹	۰	۰	۱۸۰	

اضلاع	ممبران تعداد	ممبران رقم روپیه	آنه	پائی	وزیٹران تعداد	وزیٹران رقم روپیه	آنه	پائی	متفرق تعداد	متفرق رقم روپیه	آنه	پائی	وظائف تعداد	وظائف رقم روپیه	آنه	پائی	میزان تعداد	میزان رقم روپیه	آنه	پائی	کیفیت
گورداسپور ...	۱	......			...	......			...	......			...	......			۱	...			
سیالکوٹ ...	۱۶	۸۵	۰	۰	۶	۱۲	۰	۰	...	......			...	......			۲۲	۹۷	۰	۰	
گجرانواله ...	۱۲	۶۵	۰	۰	...	......			...	......			...	۹۴	۱۴	۰	۱۲	۱۵۹	۱۴	۰	
راولپنڈی ...	۱۷	۱۰۵	۰	۰	۳	۶	۰	۰	...	......			...	......			۲۰	۱۱۱	۰	۰	
جہلم ...	۱۰	۹۵	۰	۰	۱۰	۲۱	۰	۰	۱۰	۱۰	۰	۰	...	......			۳۰	۱۲۶	۰	۰	
گجرات ...	۱۴	۷۰	۰	۰	۷	۱۴	۰	۰	...	......			...	۴۶	۰	۰	۲۱	۱۳۰	۰	۰	
اٹک ...	۸	۴۰	۰	۰	۵	۱۰	۰	۰	۲۳	۱۲	۰	۳	...	......			۳۶	۶۲	۰	۳	
ملتان ...	۲۰	۱۰۵	۰	۰	۵	۱۰	۰	۰	...	......			...	۳۴	۰	۰	۲۵	۱۴۹	۰	۰	
ڈیرہ غازیخاں ...	۵	۲۵	۰	۰	۱	۲	۰	۰	۲	۲	۰	۰	...	......			۸	۲۹	۰	۰	
میانوالی ...	۱	۵	۰	۰	...	......			...	......			...	۳	۰	۰	۱	۸	۰	۰	
لائل پور ...	۴	۲۲	۰	۰	...	......			...	......			...	......			۴	۲۲	۰	۰	
جہنگ ...	...	......			۱	۲	۰	۰	...	......			...	......			۱	۲	۰	۰	
میزان ...	۳۶۱	۱,۹۴۷	۰	۰	۱۲۷	۲۵۶	۰	۰	۳۵	۲۴	۰	۳	...	۲۲۲	۱۴	۰	۵۲۳	۲,۳۴۹	۱۴	۳	

دلی

ممبران :— شمس العلما مولوی سید احمد صاحب امام مسجد، خان صاحب مولوی عبدالاحد صاحب آنریری مجسٹریٹ مالک مجتبائی پریس، روپیہ * منشی سید نثارحسین صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر، شیخ شمس العارفین صاحب مالک انگریزی دواخانہ چاندنی چوک، محمد اسمعیل اینڈ کو جنرل مرچنٹ صدر بازار، اسمعیل ابراهیم اینڈ سنز بمبئی والے جنرل مرچنٹ صدر بازار ۱۰ روپے، محمد رفیع محمد فیاض صاحب سوداگران صدر بازار ۱۰ روپے، عبدالحق محمد اسحاق صاحب سوداگران صدر بازار ۱۰ روپے ، حافظ محمد صدیق اینڈ سنز جنرل مرچنٹ صدر بازار ۱۰ روپے ، شیخ نور الہی اینڈ کو جنرل مرچنٹ صدر بازار ۱۰ روپے ، شیخ محمد صدیق محمد اسحاق صاحب جنرل مرچنٹ صدر بازار، عبدالعزیز صاحب سوت والے سوداگر صدر بازار، شیخ کرم الہی صاحب سوداگر صدر بازار، سید عبدالعزیز شیخ سراج الدین صاحب سوداگران گلاس ویر صدر بازار ، شمس العارفین محمد دین صاحب سوداگر صدربازار، حاجی محمد فیاض محمد سرفراز خاں صاحب سوداگر صدر بازار، شیخ عبدالاحد صاحب سوداگر گلاس ویر صدر بازار، شیخ محمد فضل الہی صاحب اللہ والے سوداگر صدر بازار، نواب مرزا احمد سعید خاں صاحب رئیس گلی قاسم جان، حاجی عبدالغنی صاحب آنریری مجسٹریٹ آنریری سکرٹری لوکل کمیٹی کانفرنس، مولوی محمد بشیرالدین احمد صاحب رئیس کھاری باولی، ڈاکٹر عبدالمجید صاحب ہاسپیٹل اسسٹنٹ، شیخ ذکر الرحمن صاحب پلیڈر، حاجی فضل الرحمن صاحب صاحب محلہ بلی ماران، مولوی سید عبدالقدیر صاحب اینگلو عربک ہائی اسکول، مولوی عبدالبصیر صاحب اینگلو عربک ہائی اسکول، نواب سعیدالرحمن صاحب اینگلو عربک ہائی اسکول، شیخ ظہیرالدین صاحب محلہ چوڑی والان، عبدالقدیر صاحب محلہ چوڑی والان، مرزا حامد مرزا صاحب عقب کلاں محل، مولوی محمد فضل الدین صاحب ہیڈ ماسٹر اینگلو عربک ہائی اسکول، خاں صاحب داروغہ غلام محمد صاحب *

تعداد ۳۲ میزان ۱۹۰ روپے

وزیٹران :— پیر ولایت شاہ صاحب، ماسٹر تاج محمد صاحب، ماسٹر محمد اسحاق صاحب، ماسٹر اصغر حسین صاحب، مولوی نور محمد [illegible] مولوی محمد سعید خاں صاحب، محی الدین احمد صاحب، محمد تقی صاحب، محمد صدیق صاحب، حاجی عبدالرزاق صاحب، محمد صدیق صاحب بی اے، عبدالخالق صاحب، مولوی سید عبداللطیف صاحب *

تعداد ۱۳ میزان ۲۶ روپے

انبالہ

ممبران :— مولوی سید غلام بھیک صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر، مرزا اعجاز حسین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر، سید نوراللہ شاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، مولوی نوراحمد صاحب نور ہیڈ مولوی گورنمنٹ اسکول، قاضی علی محمد صاحب اکونٹنٹ انجمن اسلامیہ وایس پریسیڈنٹ آل انڈیا راعی کانفرنس شہر، مولوی سید محمد حنیف صاحب وکیل، منشی محمد رحمت اللہ صاحب رئیس، قاضی عبدالمجید صاحب رئیس، سید ولی محمد صاحب ایم اے، منشی عبدالغنی صاحب رئیس، مشتاق احمد صاحب، مرزا عبدالعلیم صاحب رئیس، مولوی محمد اسمعیل صاحب بی اے وکیل *

تعداد ۱۳

میزان ۶۵ روپے

وزیٹران :— قمرالدین صاحب، محمد خلیل صاحب *

تعداد ۲

میزان ۴ روپے

وظائف :— مولوی احمد خاں صاحب میونیسپل کمشنر ۱ روپیہ *

تعداد ۱

میزان ۱ روپیہ

گورگانوں

ممبران :— مولوی مشتاق احمد صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر *

تعداد ۱

میزان ۵ روپے

وزیٹران :— سید محمد بنیاد حسین صاحب بی اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، منشی شیخ محمد خضر صاحب اکسایز انسپکٹر، منشی سید دبیر علی صاحب سپرینڈنٹ ڈپٹی کمشنر آفس، منشی نور محمد صاحب سب اورسیر ۳ روپے *

تعداد ۴

میزان ۹ روپے

وظائف :— بابو حاجی محمد صاحب پوسٹ ماسٹر ۱ روپیہ، منشی علی محمد صاحب ہیڈ کلرک پی ڈبلیو ڈی ۱ روپیہ، مولوی محمد ایوب علی صاحب ایم اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ۱ روپیہ *

تعداد ۳

میزان ۳ روپے

رہتک

ممبران :— منشی محمد ابراہیم صاحب اورسیر نہر گوہانہ لیف ممبر، چودھری ممتاز حسین خاں صاحب تحصیلدار گوہانہ، میر فضل محمود صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر *

تعداد ۳

میزان ۱۰ روپے

حصار

ممبران :— بابو عبدالواحد صاحب بی اے وکیل، مولوی چراغ الدین صاحب وکیل سرسہ *

تعداد ۲

میزان ۱۰ روپے

کرنال

ممبران :— ملک محمد الدین صاحب جنرل منیجر ریاست نواب صاحبان، نواب احسان اللہ خاں صاحب محرر ریاست کورٹ آف وارڈس، مسٹر عبداللہ خان صاحب شروانی بی اے ایل ایل بی، مولوی عبدالحی صاحب بی اے ایل ایل بی، فیاض علی خاں صاحب خلف نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب کنجپورہ، نواب بہادر محمد رستم علی خاں صاحب رئیس و جاگیردار، نواب محمد عمر دراز علی خاں صاحب رئیس و جاگیر دار، خانصاحب محمد عطاء اللہ خاں صاحب سب جج، خواجہ تصدق حسین صاحب جج، چودھری غلام عباس خاں صاحب رئیس پانی پت، نواب ناصر احمد خاں صاحب رئیس پانی پت، خواجہ سجاد حسین صاحب بی اے سکرٹری حالی میموریل فنڈ ایسوسی ایشن پانی پت *

تعداد ۱۲ میزان ۶۰ روپیہ

وزیٹران :— سید اکبر حسین صاحب ایم اے انسپکٹر ڈاکخانہ جات، منشی فیاض محمد خاں صاحب سب انسپکٹر تھانہ صدر، میر شجاع

الدین احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر آفس ، منشی محمد نجم الدین احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ میونسپل بورڈ ، چودھری شوکت حسین صاحب پانی پت *

تعداد ۵ میزان ۱۰ روپے

شملہ

ممبران :— خان بہادر میر محمد خاں صاحب پلیڈر ، خان بہادر مولا بخش صاحب فارن اتاچی *

تعداد ۲ میزان ۱۰ روپے

جالندھر

ممبران :— منشی نیاز محمد خاں صاحب پلیڈر ڈھوگری ، سید عطاء اللہ شاہ اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا ، مسز سید عطاء اللہ شاہ صاحبہ ، شیخ غلام دستگیر صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر ، میاں عطاء الحق صاحب اکسایز انسپکٹر ، قاضی سید محبوب عالم صاحب رئیس میونسپل کمشنر ، میاں شاہ محمد صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر ، صوبہ دار غلام جیلانی خاں صاحب انسپکٹر اریاریکلچر ، خان محمد الیاس خاں صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر ، خان امیر الدین احمد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر ، سید اکرام اللہ شاہ اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا ، مولوی عبدالقیوم صاحب بی او ایل پلیڈر ، منشی بدر الدین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی ضلع ، منشی نذیر الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ، سردار بہادر صوبیدار میجر کپتان غلام حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ ، چودھری علی اکبر صاحب رئیس شہر ، ڈاکٹر فضل الدین صاحب وی ای ریکروٹنگ افیسر ، مولوی محمد اکبر علی صاحب صوفی رئیس چوک مفتیاں ، خان نیاز الدین خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بستی دانشمنداں ، ملک غلام محی الدین صاحب چیف کلرک ٹی ٹی ایس پہلور *

تعداد ۲۰

میزان ۱۰۰ روپے

وزیٹران :— میاں رحمت اللہ صاحب رئیس شمس منزل ، مولوی فتح الدین صاحب بی او ایل وکیل ، مولوی محمد بخش صاحب بی او ایل

وکیل ، منشی امیر الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر فارسی ضلع ، احمد حسین خاں صاحب نمبردار ڈھوگری ، فضل حسین خاں صاحب ملازم منشی نیاز محمد خاں صاحب پلیڈر ڈھوگری ، حکیم بدر الدین صاحب ملازم منشی نیاز محمد خاں صاحب پلیڈر ڈھوگری ، منشی کامدار خاں صاحب ملازم منشی نیاز محمد خاں صاحب پلیڈر ڈھوگری ، چندہ کانفرنس ۲ روپے وظائف ۲ روپے ۸ آنہ غلام دستگیر خاں صاحب ایک روپیہ *

تعداد ۸

میزان چندہ کانفرنس ۱۶ روپے ۸ آنے

میزان وظائف ۳ روپے ۸ آنے

ہوشیار پور

ممبران :— محمد عبدالعزیز اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا ، حاجی طالع محمد صاحب رئیس بسم اللہ پور ، شیخ جان محمد صاحب رئیس اعظم ، شیخ سلطان محمد صاحب رئیس و میونسپل کمشنر ، شیخ عبدالحمید صاحب رئیس ، شیخ نیاز محمد خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی پلیڈر ، منشی نذر محمد خاں صاحب کورٹ انسپکٹر پولس *

تعداد ۷ میزان ۳۵ روپے

وزیٹران :— شیخ غلام سراج الدین صاحب ، شیخ ریاض الدین صاحب *

تعداد ۲ میزان ۴ روپے

وظائف :— شیخ تراب علی صاحب سب انسپکٹر آبکاری *

تعداد ایک ۱ روپیہ

لدھیانہ

ممبران :— شیخ محمد نصیب اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا ، میاں محمد شاہ صاحب میونسپل کمشنر محلہ ڈھولیوال *

تعداد ۲ میزان ۱۰ روپے

وزیٹران :— مرزا محمد عبدالرب صاحب منصف ، محمد حسن خاں صاحب سول انجنیر *

تعداد ۲ میزان ۴ روپے

فیروزپور

ممبران :— خاں صاحب خواجہ گل محمد خاں صاحب پلیڈر ۱۰ روپے ، میاں محمد یحییٰ خاں صاحب خلف خاں صاحب موصوف، مولوی محمد حسین صاحب بی اے وکیل سکرٹری انجمن اسلامیہ شہر، خاں صاحب ذکاء الدین خاں صاحب بی اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، سیٹھ ماموں جی اینڈ سنز صدر بازار چھاونی ۲۵ روپے، چودھری امیر اللہ حفیظ اللہ خاں صاحب ٹھیکہ دار صدر بازار چھاونی، میاں محمد عبدالحق اسکوائر بار سٹر ایٹ لاء خاں رب نواز خاں صاحب سب رجسٹرار، مولوی کمال الدین صاحب بی اے وکیل، سیداے اینڈ ایم وزیر علی صاحب جنرل مرچنٹ صدربازار چھاونی ۱۰ روپے ، منشی عبدالرحمن خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی صدر بازار چھاونی ، منشی محمد شفیع صاحب قادری ہیڈ کلرک دفتر کنٹونمنٹ مجسٹریٹ، سردار آغا محمد حسن خاں صاحب پویلزئی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، شیخ عبدالرحیم صاحب سب اورسیر ملیٹری ورکس چھاونی ، مسرز عیسی جی اینڈ سنز بوٹ فیکٹری صدر بازار چھاونی، بابو شیر علی صاحب گورنمنٹ ٹیلیگراف ڈپارٹمنٹ، حاجی نجیب اللہ مولا بخش صاحب سوداگر چرم صدر بازار چھاونی، حاجی اللہ دتا صاحب ٹھیکہ دار صدر بازار چھاونی، منشی محمد عبدالحمید خاں صاحب مسلخوان سشن کورٹ، نواب سعد اللہ خاں صاحب پنشنر سب جج، بابو حشمت علی صاحب سپر وایزر گرے کنال، خاں صاحب میاں غلام رسول صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس، نواب محمد اسلم حیات خاں صاحب اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۱۰ روپے، بابوولی محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر صاحب ڈپٹی کمشنر، ڈاکٹر سید نذیر حسین صاحب سول سرجن، سردار محمد اسحاق خاں صاحب پویلزئی سپرنٹنڈنٹ ورنیکولر افس، خان محمد مصطفی خاں صاحب ڈاکٹر ایمپیر خاں سنز چھاونی، بابوحیدر محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر اکزکٹو انجنیر ریلوے، حبیب الرحمن صاحب طالب علم کنٹونمنٹ اسکول، مولوی پیر محمد صاحب وکیل فاضلکا، حاجی شمس الدین صاحب ٹھیکہ دار فاضلکا، محمد مرزا صاحب ضلع دار ابوالکرھانہ *

تعداد ۳۲

میزان ۱۹۵ روپے

وزیٹران :— چودھری عبدالغنی صاحب چھاونی، شیخ علی احمد صاحب تحصیلدار، نور الدین اینڈ برادر سائیکل مرچنٹ صدر بازار مستری خیر دین صاحب بگھی ساز، میاں درانی صاحب ٹھیکہ دار صدر بازار چھاونی، محمد یعقوب محمد ابراھیم صاحب سوداگر صدر بازار چھاونی، منشی حاجی محمد صاحب ٹھیکہ دار صدر بازار چھاونی، منشی عبدالغنی صاحب کوتوال صدر بازار چھاونی، شیخ جیون بخش محمد اسحاق صاحب سوداگر صدر بازار چھاونی، بابو غلام محمد خان صاحب سیکنڈ کلرک ملیٹری ورکس چھاونی، چودھری عبدالکریم صاحب سوداگر چرم صدر بازار چھاونی، منشی عبداللہ خاں صاحب نائب کورٹ انسپکٹر، سید عنایت علی شاہ صاحب ایجنٹ ریلوے، منشی محمد شفیع صاحب مسلخوان اجلاس، خواجہ شمس الدین صاحب خزانچی ملیٹری ورکس، منشی عمر خاں صاحب سوداگر ادویہ انگریزی صدر، منشی علی احمد صاحب محرر رجسٹری مسٹر محمد حیات صاحب *

تعداد ۱۸

میزان ۳۶ روپے

وظایف :— سیدزوار حسین صاحب سب انسپکٹر پولس ۱ روپیہ *

لاھور

ممبران :— شیخ محمد عمر بخش صاحب پلیڈر بھاٹی گیٹ لایف ممبر، حاجی امان اللہ میاں فضل الدین خان صاحب سوداگر چرم قصور، بابو خیر الدین صاحب ائی سی جی نارتھ ویسٹرن ریلوے قصور، خان غلام محمد خاں صاحب رئیس موری دروازہ قصور، صاحبزادہ حافظ سید احمد شاہ صاحب میونسپل کمشنر و سب رجسترار قصور، مولوی محمد شفیع صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر قصور، میاں محمد امین حاجی صاحب خلف میاں غلام محمد حاجی صاحب رئیس قصور، خاں صاحب شیر نواز خاں صاحب میونسپل کمشنر آنریری مجسٹریٹ قصور ۱۰ روپے، شیخ محمد عبدالرحمن صاحب سکرٹری میونسپل کمیٹی قصور، شیخ دین محمد غلام رسول صاحب سوداگر قصور، مولوی غلام محی الدین خاں صاحب وکیل قصور، شیخ عبداللہ حافظ حبیب اللہ بٹ صاحب سوداگر غلہ قصور، شیخ امین الدین صاحب

میونسپل کمشنر قصور، مولوی محمد عبدالقادر صاحب وکیل قصور، حاجی حبیب اللہ صاحب گورہ سوداگر چرم قصور، حافظ محمد بخش حاجی کریم بخش صاحب سوداگر چرم قصور، حاجی محمد فرید صاحب مالک جننگ فیکٹری قصور، حاجی محمد سردار صاحب سوداگرر چرم قصور ۱۰ روپے، مولوی محمد داود صاحب وکیل قصور، میاں محمد سعید صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس قصور، مسٹر چودھری عبدالغنی صاحب ایم اے بیرسٹر ایٹ لا چیف کورٹ، میاں محمد نذیر صاحب خلف ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اسسٹنٹ سرجن بلیان بہاٹی گیٹ لکڑ منڈی کوچہ حضرت منشی لدہ مرحوم، خان بہادر الہ بخش صاحب گورنمنٹ پنشنر، مولوی سید نیاز علی صاحب بی اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس، شیخ محمد تقی صاحب رئیس میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ، سید محسن شاہ صاحب بی اے ایل ایل بی سکرٹری آل انڈیا کشمیری کانفرنس، ڈاکٹر حکیم محمد شریف صاحب آئی ڈاکٹر، مولوی محمد دین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول دروازہ شیر انوالہ، چودھری محمد فضل الٰہی صاحب رئیس، قاضی فضل ربانی صاحب اسسٹنٹ سول سکرریٹ گورنمنٹ پنجاب، خلیفہ جمال الدین صاحب معرفت چودھری فضل الٰہی صاحب رئیس، مسٹر محمد شہاب الدین صاحب معرفت چودھری فضل الٰہی صاحب رئیس، مسٹر محمد اکبر صاحب معرفت چودھری فضل الٰہی صاحب رئیس، مسٹر محمد عظمت اللہ صاحب معرفت چودھری فضل الٰہی صاحب رئیس، خان صاحب شیخ خیر الدین صاحب ریٹائرڈ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ریلوے، آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سی آئی ای بیرسٹرایٹ لا، میاں محمد رفیع اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، میاں محمد عبد الرشید اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، میاں شاہنواز اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، خان صاحب میاں نظام الدین صاحب ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج رئیس باغبانپورہ، ملک تاج الدین صاحب تاج اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل پنجاب، چودھری غلام حیدر عمر صاحب ٹھیکیدار کنار بند اسسٹنٹ سکرٹری انجمن راعین ہند، سائیں جلال الدین کار دار فاروق فنانشل سکرٹری انجمن راعیان ہند، مولوی پیر بخش صاحب کنار بند سکرٹری انجمن تائید الاسلام، میاں میراں بخش صاحب چیف منیجر مسلم بنک، میاں امین الدین صاحب رئیس باغبانپورہ، خان محمد بشیر علی خاں

صاحب آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و سکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب، خان محمد سعادت علی خاں صاحب خلف خان محمد بشیر علی خاں، محمد عارف صاحب پلیڈر چیف کورٹ، بشیر احمد صاحب اسکوائر بیر سٹر ایٹ لا، محمد حق نواز خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، شیخ محمد نعمت اللہ صاحب مسلم منزل، خواجہ فیروز الدین احمد اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، ایس گلاب الدین صاحب پلیڈر، ایم احمد دین صاحب پلیڈر، ایس نور احمد اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، شیخ نیاز علی صاحب پلیڈر، منشی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار، خلیفہ شجاع الدین اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، سردار محمد حبیب اللہ خاں اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، میاں محمد عبد اللہ صاحب ریواز ہوسٹل اسلامیہ کالج، خان صاحب میاں چراغ الدین صاحب مزنگ، میاں اللہ دتا صاحب داروغہ باغات شہر، مولوی عطا الٰہی صاحب منصف، میاں فضل الٰہی صاحب باغبانپورہ، میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ، میاں عبد الحمید صاحب طالب علم ریواز ہوسٹل اسلامیہ کالج، ایس غلام حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، میاں نور الدین اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، میاں عصمت اللہ صاحب مالک فیکٹری، مولوی محمد عبد اللہ صاحب ریٹائرڈ سکنڈ ماسٹر مڈل اسکول، نواب محمد علی خاں صاحب رئیس، فقیر سید ظفر الدین صاحب، فقیر سید نجم الدین صاحب، آنریبل میاں فضل حسین اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، مولوی حاجی شمس الدین صاحب آنریری سکرٹری انجمن حمایت اسلام، آنریبل خان بہادر جسٹس محمد شاہدین صاحب جج چیف کورٹ *

تعداد ۷۷ میزان ۳۹۰ روپے

وزیٹراں :— میاں ابن محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر ڈویژنل آفیسر قصور، شیخ محمد رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر قصور، مستری اللہ دتا صاحب ٹھیکہ دار قصور، سید دلاور حسین صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل قصور، ملک خدا بخش صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل قصور، عبد الحمید صاحب طالب علم گورنمنٹ کالج، شیخ غلام جیلانی صاحب، غلام دستگیر صاحب، امام علی صاحب، ماسٹر عبدالرب صاحب، نجیب اللہ صاحب، بابو فرید بخش صاحب مزنگ *

تعداد ۱۲ میزان ۲۴ روپے

وظائف:— چودھري شير محمد صاحب سب انسپکٹر ١ روپے ۴ آنے *

منٹگمري

ممبران :— بابو شيخ نظام الدين صاحب هيڈ کلرک محکمه جنگل و بابو مراتب علي صاحب، بابو ميران بخش صاحب وکيل و ميونسپل کمشنر، شيخ غلام علي صاحب هيڈ منشي اکاره ڈويژن، منڈي چودھري لدي صاحب و چودھري جيوا صاحب و چودھري فضل دين صاحب معرفت منشي امام الدين صاحب منتظم منڈي، قاضي فضل الهي صاحب انسپکٹر ابکاري، مستري علاء الدين و مستري عبد العزيز صاحب، مياں چراغ الدين صاحب ذيلدار رئيس برج جيوا خاں تحصيل گوگيره، چودھري برکت علي صاحب سول سرجن، مهر نور اسمند خاں صاحب کاٹهيا رئيس کوٹ فاضل، چودھري قايم علي خاں صاحب کورٹ انسپکٹر پوليس، مسٹر محمد امين خاں اسکوائر بيوسٹرايٹ لا، خان رجب علی خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر محکمه آبادي، چودھري امام الدين صاحب چپراسي، بابو پير محمد صاحب سب انسپکٹر پوليس، منشي محمد شمس الدين صاحب اهلمد ابادي، بابو رياض الحسن صاحب اورسير سکنڈ ڈويژن ڈاکخانه گوگيره*

تعداد ١٩

ميزان ٨٠ روپے

وزيٹران :— مرزا شهباز بيگ صاحب اکونٹنٹ محکمه نهر دوم ڈويژن، ملک عزيز الدين صاحب نقشه نويس محکمه نهر، چودھري ملايم خاں صاحب اهلمد محکمه نهر، بابو غلام محي الدين صاحب کلرک محکمه نهر، منشي حاجي عبدالله شيخ الله بخش صاحب، سيد فضل حسين صاحب عرايض نويس، منشي محمد خاں صاحب مسل خواں افسر مال، مولوي محمد شريف صاحب ڈرافس مين محکمه نهر، منشي جان محمد صاحب هيڈ کانسٹبل پوليس، شيخ صادق جيلاني اسکوائر بيرسٹرايٹ لا، خواجه نور الدين صاحب گرداور قانونگو محکمه ابادي، شيخ محمد علي الدين صاحب جنرل مرچنٹ سکرٹري انجمن اسلاميه، قاضي محمد اسلم خاں صاحب مسل خواں محکمه ابادي، خان صاحب شيخ خير الدين صاحب جيلر سنٹرل جيل، بابو عزيز الدين صاحب بل کلرک پوليس، چودھري غلام علي صاحب مسل خواں محکمه ابادي؛

سيد قاسم علی شاه صاحب کلرک و بابو عبدالرحمن صاحب کلرک زراعت، منشي غلام محمد صاحب ورنيکولر ٹيچر گورنمنٹ هائي اسکول*

تعداد ١٨

ميزان ٣٦ روپے

وظايف :— بابو فتح عالم صاحب کلرک محکمه نهر ايک روپيه، بابو محمود علي صاحب کلرک محکمه نهر ايک روپيه، سيد ظفر علي شاه صاحب اهلمد محکمه نهر منشي فتح الدين صاحب محکمه نهر ايک روپيه، شيخ محمد طفيل صاحب و منشي ابرار احمد صاحب محکمه نهر ايک روپيه، چودھري فتح الدين صاحب نقشه نويس محکمه نهر سوم ڈويژن ايک روپيه، بابو محمد اسحاق خاں صاحب سب پوسٹ ماسٹر شهر ٨ آنے، مولوي نور الحق صاحب رئيس ايک روپيه، بابو محمد حيات صاحب سب پوسٹ ماسٹر شهر ايک روپيه، بابو محمد عبد الله صاحب کلرک محکمه نهر ايک روپيه، مياں ولي محمد صاحب و مياں محمد الدين صاحب چپراسيان محکمه آبادی ايک روپيه، منشي شير محمد صاحب اهلمد محکمه آبادي ٨ آنے، منشي شهباز خاں صاحب عرايض نويس ايک روپيه، مولوی محمد سعد الله صاحب اهلمد ضلع ايک روپيه، منشي الله دوهايا صاحب اهلمد نهر ايک روپيه، بابو شرف الدين صاحب هيڈ ڈرافس مين نهر ايک روپيه، بابو عبدالحميد صاحب کلرک عدالت ايک روپيه، مستري غلام حسين صاحب محکمه بارگ ما مستري ايک روپيه، چودھري روشن الدين صاحب نمبردار موضع نمبر ١٨ گوگيره برانچ ايک روپيه، شيخ محمد صادق صاحب ٹهيکه دار ايک روپيه، حکيم غلام صديق خاں صاحب طبيب ايک روپيه، قاضي عبدالواحد صاحب ڈارفس مين ٨ آنے، لاله چرنداس صاحب نائب ذيلدار کماليه ايک روپيه، بابو سراج الدين صاحب کلرک جيل خانه ايک روپيه، ملک نور احمد صاحب هيڈ کانسٹبل پولس ايک روپيه، شيخ فتح محمد صاحب منيجر فلور مل و فنانشل سکرٹري انجمن اسلاميه ايک روپيه، منشي غلام محمد صاحب ورينکولر ٹيچر گورنمنٹ هائي اسکول ايک روپيه، هبودو کرم الدين صاحبان کانسٹبلان پولس ايک روپيه، منشي حسن علي خاں صاحب هيڈ کانسٹبل پولس شهر ايک روپيه، مياں شادمان خاں صاحب وٹو زميندار چک نمبر ٢٥ گوگيره برانچ ايک روپيه، سيد انوار الدين

صاحب و مولوی نعمت اللہ صاحب دہلوی و سید محمد حسن صاحب ایک روپیہ ۴ آنے، منشی احمد الدین صاحب مدرس مدرسہ حسن شاہ ایک روپیہ ۸ آنے، راجہ لہراسپ خاں صاحب ذیلدار محکمہ آبادی ایک روپیہ، شیخ دین محمد صاحب مسل خواں محکمہ آبادی ایک روپیہ، شیخ صادق جیلانی اسکوائر بیرسٹرایٹ لا ایک روپیہ *

تعداد ۳۵ میزان ۳۴ روپے ۴ آنے

امرتسر

ممبران :— بابو نظام الدین صاحب سوداگر چرم و آنریری مجسٹریٹ بابو قمرالدین صاحب سوداگر چرم، میر حبیب اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ، ملک غلام حسین صاحب شال مرچینٹ رئیس کٹرہ مہان سنگھ، خان بہادر شیخ غلام صادق صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ شیخ صادق حسین اسکوائر بی اے بیرسٹر ایٹ لا، شیخ محمد صادق اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، میاں حسام الدین صاحب ٹھیکہ دار رئیس کٹرہ اہلو والیہ، میاں غلام نبی صاحب آف خان غلام نبی حبیب اللہ شال مرچینٹ، ڈاکٹر سیف الدین کچلو بی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لا، سردار سکندر حیات خاں صاحب لارنس روڈ سول لائن، سردار زادہ محمود شوکت حیات خاں صاحب خلف سردار صاحب موصوف، میاں شمس الدین مہر بخش صاحب سوداگر چرم، میاں علی بخش صاحب میونسپل کمشنر سوداگر چرم، حاجی غلام حسین خدابخش نور احمد صاحب سوداگر چرم، میاں فتح محمد دوست محمد صاحب سوداگر چرم، حاجی پیر محمد صدر دین احمد دین صاحب سوداگر چرم، میاں شیخ بڈھا علی محمد عبدالکریم صاحب سوداگر چرم، میاں نظام الدین محمد شریف صاحب سوداگر چرم، منشی محمد شریف بابو عبدالرحیم صاحب سوداگر چرم، میاں چراغ دین محمد اسمعیل صاحب سوداگر چرم، حاجی میاں نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار آنریری مجسٹریٹ، میاں غلام مصطفی صاحب آنریری مجسٹریٹ، میاں اللہ دتا صاحب سوداگر چرم، آنریبل خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ، خواجہ غلام صادق اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، میاں وزیر محمد عبداللہ فضل حسن صاحب سوداگر چرم، سردار لیاقت حیات خانصاحب ڈپٹی

سپرنٹنڈنٹ پولس، میاں محمد فیروز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ، مولوی سید اشرف علی صاحب، سید بڈھے شاہ صاحب چودھری، محمد شریف صاحب ترنتارن، چودھری چراغ الدین صاحب میونسپل کمشنر، بابو میراں بخش صاحب *

تعداد ۴۴
میزان ۱۷۰ روپے

وزیٹران :— میاں جلال دین نذیر حسن صاحب سوداگر چرم، میاں عبدالرحیم محمد گلزار صاحب سوداگر چرم، شیخ امام الدین اللہ دتا عنایت اللہ صاحب سوداگر چرم، میاں نور محمد صاحب سوداگر چرم، فضل الرحمن صاحب *

تعداد ۵
میزان ۱۰ روپے

گورداسپور

ممبران :— منشی عزیز الدین صاحب ٹھیکہ دار رئیس سوجانپور لیف ممبر *

سیالکوٹ

ممبران :— مولوی سید میر حسن صاحب پروفیسر سکاچ مشن کالج، آغا محمد صفدر خاں صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر، حکیم محمد عبدالعزیز صاحب مالک مطب شہر، بابو محمد الدین فیروز الدین صاحب دوکاندار گندم منڈی، شیخ محمد عطاء اللہ صاحب انسپکٹر ڈاکخانہ جات، شیخ محمد پیر محمد صاحب از جانب غلام قادر اینڈ کو صدر بازار، شیخ محمد عطاء اللہ صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر سکاچ مشن مڈل اسکول صدر بازار، شیخ مشتاق حسن صاحب میٹ ایجنٹ چھاؤنی ۱۰ روپے، چودھری فرید بخش صاحب ذیلدار اولیا پور، سید نہاز قطب صاحب ایم اے ایل ایل بی سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات، چودھری سلطان محمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، شیخ ظہور الہی صاحب بی اے پلیڈر، خان فقیر اللہ خان صاحب سب انسپکٹر پولس پسرور، شیخ نواب الدین مراد اسکوائر بیرسٹرایٹ لا، احسان الحق صاحب وکیل سرکار، پروفیسر غلام محمد صاحب طور *

میزان ۸۵ روپے
تعداد ۱۶

وزیٹران :— چودھری فضل حق صاحب محلہ کشمیری، میاں

کرم الٰہی صاحب ایسائز انسپکٹر ، شیخ محمد سلطان صاحب سوداگر چرم ، حاجی نبی بخش صاحب سوداگر چرم ، شیخ محمد احمد صاحب سوداگر چرم، ڈاکٹر میر حیدر صاحب گورنمنٹ پنشنر مالک میڈیکل ہال *

تعداد ۶ میزان ۱۲ روپے

گوجرانوالہ

ممبران :— ملک حسام الدین صاحب اورسیر محکمہ نہر حافظ آباد ڈویزن ۱۰ روپے، سردار بساکھا سنگھ صاحب رئیس و چیف کنٹریکٹر خانکی چندہ کانفرنس ۵ روپے چندہ وظائف ۵۰ روپے، منشی محمد عبدالحق صاحب ہیڈ ڈرافسمن محکمہ نہر، مولوی محمد فضل الدین صاحب بی او ایل دروازہ ایشر سنگھ والا، مولوی دین محمد صاحب ایم اے پلیڈر، مولوی محمد علی بخش صاحب داروغہ صفائی ، ملک لعل خاں صاحب اسسٹنٹ منیجر اسلامیہ ہائی اسکول ، ڈاکٹر سید میر حسن شاہ صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ ، چودھری احمد بخش صاحب چودھری قصاباں چندہ کانفرنس ۵ روپے چندہ وظائف ۱۵ روپے ۲ آنے ، شیخ محمد عبدالرزاق اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا ، شیخ غلام رسول صاحب میونسپل کمشنر چندہ کانفرنس ۵ روپے چندہ وظائف ۲۰ روپے ، مولوی عبدالعزیز صاحب مصنف *

تعداد ۱۲ میزان چندہ کانفرنس ۶۵ روپے

میزان چندہ وظائف ۹۰ روپے ۲ آنے

وزیرآباد :— بابو غلام محمد صاحب ڈرافسمین محکمہ نہر خانکی، خواجہ شمس الدین صاحب کلرک محکمہ نہر خانکی ، مولوی نذیر احمد صاحب کلرک محکمہ نہر ورکشاپ ۳ روپے ، شیخ اکبر علی صاحب اسٹور کیپر ورکشاپ خانکی ۲ روپے ۸ آنے ، بابو مظفر حسن صاحب اورسیر میونسپلٹی ، میر حسین بخش صاحب (عینک) وکیل، میر محمد زبیر صاحب امرتی منڈی ، ڈاکٹر عبدالرشید صاحب میڈیکل ہال ، شیخ محمد امام الدین صاحب سب انسپکٹر پولس ، مولوی چودھری عبدالعزیز صاحب منہاس وکیل چندہ کانفرنس ۲ روپے ، چندہ وظائف ایک روپیہ، چودھری کرم الٰہی صاحب بی اے اکونٹنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ ، چودھری محمد بخش صاحب سب انسپکٹر پولس *

تعداد ۱۲ میزان ۲۵ روپے ۸ آنے میزان چندہ وظائف ایک روپیہ

متفرق :— مسٹر خدا بخش صاحب محکمہ نہر خانکی ۱ روپیہ ، میاں نور محمد صاحب موٹر ڈرائیور خانکی ۱ روپیہ ، محمد اسمٰعیل صاحب مستری خانکی ۱ روپیہ ، بابا اکبر خاں صاحب ڈرائیور لوکو خانکی ۱ روپیہ، سردار جسونت سنگھ صاحب رئیس ۱ روپیہ ، میاں اللہ دتا صاحب ۱ روپیہ ، میاں فضل حسین صاحب ۱ روپیہ، ماسٹر محمد الدین صاحب میونسپل کمشنر ۲ روپے ، محمد یعقوب صاحب طالب علم ۴ آنے، میاں نظام الدین صاحب بزاز ۲ روپے ، سیٹھ علیم الدین صاحب سوداگر بوٹ ۱ روپیہ ، شیخ اللہ بخش صاحب و بابو عطا محمد صاحب بزازان ۱ روپیہ ، قاضی فتح الدین صاحب دوکاندار بھوسہ *

تعداد ۱۳ میزان ۱۳ روپے ۱۲ آنے

راولپنڈی

چندہ وظائف :— خانصاحب قاضی سراج الدین احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، خواجہ فضل الٰہی صاحب پروپرائٹر کشمیر ہاؤس، شیخ محمد دین اینڈ کو جنرل مرچینٹ صدر بازار، شیخ فضل الٰہی صاحب پروپرائٹر کمرشل یونین پریس ، سیٹھ لقمان جی آدم جی صاحب جنرل مرچینٹ صدر بازار، شیخ حسن محمد صاحب میٹ ایجنٹ رئیس حسن آباد ، شیخ محمد عبدالغنی صاحب میٹ ایجنٹ حسن آباد، شیخ نبی بخش اینڈ سنز جنرل مرچینٹ صدر بازار ، ایم حکیم جی صاحب معرفت خان بہادر سیٹھ آدم جی ماموں جی صاحب آنریری مجسٹریٹ صدر ۲۵ روپے ، شیخ محمد محبوب الٰہی صاحب رئیس صدر، شیخ احمد دین اینڈ برادرز جنرل مرچینٹ صدر ، مسٹر ٹی ایم ناصر صاحب رئیس لال کورتی پروپرائٹر گروتو کیف صدر بازار، سیٹھ یوسف علی ماموں جی صاحب رئیس صدر، حاجی اللہ دین محمد دین محمد صدیق صاحبان سوداگر صابون شہر، خانصاحب راجہ خداداد خاں صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ، شیخ خان محمد صاحب آنریری مجسٹریٹ و سب رجسٹرار، محمد خاں صاحب رئیس گوجر خاں *

تعداد ۱۷ میزان ۱۰۵ روپے

وزیرآباد :— شیخ عبدالرحمن صاحب واچ ڈیلر صدر ، شیخ عبدالغفور صاحب واچ میکر صدر ، محمد حسین صاحب *

تعداد ۳ میزان ۶ روپے

جہیلم

ممبران :— مولوی محمد اکرم خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لاء، منشی عبدالعزیز صاحب بہٹی انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول، بابو عبدالرشید صاحب ٹھیکہ دار، راجہ عدالت خاں صاحب مسلخواں ڈویزنل کورٹ، راجہ فاضل محمد خاں صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول، راجہ پایندہ خاں صاحب رئیس اعظم دارا پور چندہ کانفرنس ۴۵ روپے وظائف ۱ روپیہ، خاں محمد زماں خاں صاحب افسر مال، خاں صاحب محمد زماں خاں صاحب انجنیری مشنری ورکس ۵۰ روپے، شیخ محمد فضل الدین صاحب سب جج، ایس اے مجید اسکوئر بیرسٹر ایٹ لا *

تعداد ۱۰ چندہ کانفرنس ۹۵ روپے

وزیٹران :— مولوی عبداللطیف خاں صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس، ماسٹر نبی بخش صاحب ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول، چودھری فضل الدین صاحب ڈرائنگ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول، مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل منشی فاضل عربک ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول، سید حیات علی شاہ صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول، ماسٹر فیض احمد صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول، شیخ عبداللطیف صاحب مترجم عدالت ڈسٹرکٹ جج، بابو غلام حسین صاحب بٹ چیف کلرک ڈسٹرکٹ جج، شیخ حاکم علی صاحب انسپکٹر پولس صدر، شیخ فضل کریم صاحب ٹھیکہ دار *

تعداد ۱۰

میزان ۲۱ روپے

متفرق :— مولوی گل نواز خاں صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول ۱ روپیہ، ماسٹر محمد عالم صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول ۱ روپیہ، سید محمد شاہ صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول ۱ روپیہ، ماسٹر علم الدین صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول ۱ روپیہ، مولوی محمد ابراھیم صاحب ۱ روپیہ، راجہ ابونور خاں صاحب قانونگو تحصیل ۱ روپیہ، مستری عبدالرحمن صاحب مالک کارخانہ فلور مل اینڈ سوڈا ۱ روپیہ، خان احمد خاں صاحب رئیس کالس ۱ روپیہ، راجہ بوستان خاں صاحب صدر قانونگو ۱ روپیہ، پایندہ راجہ خاں صاحب رئیس دارا پور ۱ روپیہ *

تعداد ۱۰

میزان ۱۰ روپیہ

گجرات

ممبران :— بابو حافظ محمد فضل احمد صاحب گورنمنٹ پینشنر (۵ روپے چندہ کانفرنس ۲ روپے چندہ وظایف)، مولوی امام الدین صاحب پنشنر مدرس متصل جیل، خاں صاحب احمد حسن خاں صاحب ایم اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر (۵ روپے چندہ کانفرنس ۵ روپے چندہ وظایف)، صوبہ دار ڈاکٹر نور الحسن صاحب، منشی عطا محمد صاحب بی اے ایل ایل بی گورنمنٹ ایڈوکیٹ، خاں صاحب شیخ غلام محمد صاحب رئیس گورنمنٹ پنشنر، خاں صاحب چوہدری فضل علی خاں صاحب رئیس اعظم آنریری مجسٹریٹ و سول جج، ملک محمد الدین صاحب اڈیٹر رسالہ صوفی پنڈی بہاء الدین، دیوان کیدار ناتھ صاحب رئیس اعظم و چیف کنٹریکٹر (۵ روپے چندہ کانفرنس ۲۰ روپے چندہ وظایف)، شیخ عبدالحق صاحب رئیس و میونسپل کمشنر چودھری نادر خاں صاحب بی اے منصف، منشی محمد عبداللطیف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس، منشی محمد اسمعیل خاں صاحب گھوگنی ضلع دار نہر، ارباب محمد ایوب خاں صاحب انسپکٹر پولس *

تعداد ۱۴ میزان چندہ کانفرنس ۷۰ روپے چندہ وظایف ۲۷ روپے

وزیٹران :— ڈاکٹر عبدالرشید صاحب ایل ایم ایس پنجاب میڈیکل ہال، شیخ فضل کریم صاحب وکیل، شیخ عطاء اللہ صاحب وکیل، شیخ فضل الہی صاحب بی اے رخصتی سیکنڈ ماسٹر، خاں صاحب غلام حسن خاں صاحب منصف، شیخ محمد عظمت اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ، بابو فضل احمد صاحب کلرک زمیندارہ بنک *

تعداد ۷ میزان ۱۴ روپے

وظایف :— مفتی بشیر احمد صاحب ۱ روپیہ، ماسٹر فقیر محمد صاحب انگلش ٹیچر گورنمنٹ اسکول ۱ روپیہ، ماسٹر نیاز محمد صاحب انگلش ٹیچر گورنمنٹ اسکول ۱ روپیہ، مولوی محمد شفیق صاحب مدرس فارسی گورنمنٹ اسکول ۱ روپیہ، ماسٹر حیدر علی صاحب انگلش ٹیچر گورنمنٹ اسکول ۱ روپیہ، غلام احمد دوکان دار ۸ آنے، ایک بیوہ عورت ۸ آنے، چودھری غلام محی الدین صاحب بی اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ۲ روپیہ، سید حامد شاہ صاحب گورنمنٹ پنشنر جمعدار فیم

مدینہ ۲ روپیہ، مولوي محمد حیات اسٹیشن ماسٹر رخصتي ۱ روپیہ، حکیم غلام مصطفیٰ صاحب بي اے وکیل ۱ روپیہ، محمد اشرف خاں صاحب زمیندار هیاں ۱ روپیہ، عبدالمجید صاحب طالب علم جماعت سوم پرائمري بورڈ اسکول ۱ روپیہ، سید علی محمد شاہ صاحب صدر قانونگو ۲ روپیہ، ماسٹر کرم الٰہی صاحب محرر مقامي صدر بندوبست ۱ روپیہ، بابو نبي بخش صاحب ریٹایرڈ اسٹیشن ماسٹر ۱ روپیہ، ماسٹر نقیر احمد صاحب سینیر انگلش ٹیچر گورنمنٹ اسکول ۱ روپیہ *

میزان ۱۹ روپے

کیمبلپور (اٹک)

ممبران:— ملک اعتبار خان صاحب رئیس کھونده، خاں صاحب سعد اللہ خاں صاحب رئیس حضرو، قاضي فضل الرحمن صاحب سفیر کانفرنس رئیس حضرو، مولوي محمد الف دین صاحب بي او ایل کیمبلپور، چودھري محمد اصغر صاحب پلیڈر کیمبلپور، شیخ محمد عبدالقادر صاحب اسسٹنٹ انجنیر کیمبلپور، سید حیدر شاہ صاحب پلیڈر کیمبلپور، مولوي احمد خاں صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کیمبل پور *

تعداد ۸

میزان ۴۰ روپے

وزیٹران:— محمد علي صاحب حضرو، منشي محمد علي صاحب حضرو محمد اکبر خاں صاحب ڈاک اشرف کیمبلپور، رانجھے خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب ضلع کیمبلپور، محمد اسحاق خاں صاحب هیڈ ماسٹر هائي اسکول کیمبلپور *

تعداد ۵

میزان ۱۰ روپیہ

متفرق :— منشي شمس الدین صاحب حضرو ۱ روپیہ، نذر علي صاحب محرر چنگي حضرو ۸ آنہ، منشي خلیل علي صاحب حضرو ۱ روپیہ، منشي ظفر علي صاحب حضرو ۱ روپیہ، غلام خاں صاحب گدھي علي زئي حضرو ۱ روپیہ، محمد نجم خاں صاحب نمبر دار گدھي علي زئي حضرو ۱ روپیہ، شیخ عبداللطیف صاحب گدھي علي زئي حضرو ۱ روپیہ،

میاں فضل الدین خاں صاحب حضرو ۱ روپیہ، میاں جلال الدین صاحب حضرو ۱ روپیہ، ماسٹر عبدالعزیز صاحب کیمبلپور ۱ روپیہ، محمد اکرم خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگي حضرو ۴ آنے، جانداد خاں صاحب حضرو ۴ آنے، میاں محمد عالم خاں صاحب حضرو ۴ آنے، فقیر ایک حضرو ۳ پائي، میاں فیروزالدین صاحب سوداگر چوب حضرو ۴ آنے، گلا کشمیري حضرو ۴ آنے، اکبر خاں صاحب حضرو ۴ آنے، میاں سراج الدین صاحب حضرو ۴ آنے، علي بهادر خاں صاحب کلرک حضرو ۴ آنے، فضل خاں صاحب چپراسي حضرو ۲ آنے، میاں دیدار بخش صاحب سوداگر حضرو ۲ آنے، مستجاب سوداگر کفش حضرو ۲ آنے، ڈاکٹر امین اللہ صاحب حضرو ۲ آنے *

تعداد ۲۳

میزان ۱۵ روپیہ ۳ پائي

ملتان

ممبران :— خان بهادر شیخ محمد بخش صاحب بي اے ایل ایل بي پلیڈر، مہر نور محمد خان اسکوئر بارسٹر ایٹ لا، خان محمد عبداللہ خان اسکوائر بارسٹر ایٹ لا، مولوي محمد فداءاللہ خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، مولوي سید غلام یزداني صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، دوکان علي بهائي ولي جي سیٹھ یوسف علي رئیس سوداگر چھاوني، سیٹھ سید میر حسن صاحب رئیس اعظم چھاوني، سیٹھ سید محمد یوسف صاحب (علیگ) رئیس چھاونی، سیٹھ سید محمد یعقوب صاحب (علیگ) رئیس چھاوني، سید ذوالفقار حسین صاحب بي اے منصف، خان بهادر شیخ حسین بخش صاحب گرویزي رئیس، خان بهادر مخدوم حسین بخش صاحب قریشي رئیس، خان بهادر رب نواز خاں صاحب آنریري مجسٹریٹ خواجہ محمد عبدالصمد صاحب بي اے منصف، مخدوم مرید حسین صاحب میونسپل کمشنر، شیخ اللہ دتا صاحب سوداگر چرم شہر چندہ کانفرنس ۵ روپے وظائف ۲۵ روپے، خان بهادر عبدالقادر خاں صاحب بادوزئي آنریري مجسٹریٹ، خان بهادر شیخ ریاض حسین صاحب قریشي شہر رئیس ۱۰۰ روپے، ایس اے حسن اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، محمد بشیر خاں صاحب هیڈ کلرک دفتر ریلوے چھاوني *

تعداد ۲۰ میزان چندہ کانفرنس ۱۰۵ روپے چندہ وظائف ۲۵ روپے

وزیٹران :— شیخ فضل حسین صاحب سوداگر چرم، سید واحد علي صاحب، حکیم محمد امین الله خاں صاحب، مسٹر الله بخش صاحب، محمد حسین صاحب ٹرافسمین *

تعداد ۵ میزان ۱۰ روپے

چندہ وظائف :— شیخ محمد عبدالرزاق اسکوائر بیرسٹرایٹ لا وظائف ۳ روپے، بلا اظہار نام وظائف ۲ روپے، بلا اظہار نام وظایف ۲ روپے، بلا اظہار نام ۲ روپے *

تعداد ۵ میزان ۹ روپے

ڈیرہ غازي خان

ممبران :— منشي خورشید محمد خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست، منشي فضل حسین صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائي اسکول، سردار احمد خاں صاحب پتافي جام پور، سردار نور محمد صاحب پتاني جام پور، دوست محمد خاں صاحب آنریري سکرٹري ڈسٹرکٹ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس جام پور *

تعداد ۵ میزان ۲۵ روپے

وزیٹران :— مولوي الله یار خاں صاحب منصف *

تعداد ۱ میزان ۲ روپیہ

متفرق :— سید محمن شاہ صاحب نائب تحصیلدار ایک روپیہ، فیض بخش خاں صاحب تحصیلدار ایک روپیہ *

تعداد ۲ میزان ۲ روپے

میانوالي

ممبران :— راجہ سکندر خاں صاحب تحصیلدار عیسي خیل *

تعداد ۱ میزان ۵ روپے

وظایف :— چودھري احمد خاں ذیلدا دھاندار تحصیل بکھر ایک روپیہ، عبدالحق صاحب موضع نیاموکي و علي شیر خاں ذیلدار پٹیل ایک روپیہ، چودھري لدھو خاں صاحب ذیلدار کولدھو تحصیل بکھر ایک روپیہ *

تعداد ۳ میزان ۳ روپے

لائل پور

ممبران :— منشي محمد فتح الدین صاحب سفید پوش رئیس لائف ممبر، شیخ محمد عبدالقادر اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، منشي محمد عبدالمجید صاحب سب انسپکٹر پولس مہدي آباد ۱۲ روپے، مولوي غلام باري صاحب *

تعداد ۴ میزان ۲۰ روپے

جھنگ

وزیٹران :— شیخ فضل کریم صاحب اورسیر شاہ جیونا *

تعداد ۱ میزان ۲ روپے

گوشوارهٔ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس سنه ۱۹۱۶ع (صوبهٔ سرحدي)

ضلع	ممبران تعداد	ممبران رقم روپیه	آنه	پائي	وزیٹران تعداد	وزیٹران رقم روپیه	آنه	پائي	متفرق چنده تعداد	متفرق چنده رقم روپیه	آنه	پائي	وظایف تعداد	وظایف رقم روپیه	آنه	پائي	میزان تعداد	میزان رقم روپیه	آنه	پائي	کیفیت
پشاور ...	۹	۵۰	۰	۰	۲	۴	۰	۰	۱	۱	۰	۰	...	...			۱۲	۵۵	۰	۰	
کوهات ...	۷	۴۰	۰	۰	۱۸	۳۶	۰	۰	۶	۶	۰	۰	...	...			۳۱	۸۲	۰	۰	
بنون ...	۲	۱۰	۰	۰	۳	۶	۰	۰	۴	۴	۰	۰	...	...			۹	۲۰	۰	۰	
ڈیرہ اسمعیل خاں .	۱۰	۵۰	۰	۰	۱۵	۳۳	۰	۰	۸	۸	۰	۰	...	...			۳۳	۹۱	۰	۰	
میزان ...	۲۸	۱۵۰	۰	۰	۳۸	۷۹	۰	۰	۱۹	۱۹	۰	۰	...	...			۸۵	۲۴۸	۰	۰	

پشاور

ممبران :— نواب عبدالقیوم خاں بهادر سي آئي اي پولیٹکل ایجنٹ ۱۰ روپے، خاں صاحب عبداللطیف خاں صاحب خلف برگیڈیر، مسٹر کریم بخش صاحب پرسنل اسسٹنٹ ڈائرکٹر سرشتهٔ تعلیم صوبهٔ سرحدي، شاد محمد خاں صاحب چارسده، مولوي فضل احمد صاحب هیڈ ماسٹر مڈل اسکول چارسده، سندهے خاں صاحب اسلامیه کالج، غلام سرور صاحب سکنڈ ماسٹر اسلامیه کالیجیٹ اسکول، مولوي محمد عبدالرحیم صاحب لائبریرین اسلامیه کالج، رمضان خاں صاحب سپروائزر اسلامیه کالج *

تعداد ۹ میزان ۵۰ روپے

وزیٹران :— ڈاکٹر سید محمد صاحب صدر بازار، شیخ غلام سید صاحب *

تعداد ۲ میزان ۴ روپے

متفرق : غلام حیدر خاں صاحب ۱ روپیه *

تعداد ۱ میزان ۱ روپیه

کوهاٹ

ممبران :— مولوي سید محمد اشرف صاحب وکیل، عبدالروف صاحب سب‌وزني سب انسپکٹر ٹیرلي، خاں صاحب شیر علي خاں صاحب صدر قانونگو عبدالرحمن خاں صاحب نواب ٹیرئي، آنریبل خان بهادر ملک محمد امین صاحب شمس آباد، خاں صاحب سعیدالله خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، خاں صاحب حقنواز خاں صاحب ڈپٹي سپرنٹنڈنٹ پولس *

تعداد ۷ میزان ۴۰ روپے

وزیٹران :— سید مومن صاحب ٹهیکه‌دار، سید محمد اسلم صاحب، میاں عزیزالله میاں عنایت‌الله صاحب سوداگران، خان بهادر ملک جمال خاں صاحب، حافظ ابراهیم حافظ الهي بخش صاحب سوداگران، خان صاحب محمد عظیم خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، تحصیلدار صاحب پولیٹکل، مولوي احمد شفیع خاں صاحب هیڈ ماسٹر هائي اسکول، مولوي ریاض‌الدین صاحب ماسٹر هائي اسکول، مولوي غلام محي‌الدین

صاحب ماسٹر ہائي اسکول، منشي عبدالعزيز خاں صاحب ماسٹر ہائي اسکول، پير عزيز گل صاحب میونسپل کمشنر، مياں مطيع صاحب کورٹ انسپکٹر، عبدالجبار صاحب مسلخواں افسر مال، نواب دين يارو علي خاں صاحب منشي، ڈاکٹر محمد عافيت صاحب اسسٹنٹ سرجن مدارس، مولوي محمد عثمان صاحب تحصيلدار، مولوي غلام رسول خاں صاحب انسپکٹر مدارس *

تعداد ١٨ ميزان ٣٦ روپے

متفرق :— مولوي غلام صابر خاں صاحب ٹيچر ہائي اسکول ١ روپيہ، مولوي مسعودالحسن صاحب ٹيچر ہائي اسکول ١ روپيہ، مولوي عبدالغنی صاحب ٹيچر ہائي اسکول ١ روپيہ، شيخ نور احمد صاحب ٹيچر ہائي اسکول ١ روپيہ، سردار بونا سنگھ صاحب ساہوکار ١ روپيہ، متھرا داس صاحب ساہوکار ١ روپيہ *

تعداد ٦ ميزان ٦ روپے

بنوں

ممبران :— قاضي عبدالغني خاں صاحب ٹيلنگراف، ملک خدا بخش خاں صاحب بي اے ايل ايل بي پليڈر *

تعداد ٢ ميزان ١٠ روپے

وزيٹران :— مولوي عبدالستار صاحب انسپکٹر مدارس، محمد خاں صاحب، خان بہادر عبدالکريم خاں صاحب ڈسٹرکٹ جج *

تعداد ٣ ميزان ٦ روپے

متفرق :— حافظ عبدالحميد خاں صاحب سکنڈ ماسٹر ہائي اسکول ١ روپيہ، عبدالمجيد خاں صاحب ٹيليگراف ١ روپيہ، بندہ خدا ١ روپيہ، محمد حيات خاں صاحب ہيڈ کانسٹبل ١ روپيہ *

تعداد ٤ ميزان ٤ روپے

ڈيرہ اسمعيل خاں

ممبران :— مولوي نور بخش صاحب بي اے ايل ايل بي وکيل، خاں صاحب عبدالرحيم خاں اسکوائر بيرسٹر ايٹ لا، نواب کيپٹن

نواب احمد نواز خاں صاحب رئيس اعظم، سيٹھ رحمت الله صاحب سب ڈويژنل افسر آف ورکس علاقہ دار ابن شيخ محمد حيات صاحب سب ڈويژنل افسر، بہرام خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گندہ پور کلاچي، سکندر خاں صاحب رئيس گندي عمر خاں، سرفراز خاں صاحب رئيس حسن زئي تحصيل کلاچي، محمد افضل خاں صاحب موسی زئي، مولوي مير احمد صاحب داروغہ جيل *

تعداد ١٠ ميزان ٥٠ روپے

وزيٹران :— محمد افضل خاں صاحب نائب تحصيلدار سدوزئي، سيد گل حسن شاہ صاحب پشتو ٹيچر، ڈاکٹر يعقوب بيگ صاحب اسسٹنٹ ٹيچر، حافظ غلام يسين خاں صاحب علي زئي آنريري مجسٹريٹ ٣ روپے، محمد رب نواز خاں صاحب (عليک) کلاچي ٣ روپے، محمد نواز خاں صاحب نائب تحصيلدار سروکي، مولوي کريم داد خاں تحصيلدار ٹانک، ذوالفقار خاں صاحب رئيس ٹانک، سيد علي اکبر شاہ صاحب ويٹرينري اسسٹنٹ، ڈاکٹر غلام محمد صاحب اسسٹنٹ سرجن، مرزا محمد خان صاحب انسپکٹر پولس ٣ روپے، مولوي عزيزالرحمن صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس، محمد بخش صاحب تحصيلدار، ڈاکٹر محمد عظيم خاں صاحب سول سرجن، سيد احمد خاں صاحب *

تعداد ١٥ ميزان ٣٣ روپے

متفرق :— محمد حسين صاحب سوداگر ١ روپيہ، الہداد خاں صاحب نعلبند ١ روپيہ، محمد اعظم خاں صاحب صوبيدار ١ روپيہ، محمد سليم صاحب طالب علم گندہ پور ١ روپيہ، غلام عبدالرب صاحب ١ روپيہ، حکيم سلطان جہاں شاہ صاحب ١ روپيہ، عبدالعزيز خاں صاحب ٹيليگراف انسپکٹر ١ روپيہ، سردار حميد الله خاں صاحب طالب علم ١ روپيہ *

تعداد ٨ ميزان ٨ روپے

گوشوارہ تعداد ممبران و زویٹران کانفرنس سنہ ۱۹۱۶ ع (بلوچستان)

اضلاع	ممبران		وزیٹران		متفرق		وظایف		میزان		کیفیت
	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	
کوئٹہ ...	۱۵	ماعـہ	۱۱	عـہ صـ	۱۳	لعـہ ۱۲	...	...	۳۹	ما لعـہ ۱۲ر	
مالاکند ...	۱	صـہ	...	...	...	...	...	...	۱	صـہ	
	۱۶	ما لعـہ	۱۱	عـہ صـ	۱۳	لعـہ ۱۲			۴۰	ما لعـہ ۱۲ر	

کویٹہ

ممبران :— مولوي محمد نجم الدین صاحب بي اے انسپکٹر مدارس، خان سر بلند خاں صاحب میر منشي پولیٹکل ایجنٹ، خان عبداللہ خاں صاحب اصغر علي صاحب، سیٹھہ محمد صدیق صاحب جنرل مرچنٹ کلب روڈ، منشي محمد عزیز الدین صاحب پرنسپل اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ، خاں صاحب احمد دین خاں صاحب تحصیلدار، مولوي محمد اصغر علي خاں صاحب ٹیلر ماسٹر بابو محلہ ۱۰ روپیہ، مرزا نیاز محمد خاں صاحب سوداگر قند هاري بازار ۱۰ روپیہ، خان یار محمد خاں صاحب ٹیلر ماسٹر کلب روڈ، سردار محبت خاں صاحب گولہ ۳۰ روپیہ، خاں صاحب سر بلند خاں صاحب ریونیو. اسسٹنٹ مستانگ ، نواب مرزا عزیز الدین خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، مولوي سید نور الحسن صاحب سرشتہ دار عدالت جج، قاضي فیض محمد صاحب قاضي شہر، عبدالرفیع صاحب *

وزیٹران :— منشي محمد عبداللہ خاں صاحب اکوئنٹ ملیٹري ورکس ۳ روپیہ ، مرزا عبدالواحد خاں صاحب انسپکٹر پولس ۳ روپیہ ، ملک محمد معظم خاں صاحب سب انسپکٹر پولس ۳ روپیہ ، مولوي کرم بخش صاحب ، صوفي محمد عبدالحق صاحب ٹیچر گورنمنٹ

هائي اسکول ، قاضي فقیر محمد صاحب سوداگر ، خواجہ سید احمد صاحب سوداگر ، ڈاکٹر محمد اسمعیل صاحب ، خان تاج محمد خاں صاحب آر مي کنٹرکٹر ، خاں صاحب رانا محمد علي خاں صاحب، اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نوشکي ، سیٹھہ علي بہائي صاحب *

تعداد ۱۱ میزان ۲۵ روپیہ

متفرق :— شیخ رحیم بخش صاحب سوداگر ۱ روپیہ، محمد سرور خاں صاحب دفتر ایجنٹ ۱ روپیہ، یار محمد خاں صاحب سوداگر ۱ روپیہ، حاجي محمد اسلم صاحب سوداگر موچي بازار ۱ روپیہ، شیخ محمد اسمعیل صاحب سوداگر ۱ روپیہ، فقیر محمد خاں صاحب بک بائنڈر بروس روڈ ۱ روپیہ، حاجي کرم الدین صاحب سوداگر ۸ آنے، غلام احمد خاں صاحب سوداگر ۸ آنے، الہ بخش امام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر سورج گنج ۸ آنے، مرزا مغل بیگ صاحب سوداگر ۸ آنے، اکبر علي شاہ صاحب ۴ آنے، سید دلو جان صاحب سوداگر ۱ روپیہ، مولوي کریم بخش صاحب هیڈ ماسٹر ۸ انے *

تعداد ۱۳ میزان ۹ روپیہ ۱۲ آنے

مالاکند

ممبر :— ڈاکٹر رستم علي صاحب سول هسپتال *

تعداد ۱ میزان ۵ روپیہ

گوشوارہ تعداد ممبران وزیتران کانفرنس سنہ ۱۹۱۶ ع صوبہ بہار واڑیسہ

اضلاع	ممبران تعداد	ممبران رقم	وزیتران تعداد	وزیتران رقم	متفرق تعداد	متفرق رقم	وظایف تعداد	وظایف رقم	میزان تعداد	میزان رقم	کیفیت
بھاگلپور ...	۱	صہ					...	...	۱	صہ	
مونگیر ...	۹	ما سعہ	۳	ے			...	...	۱۲	ما سعہ	
پٹنہ ...	۴۰	سا معہ	۱	صہ	۱	صہ	...	...	۴۲	سما معہ	
گیا ...	۱۶	ما صہ	۵	عہ	۱۰	عہ	...	...	۲۱	ما صہ	
شاہ آباد ...	۱۵	ما عہ	۸	عہ			...	...	۳۳	ما سہ	
دربھنگہ ...	۱	صہ					...	...	۱	صہ	
مظفرپور ...	۱۰	ما عہ	۲	للعہ			...	...	۲۱	ما سعہ	
رانچی ...	۱	صہ					...	...	۱	صہ	
میزان ...	۹۳	لعما	۱۹	سہ	۱۱	لہ عہ			۱۲۳	لعما سعہ	

مونگیر

ممبران :— چودھري محمد اجیرالحق صاحب رئیس بختیار پور ڈاکخانہ مکھانا بازار ۱۰۰ روپے، سید شاہ محمد یحیی اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا دلاور پور، مولوي عبدالسلام صاحب ڈپٹي مجسٹریٹ قلعہ، مولوي ذاکر حسین صاحب مختار بیلن بازار، سید شاہ محمد زبیر اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا قلعہ، مولوي ولی اعظم صاحب سب انسپکٹر پولس صدر تھانہ، مسٹر عبدالوہاب خاں صاحب بیلن بازار، سید شاہ نعمت اللہ اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا قلعہ، مولوي محمد کمال الدین صاحب رئیس مشکي پور *

تعداد ۹

میزان ۱۴۰ روپے

وزیتران :— مولوي سید شاہ عبدالمجید صاحب کورٹ انسپکٹر پولس، منشي محمد عبدالوہاب خاں صاحب مختار، مولوي سید شاہ محمد ایوب صاحب صدر انجمن اسلامیہ *

تعداد ۳

میزان ۶ روپے

بھاگلپور

ممبر :— مولوي محمد مصطفی صاحب اسپیشل انسپکٹر محمدن اسکولز *

تعداد ۱

میزان ۵ روپے

پٹنہ

ممبران :— نواب حاجي سید الطاف حسین خاں صاحب محلہ گذري، آنریبل مولوي نورالحسن صاحب وکیل محلہ چوھٹہ، منشي محمد ھمت خاں صاحب میونسپل کمشنر پھلوري گنج، منشي عبدالسبحان خاں صاحب خلف منشي محمد ھمت خاں صاحب، پھلوري گنج مسٹر سید سلطان احمد صاحب اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل اکزبیشن روڈ بانکي پور ۱۵ روپیہ، مسٹر سید محمد سمیع اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا بانکي پور، ڈاکٹر ولي احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن چوھٹہ بانکي پور، مسٹر سید تجمل حسین صاحب عرف مسٹر منو صاحب خواجہ کلاں گھاٹ ۲۵ روپیہ، بڑي بیگم صاحبہ مکان خان بہادر نواب سید سرفراز حسین خاں صاحب خواجہ کلاں، مولوي سید محمد قاسم صاحب رئیس میونسپل کمشنر محلہ دھولپور ۱۰ روپے، نواب خواجہ محمد احسن خاں صاحب رئیس محلہ دھولپور، مولوي عزیز الحسن صاحب احمدي رئیس محلہ امبیر بہار، اھلیہ صاحبہ خان بہادر قاضي سید رضا حسین صاحب مرحوم راني پور، نواب خواجہ صدیق حسن خاں صاحب محلہ دھولپور ۱۵ روپے، مولوي سید ضمیر الدین احمد صاحب آنریري سکرٹري حج کمیٹي صدر گلي، سید شاہ اطہر حسین اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا اکزبیشن روڈ بانکي پور، نواب سید عباس علي صاحب محلہ گذري ۱۰ روپے، ڈاکٹر عبدالغفور صاحب ایل ایم ایس صدر گلي، خان بہادر نواب سید سرفراز حسن خاں صاحب خواجہ کلاں ۱۵ روپے، نواب سید مبارک علي صاحب نقوي گذري، ڈاکٹر علي احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹنہ سٹي ھسپتال، ڈاکٹر ابوالحسن صاحب ایل ایم ایس کاغذي محلہ بہار، مولوي عبد العزیز صاحب رئیس بین ھوس بہار، مولوي علي سجاد صاحب رئیس محل بر بہار، مولوي سید ظفر الحسن صاحب آنریري مجسٹریٹ بہار، مولوي سید شاہ مظہر حسین صاحب رئیس محلہ بھنساسور، مولوي سید محبوب اشرف صاحب رئیس کنھیا تولہ،

مسٹر سید سعید اشرف صاحب (کتب) کنھیا ٹولہ ۱۰ روپے ، مسٹر غلام مولی صاحب حاجی گنج مدرسہ کي مسجد ، خان صاحب مولوي سید معین الدین احمد صاحب آنریري مجسٹریٹ لودي کٹرہ ، نواب سید محمد اسمعیل خاں صاحب ویس چیر مین میونسپل بورڈ گذري ۱۰ روپے ، مولوي سید ابراهیم حسن صاحب رئیس ٹیڑھي گھاٹ ، مسٹر سید یوسف حسین صاحب بي اے ٹیڑھي گھاٹ ، مولوي شهزاد خاں صاحب عرف بٹو خاں صاحب میونسپل کمشنر ، سید احمد شرف الدین اسکوائر بیرسٹرایٹ لا محلہ چوھٹہ بانکي پور ، مولوي سید ابو العاص صاحب آنریري مجسٹریٹ لنگر ٹولي بانکي پور ، سید حسن امام اسکوائر بیرسٹرایٹ لا بانکي پور ۵۵ روپے ، آنریبل سرسید علي امام بیر سٹر ایٹ لا ۵۰ روپے ، سید وصی احمد اسکوائر بیر سٹر ایٹ لا ۱۰ روپے ، آنریبل مسٹر مظهر الحق بیرسٹرایٹ لا *

تعداد ۴۰ میزان ۳۷۰ روپیہ

وزیٹران :— مولوي سید عبد الحفیظ صاحب *

تعداد ۱ میزان ۲ روپے

متفرق :— حکیم محمد شرف الحق صاحب رئیس بهار *

تعداد ۱ میزان ۱ روپیہ

گیا

ممبران :— مولوي سید محبوب عالم صاحب رئیس اعظم پنجورہ ۳۰ روپے ، نواب سید ظفر نواب صاحب رئیس ۱۰ روپے ، مولوي سید حسن امام صاحب رئیس آنریري مجسٹریٹ ۱۵ روپے ، خان بهادر قاضي سید فرزند احمد صاحب رئیس ۳۰ روپے ، آنریبل بابو بشن پرشاد صاحب وکیل ۱۰ روپے ، مولوي امیر حیدر صاحب سپروائزر ڈسٹرکٹ بورڈ ، میر شفاعت حسین صاحب آنریري مجسٹریٹ ، مولوي شجاعت حسین صاحب مختار ، مولوي محمد جلیل خاں صاحب (علیگ) وکیل ، مولوي ارشاد علي خاں صاحب رئیس موضع بھدیا ڈاک خانہ بارہ چٹي ، ڈاکٹر محمد صدر الحق صاحب صدر میڈیکل اسٹور چوک بازار ، ریاض الحسن اسکوائر بیر سٹر ایٹ لا

۱۰ روپے ، مولوي آل نبي صاحب مختار موچي ٹولہ ، آنریبل خان بهادر خواجہ محمد نور صاحب وکیل ، مولوي محمد شاعق صاحب (علیگ) وکیل ، مولوي سید شاہ عبد العزیز صاحب هیڈ کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ *

تعداد ۱۶ میزان ۱۵۵ روپے

وزیٹران :— مولوي محمد عبد الغني صاحب وکیل ، مولوي حکیم شمس الدین صاحب عرف حکیم هنوں صاحب ، مولوي خلیل الرحمن صاحب وکیل ، مولوي محمد نور صاحب انجم ، وراثت حسین اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا *

تعداد ۵ میزان ۱۰

شاہ آباد

ممبران :— حضرت سید شاہ ملیح الدین احمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ اسٹیٹ سهسرام ۲۵ روپے ، حضرت سید شاہ نجم الدین احمد صاحب ولي عهد خانقاہ اسٹیٹ سهسرام ۲۰ روپے ، مولوي ریاست علي خاں صاحب آنریري مجسٹریٹ و منیجر خانقاہ اسٹیٹ سهسرام ، مسٹر سید وجاهت عالم صاحب پرائیویٹ سکرٹري سجادہ نشین صاحب خانقاہ اسٹیٹ سهسرام ، مولوي محمد ابو الحسن صاحب مدرس اول مدرسہ خانقاہ اسٹیٹ سهسرام ، مولوي محمد یحیی صاحب مدرس فارسي خانقاہ اسٹیٹ سهسرام ، مسٹر اوصاف علي خاں صاحب مڈل ٹمپل سهسرام ، اهلیہ مسٹر اسد علي خاں صاحب مرحوم بیرسٹر سهسرام ، مولوي قاضي سید محبوب عالم صاحب فردوسي سهسرام ، ڈاکٹر سید شاہ وحید الدین احمد صاحب آنریري مجسٹریٹ سهسرام ، ڈاکٹر حبیب الرحمن صاحب اسٹنٹ سرجن سهسرام ، مولوي شیخ شمس الدین احمد صاحب سکرٹري لوکل کمیٹي کانفرنس سهسرام ، مولوي فضیلت حسین صاحب میونسپل کمشنر سهسرام ، مولوي شیخ عبد الغني صاحب میونسپل کمشنر سهسرام ، مولوي خواجہ سراج الدین حسین صاحب سب رجسٹرار سهسرام *

تعداد ۱۵ میزان ۱۱۰ روپے

وزیٹران :— مولوی شاہ عطا حسین صاحب مدرس ششم مدرسہ

خانقاہ سہسرام ، مولوی سید شاہ نصیر الدین صاحب مدرس ہفتم مدرسہ خانقاہ سہسرام ، مولوی فہیم الدین صاحب مدرس پنجم مدرسہ خانقاہ سہسرام ، مولوی حافظ سید اشفاق حسین صاحب محرر خانقاہ اسٹیٹ سہسرام ، مولوی سید احمد عالم صاحب مدرس ولی عہد خانقاہ اسٹیٹ سہسرام ، مولوی انوار کریم صاحب ناظر عدالت سہسرام ، مولوی فیاض الدین خاں صاحب رئیس سہسرام ، مولوی وحید الدین احمد صاحب رئیس سہسرام *

تعداد ۸   میزان ۱۶ روپے

متفرق :— مولوی ابو الفضل خاں صاحب میونسپل کمشنر سہسرام ایک روپیہ ، منشی علی حسین صاحب ریٹائرڈ ناظر سہسرام ایک روپیہ مولوی حکیم بدر الدین صاحب سہسرام ایک روپیہ ، مولوی حکیم بشیر الدین صاحب سہسرام ایک روپیہ ، مولوی کبیر حسن صاحب رئیس سہسرام ایک روپیہ ، مولوی محمد اسمعیل صاحب اکسائز سب انسپکٹر سہسرام ایک روپیہ ، مولوی شاہ ظہیر الدین صاحب مدرس سوم خانقاہ اسٹیٹ سہسرام ایک روپیہ ، مولوی سید عبدالقادر صاحب محافظ کتب خانہ خانقاہ اسٹیٹ سہسرام ایک روپیہ ، مولوی فرخندہ علی صاحب مدرس چہارم ایک روپیہ ، مولوی اشرف علی خاں صاحب آنریری مجسٹرایٹ سہسرام ایک روپیہ *

تعداد ۱۰   میزان ۱۰ روپے

مظفر پور

ممبران :— مولوی محمد شفیع صاحب وکیل اسلام پور ، مولوی سید احمد حسین صاحب وکیل کندھولی ، مسٹر ایس ڈیوڈ صاحب ۵۰ روپے ، خان بہادر مسٹر سید محبوب حسن خاں صاحب ۲۰ روپے ، مولوی محمد شفیع صاحب وکیل ، مولوی سید ابوظفر صاحب (علیگ) وکیل ، نواب سید وارث نواب صاحب (علیگ) ، مولوی سید ممتاز حسین صاحب (علیگ) ڈپٹی مجسٹریٹ ، مولوی حکیم محمد توحید صاحب رئیس محلہ ثریا گنج ، مولوی سید ابوالحیات صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ *

تعداد ۱۰   میزان ۱۱۰ روپے

وزیتران :— محمد جعفر اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا ، مولوی بدر الحسن صاحب (علیگ) وکیل *

تعداد ۲   میزان ۴ روپے

دربھنگہ

ممبر :— محمد ذکریا صاحب فاروقی رئیس موضع پدگھوپٹی ڈاکخانہ لہدیا سرائے *

تعداد ۱   میزان ۵ روپے

رانچی

ممبر :— مولانا ابوالکلام صاحب آزاد *

تعداد ۱   میزان ۵ روپے

شوارہ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس
صوبہ بنگال سنہ ١٩١٦ ع

صوبہ	ممبران تعداد	ممبران رقم	وزیٹران تعداد	وزیٹران رقم	متفرق تعداد	متفرق رقم	وظائف تعداد	وظائف رقم	میزان تعداد	میزان رقم	کیفیت
		روپیہ		روپیہ		روپیہ		روپیہ		روپیہ	
بنگال ...	٣	عـه سه	...	...	...	...	...	...	٣	عـه سه	

بنگال

ممبران :— خان خواجہ محمد اعظم خاں صاحب رئیس باغ دل کشا تھاکہ ٢٥ روپے، چودھری عبدالحکیم خاں صاحب رئیس جوار ضلع میمن سنگھہ، مسٹر عبدالکریم صاحب انسپکٹر مدارس ٢٦ سوتھہ روڈ کلکتہ *

تعداد ٣ میزان ٣٥ روپے

گوشوارہ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس
صوبہ برھما سنہ ١٩١٦ع

صوبہ	ممبران تعداد	ممبران رقم	وزیٹران تعداد	وزیٹران رقم	متفرق تعداد	متفرق رقم	وظائف تعداد	وظائف رقم	میزان تعداد	میزان رقم	کیفیت
		روپیہ		روپیہ		روپیہ		روپیہ		روپیہ	
برھما ...	٢	عـه	١	مطا	...	...	...	...	٣	عـه	

برھما

ممبران :— مسٹر عبداللہ ملا داؤد صاحب موچنٹ اسٹریٹ رنگون، شیخ خدا بخش صاحب اسٹیشن ماسٹر (مقام کا نام نہیں پڑھا گیا)*

وزیٹران :— شیخ محمود احمد صاحب رنگون *

تعداد ٣ میزان ١٢

گوشواره تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس

صوبه مدراس سنه ۱۹۱٦ع

صوبه	ممبران		وزیٹران		متفرق		وظایف		میزان		کیفیت
	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	
		روپیه		روپیه		روپیه		روپیه		روپیه	
مدراس ...	٧	ـــه ص	...	...	...	...	...	...	٧	ـــه ص	

مدراس

ممبران :— نواب غلام احمد خاں صاحب کنٹرکٹر کولار گولڈ فیلڈس کارومنڈل ، نواب عابد حسین خاں صاحب معرفت نواب غلام احمد خاں صاحب گولار گولڈ فیلڈس کارومنڈل ، سید یعقوب حسین صاحب مسرز غلام احمد اینڈ کوپوست بکس نمبر ١٥ مدارس ، ٹي عبدالکریم صاحب کنسر ویٹر آف فارسٹ بنگلورسٹي ، میر حمزه حسین صاحب بي اے بی ایل سشن جج میسور ، مسٹر عبدالحمید حسن صاحب بي اے ایل ایل بي پري یما مسٹري اسٹریٹ مدارس ، مولوي حاجي ضیاءالدین احمد صاحب ١٦٥ اسٹریٹ مدارس *

تعداد ٧

میزان ٣٥ روپے

گوشواره تعداد ممبران وزیٹران کانفرنس

صوبه بمبئي سنه ۱۹۱٦ع

صوبه	ممبران		وزیٹرلن		متفرق		وظائف		میزان		کیفیت
	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	
		روپیه		روپیه		روپیه		روپیه		روپیه	
بمبئي ...	١٢	ـــه	...	...	...	...	...	عـــ ص ٦ پائی	١٢	معه ص ٦ پائی	

بمبئي

ممبران :— مسرز فخرالدین مولا صاحب مرچنٹ شولا پور ، غلام محمد منشي اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا راجکوٹ کاٹھیا وار ، ملک زین خان صاحب چیف آف ڈساڈ کاٹھیاوار ، حاجي یوسف حاجي اسمعیل صاحب ثوباني نمبر ٣٧٥ هار بیني روڈ بمبئي ، مولوي عبدالله احمد صاحب محکمه محافظ حجاج بمبئي ، آنریبل مسٹر ابراهیم حسن صاحب جعفر الیسٹ اسٹریٹ پونا سیٹھه ذکریا صادب راجکوٹ سیٹھه ابرهاني صاحب راجکوٹ ، عبدالقادر صاحب ڈپٹي منشي چیت پور کاٹھیاوار ، عبدالحبیب ایوب صاحب وانساوڈ کاٹھیاوار ، ایم رفیع الدین احمد اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا پونا ، سیٹھه هارون صاحب کراچي *

تعداد ١٢ میزان ٦٠ روپے

وظائف :— خان بهادر مولوي پیر محمد صادب دفعدار شولاپور ١ روپیه ، فضل صاحب ابراهیم صاحب سوداگر شولاپور ١ روپیه ، علي صاحب قطب الدین صاحب سوداگر شولا پور ١ روپیه ، حاجي عبدالقادر محمد حسین صاحب سوداگر شولاپور ٢ روپے ؛ مولوي محمد حنیف صاحب تاجر چرم شولا پور ٢ روپے ، عبدالرزاق صاحب منیجر روشن کمپني شولا پور ١ روپیه ، پیر صاحب شاه جی صاحب تاجر چرم ١ روپیه ، عبدالرزاق صاحب تاجر چرم شولا پور ١ روپیه ، عبدالرحمن صاحب تانکه

انسپکٹر شولا پور ٦ پائی ، رام لعل لچھمی رام صاحب شولا پور ١ روپیه ، حاجی ... خاں صاحب شولا پور ٢ روپیه ، ایک فیاض بلا اظہار نام شولا پور ٢ روپے *

میزان چندہ وظائف ١٥ روپے ٦ آنه

گوشوارہ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس ممالک متوسط و اجمیر سنه ١٩١٦ ع

صوبه	ممبران		وزیٹران		متفرق		وظائف		میزان		کیفیت
	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	
ممالک متوسط اجمیر	٢٤	روپیه ما عـــ	١	روپیه عصا	...	روپیه ...	...	روپیه عـــه	٢٥	روپیه ما عـــه	

ممالک متوسط

ممبران :— خان بہادر ایچ ایم ملک صاحب مہدی باغ ناگپور لیف ممبر ، منشی تاج محمد صاحب تاجر چرم ناگپور دروازہ امراوتی ، مولوی محمد عبدالقادر صاحب پلیڈر امراوتی ؛ سید عبدالرزاق صاحب ٹرانسلیٹر جوڈیشل کمشنرز کورٹ ناگ پور ، مولوی سراج احمد صاحب ایم اے جبل پور ، مصاح العثمان صاحب بی اے جبل پور ، سیٹھه محمد یوسف صاحب مالک فرم عبداللہ اینڈ سنز قیصر گنج اجمیر چندہ کانفرنس ٥ روپے وظائف ٢٠ روپے ، سیٹھه محمد ابراهیم صاحب معرفت فرم عبداللہ اینڈ سنز قیصر گنج اجمیر ، صاحب زادہ عبدالواحد خاں صاحب سب جج اجمیر ، مسٹر غفار حسین صاحب ایم اے پروفیسر میو کالج اجمیر ، مولوی عبدالواحد خاں صاحب بی اے ایل ایل بی اجمیر ، مولوی عبدالواحد صاحب ایم اے پروفیسر میو کالج اجمیر ، منشی محمد علی مرزا صاحب اسسٹنٹ انجنیر ریلوے اجمیر ، اے ایچ اللہ رکھا صاحب جنرل مرچنٹ اجمیر ، ساجن اینڈ سنز جنرل مرچنٹ اجمیر ، مولوی عبدالرشید صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل اجمیر ، حاجی شمس الدین صاحب نوری بیاور اجمیر ، منشی محمد عبدالحفیظ صاحب تاجر چرم بیاور اجمیر ، چودھری فتح محمد صاحب انسپکٹر نمک بیاور اجمیر ، خاں صاحب منشی رحمان بخش صاحب آنریری مجسٹریٹ بیاور اجمیر ،

۱۰ روپے، عبدالرشید خان صاحب سکنڈ ماسٹر اسلامیه اسکول اجمیر، عبدالعزیز خان کلرک معرفت عبدالرحیم خان صاحب گارڈ پورانی منڈی اجمیر، مسٹر محمد علی صاحب بی اے (اکسن) چھندواڑہ، مسٹر شوکت علی صاحب بی اے چھندواڑہ *

میزان ۱۲۰ روپے

تعداد ۲۴

وزیٹران :— سید نثار احمد صاحب متولی درگاہ شریف *

گوشوارہ تعداد ممبران وزیٹران ریاست ھاے اسلامی بابت سنه ۱۹۱۶ ع

اضلاع	ممبران				وزیٹران				متفرق				وظایف				میزان				کیفیت
	تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم			تعداد	رقم			
		روپیه	آنه	پائی		روپیه	آنه	پائی		روپیه	آنه	پائی		روپیه	آنه	پائی		روپیه	آنه	پائی	
ریاست حیدر اباد دکن: ۱- حیدر اباد دکن	۱۸	۸۰	۰	۰	...	......			...	......			...	۲۶	۹	۰	۱۸	۱۰۶	۹	۰	
۲- ناندیر	۳	۱۵	۰	۰	...	......			...	......			...	......			۳	۱۵	۰	۰	
۳- اورنگ اباد	۶	۳۰	۰	۰	...	......			...	......			...	......			۶	۳۰	۰	۰	
۴- ورنگل و میدک	۳	۵	۰	۰	...	......			...	......			...	......			۳	۵	۰	۰	
۵- عثمان اباد	۵۰	۲۵۰	۰	۰	۱۹	۶۸	۱۵	۰	...	......			...	۱۹۰	۱	۰	۶۹	۵۰۹	۰	۰	
۶- گلبرگه	۳۹	۱۹۵	۰	۰	۱۸	۷۳	۲	۰	...	......			...	۱۲۶	۵	۰	۵۷	۳۹۲	۷	۰	
۷- رائچور	۲۰	۱۰۰	۰	۰	۶	۲۴	۵	۰	...	......			...	۱۳۰	۰	۰	۲۶	۲۵۴	۵	۰	
میزان ...	۱۳۹	۶۷۵	۰	۰	۴۳	۱۶۶	۶	۰	...	......			...	۳۷۲	۱۵	۰	۱۸۲	۱۳۱۴	۵	۰	
۱- ریاست بهاولپور	۱۹	۱۰۵	۰	۰	۷	۱۴	۰	۰	...	......			...	۲۳	۴	۰	۲۶	۱۴۲	۴	۰	
۲- رام پور	۱۳	۷۵	۰	۰	۶	۱۲	۰	۰	۴	۴	۰	۰	...	......			۲۳	۹۱	۰	۰	
۳- بهوپال	۱۶	۸۰	۰	۰	...	......			...	......			...	۴۱	۰	۰	۱۶	۱۲۱	۰	۰	
۴- مالیر کوٹله و ٹونک	۱	......			۱	۲	۰	۰	...	......			...	......			۲	۲	۰	۰	
میزان ...	۱۸۸	۹۳۵	۰	۰	۵۷	۱۹۴	۶	۰	۴	۴	۰	۰	...	۵۳۷	۳	۰	۲۴۹	۱۹۷۰	۹	۰	

حیدر آباد دکن

ممبران :— نواب عماد جنگ بہادر متصل مدرسہ عالیہ لایف ممبر، نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی لایف ممبر، مرزا عارف علی بیگ صاحب مختار عام راجہ صاحب دارالشفا، مولوی علی الدین حسن صاحب ناظم دیوانی آصف آباد، مولوی سید معظم علی صاحب وکیل درجہ اول محلہ کبوتر خانہ، مولوی غلام اکبر خاں صاحب وکیل درجہ اول ترپ بازار، مولوی محمد عبدالطیف خاں صاحب اسپشل تعلقدار ابکاری ضلع میدک محلہ ننگمنڈی، مولوی سید غلام جبار صاحب وکیل ہائی کورٹ بنگلہ نمبر ۸۶۴ گنباغ رزیڈنسی، طالب الحق صاحب ترپ بازار باغ سالکرام؛ ڈاکٹر ایچ ایم سلطان صاحب ڈی او ار متخصص چشم و عینک ساز افضل گنج، مرزا محمد مصطفی بیگ صاحب مددگار کمشنر کروڑگیری عثمان پور، مولوی میر ابراھیم علی صاحب وکیل بازار کوکہ، نواب ماھر الدولہ بہادر معتمد افواج خیریت آباد، قادر حسین خاں صاحب ایم اے پروفیسر نظام کالج، مولوی عمادالدین صاحب ناظم معہ عملہ سکرٹری انجمن معاونت المسلمین استیٹ نواب ثریا جنگ بہادر استیٹ چیتا پور (چندہ کانفرنس ۵ روپیہ چندہ وظایف ۱۸ روپیہ ۹ آنہ) مولوی سید شہزادہ صاحب تحصیلدار معہ عملہ پایگاہ استیٹ نواب ثریا جنگ بہادر استیٹ چیتا پور (چندہ کانفرنس ۵ روپے چندہ وظایف ۳ روپے)، شیخ ابوالحسن صاحب ہیڈ ماسٹر نارمل اسکول، نواب نذیر جنگ بہادر ملیٹری سکرٹری *

تعداد ۱۸

میزان ۸۰ روپے

نانديڑ

ممبران :— مولوی محی الدین خاں صاحب وکیل درجہ اول، مولوی غلام محی الدین خاں صاحب ناندیڑ ناسک، مولوے فیروز الدین خاں صاحب انسپکٹر مدارس *

تعداد ۳

میزان ۱۵ روپے

اورنگ آباد

ممبران :— مولوی سید محمد حسین بی اے (آنرس) ہیڈ ماسٹر، مولوی مصطفی علی صاحب وکیل جالنا، مولوی حاجی محمد رفیع صاحب وکیل درجہ اول، سید عبد القادر صاحب منیب دوکان حاجی عبد الصمد صاحب سوداگر صدر بازار قادر آباد جالنا پور، مولوی محمد عبد الحق صاحب بی اے معتمد تعلیمات، مولوی حافظ ساجد علی صاحب وکیل درجہ اول *

تعداد ٦

میزان ۳۰ روپے

ورنگل و میدک

ممبران :— مولوی شیخ محمد حسین صاحب وکیل کرم ورنگل مولوی حافظ محمد ثابت علی صاحب وکیل درجہ اول سنکاریڈی ضلع میدک لائف ممبر، مسٹر نارائن راؤ صاحب وکیل درجہ اول سنکاریڈی ضلع میدک لائف ممبر *

تعداد ۳

میزان ۵ روپے

عثمان آباد

ممبران :— راجہ کلیان راؤ صاحب جاگیر دار موضع آلنکہ تعلقہ تلجا پور چندہ کانفرنس ۵ روپے وظایف ۵ روپیہ، مسٹر گوبند رنگ راؤ صاحب وکیل، مولوی سید محمد احمد صاحب وکیل، مسٹر بھاسکر راؤ صاحب وکیل، مسٹر رامچندر کیشو راؤ صاحب وکیل، مسٹر نیم چند صاحب وکیل، سیٹھہ رام کشن صاحب ساھو موضع سراڈیاوں تعلقہ کلم چندہ کانفرنس ۵ روپے وظیفہ ۵ روپے، اونکار صاحب ساھو موضع حورا خورد کلم چندہ کانفرنس ۵ روپے وظیفہ ۵ روپے، چھگن لال صاحب ساھو موضع دھانورا کلم، نند رام ولد کشن لال صاحب ساھو موضع تیر کلم، اپا راؤ صاحب پٹیل موضع سارولا، کشن لال صاحب ساھو موضع پھوری تعلقہ مومن آباد چندہ کانفرنس ۵ روپے وظیفہ ۵ روپے، مسٹر سید مشتاق حسین صاحب مددگار مال، مولوی سید محمد رضا صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ و تعلقدار اول، مسٹر رام چند راؤ صاحب وکیل، مسٹر واس دیو راو صاحب وکیل، مسٹر رنگ ناتھہ سیتا رام صاحب

مولوی بشارت حسین صاحب وکیل، مولوی علام جیلانی صاحب وکیل، مولوی تاج محمد صاحب وکیل، مولوی محمد الدین صاحب وکیل، دھنراج صاحب ساھو ساکن تعلقہ لاتور چندہ کانفرنس ٥ روپے وظیفہ ٥ روپے، میر محمد علی صاحب میر منشی تعلقداری اول، مولوی منتخب الدین صاحب محاسب تعلقداری اول، راجہ دناتری راؤ صاحب جاگیر دار بھوم تعلقہ پربندا، محمد ابراھیم صاحب منیجر کرنبی، مولوی محمد اسحاق صاحب وکیل درجہ اول، مولوی کریم خاں صاحب ٹھیکہ دار، مولوی میر احمد علی خاں صاحب مہتمم کروڑگیری، حکم چند صاحب گتہ دار تعمیرات، رام جیون جی برج لال صاحب ساھو بازار، ھیرا چند جی صاحب ساھو چندہ کانفرنس ٥ روپے و وظیفہ ٥ روپے، شیوپال ایا صاحب ساھو، مسٹر رستم جی پستن جی صاحب کنٹرکٹر ابکاری وظیفہ ٥ روپے، چھٹو لال صاحب کنٹرکٹر افیون چندہ کانفرنس ٥ روپے و وظیفہ ٥ روپے، مولوی مشیر الزمان صاحب سرشتہ دار منصفی، مولوی محمد حسین خاں صاحب منصف، مولوی مرزا محمد قاسم صاحب وکیل، مولوی جان محمد صاحب مہتمم کوتوالی ضلع، مولوی محمد حفیظ حسین صاحب منتظم لوھارا، مولوی محمد احمد حسین صاحب پیشکار تحصیل تلجا پور، مولوی عبد الجبار خاں صاحب صیغہ دار عدالت تلجا پور، مولوی قربان حسین صاحب وکیل تلجا پور، مسٹر گر راؤ صاحب وکیل تلجا پور، مولوی کبیر الدین احمد صاحب تحصیلدار تلجا پور، گجندر بھارتی گوسائین موضع سیتل تعلقہ تلجا پور، دفتر عدالت فوجداری معرفت مولوی محمد ابرھیم علی صاحب سرشتہ دار، دفتر عدالت فوجداری معرفت مسٹر نرسنگ راؤ صاحب ناظر، مسٹر سرنیواس راؤ صاحب مالک جننگ فیکٹری لاتور، عملہ منصفی لاتور معرفت مرزا مرتضی علی بیگ صاحب سرشتہ دار منصفی لاتور چندہ کانفرنس ٥ روپے وظیفہ ١٧ روپے ١ آنہ، عملہ دفتر کروڑگیری معرفت مولوی احمد علی خاں صاحب مہتمم کروڑگیری عثمان آباد (وظیفہ ٦ روپے ٨ آنے) *

تعداد ٥٠

میزان چندہ کانفرنس ٢٥٠ روپے

میزان چندہ وظایف ٦٨ روپے ٩ آنے

وزیتران :— مسٹر رنگ ناتھ مادھو صاحب وکیل، مسٹر ڈگمبر راؤ صاحب وکیل، مولوی محمد سلیمان صاحب وکیل، مسٹر سنتوک راؤ صاحب وکیل، مولوی محمود علی خاں صاحب دوم تعلقدار ٤ روپے ١ آنہ، مسٹر مکند راؤ صاحب وکیل منصفی لاتور ٤ روپے ١ آنہ، لالہ دیبی پرشاد صاحب وکیل لاتور ٤ روپے ١ آنہ، مسٹر جنار دھن راے صاحب، وکیل لاتور ٤ روپے ١ آنہ، مسٹر منوھر راؤ صاحب وکیل ٤ روپے ١ آنہ، نانا بھائی رتن جی صاحب منیجر آبکاری لاتور ٤ روپے ١ آنہ، مسٹر انند راؤ صاحب وکیل لاتور ٤ روپے ١ آنہ، محمد عبد القادر صاحب سوداگر لاتور ٤ روپے ١ آنہ، سید بندہ علی صاحب سوداگر لاتور ٤ روپے آنہ، رحمان صاحب سوداگر لاتور ٤ روپے ١ آنہ، بابا میاں صاحب سوداگر لاتور ٤ روپے، مسٹر گنیش راؤ صاحب وکیل لاتور ٤ روپے ١ آنہ، مسٹر نراین راؤ صاحب وکیل لاتور ٤ روپے ١ آنہ، مولوی مرزا محمد علی بیگ صاحب منتظم پولیس اسٹیشن لاتور ٤ روپے آنہ، مولوی میر خیر الدین صاحب منصف ٤ روپے ١ آنہ *

تعداد ١٩ میزان ٦٨ روپے ١٥ آنے

وظایف:— عملہ منصفی عثمان آباد بذریعہ مولوی مشیر الزماں صاحب سرشتہ دار عثمان آباد ٢ روپے ٨ آنے، مسٹر شنکر کاشی ناتھ صاحب وکیل عثمان اباد ٢ روپے، مرزا یعقوب بیگ صاحب عثمان آباد ١ روپیہ ١٠ آنے، سیٹھ بابو لال صاحب مستاجر افیون تلجا پور عثمان آباد ٢ روپے، سدا شیو صاحب ساھوکار تلجا پور عثمان آباد ١ روپیہ، دناتری مادھو راؤ صاحب پٹواری تلجا پور عثمان آباد ١ روپیہ، بچاجی باوا پجاری مندر تلجا دیوی تلجا پور عثمان اباد ٢ روپے، پجاری باوا پجاری مندر تلجا دیوی تلجا پور عثمان آباد ٣ روپے، شنکر راؤ صاحب ساھوکار تلجا پور عثمان آباد ١ روپیہ، رامبھو خورد ساھور تلجا پور عثمان آباد ١ روپیہ، مسٹر ریگکار سول سرجن شفاخانہ تلجا پور عثمان آباد ٢ روپے ٧ آنے، مہتاب صاحب کمپونڈر شفاخانہ تلجا پور عثمان آباد ١ روپے ١٠ آنے، منشی ڈگمبر راؤ صاحب سیاھہ نویس تلجا پور عثمان آباد ١٢ آنے، مسٹر شنکر راؤ صاحب وکیل تلجا پور عثمان آبان ٢ روپے، مولوی ولی الدین صاحب صیغہ دار تلجا پور عثمان آباد ٢ روپے، پنڈت راؤ صاحب صیغہ دار تلجا پور عثمان آباد ١٣ آنے، چندہ عملہ تحصیل صدر معرفت

مستر رنگ راؤ صاحب پیشکار عثمان آباد ۶ روپے ۸ آنے ، چندہ بازار عثمان آباد معرفت مستر رنگ راؤ صاحب پیشکار عثمان آباد ۱ روپیہ ۱۳ آنے ، چندہ دفتر اول تعلقداری معرفت میر محمد علی صاحب میر منشی تعلقداری اول عثمان آباد ۹ روپے ، دیا رام سورج مل صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۴ روپے ۱ آنہ ، سنگ اپا صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۱ روپیہ ۱۰ آنے ، ریواپا صاحب نیگروی ساہوکار لاتور عثمان آباد ۴ روپے ۱ آنہ ، ناگئی اپا راؤ صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۴ روپے ۱ آنہ ، شیو رام بسنت راؤ صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۴ روپے ۱ آنہ ، کالو رام بھگوانداس صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۸ روپے ۲ آنے ، رام بخش میگراج صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۸ روپے ۲ آنے ، شیخ محبوب بخش صاحب ہیڈ ماستر مدرسہ وسطانیہ لاتور عثمان آباد ۱۳ آنے مولوی محمد حنیف صاحب وکیل منصفی لاتور عثمان آباد ۲ روپے ۲ آنے ، شیخ محمد یعقوب صاحب سوداگر لاتور عثمان آباد ۲ روپے ، سید شرف الدین صاحب سوداگر لاتور عثمان آباد ۱ روپیہ ۱۰ آنے ، لادو رام ٹیکارام صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۴ روپے ۱ آنہ ، سیو لنگ اپا صاحب لاتور عثمان آباد ۴ روپے ۱ آنہ ، راؤ جی نان چند صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۵ روپے ، .... اپا گرورکر صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۵ روپے ، مالا رام موتی رام صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۸ روپے ۲ آنے ، جگنناتھ بیجناتھ صاحب ساہوکار لاتور عثمان آباد ۴ روپے ۱ آنہ ، مستر دیو رام صاحب وکیل لاتور عثمان آباد ۲ روپے ۲ آنے ، مستر شنکر راؤ صاحب وکیل لاتور عثمان آباد ۲ روپے ۲ آنہ ، مستر ادھو راو صاحب وکیل لاتور عثمان آباد ۲ روپے ۲ آنے *

میزان چندہ وظایف ۱۲۱ روپے ۸ آنے

گلبرگہ

ممبران :— مولوی شیخ تاج الدین صاحب جنیدی قادری سجادہ نشین روضہ شیخ ، مستر گوپال راؤ صاحب وکیل ، مولوی سید اعجاز حسین صاحب وکیل ، محمد علی غلام حسین صاحب سوداگر بازار ، محمد صاحب ہاشم صاحب سوداگر بازار ، سنگیا حاجی صاحب سوداگر بازار ، قبول اللہ صاحب مخدوم صاحب سوداگر بازار ، حاجی محمد عمر صاحب پٹوے گر جنرل مرچنٹ بازار ، شیخ احمد عبدالوہاب

صاحب سوداگر بازار ، ڈاکٹر محمد حسین صاحب سول سرجن ، مولوی اللہ بخش صاحب مہتمم تعلیمات ، مولوی سید شاہ اصغر محمد الاکبر محمد الحسینی صاحب عم حقیقی صاحب سجادہ روضہ منورہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ ، مستر نارایں راو صاحب وکیل درجہ اول ، مولوی علیم الدین صاحب وکیل درجہ اول ، مولوی قادر حسن صاحب وکیل درجہ اول ، مولوی محمد عبدالعزیز صاحب آبکاری ایجنٹ ، مولوی سید رضا حسین وکیل ، مولوی محمد حسن الدین صاحب وکیل ، مولوی سید محمد مہدی صاحب مددگار مال ، مولوی مرزا غلام محمود بیگ صاحب مددگار صوبہ دار (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، مولوی حکیم محمد ولی صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل ، مولوی محمد ضیاء الحسن صاحب تعلقدار اول ، مولوی محمد سیٹھ صاحب کنٹرکٹر آبپاشی تعلقہ یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۱۵ روپے ۱۱ آنے) ، مہتر حسن صاحب سوداگر یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۷ روپے ۳ آنے) ، مستر ستگرو ترایں صاحب قایم مقام تحصیلدار یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۱۹ روپے ۶ آنے) ، مولوی میر عبداللطیف صاحب اسسٹنٹ سول سرجن یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، مولوی میر محفوظ علی صاحب داروغہ آبکاری یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، سید حسن صاحب احمدی کارخانہ دار بیڑی یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۷ روپے ۳ آنے) ، مستر سنور سبونا صاحب ساہوکار یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۷ روپے ۳ روپے) ، کوپنا لنگیری صاحب ساہوکار یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۱۵ روپے ۵ آنے) ، شیخ احمد بن طیب چاوش صاحب سوداگر یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، شیخ عبود صاحب بن سالم چاوش عرب سوداگر تعلقہ یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، مستر کرن گوڑا گنہ دارو زمیندار تعلقہ یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، بہادر مل سورج مل صاحب مارواڑی ساہوکار تعلقہ یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، مستر اروشیر صاحب کنٹرکٹر آبکاری تعلقہ یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ

(چندہ وظیفہ ۱۱ روپے ۴ آنے) ، مسٹر مال چند صاحب ماڑواڑي ساهوکار تعلقہ یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۱۱ روپے ۴ آنے)، سیورتن جي مولچند صاحب ماڑواڑي ساهوکار تعلقہ یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۱۱ روپے ۴ آنے) ، چندہ عملہ تعلقداري اول معرفت میر ناصر علي صاحب سرشتہ دار (چندہ وظیفہ ۳۴ روپے) ، چندہ عملہ صوبہ داري معرفت مددگار صاحب صوبیدار (چندہ وظیفہ ۸۱ روپے ۱۱ آنے) ، مسٹر راگ اپا صاحب دیس پانڈیا تعلقہ یادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، شیخ علي بن چاوش صاحب عرب سوداگر تعلقہ بادگیر چندہ کانفرنس ۵ روپیہ (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) *

تعداد ۳۹ چندہ کانفرنس ۱۹۵ روپے چندہ وظائف ۸۶ روپے ۸ آنے

وزیٹران :— مولوي میر ناصر علي صاحب سرشتہ دار کلکٹري ضلع ۴ روپے ایک آنہ ، مولوي میر محمد علي صاحب سرشتہ صوبہ ۴ روپے ایک آنہ، مسٹر گنیش راو جي صاحب وکیل درجہ اول ۴ روپے ایک آنہ، مسٹر امین قاسم صاحب سیٹھہ یادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، حاجي منور صاحب سوداگر بادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، مسٹر گر لنگپا جگناتھہ صاحب ساهوکار یادگیر ، مسٹر رائے گوبند راو صاحب پیشکار یادگیر ۴ روپے ایک آنہ، پیر محمد عبداللہ صاحب سوداگر یادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، ولي اللہ صاحب سوداگر یادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، حسین صاحب سوداگر یادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، انتا بھائي کٹي سوداگر یادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، سربنا جلي سوداگر یادگیر ۴ روپے ایک آنہ، مولوي پیر محمد صاحب وکیل تحصیل بادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، پیر محمد صاحب بدل سوداگر یادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، جمال صاحب بدل سوداگر یادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، جلال صاحب سوداگر ۴ روپے ایک آنہ ، جین سدلیک اپا صاحب ساهو یادگیر ۴ روپے ایک آنہ، اي اپا صاحب هندي کار ساهو *

تعداد ۱۸

چندہ کانفرنس ۷۳ روپے ۲ آنے

چندہ وظائف :— مسٹر گوکرن پرشاد صاحب وکیل ۱۳ آنے ، مسٹر اودہ بهاري لال صاحب وکیل ایک روپیہ ۱۰ آنے ، مسٹر امبور راؤ صاحب وکیل ۱۳ آنے ، سم کشن راو صاحب وکیل ایک روپیہ ۱۰ آنے ، مولوي

محمد عبداللہ صاحب وکیل ایک روپیہ ۱۰ آنے ، مسٹر کے گوپال صاحب راو صاحب وکیل ایک روپیہ ۱۰ آنے ، مسٹر گرلنگ اپا صاحب ساهو سکنہ ضلع پٹنہ تعلقہ چھچولي ۴ روپے ایک آنہ ، مولوي عبدالرزاق صاحب وکیل ۱۳ آنے ، مسٹر ونکوب راو صاحب وکیل ۱۳ آنے ، مسٹر گوبند راو صاحب وکیل ایک روپیہ ۱۰ آنے ، مولوي فقیر علي صاحب مختار روضہ خورد ایک روپیہ ۱۰ آنے ، مولوي محمد اسمعیل صاحب صیغہ دار روضہ خورد ۱۳ آنے ، مسٹر چندر راو صاحب ولمکیہ مکتهل ۴ روپے ایک آنہ ، مسٹر نایک راو جي صاحب وکیل ۱۳ آنے ، مولوي امیرالدین صاحب وکیل ۱۳ آنے ، مولوي ابوالحامد حفیظ الدین صاحب عروج وکیل ۱۳ آنے ، مسٹر سنجوک راو صاحب وکیل ایک روپیہ ۱۰ آنے ، مسٹر وبکت کشن راو جي صاحب وکیل ایک روپیہ ۱۰ آنے ، مسٹر بهیم سین صاحب وکیل ۱۳ آنے ، مسٹر شنکر ماسلي صاحب ساهوکار یادگیر ۴ روپے ایک آنہ ، بني لال صاحب ماڑواڑي سوداگر یادگیر ۱۳ آنے ، نیکت لال صاحب سوداگر یادگیر ۳ روپے ۴ آنے ، سر راج صاحب ماڑواڑي ساهوکار یادگیر ۳ روپے ۴ آنے *

میزان ۳۹ روپے ۱۳ آنے

رائچور

ممبران :— مسٹر بهمن شاہ صاحب متاجر ابکاري ، مولوي محمد عبدالجلیل صاحب سرشتہ دار اول تعلقداري اول ، مولوي سید ضمانت علي صاحب مهتمم آبکاري چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۱۵ روپے ۵ آنے) ، مولوي سید محمد عبداللہ صاحب قایم مقام تحصیلدار تعلقہ مانوي ، مسٹر بي کشن راو صاحب وکیل درجہ اول چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۱۲ روپے ایک آنہ) ، مسٹر ایرج شاہ صاحب تحصیلدار ، مسٹر کاوس جي صاحب ایجنٹ ویکٹ برادرس ، مولوي محمد عبدالرب صاحب قایم مقام دوم تعلقہ دار (چندہ وظیفہ ۱۰ روپے) ، نواب سید محمود علی خاں صاحب انسپکٹر ابکاري چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے) ، مسٹر ونکٹ راو صاحب وکیل درجہ اول چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۳ روپے) ، مولوي محمد منهاج الدین صاحب مددگار مال تعلقداري اول چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۷ روپے ۲ آنے) ، مسٹر جي کشن راو صاحب

وکیل چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ایک روپیہ ۸ آنے)، مولوی احمد حسین صاحب وکیل درجہ اول، نواب ملک یارجنگ بہادر دوم تعلقدار چندہ کانفرنس ۵روپے (چندہ وظیفہ ۲۰روپے ۳ آنے)، مولوی داود احمد خاں صاحب دوم تعلقدار چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۳ روپے ۲ آنے)، مولوی سید نور اللہ حسینی صاحب تعلقدار اول و کلکٹر چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۱۵ روپے ۵ آنے)، مولوی محمود حسن صاحب چندہ کانفرنس ۵ روپے سپرنٹنڈنٹ پولس (چندہ وظیفہ ۱۹ روپے ۶ آنے)، مولوی حبیب اللہ صاحب ناظم عدالت، مولوی محمد اسمعیل صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولس چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۳روپے ۲ آنے)، مولوی سید علی کریم صاحب وکیل درجہ اول چندہ کانفرنس ۵ روپے (چندہ وظیفہ ۵ روپے) *

تعداد ۲۰ چندہ وظائف ۱۱۸ روپے ۵ آنے چندہ کانفرنس ۱۰۰ روپے

وزیٹران :— مولوی غوث محی الدین صاحب سپروائزر لوکل فنڈ ۴ روپے ایک آنہ، مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب امین صفائی ۴روپے ایک انہ، مسٹر لوگندر راو صاحب وکیل ۴ روپے ایک انہ، مسٹر تمنا صاحب وکیل ۴ روپے ایک آنہ، مسٹر سوبہاں صاحب وکیل ۴ روپے، مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل درجہ اول ۴ روپے ایک انہ، مسٹر مادہو راو صاحب وکیل ۲ روپے ۷ آنے وظائف، مسٹر سرینواس راوصاحب وکیل ۳ روپے وظائف، مسٹر کے بھیم راو صاحب وکیل ۳ روپے وظائف، مسٹر واسدیو چاری صاحب وکیل ۳ روپے ۴ آنے وظائف *

تعداد ۱۰ چندہ کانفرنس ۲۴روپے ۵آنے چندہ وظائف ۱۱روپے ۱۱آنے

ریاست بہاولپور

ممبران :— مسٹر رضاءاللہ خاں صاحب افسر محکمہ انہاو ۱۵ روپے، حاجی وارث محمد خاں صاحب موضع بہاودین پور قریشی تحصیل نو شہرہ، نواب راجہ طالب مہدی خاں صاحب ریونیو ممبر کونسل، مرلوی حاجی محمدالدین صاحب چیف جج، مولوی حاجی عبدالمالک صاحب افسر مال، میر سراج الدین صاحب چیف جج، سید تصدق حسین صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے بکھا، چودھری نجیب خاں صاحب ڈسٹرکٹ جج، قاضی غلام حسین صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر صادق دین ہائی اسکول، قاضی مہر دین صاحب

ڈائرکٹر سرشتہ تعلیم، ڈپٹی محمد یار خان صاحب پرسنل اسسٹنٹ چیف انجنیر، سید ناصر علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولس، سردار محمد امیر خاں صاحب تحصیلدار، مولوی حاجی رحیم بخش صاحب سی آئی ای پریسیڈنٹ کونسل، منشی غلام محمد خاں صاحب سرشتہ دار ریونیو ممبر صاحب، مولوی محمد ارشد خاں صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر ٹریننگ اسکول، حاجی محمد عبدالرحمن ملیٹری ممبر، مولوی محمد عبدالغنی صاحب خیر پور، پیر نوراللہ صاحب صدیقی ریویو ہیڈ منشی انہار محکمہ صاحب چیف انجنیر بہادر *

تعداد ۲۱ میزان ۱۰۵ روپے

وزیٹران :— مولوی فیض محمد صاحب منصف، منشی جان محمد صاحب انسپکٹر پولس، حافظ غلام قادر صاحب ناظم، شاہزادہ محمد ہاشم صاحب اسسٹنٹ انجنیر، محمد روشن اختر صاحب کیمپ کلرک محکمہ نہر، خواجہ ولی محمد صاحب بی اے سکنڈ ماسٹر ٹریننگ اسکول، مولوی محمد صالح صاحب ایم اے، محمد فاضل صاحب پروفیسر صادق ایجرٹن کالج *

تعداد ۷ میزان ۱۴ روپے

وظائف :— مولوی محمد عبدالغنی صاحب نائب مہتمم بندوبست ۵ روپے، مولوی محمد یارجان صاحب مسلخواں دفتر نائب مہتمم بندوبست ۱ روپیہ، بابو محمد حسین صاحب ہیڈ کلرک محکمہ نہر ۸ آنہ، شہزادہ محمد شفیع صاحب اکونٹنٹ محکمہ نہر ۱ روپیہ، متفرق معرفت محمد شفیع صاحب اکونٹنٹ محکمہ نہر ۲ روپے ۸ آنہ، حاجی غلام محی الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس ۲ روپے، حاجی فتح محمد خاں صاحب کلرک ۱ روپیہ، منشی محمد عظیم صاحب ۱ روپیہ، منشی محمد کریم بخش صاحب ۱ روپیہ، منشی غلام حیدر صاحب عرایض نویس ۱ روپیہ، منشی محمد کریم بخش صاحب عرایض نویس ۱ روپیہ، منشی محمد مسعود صاحب ورنیکیولر ماسٹر ۱ روپہ، منشی محمد جمال صاحب ورنکیولر ماسٹر ۱ روپیہ، لالہ خانچند صاحب معرفت حافظ غلام قادر صاحب ناظم ۸ آنہ، حافظ مخدوم بخش صاحب معرفت حافظ غلام قادر صاحب ناظم ۸ آنہ، منشی محمد عبدالرحیم صاحب معرفت حافظ غلام قادر صاحب ناظم ۱ روپیہ ؛

صاحب زادہ خدابخش صاحب معرفت حافظ غلام قادر صاحب ناظم ۱ روپیہ ، منشی عطا محمد صاحب معرفت حافظ غلام قادر صاحب ناظم ۸ آنہ ، منشی نبی بخش صاحب معرفت حافظ غلام قادر صاحب ناظم ۱ روپیہ *

میزان ۲۳ روپے ۴ آنہ

رام پور

صاحب زادہ عبدالصمد خاں صاحب چیف سکرٹری حضور نواب صاحب بہادر ۱۰ روپے ، مبارک علی خاں صاحب جاگیردار محلہ بازار ملاظریف ، قمر شاہ خاں اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا جوڈیشل سکرٹری حضور نواب صاحب بہادر ، صولت علی خاں صاحب محلہ بلاس پور دروازہ گھیر قلندر خاں ، محمد حنیف خاں صاحب مستاجر محلہ لال مسجد ، مولوی مثبت اللہ خاں صاحب سابق مجسٹریٹ محلہ مدرسہ کہنہ ، مولوی عبدالمجید خاں صاحب ریوینیو سکرٹری ، نواب عبدالسلام خاں صاحب پنشنر سب جج متصل خاص باغ ، شیر زماں خاں صاحب سشن جج ، حیدر رضا خاں صاحب تحصیلدار سوار ، صاحب زادہ سجاد علی خاں صاحب متصل نواب دروازہ ۱۰ روپے ، حیدر علی خاں صاحب رئیس نرگھیرہ بارہ دری محمود خاں ، کپتان محمد ابراہیم صاحب اے وی سی *

تعداد ۱۳

میزان ۷۵ روپے

وزیٹران :— محمد عماداللہ خاں صاحب جج خفیفہ ، حافظ اسد علی خاں صاحب مستاجر عقب کچہری ، صاحب زادہ محمد قاسم علی خاں صاحب محلہ گنج کہنہ ، صاحب زادہ محمد ولی مظفر خاں صاحب اسپیشل مجسٹریٹ ، صاحب زادہ مصطفیٰ علی خاں صاحب متصل توپ خانہ ، صاحب زادہ چھٹن صاحب بہادر *

تعداد ۶

میزان ۱۲ روپے

متفرق :— سید وزیر حسن خاں صاحب گھیر نجو خاں ۱ روپیہ ، ممتاز حسن صاحب گھیر نجو خاں ۱ روپیہ ، امتیاز احمد صاحب مستاجر گھیر نجو خاں ۱ روپیہ ، قاضی نذیر حسین صاحب وکیل درجہ اول زینہ عنایت خاں ۱ روپیہ *

تعداد ۴

میزان ۴ روپے

بھوپال

ممبران :— مولوی سید ماجد حسین صاحب اسسٹنٹ معین المہام ، خان بہادر محمد سرور صاحب افسر اعلیٰ نظام پولس ، چندہ کانفرنس ۵ روپے وظائف ۲۰ روپے ، شاہ مصطفیٰ احمد صاحب نائب مہتمم دفتر محاسبی ، منشی داؤد احمد صاحب وکیل ، مولوی محمد امین صاحب زبیری مہتمم تاریخ و اڈیٹر ظل السلطان ، مولوی سید منصب علی صاحب فنانشل سکرٹری ، سید محمد محمد مصطفیٰ صاحب معاون فنانشل سکرٹری ، منشی محمد عبدالحفیظ صاحب معرفت منشی محمد امین صاحب مہتمم تاریخ ، خان بہادر متین الزماں خاں صاحب ایم اے معین المہام چندہ کانفرنس ۵ روپے وظائف ۱۵ روپے ، سید سخاوت حسین صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضور بیگم صاحبہ ، مولوی محمد عبدالمجید صاحب ناظم بیرسیہ ، ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب بجنوری ایجوکیشنل ایڈوایزر ، مولوی امداد علی صاحب اسسٹنٹ ماسٹر ، مولوی نورالحسن خاں صاحب پرائیوٹ سکرٹری نواب زادہ جنرل عبیداللہ خاں بہادر ، مولوی حسن الدین صاحب خاموش انسپکٹر ڈاک خانہ نجات ، مولوی نظام الدین صاحب اکونٹنٹ جنرل ، سید انوارالحق صاحب سپرنٹنڈنٹ احمد آباد پرنس وظائف ۲ روپے منشی غنی محمد صاحب وظائف ۱ روپیہ ، مولوی عبدالعزیز صاحب دفتر پرائیویٹ سکرٹری وظائف ۱ روپیہ ، مولوی عبدالغفور صاحب بی اے مہتمم تنظیمات وظائف ۲ روپے *

تعداد ۶ — میزان چندہ کانفرنس ۸۰ روپے وظائف ۴۱ روپے

مالیرکوٹلہ و ٹونک

مولوی سید عبداللہ صاحب بی اے فارن منسٹر مالیر کوٹلہ لائف ممبر *

وزیٹران :— سید حبیب شفیع صاحب وکیل ریاست ٹونک *

تعداد ۱ — میزان ۲ روپے

گوشوارہ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس
ہندو دیسی ریاست سنہ ۱۹۱۶ع

صوبہ	ممبران		وزیٹران		متفرق		وظائف		میزان		کیفیت
	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	تعداد	رقم	
		روپیہ		روپیہ		روپیہ		روپیہ		روپیہ	
ریاست پٹیالہ	٥	صعہ	۲	للعہ	...	...	...	مصر	۷	سہ	
ریاست گوالیار	۱۹	ماسہ	۴	لعہ	...	...	...	...	۲۳	مالعہ	
ریاست کشمیر	۸	معہ			...	...	...	...	۸	معہ	
ریاست جےپور	۱۰	صہ	۱	مطا	...	...	...	...	۱۱	عصہ	
دیگر متفرق ریاست	۸	معہ	۴	طے	...	...	...	...	۱۲	سمعہ	

ریاست پٹیالہ

ممبران :— مولوی اشتیاق احمد صاحب وکیل راج پورہ، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ، خلیفہ غلام حیدر صاحب وکیل راج پورہ، مولوی محمد حسن خاں صاحب تحصیلدار مانسہ، مولوی سید عبدالوحید صاحب ڈپٹی کلکٹر بھٹنڈہ *

تعداد ٥ میزان ۲٥ روپے

وزیٹران :— مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب سکنڈ ماسٹر بدھور، مولوی فضل مبین صاحب تحصیلدار راج پورہ، حکیم سید محمد رمضان صاحب محافظ دفتر راج پور وظائف ۱ روپیہ *

تعداد ۲ چندہ کانفرنس ۴ روپے وظائف ۱ روپیہ

ریاست گوالیار

ممبران :— سردار رانی خاں بھیا صاحب آنریری ایڈیکانگ سریحضور مہاراجہ صاحب لشکر، سردار منتظم الدولہ صاحبزادہ

سلطان احمد خان اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، مولوی رشید الدین احمد صاحب وکیل تارا گنج لشکر، منشی خدا یار خاں ٹھیکہ دار لالہ کا بازار لشکر، مولوی سید ناصر حبیب صاحب وکیل نیا بازار لشکر، مولوی محمد سلیمان صاحب چیر مین میونسپل بورڈ لشکر، چھوٹے خاں صاحب سابق جمعدار محلہ داناولی لشکر، حکیم سید محمد کاظم علی صاحب رئیس لشکر ۲۰ روپے، مولوی سعد الدین حیدر صاحب مولوی فاضل جج اوجین، منشی اللہ یار خاں صاحب رئیس اوجین، معشوق اللہ خاں صاحب خلف مولوی شفیق اللہ خاں صاحب وکیل اوجین، منشی محمد قادر بخش صاحب مصور اوجین، سید محمد غضنفر علی صاحب وکیل اوجین، سیٹھہ لقمان بھائی صاحب مالک کارخانہ ویونگ ملز اوجین ۲٥ روپے، قاضی نظام الدین احمد صاحب ٹھیکہ دار، صاحبزادہ محمد صفدر علی خاں صاحب سب جج اوجین، سید محمد فرزند علی صاحب سرشتہ دار عدالت پرگنہ اوجین، شیخ محمد عبدالرؤف صاحب انصاری وکیل بھلسہ، مولوی عنایت اللہ صاحب آنریری سکرٹری فنانس ڈپارٹمنٹ لشکر *

تعداد ۱۹ میزان ۱۳۰ روپے

وزیٹران :— سید محبوب علی صاحب سیکنڈ ماسٹر انریری سکرٹری انجمن اسلام اوجین، سید محمد نقی صاحب وکیل، سید محمد منور علی صاحب وکیل، منشی گل محمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھلسہ ۳ روپے *

تعداد ۴ میزان ۹ روپے

کشمیر

ممبران :— لفٹنٹ کرنل سندر خاں صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل جموں، جنرل میجر راجہ فرمان علی خاں صاحب جموں، شیخ محمد عبد العزیز صاحب سٹی مجسٹریٹ جموں، چودھری خوشی محمد خان صاحب بی اے گورنر سری نگر، جنرل سردار سندر خاں صاحب سری نگر، خواجہ صمد جو صاحب ککرور رئیس بارہ مولا، خان بہادر حاجی غلام رسول خاں صاحب ملک التجار رئیس لداخ، مولوی محمد حشمت اللہ خاں صاحب وزیر وزارت اودھم پور جموں *

تعداد ۸ میزان ۴۰ روپے

گوشوارہ تعداد ممبران و وزیٹران کانفرنس ہندو دیسی ریاست سنہ ۱۹۱۶ع

صوبہ	ممبران تعداد	ممبران رقم	وزیٹران تعداد	وزیٹران رقم	متفرق تعداد	متفرق رقم	وظائف تعداد	وظائف رقم	میزان تعداد	میزان رقم	کیفیت
		روپیہ		روپیہ		روپیہ		روپیہ		روپیہ	
ریاست پٹیالہ	۵	عــه صــ	۲	للعه	...	...	...	مصر	۷	ســه	
ریاست گوالیار	۱۹	ماســه	۴	لعه	...	...	...	...	۲۳	مانعــه ســه	
ریاست کشمیر	۸	معــه			...	...	...	...	۸	شعــه	
ریاست جےپور	۱۰	صــه	۱	عصا	...	...	...	...	۱۱	عــه صــه	
دیگر متفرق ریاست	۸	معــه	۴	طے	...	...	...	...	۱۲	ســعــه	

ریاست پٹیالہ

ممبران :— مولوی اشتیاق احمد صاحب وکیل راج پورہ، ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ، خلیفہ غلام حیدر صاحب وکیل راج پورہ، مولوی محمد حسن خاں صاحب تحصیلدار مانسہ، مولوی سید عبدالوحید صاحب ڈپٹی کلکٹر بھٹنڈہ *

تعداد ۵ میزان ۲۵ روپے

وزیٹران :— مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب سکنڈ ماسٹر بدھور، مولوی فضل مبین صاحب تحصیلدار راج پورہ، حکیم سید محمد رمضان صاحب محافظ دفتر راج پور وظائف ۱ روپیہ *

تعداد ۲ چندہ کانفرنس ۴ روپے وظائف ۱ روپیہ

ریاست گوالیار

ممبران :— سردار رانی خاں بھیا صاحب آنریری ایڈیکانگ سرکار حضور مہاراجہ صاحب لشکر، سردار منتظم الدولہ صاحبزادہ

سلطان احمد خان اسکوائر بیرسٹر ایٹ لا، مولوی رشید الدین احمد صاحب وکیل تارا گنج لشکر، منشی خدا یار خاں ٹھیکہ دار لالہ کا بازار لشکر، مولوی سید ناصر حبیب صاحب وکیل نیا بازار لشکر، مولوی محمد سلیمان صاحب چیر مین میونسپل بورڈ لشکر، چھوٹے خاں صاحب سابق جمعدار محلہ داناولی لشکر، حکیم سید محمد کاظم علی صاحب رئیس لشکر ۲۰ روپے، مولوی سعد الدین حیدر صاحب مولوی فاضل جج اوجین، منشی الہ یار خاں صاحب رئیس اوجین، معشوق اللہ خاں صاحب خلف مولوی شفیق اللہ خاں صاحب وکیل اوجین، منشی محمد قادر بخش صاحب مصور اوجین، سید محمد غضنفر علی صاحب وکیل اوجین، سیٹھ لقمان بھائی صاحب مالک کارخانہ ویونگ ملز اوجین ۲۵ روپے، قاضی نظام الدین احمد صاحب ٹھیکہ دار، صاحبزادہ محمد صفدر علی خاں صاحب سب جج اوجین، سید محمد فرزند علی صاحب سرشتہ دار عدالت پرگنہ اوجین، شیخ محمد عبدالرؤف صاحب انصاری وکیل بھلسہ، مولوی عنایت اللہ صاحب آنریری سکرٹری فنانس ڈپارٹمنٹ لشکر *

تعداد ۱۹ میزان ۱۳۰ روپے

وزیٹران :— سید محبوب علی صاحب سیکنڈ ماسٹر آنریری سکرٹری انجمن اسلام اوجین، سید محمد نقی صاحب وکیل، سید محمد منور علی صاحب وکیل، منشی گل محمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بھلسہ ۳ روپے *

تعداد ۴ میزان ۹ روپے

کشمیر

ممبران :— لفٹننٹ کرنل سندر خاں صاحب کوارٹر ماسٹر جنرل جموں، جنرل میجر راجہ فرمان علی خاں صاحب جموں، شیخ محمد عبد العزیز صاحب سٹی مجسٹریٹ جموں، چودھری خوشی محمد خان صاحب بی اے گورنر سری نگر، جنرل سردار سندر خاں صاحب سری نگر، خواجہ صمد جو صاحب ٹکرو رئیس بارہ بولا، خان بہادر حاجی غلام رسول خاں صاحب ملک التجار رئیس لداخ، مولوی محمد حشمت اللہ خاں صاحب وزیر وزارت اودھم پور جموں *

تعداد ۸ میزان ۴۰ روپے

ریاست جے پور

ممبران :— خاں بہادر مولوی احمد علی خاں صاحب ممبر کونسل ، خان بہادر مولوی رفیع الدین صاحب حاکم اپیل ، محمد رضا حسین صاحب عباسی معرفت میر امیر علی صاحب وکیل محلہ چابکسواران ، حکیم احمد الدین صاحب رخصتی انسپکٹر آبکاری پنجاب حویلی ، حکیم سلیم محمد خاں صاحب مرحوم ، حکیم محمد سلیم الدین خاں صاحب جاگیر دار حویلی حکیم محمد سلیم خاں صاحب مرحوم ، محمد سعید اللہ خاں صاحب ناظم ، قاضی محبوب عالم صاحب سب اسسٹنٹ سرجن موتی کٹرہ ڈسپنسری ، منشی محمد یامین صاحب منصف ، مولوی سید عبدالرحمن صاحب سپرینٹنڈنٹ سابرات ، سید محمد تقی صاحب *

تعداد ۱۰ — میزان ۵۰ روپے

وزیٹران :— سید مشتاق حسین صاحب باغ میر صاحب *

متفرق ہندو ریاست

ممبران :— سید احمد علی صاحب مدنی مہتمم مدرسہ نظامیہ اسلامیہ اودے پور میواڑ ، ڈاکٹر سید فخرالحسن صاحب چورد ریاست بیکانیر ، قاضی محمد بشیر احمد صاحب بی اے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الور ، ڈاکٹر فیض محمد خاں صاحب چیف مڈیکل افیسر ریاست نابھہ ، خاں بہادر قاضی عزیز الدین احمد صاحب مدارالمہام دھولپور ، مولوی حبیب اللہ خاں صاحب مدار المام ریاست کدورہ براہ کالپی جی آئی پی ریلوے ، مولوی محمد اسمعیل صاحب وکیل دربار پالن پور رزیڈنسی جودھ پور ، شیخ ولی محمد صاحب عباسی گرداور ولیدان اودے پور *

تعداد ۸

میزان ۴۰ روپیہ

وزیٹران :— احمد حسین خاں صاحب جھالراپاٹن ، راو محمد حامد علی خاں صاحب الور ، سید آل حسن صاحب وکیل بھرت پور ، سید محمد صاحب بھرت پور *

تعداد ۴

میزان ۸ روپیہ

متفرقات

ممبران :— خان بہادر احمد دین صاحب انریری مجسٹریٹ گوجران والا ، ظہیر الدین احمد صاحب جیند ، منشی محمد حسین صاحب شوق ، سید حفیظ الدین صاحب زمیندار بھی گاون ڈاکخانہ سورجی گاوں تعلقہ دریا پور ، شاہ منیر عالم صاحب ، عبدالغفور خاں صاحب حاکم علاقہ نہر *

تعداد ۶ — میزان ۳۰ روپیہ

وزیٹران :— عبدالرحیم خاں صاحب ، یوسف علی خاں صاحب احمد حسن صاحب ، عبدالغنی صاحب ڈیسہ ، محمد اسحاق صاحب ڈیسہ ، کنور آصف علی خاں صاحب رحیم کوٹ ، سید احمد میر علی بخاری *

تعداد ۷ — میزان ۱۴ روپیہ

21. I have tried to put before you briefly a few of the difficulties with which we are faced in Bengal and I have confined myself to pointing out the difficulties Moslems find in making use of existing institutions supported or aided by Government. I have not discussed the question as to whether the existing institutions are the best possible, because that is a general question not one specially concerned with the difficulties of Moslems. For the present Moslems have to try to get their proper position in existing institutions. Once this position is attained it will be maintained even when the course of instruction in these institutions is changed.

22. The Government of India have constantly expressed their desire to see the people of the country take a more interest in the management of their own local affairs. One of the greatest reasons for the backwardness of Moslems in the public life in Bengal is their backwardness in education. It behoves the enlightened members of the community to rouse their people to a sense of their duties towards themselves and their community. To do this they will have to dismiss all self-seeking, petty jelousies and mutual distrust. They will have to combine and be prepared to make sacrifices if necessary. This will not be very dfficult if they have before them clear and definite ideal and remember that success is not obtained by spasmodic and intermittent efforts, but only by steady and continuons labour.

education of Moslems in the ordinary schools of the Presidency of Bengal.

15. I cannot close this part of my note without referring to the position of madrasas in our educational system. These institutions were all founded on the model of the Calcutta Madrasa, but have developed purely on theological lines. For the many years past there has been a growing dissatisfaction with the work of these institutions. Many efforts have been made to revise the courses of studies and the last effort was that of Dacca University Committee. They recommended that a Faculty of Islamic studies should be establised in the Dacca University and the coursses of instruction in madrasas should be modified so as to prepare students for this faculty. The new courses suggested by the Dacca University Committee consist of a course of instruction in general subjects some what similar to that of a high school with provision for instruction in the Koran and Urdu in the lower classes and in Arabic in the higher classes. The instruction in Arabic in the new madrasas course has been confined to a study of language as a language without any special reference to its bearing on Islamic questions. The introduction of this course of studies into the madrasas has met with some opposition, but this is graudually dying down.

COLLEGIATE EDUCATION.

16. When we come to collegiate education we find that Moslems are particularly backward. Only 7.8 p.c. of the students in colleges are Moslems. The Muhammadan Education Advisory Committee to which I have so often referred, consider that this is due to the poverty of the community, the inadequacy of

representation of Moslems on the Senate and Syndicate as also on the Governing Bodies of the colleges, the non-affiliation of colleges in Arabic and Persian and the lack of hostel accommodation for Moslem college-students.

17. Government is fully aware of the inadequacy of the hostel accommodation for Moslem students and effort has been made during the past few years to make up this difficiency. Unfortunately many schemes have had to be postponed owing to the present financial position.

18. In order to remove, as far as possible, the difficulties of Molems in gaining admission to colleges, our local Government have recently decided to reserve 25 p.c. of all vacancies in Government colleges for Moslems. This will more than suffice the present demand. As the demand increases Government have expressed their willingness to consider the advisability of reserving even more places.

19. In order to meet the poverty question a fairly liberal supply of Government scholarships has been established and the whole of the educational part of the Mohsin Fund is now spent on college scholarships. The local Government has promised to consider the questions of establishing more scholarships from public fund when financial conditions allow a larger expenditure on education.

20. I cannot now enter into the problems connected with Technical education nor the complicated problems which arise when we consider the education of girls. These were considered by our committee and certain definite recommendations were made to Government.

SOME ASPECTS
OF
MOHAMMEDAN EDUCATION IN INDIA.

In spite of the advice to those about to lecture given by Mark Twain, the great American humourist–namely, "Choose a subject about which you know nothing, for you can then speak so much more dogmatically and positively."—I shall confine what I have to say about Mohammadan Education in India to those aspects of it of which I have had personal knowledge and which have come within my own educational experience. I could, no doubt, say a good deal about what I have read in books and reports; but that would be of little value or interest to my hearers. After all, what impresses us most, and what we feel most, is what we have seen with our own eyes; and it is about such things that we can speak best.

I am afraid I have nothing new to say. What I have to say, you have all heard before. But there are some things that have to be repeated over and over again, and will have to be repeated until at last they lead to action.

I remember a story of a pious Christian gentleman who used to pride himself on the regularity and punctuality of his attendance at the services of his church on Sundays. One morning he over-slept himself, and was in consequence so late that when he reached the church the service was over and the congregation streaming out. Meeting an old lady of his acquaintance coming out of the church door, he cried excitedly, "What? Is it all *done*?" "No," she replied quietly, "It has all been *said*, but it has still got to be *done*"—

meaning that the good advice given in the sermon had now to be carried out in practice by the hearers.

So with Educational reform. It has all been *said*, many a time; but much of it has still to be *done*. And until these necessary reforms have been *done* or carried out, they must be talked about over and over again.

I.
SECONDRY EDUCATION.

First of all I want to say something about Secondry Education. In doing this I may seem to contradict straight away what I have just said—namely that I would speak only of what I have come across in my own experience. For my educational work, in India, has been confined to University Colleges, and I have no direct knowledge of work in High Schools. The contradiction is, however, only apparent; because the work of the schools profoundly affects, and indeed is the basis of, the work of the Colleges; and just as a ship at sea may feel under the keal the swell caused by a storm hundreds of miles away, so we in colleges are in a position to know something of the quality of education imparted in the schools from the mental preparedness and capacity of the students who join the Colleges. I am therefore quite consistent in discussing school, so long as I regard it from the point of view of its effect on College Education, of which I have some direct knowledge.

Those who work in University colleges cannot help being struck with the fact that the Colleges are fed from the schools with a good deal of wholly unsuitable material. It is the constant cry of college professors, when the new First Year classes are

formed, that a great many of the freshmen are really not fit to begin a University course of studies. In fact it is difficult to understand how some of them ever passed the Matriculation Examination. We cannot help feeling that many, if not most, of them should have had at least two or three years more schooling. As Sir James Meston said at the Convocation of the Allahabad University last November, "The great majority of our boys leave our High Schools befere they are fit to take proper advantage of a University Training. Speaking generally, their English is weak, their mental discipline incomplete, their power of expression defective; they cannot follow college lectures with profit, either in the language or the handling of the principles."

The chief difficutly is, perhaps, the English language. For good or evil, Macaulay's famous "Minute" of 1835 has resulted in the establishment of English as the medium of instruction in India in secondray and higher education. The first essential, therefore, for a young man entering upon a University career is a thorough mastery of English as a written and spoken language. The Matriculate ought at any rate to have got so far, and the passing of the Matriculation Examination ought to guarantee this at least. As a matter of fact, as is well known, it does no such thing. Most of the First Year men's grasps of English is so weak, that, instead of being able to concentrate right away on his subject, the College professor has to turn aside to explain the English of the test books in History, Philosophy, Science, etc., and spend a good deal of time in teaching what should have been taught thoroughly in the schools—namely, the English language. Our so called "professors of English Literature" are really

to a large extent, simply teachers of English language, and this right up to the B. A. Examination. In fact we had better frankly recognise the fact that what we call "higher education" in India is as yet practically only secondry education. But colleges are more like the schools in England, their Educational standards are really school, and not College standrads, and the student who takes his B. A. degree here is about on a level with the sixth form boy in England who has taken his final School Examination. The work we do in the colleges is largely school work, and must be carried on by the methods of the school-master. If we ignore this fact and attempt to give a strictly College and University Education, we simply commit disaster, as both the methods and the standard of knowledge are beyond the present average Indian student.

Thus, indirectly, but by personal experience, I cannot help coming to the conclusion that "something is rotten in the state of Denmark" with regard to our high schools. Judged by the increasing number of schools and of scholars, Education in India is making not unsatisfactory progress; but judged by the quality of the education imparted, we cannot congratulate ourselves that all is well.

This unsatisfactory state of School Education may be due to one, or all of three causes. I shall only mention two of them, as I have no time to do more, but on the third I wish to dwell at more length.

It may be in the just place, that the age limit for Matriculation is too low. As I said before, we cannot help feeling that most of the first year students at Colleges could do better if they had remained two or three years longer at School. But this is a thorny

and difficult subject, and I only show it out as a suggestion.

In the second place, the whole system of School Education may be to blame. There is no doubt that School Education in India is far too much dominated by the Matriculation Examination, which is devised far too much as an Entrance Examination to the Universities and far too little as making the completion of a sound School Education. School courses have to be devised as a preparation for this test, and School Teachers are limited and hampered by the necessity of passing their boys through it. Whereas Mr. James, late Principal of the Calcutta Presidency College, points out, "School Education should educate for life and should be circumscribed by no narrow aims. It should give an Education relatively complete in itself. The further Education of the University is necessarily for a limited number, not for all." It is dissatisfaction with this "crippled, and confined" condition of School Education, that has led to the proposal to combine the Matriculation with the School Final Examination. This proposal has not been accepted by the Punjab University, because it was felt that a University should retain complete control over its own Entrance test; but a compromise is to be tried which may produce some good results. The Matriculation Examination is in future to be controlled by a special board, created for the purpose, appointed by the University and composed of members of the University and Faculties; but half the members are to be men of experience in School Education (Inspectors, Head-Masters, *etc.*), and the Director of Public Instruction is to be Chairman *ex-officio*. At any rate this should result in the spicial need of Schools, as different from Colleges, receiving proper consideration,

IMPROVEMENT OF THE TEACHING STAFF NECESSARY.

The third suggested cause of the poor quality of School Education, *viz.* defective teaching, I wish to treat more fully.

I do not want to say a single word to hurt or discourage School Teachers, who as a body are hard workers (and underpaid) men, doing their best under great difficulties and serious disadvantages. But there seems to be no doubt that many of them lack important qualifications for their work (often through no fault of their own), and that Education does not attract the best men to take the important work of teaching.

(a) *The Need for Training Teachers.*

To begin with, most of our School Teachers are entirely untrained. (Only 80,000 out of 2,67,000 Teachers in India have undergone a course of training.) We have long passed the age when "anyone would do" as a School Master. There was a time, even in England, when old, broken down soldiers, or men who had failed at everything else, were thought good enough to be put in charge of the village Schools. But that is no longer. Modern teaching is a highly technical profession requiring skilled and trained men. There are, of course, Teachers who are "born and not made," but they are rare; the average man has to learn the art. The possession of, or the ability to acquire knowledge, is not sufficient. To have knowledge is one thing; to know how to impart it, quite another. Yet our School Staffs are full of Matriculates, and men who have passed the F. A. Examination; and even the B. A., who, as far as training goes, are guite unqualified. And some have

not even the necessary knowledge, let alone the special training.

I could mention the names of three students of my own College who were considered among the most backward, and who failed not once nor twice, to pass the F. A Examination, who are now Teachers in Schools. God have mercy on the unfortunate boys committed to their care!

The demand for trained Teachers is great, and the need for them greater; but the supply is wholly inadequate, and materially to increase the supply difficult and costly. There are Government Training Colleges in every Province, but they are far too few and their accomodation far too limited. The Vice-Principal of the Central Training College at Lahore told me only recently that last year they had to refuse 200 likely applicants, for want of room.

This lack of trained Teachers is, perhaps, specially felt in Islamia Schools; and if we want to improve Mohammadan Education, a great effort must be made to provide training for Muslim Teachers.

With this object in view, we have started a J. A.-V. (Junior Anglo-Vernacular) class in the Islamia College, Lahore. The class has not yet passed the experimental stage, but has so far done sufficiently well to warrant us in continuing the experiment, and enlarge its scope. It has been watched very sympathetically by the Punjab Education authorities, and we have received valuable advice and every encouragement from the Director of Public Instruction, the Principal of the Central Training College, the Inspector of Schools, and from the Hon'ble Mr. Sharp, Government Commissioner for Education, who visited the class last year and was very pleased with

it. We hope to establish it on a sound basis, and develop it in due time with a regular Training Institution for Muslim Teachers, with J. A.-V., S. A.-V. (Senior Anglo-Vernacular) and even, perhaps, B. T., classes. Our chief difficulty at present is lack of funds; and I may venture to suggest to any Mohammadan philanthropist who does not know how best to use his money, that he could not use it better in the interests of his community than by giving some of it towards the developement of this promising Experiment. This venture might well be under-rated. There ought to be a training class in connection with at least one Islamia School in every large centre of population, so that all Muhammadan scholars could, in time, be staffed entirely with trained teachers.

(b) *Teachers are Under-paid.*

The teaching profession is notoriously under-paid. An untrained teacher may get from Rs. 10 to Rs. 20 a month; one holding a J. A.-V. certificate, about Rs. 40; S.A.-V., Rs. 50 to Rs. 60; and a Bachelor of Teaching, Rs. 70 to Rs 90. The pay in private Schools is sometimes slightly higher; but this advantage is more than counter balanced by lack of security of tenure, and absence of pension, and even in most cases, of a provident fund.

Can we wonder, then, that this profession does not attract our best educated men? From my own experience I found that our Mohammadan graduates avoid the educational profession as far as they can, and prefer to take small post in the Police, Irrigation, Secretariat, or almost any other government department. School teaching is regarded as a temporary made-shift, or a last desperate resort. Many of them getting their degrees will get posts as teachers for a year or two; but that is only to fit in the

time until they get a chance of employment in some better paid profession. Many of these, even, who go to the trouble to joining the Training colleges and getting their B. T. degrees, do not intend seriously to settle down to teaching as their profession and some of Bachelors of teaching never became teachers at all.

If we want the best men, or even good men, as teachers in our schools we must be prepared to pay for them. So long as the profession is good as it is, we cannot grumble if the teachers are not the men best qualified for the work. As any economist will tell you, highly paid labour is generally in the end more cheaper than cheap labour.

(c) The Status of the School-Teacher.

Even more necessary than the improvement of his pay, is the improvement of the social status of the school teacher. At present school-masters in India are, I am afraid, somewhat looked down upon, and treated as an inferior caste. They certainly have not the position and respect they have in England. Mr. H. R. James, in his "Education and Statemanship in India," says,—"In Great Britian the school has an easy primacy, and the special pride of England is her public schools rather than her Universities.......... The names of English schools are world-famous. Who ever in India has heard the name of a great Indian School? If names great in the field of education are thought of in England, it is the names of great school masters that are thought of first—Colet, Mulcastor, Busby, Arnold, Thing, Ridding, Aherand. Why are their no similar names in India? Why could it seem strange to speak even of a great school master"?......We need in India to think more worthily of schools and school masters. The great

present hope for higher education lies in such a raising of high schools in tone, in organisation, in equipment, as would not only set University Education on sound fouudations, but would also make the schools themselves a real training ground for life."

If we realise the importance of education to a community, we ought to respect the men who, labouring under many disablities, are actually doing the essential work of education. The importance of the work should, in our eyes, reflect honour on the workers: and the Musalmans who dovote themselves to the great task of educating the children of their community, especially, deserve well of the community. But too often they are regarded as drudges, treated almost as servants, and hamperred in their work by unwarranted interference.

Perhaps this low social status has more to do with the avoidance of the profession by our best graduates than the smallness of the pay and the unattractive prospect.

The importance of Primary and Secondry Education.

I have dwelt at considerable lenght on school education, because I feel its paramount importance, both for its own sake and as a foundation for what we call 'higher education,' especially to the Muhammadan community. Even in school education as it is, the Muhammadan community is still backward as compared to the sister community, although its progress during the last decade has been comparatively rapid. We want far more, and far better equipped and staffed, Islamic schools, and these cannot be got without money, enthusiasm and orgainisation.

A great extension and improvement of school education in the Mohammadan community is absolutely necessary for its own sake; and it is also necessary as a sound basis for College and University education. I am afraid I may be treading on dangerous ground in this Mohammadan Educational Conference at Aligarh in what I am about to say; but in view of what I have pointed out, I feel it must be said. Perhaps I can say it best with the help of an illustration. An original genius once published a book to explain how these gigantic structures, the Egyptian pyramids, were built, thousands of years before the discovery of the power of steam. His theory amounted to this,—that they were constructed from the top downwards. It was an ingenious theory, but it has not been accepted. In building houses we still follow the old fashioned plan of first laying sound foundations and erecting the superstructure afterwards. I have wondered whether at the present stage of Mohammadad Education, the attempt to create a Mohammadan University is not an attempt to built the pyramid from the top, instead of from the foundations. The idea of a Mohammadan University was a noble one, and the money for it was raised with much patriotic enthusiasm, and I hope the time will come when it will be come a fact. But I venture to think that the time has not yet come. The foundation of Mohammadan School Education is not yet strong enough to bear safely so great and magnificent a building. There is still much to do in extending and improving your School Education; and to create your University prematively would be a fatal mistake.

II.

COLLEGE AND UNIVERSITY EDUCATION

I now come to a part of my subject of which I have more practical knowledge—College and University Educatian. This cannot become all it ought to be until School Education is hastly improved, as we have seen; but in the mean time a good deal may be done to make it better. But first of all, let me go back to the question of the teaching of English.

(*a*) *The Teaching of English.*

The University courses in English for the Intermediate Art and Bachelor of Arts Examinations are based upon the assumption that High-School Education is sufficiently advanced to enable the matriculate to begin his College studies with a fair mastery of English. But, as we have seen, this is not the case; and the English language is a difficulty to him right to the end of his College career.

Would it not be better, therefore, if we no longer based our College courses on this false assumption, but on the contrary frankly accept the facts as they stand? That is, could it not be better to drop all attempt to teach English Literature in Colleges as a compulsary subject, and devote ourselves to what the Schools have begun but left uncompleted, the teaching of English as a written and spoken language? I have long advocated some such scheme as this:—The abolition of all Text-books (I mean, set selections from English Literature to be studied for their meaning, allusions, language and subject matter) for the English courses in Colleges up to the Intermediate. Arts Examinations, so that we could devote all our attention to the perfection of the students' mastery of the *English languaje*—spoken, written, and read.

The F. A. Examination in English would then become simply a test, and an adequately severe test of the students' *English*, and it would have to include a *real viva voce* Examination. So long as we have to "go through" a certain number of books, in prose and poetry, in the classes, and laboriously clear up every allusion, explain every obscure expression, give notes about the authors, and practically translate every line into student's English, we have no time to teach him how to speak English correctly, write it idiometically, and read it intelligently.

The consequence is that at the end of two years' heavy class-work the student has assumed bad memory with a lot of notes and "Explanations", has laboriously ploughed through a meagre selection of poems and prose passages, and still talks and writes English ungrammatically, and finds a difficulty in reading intelligently an "Unseen passage" of modern prose. The "English Literature" he has studied is so infinitessimal in quantity as not to amount to even an introduction to the subject; and he has not even got a really good working knowledge of the language. If, however, we abandoned this force of teaching "English Literature" at the stage we might at least be able to perform successfully the humble, but perhaps more necessary, task of giving our students a mastery of the English language, which will be far more useful to them in after-life than a few half-understood lines of Wordsworth and Tennyson, and a few dilletuate essays of Lamb and Leigh Hunt.

In the B. A. course I would still keep the *English language* as the compulsory subject, the teaching of it at this stage being, of course, more advanced, and some well-selected books of sound, straight forward modern prose being prescribed for reading; so that

the B. A. Examination in English would still be, strictly, our test of the candidates' mastery of the English language. But I would have also, as an optional subject (like History or Mathematics or Philosophy), English literature, so that any student who has leaning that way could take it up if he liked, while those to whom literature does not appeal could avoid it. The English literature subject could then be made a good deal more advanced than it can be now, because the student who had passed F. A. Examination would then have a much better knowledge of English than third year students have now.

Of course such teaching of English is not properly College and University work. It is School work. But so long as the Schools do not or cannot, do it, efficiently, it should be done in the Colleges. If this course were followed, we should see less of the Bachelor of Arts (Alas! now only too common) who is unable to write even a simple letter without grammatical mistakes and errors in spelling.

All this may seem to have little to do directly with my subjcet—Mohammadan education. Yet I think it has. What Muhammadans need most, I think, is a more practical and a less purely literary education, for their strenght lies more in practical lines of activity. But, as an equipment for practical life, a thorogh mastery of the English language will be far more useful to our Muslim young men than a scrappy knowlege of fragments of English literature.

(*b*) *The necessity for making University Education more Practical.*

This leads me to my next point. For some time past there has been among educationalists a growing

feeling of dissatisfaction with the present Indian University system as a whole. This dissatisfaction has been publicly voiced recently by H.H. Lieutenant Governor of this Province, Sir James Meston, in his address to the Convocation of the Allahabad University last November, and by the Rev. Dr. Ewing, Vice-Chancellor of the Panjab University, in his Convocation addresses both in 1915 and 1916. It is the rapidly increasing number of graduates which are turned out year by year by our Universities, and the growing difficulty of finding suitable occupation for them, that has drawn attention to the fact that, except in the cases of Law, Medicine, and possibly Teaching, a University Education does not *in itself* fit a man for any particular form of employment in life. Indeed, if we confine our attention to the fate of the ordinary Bachelor of Arts, we must exclude even the above-mentioned exception, and we can say that the Arts Course, which is taken by the majority of students, does not *in itself* prepare any men for the practical work of life. The number of Governments posts available is strictly limited, and for one graduate who is lucky enough to get such an appointment, a hundred must go disappointed. The profession of Law is over crowded, the training for a Medical Degree is expensive, and, as we have seen, the Teaching profession is not very attractive. What are these educated young men to do? When they have taken their B. A. degrees, they require further training, and often further degrees, before they are really fit to take up any suitable form of employment. They are not, at once, even fit to be clerks for they know no type-writing, stenography nor book-keeping.

All this means that our ordinary University edu-

cation is altogether too *unpractical* of this eminently practical age. In itself, it leads to nothing. Of course the intellectual training is itself most valuabe, and the general mental power of an educated man should be far better developed and quickened than those of our young men who have had no education. But for practical life this is not enough ; and the same, and perhaps a superior, general intellectual development might be atained by a course of training which could at the same time fit the student for some definite occuption.

To put the matter briefly, what we want in India to day is not University of the Oxford and Cambridge type (perhaps we are scarcely ready for them yet), but rather of the modern commercial type, such as have sprung up in England in recent years in great industrial centres such as Manchester, Liverpool, Leeds, Sheffield and Nottingham. In these Universities, while literary culture and abstract knowledge are not neglected, the stress is laid on such subjects as commerce, industry, applied science, agriculture, etc, and a man may take his degree as a Bachelor of commerce instead of as a Bachelor of Arts, if he so pleases.

On the one hand we have Indian trade and industry crying out for educated man, and on the other a crowd of educated young men crying out for employment ; but somehow the two do not come together. The businessman and the manufacturer do not want the present type of graduates—he has no use for him ; and the graduate too often despises a business career, and is certainly not specially fitted for it. In order to bring the two toghether, a radical reconstruction of University education on practical modern lines is absolutely essential.

This a question of vital moment to Mohammadans, who are a practical people. Possibly our reason why Mohammadan education has been backward is the fact that a purely literary education does not particularly appeal to the Musalman mind. Certainly our great essential for the progress of the Muhammadan community in India is the development of industry and commerce by Mohammadans ; and it is to their interest to see that their sons get a practical education.

(c) *Mohammedan High Education.*

Just a word as to the progress of higher Education among Mohammadans. I will speak only of my own Province, the Punjab, partly because I know it best, and partly because its Musalman population is so large, being more than half of the whole.

In Primary Education, as far as the number of Scholars go, the Mohammadans now almost hold their own, as nearly half the boys in Primary Schools are Musalmans. But in Secondary Education, in spite of an increase in numbers last year, they are still far behind, the Mohammadan percentage being (instead of at least 54, as it should be) only 28·97. It it is in higher Education, however, that Mohammadans are most backward as compared the Hindu Community, their percentage of students in Arts Colleges in 1915-16 being only 21·6 (as compared, again, to what it ought to be, judging by the population, *viz.* 54 per cent). Keeping still in mind that 54 per cent, the Mohammadan pass percentage in the Matriculation Examination in 1916 was only 27·1, in the F. A. only 20·7, and in the B. A. only 18.2. These figures show how much lee-way has to be made up yet, and that every effort should be used to encourage higher Education among Muslims.

The only encouraging feature is the way in which the Mohammadans have progressed since they made their very late start in adopting Western Education; for whereas in 1883 there were only 18 Muslim students in Arts Colleges in the Punjab University, in 1916 there were 799.

(d) *The Islamia College, Lahore.*

This urgent need for the extension of higher Education among Mohammadans leads me directly to my last topic, the Islamia College Lahore—the only Mohammadan Art College in the Punjab, and the second in India. I hope you will not think I am going to blow the Punjab trumpet in speaking of this institution at Aligarh. Far from that being the case, in speaking of the development and prospects of this institution here, I am really paying a just tribute to the Mohammadan Anglo-Oriental College, for if the Islamia College is not your Daughter, it is at any rate your younger Sister, for it owned its birth to the same movement which, guided and largely created by Sir Syed Ahmed, produced your great College here at Aligarh. I think it would do both Colleges good if there were closer touch and sympathy between them; and one essential of greater sympathy is greater common knowledge. We in Lahore rejoice at the continued prosperity and development of Aligarh; and I am sure you will rejoice to know of the growth and bright prospects of the smaller institution at Lahore. There is plenty of room for both, and the success of one is an added strength to the other. I make no apology, therefore, for telling you how we are getting on in our efforts to provide University Education for Mohammadans in the Punjab.

Started in a small way in 1892 by the Anjuman-i-Himayat-i-Islam, the Islamia College was only a

second grade College for eight years. In 1900, B. A. classes were openend and in 1905 an M. A. Class in Arabic. In 1914, the F. Sc. department was started, and in 1915 the J. A.-V. Class.

At first the College was housed in a few rooms in the Islamia High School in the City, and later it formed a temporary lodging in hired houses. In 1909, the Hostel was built, and the College classes held there. It was only in 1910 that the present fine College building was completed.

As to its numerical growth, one of the old students told me recently that the year 1907 was famous because the number of students for the first time reached a century, and the students went about shouting "One hundred up!" In 1910, there were 130 students, in 1913 there were 229, and in 1916 we had nearly 500 on the rolls. So in the last three years the numerical strength of the College has more than doubled, and we can no longer humbly reckon ourselves as one of the smaller Colleges of the University.

Just as the College was beginning to grow rapidly, the Government, in accordance with its announced policy of strenthening Mohammadan Education, came to our aid with its very liberal grant of Rs. 30,000 a year, given to us without practically any conditions but those necessary to secure the proper expenditure of the money, Indeed it would have been impossible for the College to have grown, as it has done in the last three years, without this timely help. The grant was given exclusively for aditions and improvements, and it was wisely stipulated that the Anjuman should continue to spend annually the same amount as before on the upkeep of the college. With the

help of the grant we have been able to strengthen considerably the Science Department both in staff and equipment, to open Biology classes in preparation for the F. Sc. Examination, to appoint two more Englishmen besides myself on the College staff, to such other necessary additions to the staff, and to put aside money for the Shahdara Scheme. It will show how the College has grown in the last three years when I say that whereas in 1913 the College budget was about Rs. 24,000, the budget for 1917 is over Rs. 65,000.

This Muslim College now takes its proper place in the University, and exercises considerable influence in University affairs.

We are not, however, satisfied with this development, pleasing as it is. We have much greater ambitions for its future—ambitions which cannot be realised on the site which the College at present occupies. For one thing it is far too small (only about nine acres) to allow of much further expansion, and for another it is being quickly surrounded with buildings on all sides, so that in a few years we shall be hemmed in by a thicky populated district. Hence the Shadhara Scheme—the scheme started some years ago by the Hon'ble Mian Fazl-i-Husain, M.A., K.B., then Secretary of the College, to remove the college to an extension site at Shahdhara, close to the mausoleum of the Moghul Emperor, Jehangir. Towards this scheme we have secured already seventy acres of land as a site, and a promise from the Government that when we have collected two lakhs, the Government will help us with another four, towards creating the building. This great scheme like many others, is suspended for the present, by the war; but it has not been forgotten. If, with the generous help of the

Mohammadan community, we can carry it out, our present buildings will become the home of one of our large Islamic Schools and probably of a large training college of teachers as well, and we shall have at Shadhara a really great Muhammadan College, which we shall be able to call, with truth, the Aligarh of the Punjab. This is a great dream: but we hope and trust that some day, in the not very distant future, it will come true.

In conclusion, may I be allowed to give you, my Mohammadan friends, a few words of advice? This may seem presumptious on my part; but I speak, not as a critic, but as a sincere friend who is sincerely anxious to see, and if possible to help, the progress of the Mohammadan community in India. If our presence at this Conference is a sign that you have the cause of Muslim education at heart; but I feel that that cause will make but little progress among you unless certain mistakes are corrected.

First, you must cultivate a spirit of healthy optimism. I have noticed that it is the fashion among my own students, in their essays and in speeches in College debates to bevail what they call the present miserable condition of Muslim community in India, and shed tears of sentimental regret over the glories of its past history. This may be only a pause; but if it is the geniune feeling of the rising generation of Mohammadans in India, there is very little hope for the future. Soldiers who go into battle in that depressed spirit suffer inevitable defeat. You must look on and up, not backward and downwards. "Look up, lift up," must be your motto. It is sentimental fallacy to place the golden age in the past; the golden age is in the future. If you wish, and work for it, and pray for it, you can make the future more truly glorious

than ever the past was. All great reformers, all men who have ever moved this world for good, have been dreamers. They dreamt of something that ought to be, that might be, that God helping them, should be; and then they set to work to make their dream come true. You must learn to dream great dreams for your community; and then work and strive to make these dreams facts.

Secondly you must learn to work together, in perfect union, for your great cause. You can make no progress in education, or in any other good thing, so long as there are disunion, personal jealousies, peltry quarrels, parties and faction among you. You must learn to lay stress on personalities, and more stress on the common cause. These decisions mean weakness and stagnation, and until they can be completely subordinated to the common interests of all, you can never advance as a community. There must be "a long fuel, a strong fuel, and a fuel all together."

Lastly, you must cultivate more than ever the spirit of independence and self-help. I have noticed that whenever a scheme for the improvement of education is proposed, the just cry is for more Government help. The Government is willing to help, and is helping, but you must learn not to depend upon its help, or on the help of any other persons. Even God helps those who help themselves. Don't wait till the Goverment builds you more schools, and improves your colleges. Do it yourselves. This very building in which we are met is a visible proof that Mohammadans can help themselves. There could have been no Aligarh College if it had not been for the noble ambition, the great dream. unselfish devotion, the determination

and effort of one Mohammadan—the Founder, Sir Syed Ahmad. In the face of the indifference, in the face of the bitter opposition of many of his co-religionists, Sir Syed Ahmad completed his great scheme, long before the Government came to his help; and the result of his effort was this great College, and not only this College, but the whole system of modern Mohammadan education. We must learn to carry on his noble work, in his spirit—the spirit of independence, of determination, and self-reliance.

H. MARTIN.

THE PLACE OF HISTORY AND CIVICS IN OUR EDUCATIONAL SYSTEM.

Lecture by Mr. Subramania Ayar, Professor of Precidency College, Madras, on the occasion of the 30th Session of the All India Mohamadan Anglo-Oriental Educational Conference, held at Atigarh in December 1916.

John Milton defined education as "that which fits a man to perform justly and skilfully and magnanimously, all the ôffices both private and public, of peace and war." Those who know the circumstances under which Milton lived can well appreciate his definition of the ideal of education which is at the same time comprehensive enough to satisfy over modern requirements. The utilitarian ideal of education that he thus set before his countrymen was a sufficient executive to the cultural aim that was popular till his time. If useful and diciplinary education should be our aim, we cannot but give under modren condition as high place to history and civics in our present educational system. It may be admitted on all hands that amongst the subjects that constituted the syllabus in Elementary and Secondary school, History is not the least important or useful. Judged by their education value, the subjects of our school curriculum may be formulated under different heads. Some studies like Reading, Writing, Drawing, Notation and Numeration may be said to be *instrumental* studies, because they are primarily tools for further acquisition of knowledge. A few are merely disciplinary studies like Mathematics, Science and Language, which merely train up the mental faculties and facilitate the rapid acquisition of knowledge. Some studies give a mere tone to the mind

like literature and art. The other are informing in their character as Geography, Physiology, History and Hygienes. Though their formulation may not satisfy the course of logical classification, it serves to bring out, in a way, the relative values of the various subjects taught in our schools.

But History should not be looked upon merely as an informing study appealing to nothing else but the memory of the student. Though it yields to no other subject in its mnemonic values; it effects upon the other mental faculties cannot be ignored. From the educationist's stand point, the subject is of great disciplinary value and it is a patent iustrument of moral training. History is more and more lookod upon as a science of evidences. It is here the scientific value of the study comes in. The evident student of h istory sifts the data before him and bases his judgment upon ascertainable facts. Thus in historical studies the process of making up one's mind becomes a kind of moral book-keeping. Some items are entered on the credit side and some on the debit side of the ledger, and then a balance is struck between them. History is also a true source of culture like literature. It was the noblest of humanities that libralises the mind and frees it from prejudices, narrowness and selfishness, and the mind is enlarged by contemplating the wide diversities of laws, of moral and of manner.

If this ideal of historical training is kept always before the mind's eyes, the educationist cannot commit the blunder of attaching undue importance to the mere dry bones of history or what may be called "The Drum and Trumpet history." He will evince more interest in the progressive character of human institutions and civilisations and inspire his pupils during the history lessons with noble sentiments

and high ideals illustrated by the march of events and the cavalcade of historic personalities vividly described by him. Thus history will cease to be a mere catalogue of events and dates which have no influence upon human character, and it will in the hands of an earnest teacher become the most potent vehicle of moral training. It is in this way that the necessary association of History and civics is brought about in the school curriculum. Till about a few years ago, History and Geography went together; and the same teachers were employed upon teaching the two subjects. Of late the tendency has been to entrust the teaching to two distinct classes of teachers, especially in Secondry schools.

History in the Elementary Schools.

History is one of the subjects that receives a continuity of treatment from the lowest to the highest stages in our educational system. It is the story-telling of the elementary schools that paves the way for the learned lecturers of the College-classes. As the boys and girls of elementary schools are by nature highly imaginative and as they revel in a world of romance of their own, it is incumbent upon the teacher to treat history in the form of stories and to bring out the personal element in all its events. As the children do a vast amount of dramatising and poetising, the pictorial and the poetical elements of history should be thrown into the fore-ground in the elementary school. As they are by instinct hero-worshippers, personalities and their actions are mere interesting to them than their abstractions, opinions and needs.

In the light of these general principles, story-telling has been given the most prominent place in

the elementary schools. The syllabus of instruction in our schools will show that in the earliest stages, the children are made to insterest themselves in the stories of adventurers, inventions, discoveries, juvenile heroes, kings, conquerers, religious reformers, with apparently no attention to the chronology of the events and actions narrated. But the whole scheme when worked out will present at the end of a term or a year as fairly comprhensive and adequate field of study. Even chronology is not lost sight of. The continuous black-boards in our elementary schools exhibit always as permanent scale of time which is utilised at all the lessons. The historical events and personages described by the teacher, are generally indicated against the proper date as more properly in the columns showing the particular period of time in the general scale on the black-board, so that at the end of the term, the pupil can see at a glance the continuity and sequences of topics dealt with. For the aim in the elementary stage is not so much to din into the ears of the young listeners a complete and formal account of a period of history, but to give him an idea of the progressive character of our institutions, manners and customs; and of the manifold services and actions of men which have contributed to the edifice of modern civilisation. Consequently the facts presented in the primary stage should be particular, simple and concrete.

The Myth in the Training of the young.

It follows from the general principles above eminiated that the most profitable materials for the early stage of history-teaching will be found in premative rather than in modern periods. The stories of early India, Greece and Rome, the religious tales of the Qoran, the Bible and Purans, the stirring

adventures of the heroes of the past like Hercules, Ajax, Leonidas, Romulus, Hunnibal, Alexander, Haroun-Al-rashid and Chandragupta appeal to the children most owing to the simplicity of ideas, the predominance of the elementary moral qualities and the importance of the individual. Consequently there is a place for the myth in history teaching. For it may be doubted if the young boy's genuine appreciation a sense of truth may not be prejudicially affected by even a fair indulgence in myth. But the answer to this is that the mythical element is as permissible in the teaching of history as in the teaching of language. If Suderson's Fairy Tales and Jack the Giant-killer and the tales of Arthur and ancient Norway can furnish suitable intellectual pabulum to the young student of a foreign language, why should not a certain measure of permissible folk-lore and myth constitute a healthy food for the mind in the early stages. For the small boy is in the epic on the imaginative stage of intellectual development. He is not alive to slight gradations of conduct. The idealistic stage precedes the critical, and it is well to assist nature, without carrying the former too far. This principle has been well borne in mind when the curriculum of studies for the Elementary schools was framed in the Presidency of Madras after suitable initial experiments in the Teachers College.

History in the Lower Secondary Stage.

It is during the secondary period that the boy's critical faculty is developing and must be made use of. It is only in this stage that history becomes a serious subject of study and an instrument of moral training. But at the threshold of schoolastic training no radical changes in the methods of instruction

need be made. Formal history teaching gradually supersedes the story-telling of the elementary stages. In the first form the history of the nation or the country is told in short biographies of the principal heroes in chronological order. Then the uniless in the narrative are supplied and the details are worked in and thus when the students come up to the 3rd form, they find that they have traversed the same ground thrice, but by adopting methods of graduated difficulty. This concentive method of treatment has become very popular with the teachers or the taught alike in the schools that have taken to it.

The Medium of instruction in Lower Secondary School.

In the Lower Secondary grades, the history of India alone is generally taught through the medium of vernacular preferably. It was in this connection that an interesting controversy arose a few years ago in my Presidency whether all the subjects should be taught in English or the vernacular. The enthusiastic advocates of the direct method of teaching English and the exponents of the view that the scientific terms cannot adequately be translated into the vernaculars set themselves against the use of the vernaculars for the exposition of the non-language subjects. But the weight of popular opinion was on the other sides, and consequently the department has enforced the teaching of non-language subjects in the varnaculars up to the third form. Now it is being contended that the same method may be well adopted in the High school classes also. But the problem seems not to be so difficult of solution in the north as in the south, especially because, as I am informed, in some quarters very suceessful experiments in this direction have been made.

History in High Schools.

Though the study of Indian History is kept up in the Upper Secondary classes and though it is associated in a way with tha History of England, still the necessary cavelation has not been hitherto brought about. The two histories are usually taken up differently and treated differently by different teachers. The facts of history are not presented in their proper setting and by a comparative method of presentation they are not placed before the pupils in their true perspective. The isolated treatment of the histories of different countries takes away from them educative and disciplinary value. As the aim of the teacher is to bring out the progressive character of institutions and civilisations and their bearing upon the actions of men and communities; the most rational plan is to give a general idea of the history of the world first and then deal more in detail with the histories of India and England as episoder in the world's history. Just as in Geography the main features of this planet and its place in the solar system are explained at the out set to the students, so also should a reference to the past history of the world in general precedes a detailed and formal treatment of the histories of the two countries in which we are most interested. This method of presenting national history in its proper setting will tend to obviate one of the dangers to which history-teaching is susceptible. The study of one's own country exclucively may tend to conceit and wrong notions regarding other nations. An efficient corrective is furnished by general history and by the careful study of other countries.

The Treatment of Sources.

Another danger to which history is mostly open

in our High Schools is its formalism. The usual method is to employ a text-book. The pupils reads a paragraph aloud and the master deals with the narrative with all the stimulating detail that his dexterity and knowledge of the subject will allow him to introduce. Thus the text-book is supplemented by a narrative lecture. This method when well done is not bereft of value. But the modern scientifics historian attempts more than this. If history is to be made into a real training school for the minds, the pupils ought to be given materials to work upon and plenty of them. History being a science of evidences, its conclusions ought to be supported by documents and relics. The pupils ought to be made to exercise their minds upon them. By this is not meant that the pupils ought to be converted into historians constructing their own histories and writing their own text-books. Occasional exercises set by the teacher and a periodical study of document will go a long way to develop the historic instinct in the pupils and to minimise the formalism of history teaching. In this connection I am happy to state that you, my brethrens of Islam, are more lucky than the teachers of other denominations. So far as Indian history is concerned, there is no dearth of sources which you can bring out in the elucidation of the glorious achievements of Islam in this world in general and in this country in particular. And it is a significant fact that the first histories of Islam have been the work of your talented ancestors. It is in the pages of Alberuni and Ferishta, and the memoirs of Babar and Abul Fafazl that we have the first historical accounts worthy of our acceptance. And in regard to monumental relics of educative values. India cannot be said to be second to any country on the globe. And those numerous and stately

edifices reared by Islam in Hindustan which bring out the glories and the talents of the Mohammedan sway in this continent, and which fill the mind of the spectator with bewilderment and awe can teach better history to the young than the garbbed versions that sometimes reach their hand. By a judicious use of your sources of information and by timely or occasional excursions to the places of interest in this part of the country, you can instil into the minds of the pupils a geniune love of truth and a keen appreciation of the data of historial investigation. Thus can the true aim of history-teaching be realised.

Association with Civics.

Another way in which the abstractness and formalism of history-teaching can be minimised is its association with *civics*. It is only during the last few years that the need has been felt in the western countries to develop the civic spirit in the minds of the young. By this is meant a lively appriciation of the meaning of city and country and a sense of duty and devotion towards the commonweal. It is a fact well-known to all that the geniune fire of patriotism is kindled in the human mind by a lively appreciation of the glories of the past. The aim of civics is to take note of this feeling and demonstrate to the young learners, the significance of the state life and the greatness of its ideals and to cultivate in him a sense of responsibility and the habit of service in the ordered community of the village, the city, the district, the province and the empire. The teacher ought to reveal to the young citizen what the empire of to-day really is, what things are vital to its health, and what part he or she is expected to play in its maintenances. For in the ever-expanding power of the modern state, the individual citizen is touched at

a thousand and one points in his career, and in a way of which antiquity, the middle ages and even the later times formed no conception. Consequently the modern civic life demands a civic preparation, conducted on well determined civic lines, and in a hearty civic spirit. Never before has the state possessed such a complex life and poised so well on the good will and co-operation of its citizens.

The citizens of the modern state may differ in religion, philosophy, traditions, manners and customs as in the British Empire. But they are alike subject to the civic law. They cannot waive their responsibility. From all of them alike the state has a right to expect willing aid in the realisation of social and national ideal, in the suppression of social evils and in the defence of the earth and the homes. The citizens of the modern state have been compared to the passengers on board on ocean. There Catholic or Protestant, Atheist, Unitarian, Moslim or Hindu, Brahmu or Jain, they are all alike suject to the ship's discipline. They have common rights and common duties. They all alike enjoy the privileges. All alike may claim protection in case of danger. All alike are called upon to combine for the general comfort and the general safety. They comply with the ship's law and the ship's ethics. This fact in no way ignores the fact that their individual obedience to Islam, Hinduism, Budhism or Christianity may powerfully help their individual character and give them solace for their individuals inner life. Nor is the ship's ethics a mere combination of the moralities of the separate needs of the passangers. It is a vital thing in itself, with its own laws and regulations and ideals.

It was only the other day that your President

elect made pointed reference to the fact that your brothers of Islam have been foremost in following the British flag in the present convulsion involving the destinies of all the fine continents. Just consider for a moment what it is that have induced so many of your co-religionists to lay down their lives in the cause of the Empire and of humanity. Is it community of religions ? No. Is it consanguinity or community of race ? No. Is it common traditions and usages ? No. Is it at least compulsion or co-ersion on the part of the all powerful Government. An emphatic. No. Then what is it that has induced the Pathan, the Ghurka, the Sikh and the Mahratta, the war like races of India, to advance cheerfully to the trenches. It is nothing but the noble sentiment of civic consciousness and civic responsibility a conviction that they are the citizens of no mean Empire, and that it is their noblest privilege to safeguard its honour and glory.

Civic Instruction.

As education is but a preparation for life, is it not incumbent upon the educationist to give the teaching of civics a place in our educational system. The claims of civic instruction for such a place involves the recognition of a most important principle and namely that an effective civic instruction must be founded upon a sound general instruction in the art of conduct and the value of character. In the Empire stages of education, and before the formal lessons on civic are introduced, the child should be led to admire the true, the Beautiful, and the good; its judgment educated to distinguish between the noble and the ignoble, and its wile trained to those neighbourly activities and services which are the first exercises of the patriot and the love of humanity.

TEACHING OF MANNERS.

It is very often thought that good manners can be initiated by the pupils of our schools and colleges without any formal instruction. But this is a mistaken idea. Very often the character, behaviour and personality of the teacher go a long way in inspiring his pupils with high ideal of conduct and the acceptable civilities of life. Still when different cases and nationalties are brought into contact with each other as in India, mere ignorance of the manners of others may be responsible for the apparent boorishness of of some of our youngmen. After all manners are mostly a matter of convention and of a fashion. This brings to my mind an event reported from England. When an Indian Nawab visited that country, he was entertained at a royal banquet presided over by our late Empress Queen Victoria. It was attended by many peers and courtiers who took much interest in pleasing the guest of the day. When tea was served out, the guest found it too hot for him, and consequently be poured it out on the saucer and began to drink out of it. This created not a little merriment in the spectators and the busy whisper went round the peers that the guest of the day was not only decked out in barbarric gold, but was also not lacking in barbarous manners. Eying the whole situation at a glance, our wise and benevolent Empress very ostentatiously poured out her own tea on the saucer, began to drink out of it, and swept the royal circle around her with her admonshing look. The royal example was irresistible and with no further ado, all the peers succumbed to the fashion of the days. This demonstrator at the same time the conventional character of most of our manners, and the awkwardness that might arise out of our

ignorance of the manners of others. Hence the necessity for formal and periodical instruction in good manners so that we may be in the good books of others.

FORMAL CIVIC INSTRUCTION.

When the foundation has thus been laid by preliminary instruction in good manners, and by an orderly training in self-control, veracity, kindness, industry, duty, generosity and other virtues, formal civic instruction may be developed from this basis. Formal civic instruction points to the duties of the village, municipality, country and the Empire. Reference to family duties and the necessity for constituted authority even in the organisation of a family may be made at the very outset. And from beginning to end of this school education the voice of the civic teacher appeals in a language free from a sectarian or partisan spirit and his counsils are addressed not to the adherritor of this or that faith but to the children of the nation that are equally precious to the common life and welfare. And it should be borne in mind that our good children need more of moral and civic instruction than even our bad ones. For upon the former evils fall mainly the burdun of administering the affairs of the State and of Society. And theirs will be the privilage of carrying the civilisation forward and nearer to the ideal. While therefore every care should be bestowed upon the abnormal child, his normal brother and sister demand the chief attention of the state, as being its future guardians and the principal agents of its development.

It may interest you to know that the subject of civics has received more attention in my Presidency than in others. In the Madras elementary schools

and Training Schools, formal instruction in the subject is given and it is always associated with History. The students and teachers have taken kindly to the subject and definite instructions have been issued by the Department of Education to Inspectors and Managers of schools to see that the subject is taught on proper lines. The bulletin issued by tho Teachers' College, Madras, presents to the teachers 'a complete syllabus of instruction in History and civics.

A WARNING.

But I cannot end this discourse of mine without a note of warning in regard to the formal teaching of civics. Sometimes the primary aim of civics is lost sight of by over-zealous teachers and they seem to be under the impression that by civics is meant solely an eulogistic reference to the blessings of British administration and in their desire to landate the effects of good government .in India they commit the blunder of running down completely and unreservedly all the administrations that have gone before it, without any historic data before them. This unreserved landation on the one side and the ill deserveed condemnation on the other, more often than not tend to produce an effect which we do not bargain for. This is the very reason why books of a distinctly and pronouncedly landatary character have had very little educative value and nay have always produced pernicious effects. For instance when it is stated in a book that all the govenments in the part were not in the best interests of the governed, that all the revenues of the state were spent more in self-glorification than in works of utility, and there was nothing like security of person and property, nor of freedom of conscience and worship in the part, when

such immitigated condemnation finds place in a book, there is nothing to present the teacher frcm spinning the narrative with a commentary of his own disperning every statement on the strength of the historic data gathered by him. And it is the easiest thing for him to demonstrate that all the revenues of the state were spent in the country upon temples and mosques, roads, canals, and bridges and in the encouragnment of learning and of art, that rough and ready justice war onelidout to the subject in the audience halls and durbars of princes, and that the spirit of toleration was so rampant at some stages as to give rise to several electic religions and worships as a compromise between the principal religions of India. Thus unreasoned eulogy defeats the end in view; so the teacher of civics should clearly bear in mind that no special pleading on his part is necessary to bring out the real worth of the present Imperial sway in India and in his desire to inculcate the sentiment of loyalty, he need not and should not, falter in his loyalty to truth. His true mission is to teach that it is height of patriotism to be loyal to the existing well-ordered administration, especially because it is to the best interests of the citizen to stand by the crown and country, citizenship and loyalty are not sentinent made to order. They are best reared upon the heart and the will of the boy at school and the man in the street. So it may be expected of all true educationists to so associate the teaching of civics with History as to ensure a healthy growth of civic ideals and civic consciousness in our midst, and thus bring this continent into a line with all the civilised countries of the globe.

All India Mohammedan Educational Conference, 1916.

SCHOOL SECTION MEETING.

Presidentail Address by Mr. A.H. Mackenzie, Principal, Training College, Allahabad.

THE FUNCTIONS OF THE LAYMAN IN EUDCATION.

In the fifties a writer on education in England remarked as follows :—

"Were we to consider only the essays, speeches, and schemes with which this country is deluged on the subject of the education we might be led to the conclusion that England is a nation the entire youth of which are orphans or foundlings."

These words are appropriate to the India of to-day. We too have our deluge of essays, speeches, and schemes, but not infrequently they seem based on the assumption that the entire responsibility for the education of the youth of the country rests on the professional educator; the duties of parents and the influence of homes are usually ignored. The average parent regards the word *education* as synonymous with *schooling*, and thinks that he has done all that can reasonably be expected of him when he has paid the school-fees of his children. What the President of Mohammedan Educational Conference said in 1900 is still true; that literate perents "are accustomed to feel satisfied that they have discharged their duty in an effective manner when they have put their children under a village pedagogue at the door or sent them to the nearest school. They think they have made an end

of the matter, their consciences are satisfied and they give themselves no future concern about it."

One of the chief needs of the times, therefcre, is that the public, and parents in particular, should understand this word *education* in a much wider sense than *instruction* in class-rooms; that they should realise that it connotes every purposive influence brought to bear on the young. For education in this sense all that the professional educator can do is insignificant in comparision with what can be done by parents. A boy spends only a fraction of his time in school. In India this fraction is smaller than in any country in the wcrld; on account of the climate the school day is shorter than in western countries and by reason of the numerous religious holidays there are fewer working days in the school year. It might be argued by some parents that they are willing to confine the education of their children to the time spent in school, but a little reflection will show that they have no choice in the matter. Whether consciously or not they either aid or hinder the work of the class-room. The school receives its pupils with characters already largely influenced by early home training or neglect. No amount of moral instruction in school can train pupils to habits of self-help, self-denial, self-control unless parents see to it that these virtues are practised also in the home. For training in the gentler human virtues which reveal themselves in what we call "good manners" the parent has infinitely more frequent opportunities than the teacher and although the school may make itself responsible for training boys in habits of care, thoroughness, industry, and perseverance this teaching will be largely wasted unless supplemented by home training.

The responsibility of the parent is not confined to co-operating with teachers in forming the character of pupils. Without active assistance from the home the school will not succeed in any of its aims. One of the main aims of the school is to arouse in pupils the spirit of intellectual curiosity, that is to say, a desire to learn for learning's sake.

This attitude of mind is much more likely to be stimulated by parents than by teachers, who, however zealous, have not the same opportunities of discovering the intellectual tastes and aptitudes of individual pupils. Even if we restrict the meaning of education and regard it merely as the provision of means whereby the pupil may be able to pass examinations it is a mistake to confine his intellectual outlook to the prescribed courses. Thus an examiner commenting on the results of the School Leaving Certificate Examination said. "The main difficulty in conversing with candidates is their poverty of ideas. The average school boy seems singularly ingnorant even of his immediate surroundings." Reports of University examiners are full of the same complaint, that the intellectual horizon of students does not extend beyond the prescribed text-books. One reason is that the students have seldom access to good books in their homes and parents do not interest themselves personally in supplementing school reading by reading at home. Indian parents are not alone ignoring their responsibility in this matter. The address delivered last year by the President of the Educational Science Section of the British Association was largely an appeal to English parents to co-operate with the school in widening the intellectual interests of pupils, and we may echo the hope expressed in that address, "more and more to get a generation of parents who having themselves experienced intellectual curiosity and the joy of satis-

fying it, who having themselves felt the gain of a wider outlook on men and things, may by their example inspire their children with a similar disinterested desire for learning and culture."

Unfortunately in the literature of the vernaculars, Urdu and Hindi, there is little that appeals to school boys. The great majority of books in these vernaculars have been written for adults; when worth reading they are severely literary. In Urdu especially it is difficult to find anything which the average boy would be likely to read for pure enjoyment. We need books in the varnacular that are likely to interest young people, *e. g.*, books of travel and exploration, stories of heroism and biographies. We hear much these days of "encouraging the vernacular," but so far the obvious method, namely providing for boys books which will give them a taste for reading, has not been tried. I suggest to the members of this conference that the preparation of such a series in Urdu might well find a place in its constructive programme.

So far I have dealt with some of the functions of the layman as parent. I now turn to the functions of layman who take a part in the administration of education as school managers. Practically all primay schools are, in theory at least, administered by laymen who constitute the District and Municipal Boards, and the great majority of Secondary Schools also are under lay management. It is a question of the greatest importance, therefore, to arrive at some general agreement as to the functions of laymen as school managers.

I take first the case of Primary schools. The control of laymen over Municipal Schools is more real than that exercised over rural schools by District

Boards, which are at present in educational administration more of the nature of consultative bodies; I therefore confine my remarks to the management of schools in Municipalities. Municipal commissioners are amongst the best educated, the most cultured, and the most progressive of laymen. Yet I do not think that any Municipality in these Provinces can point with pride to its primary schools; on the contrary the mis-management of schools in Municipalities has been animadverted on in successive annual reports of the Education Department. Whether we judge these schools by the ratio of the enrolment to the child population or by the efficiency of instruction imparted they are disappointing. The percentage of the population which should be at school is usually taken as 15 %. The percentage actually at school in the Municipalities of the United Provinces is under 2 per cent. There is little progress as a whole, and in some Municipalities there is almost stagnation. As an indication of the inefficiency of the instruction let me quote to you from two recent reports. The first of these, dated 1914, is on the schools of one of the largest and most important municipalities of the province. After a careful survey of the schools the Inspector said: "The conclusion I have arrived at is that the schools within municipal limits and managed by the Municipality are distinctly on a lower level of efficiency than those managed by the District Board and lying right away in small country places. Apart from the unsatisfactory charactor of the teaching imparted, the discipline in almost all the schools is astoundingly lax, and one looks invain for proper and orderly behaviour on the part of either the boys or the teachers. The schools are badly housed and I have visited some schools in which classes are held in such dark, damp and narrow rooms that it is impossible to read

anything without a severe strain on the eyes." The other report from which I shall quote is also dated 1914 It concerns a smaller municipality but nonetheless important as the Head-quarters of a Division. The Inspector said: "In order to form a complete idea of the present situation I had all the municipal primary schools examined by the Assistant Inspector. On a careful examination of his reports I regret I cannot resist the conclusion that the condition of all these schools is generally very unsatisfactory. Some of the schools are badly located and only nominally attended by boys. Discipline, I regret to say, is practically nil in these schools. The boys are, to a great extent, left to themselves and teachers have practically no control over them. The tuitional results are much below the average."

In drawing your attention to these reports I fear I am playing the unpopular role of a candid friend. My excuse is that any one who examines the statistics regarding primary education in India may reasonably become impatient; the progress is slow, and it would be foolish for any of us, professional educator or lay manager, to look complacently at his work. I have given you the facts regarding two typical Municipalities. Let us try to search for the cause and if possible suggest a remedy for the state of affairs which they reveal. We cannot say that the reason is want of intelligence or of honesty of purpose on the part of Municipal commissioners; for the first report from which I quoted concerned a municipality well-known for the ability and public spirit of its members, and the second report goes on to say that "the zeal of the Board in trying to encourage primary education is really commendable." Lack of funds may be a partial explanation: but I think that the main reason is the system of administration. The system

fovoured by most municipalities is to relegate the administration of schools as units to the different members of the education sub-committee. These members, in such time as they can spare from their own work, occupy themselves in the honorary duties of school management. Their management consists in the discharge of executive functions in matters of details, such as the appointment and transfer of teachers, the purchase of furniture and the repair of buildings. They seldom, if ever, get above these details to consider the wider questions of administration, such as the location of prepartory schools in relation to primary schools and the provision of facilities for the training of teachers. In the administration of schools by public bodies in India we are in fact passing through the earliest phase in the growth of the local self-government in public affairs. When the layman takes over the management of public work from officials he is naturally anxious to show that he can do it without any assistance. He is apt to forget that there are two kinds of officials—the officials who legislate and the officials who execute. What is of importance of the extension of the principle of local self-government in India is that the layman should learn how to discharge wisely the first of these functions, and employ paid servants with the necessary training and experience to put the legislation into action. This was the great principle which received expression in the recent municipal bill of these provinces, but controversy over other matters has unfortunately withdrawn attention from it and its importance is not fully realised. What I now suggest is that we should carry this principle a little further and apply it to the management of schools.

It is interesting in this connection to refer to the experience of public bodies in the United States of

America—the most democratic country in the world. The leading authority on the administration of public education there says: "There exists a certain permanent opposition between direction and control of activity, on the one hand, by specialists salaried and permanent in office, and, on the other hand, by boards elected by populer vote and representing the average of public wisdom and the prevailing fashion in public sentiment. And yet it cannot be doubted that both forms of control are necessary. There enter into educational administration questions of policy and expressions of public demand which can only be conveyed and expressed by laymen, acting in a representative capacity. On the other hand there arise constantly problems of direction and management for which the layman is quite unsuited and for which, in the long run, only the expert trained for this particular business can prove effective." As schools multiplied it became clear that there would be chaos unless these principles were followed in educational administration and reforms have taken place in all the large cities of the United States. These places, in the hand of experts, called Superintendents of Schools, such matters are as the examination of teachers, choice of plans of buildings, grading of pupils and supervision of instruction; while the bodies representing the electorate select the experts, approve of or modify budgets, fix salary schedules and generally express popular approval or disapproval of courses of administration. The same system was adopted by Municipalities and County Councils in England after the passing of the Education Act of 1902. In brief the function of the layman as interpreted by public bodies in Ameria and England is not to do the expert's work but to see that the expert does it efficiently.

A reform of this kind by which administrative function would be handed by the Boards to a salaried expert, who would have powers of "initiation and recommendation," and which would assign to Boards the powers of veto and suggestion and would, I believe, give a great impetus to the improvement and extension of education in municipalities in India. The success of the system will depend on the type of men appointed as Superintendents. The Boards must be prepared to pay salaries which will attract men of experience, energy, enthusiasm and ability—qualities which have a high market-value. We do not make an extravagant request if we ask that the expert on whose work depends a moral and intellectual fitness of the next generation of citizens be paid at least as much as the specialist who looks after the drains, or the engineer who works—or fails to work, as the case may be—the municipal pumping station. These appointments should be the prizes of the teaching profession.

I come now to the layman's functions as a manager of secondary schools. In recent years we have had many suggestions for the reform of secondary schools—Manual Training, Moral Training, School Excursions, Visual Instruction, New Systems of Examination, and what not. All these are good in their way; but over emphasis on such proposals is apt to obscure the central fact, that the teacher is the agent. The real essential in education is the personality of the teacher, besides which buildings and equipment, reforms in curriculum and system of examination count as nothing. Above any other of the elements of efficiency we want in the profession men of ability and culture, of conscientious thoroughness and industry, of sympathy and insight, men who will regard themselves as artificers of mind and character, whose pride it will

be that no single life put into their hands is "spoiled or wasted or flung aside through neglect or scorn." In this way only can we impart life into the mechanical workshops which we call schools.

The teaching profession ranks low in public estimation. Young men adopt it in most cases only when they have failed to secure entrace to other branches of the public service or to law classes. They adopt teaching as a last recourse; it is, as they put it to me, their "hard fate to enter the teaching profession." Mohammadans specially avoid it. During the last eight years Aligarh has sent out into the world 507 graduates, exclusive of graduates in law; of these only 22 have entered the Provincial Training College for graduates to prepare themselves seriously for the teaching profession.

The question of questions therefore is how to attract to the teaching profession men of character and ability. How can lay managers help to solve this question? The obvious way is by recognizing that good teaching is worth paying for. If we judge by the salaries at present given to teachers the average school committee values the work of an assistant master as lower than that of a second-rate clerk, while that of the Headmaster is, if we again judge by the pay-sheet, estimated at something between that of a Public Works Overseer and an Inspector of Police. Can we wonder, then, that of the graduates who enter the teaching profession over 70 per cent are men with third class degrees.

If managing committees want good men they must be prepared to pay price. That is the principle which the layman recognises in his own business; if he wants to delegate any of his work to an expert he pays a salary sufficient to attract a man in whom he

can have full confidence. The school manager may say that the present teachers get as much as they are worth. To that I would reply in the words of a recent article in the *Time*: "The work of teaching is a very exacting business; nobody who has not had the experience can realize the difference that may be made in the whole spirit and quality of the work by a change in position and prospects—for better or for worse. There are scores of schools in which the provision of a reasonable salary scale and a pension scheme would double the efficiency of the present staff, apart altogether from its effect upon the quality of new recruits."

An important question is: "Having secured the right type of man as Headmaster, and having given him an assured position, how can the managing committee secure from him the best work possible?" The answer to this question has been summed up in three words: "Leave him alone." This of course is an exaggeration. The truth underlying it is that, given the right kind of Headmaster, the committee should encourage him by every means in its power to make the school himself "writ large." The secret of the success of the Secondary Schools of Scotland and of the Public Schools of England is not only that the Headmaster is secure in his tenure, but that his voice has a recognised authority in the control of his own school, and is absolute in all such matters as supervision of the work of assistant teachers, discipline, examination and promotion of pupils. "There is no dead hand so dead as living power thrust in one work from outside. It is the doctor putting his hand on the heart when he should feel the pulse." There are the words with which Thring the great Headmaster of Uppingham, summed up his idea of external control dominating the teacher's work. He did not

mean, of course, that the Headmaster should say: "Hands off!" to parents and managers. Education concerns them and they have a right to their opinion, and it would be fatal if professional educators were to keep aloof from public opinion. Laymen are capable of exercising judgement on many educational questions, and, as I have endeavoured to point out, have special duties to perform; but these are not inconsistent with independent control by Headmasters of the internal administration of the schools in their charge.

To conclude: we have all of us, public men, parents and teachers to work in co-operation, though each in his own sphere, in advancing the cause of education. We need no modern theory of pedagogy to tell us of our seperate duties in furtherance of our common aim. Let us turn rather to Comenius, the father of modern education, who 300 years ago, left for us a message in these words: "The reformation of the state is comprised in the proper instruction of the young; shall we who know this stand idle, while others put their hands to the work? May we all with one accord be moved to promote such a worthy object in every possible manner. Ye men of learning to whom God has given wisdom and keen judgement, see that ye delay not to assist the sacred fire with your sparks, nay rather with your torch and flames. Parents, bring up your children piously in the fear of God. Instructors of the young, let your heavenly calling and the confidence of the parents who entrust their off-spring to you be as a fire within you and give you and those who come under your influence no rest until the whole of your native land is lit up by the flaming torch."

DIRECT METHOD.

Lecture by Professor Talib-uddin on the occasion of the thirtieth session of the M. A.-O. Educational Conference held at Aligarh in December 1916.

The methods of teaching modern foreign languages have undergone great changes in Europe and America, and have been put on more scientific lines. To understand this new reform in language-teaching, it is necessary to examine first our old methods of teaching English.

When English was introduced into our schools, the methods of teaching dead languages like Latin and Sanskrit were extended to the study of a living language. The old methods of teaching classical languages consisted of translation, grammar and book-reading—the colloquial element was entirely absent from them.

The translation method involved two mental processes, first thinking in the vernacular, and then translating the thought, word by word, into English. The process was not Direct but Indirect, not natural but unnatural, consequently, the thought process was slow. The Translation method, by confining the attention too exclusively to words, instead of groups of words, and by literally rendering into English the forms of vernacular construction, made our pupils' English incorrect and unidiomatic.

It was thought that a careful study of Grammar would avoid risks of literal translation. But the psychological process of learning a language is one of forming associations. When we learn a language, we associate words or groups of words with objects, thoughts, ideas, actions and events, and not with words. The function of Grammer is mainly to sum up these

associations by which we understand and speak a language and not to teach it by means of its definitions and rules, for in practice neither the adult, nor the child has time to think of them while speaking or writing. On the other hand a knowledge of these rules is not by any means a necessity, though a knowledge of Grammar forms an excellent background and trains the Reasoning and Judgement, and gives us a criterion whereby to judge the correctness or incorrectness of our speech, and may be profitably employed, in the later stages, for the purposes of explaining the mistakes that are made. It is certainly an excellent adjunct, but not a necessity for learning either the mother-tongue or a foreign language. Grammar bears the same relation to language which every science bears to ant art and an art always comes first and science afterwards. It is no more true to say that a man cannot speak a language correctly without a knowledge of grammatical rules and definitions, than to say that a man cannot reason correctly, because he is ignorant of the moods and figures of the formal logic.

The third principle of the old method was to teach English through books, to the entire neglect of any form of oral work. This naturally resulted in bad articulation, accent, intonation and worst of all in imprinting on the memories of our pupils, the obsolete phrasiology of the Vicor of Wakefield, or at best of Washington Irving's Sketch Book, and in the case of college students, a few choice Shakespearisms and Miltonisms seasoned with such colloquialisms as could be gathered from the pages of Punch and Dickens. If we first got a thorough knowledge of the spoken form the language, and then proceeded to learn its literary or written form, our English would not be stilled, and we would not use archaic expressions.

We have seen, that the extension of the methods of teaching dead languages, to the study of a living language made the acquisition of the latter difficult and defective. In order to remove these defects and to make the study of English easier, there is a new movement a-foot, and various experiments have been made to teach the language, on more scientific lines, and this movement has now reached a stage, when some teachers have begun to put the reform into practice, and it may safely be anticipated that the Reform method is well on the way to permanent favour, at least as far as the younger teachers, who are sent out annually from the Training Colleges have anything to say in the matter. The method is called by various names, but the name "Direct" appears to be the most popular. It aims at helping the child to acquire the use of English as he acquired his mother-tongue. The child learnt his mother-tongue orally, in connection with actual object or actions. He first formed an idea of a sound by repeatedly listening to it, then tried to express orally the idea so acquired; he then learnt to interpret the symbols of sounds he already learnt, and last of all represented them in writing.

The Direct Method teaches English in the same natural way. The pupil is first taught to speak, and the first leasons are given through the living voice, and not through the dumb and mute books. The teacher's own example is the most potent instrument, in moulding the child's power of speech. The peculiarities of accentuation and intonation are learnt by direct imitation of the teacher's manner of producing the sound ; to ensure this the teacher speaks as accurately and distinctly as possible. But as the pronunciation of some English sounds, which are absent in Hindus-

tani involves muscular combinations of the vocal organs, that are new to the pupils, and as the time for teaching English, unlike that of the mother-tongue, is limited the teacher assists the pupils, by giving them just so much information, about the position and movements of the speech organs, as is strictly necessary for correct articulation, with a view to aid the process of imitation. The child repeats the sonds as many times and asoften as possible, for repititions are essential both for forming associations, and retaining them in the memory. That the child may not lose interest in the lesson by monotonous excessive repition, the same word is repeated in different connections andat intervals. To make this repitition possible within the short time at our disposal, the vocabulary with which the child starts his study should be as small as possible, that there may be a greater chance for the words, forms and consturctions to be repeated. In order to establish the strongest associations, we should begin with the commonest and most necessary words, phrases and constructions of the ordinary language. For the first year, the pupil's vocabulary may, therefore, cansist only of names, of objects and activities connected with his body, his home and the school. It should also cover all the intercourse between the teacher and his class, *e.g.* orders, questions, permissions, and polite expressions like please, thank you, how do'-do, etc. These are of special value, not only do they greatly increase the possibilities of hearing the foreign, and give a practical grounding in a number of useful Grammatical forms and idioms...interrogations, imperatives, etc,...but also give the pupils the idea that English is a living language, and is as much for practical use as their mother-tongue.

Such a short vocabulary, as the one suggested

above can also be easily visualized. By visualizing is meant, the establishment of a Direct association of the words and sentences, with the ideas they express by means of a direct appeal to the senses. This is very essential, as the Direct method aims at enabling the child, to carry on his thought process without the aid of the mother-tongue, whenever he so desires. That he may learn to think in English, the use of the mother-tongue is reduced to the minimum, in an English period. The vernacular is only called for, as a temporary aid, when a direct visualization involves waste of time, and even then the vernacular is soon dispensed with.

The following is an example of the usual method:-

The teacher points to an object..."Table," repeats the names, or attaches the English name to an action or a series of actions, gets it repeated, then repeats it in a sentence form..."This is a table," and requires the same in answer to a question..."What is this?", and then asks a boy to put the question to another. This at the start involves nothing more than under-standing and repeating set phrases. But the process though apparently tedious, is by no means so to the learner. As his vocabulary grows, it becomes possible with a little ingeniuity, to devise a number of forms of practice, that permit him to use the words, he has learnt, in varifing contexts. These repitions are made in a sentence form, because the sentence is for all practical purposes...the unit of speech. When the child has learnt to use a word orally, in various combinations, with proper articulation and intonation, he is taught to recognize the word-symbol without teaching him the letters.

The study of Grammar, in the past, began too early, and was pursued along too logical and scientific

lines. Before the mind of the child had been sufficiently developed to grasp rules and definitions, he learnt them by heart from a text-book. The abstract was studied before the concrete, general laws were learnt before the particular instances, upon which the general laws were established, had been examined. The method in short, was Deductive, instead being Inductive. Sentences were analyzed into the most subtle divisions, and the words were parsed in the minutest detail. Long lists of Prefixes, Suffixes and forms of conjugation were learnt by heart, in an unintelligible fashion.

The Direct method departs from the microscopic study of the Grammatical forms and figures of speech, and teaches Grammar Inductively and concretely. The child is first acquainted with the ordinary forms of constructions, ignoring the exceptions, the irregularities and fine distinctions, which found such favour in the old text-books of Grammar. The pupils are now made to deduce the common principles, from a number of familiar examples, and then to apply these priciples to fresh examples, while the old Deductive method was to learn the definition or rule first, and then learn particular instances, in support of the general principle.

In our earliest lessons we deal with sentences before separate words of which it is made up. We first ask the pupil the character of a sentence without teaching them technical names, e. g. commands, questions, affirmatives, and negatives, etc.

We then ask them to point out the two main elements of a sentence, the simple distinction between the logical subject and the logical predicate, leading them gradually to distinguish between a noun and a

verb. The logical subject is then divided into a Noun or Pronoun and the Adjective, the logical predicate into the Verb, Object and Adverb. The difference between the functions of the transitive and intransitive verb and the difference between the subject and object neturally follows.

parsing comes after analyses, thus we keep the principle of proceeding from the simple to the complex. In parsing importance is attached to the functions of words, and not the conventional grammatical names... the question, " what ?", is always preceeded by some form of the question "why?". In the earlier stages these question on Grammar are asked in the verncular ...... the aid of the pupil's knowledge of the Grammar of his mother-tongue is freely taken that the pupils may clearly follow the functions of words and sentences-

---

This, in brief, is a description of the reformed method of teaching English the importance of giving a through granting in the practical use of English had been well influenced yesterday by Principal Marten of the Islamia College, Lahore, the subject has paramount claims on the attention of our teachers; because it finds a very important place in our curriculum, not only on the grounds of being an excellent medium of interchange of ideas between races, speaking various dialects, or on the grounds of mere mental and moral discipline, but also because it is a key by which we unlock all the intellecctual treasures of the West.

---

lines. Before the mind of the child had been sufficiently 'developed to grasp rules and definitions, he learnt them by heart from a text-book. The abstract was studied before the concrete, general laws were learnt before the particular instances, upon which the general laws were established, had been examined. The method in short, was Deductive, instead being Inductive. Sentences were analyzed into the most subtle divisions, and the words were parsed in the minutest detail. Long lists of Prefixes, Suffixes and forms of conjugation were learnt by heart, in an unintelligible fashion.

The Direct method departs from the microscopic study of the Grammatical forms and figures of speech, and teaches Grammar Inductively and concretely. The child is first acquainted with the ordinary forms of constructions, ignoring the exceptions, the irregularities and fine distinctions, which found such favour in the old text-books of Grammar. The pupils are now made to deduce the common principles, from a number of familiar examples, and then to apply these priciples to fresh examples, while the old Deductive method was to learn the definition or rule first, and then learn particular instances, in support of the general principle.

In our earliest lessons we deal with sentences before separate words of which it is made up. We first ask the pupil the character of a sentence without teaching them technical names, e. g. commands, questions, affirmatives, and negatives, etc.

We then ask them to point out the two main elements of a sentence, the simple distinction between the logical subject and the logical predicate, leading them gradually to distinguish between a noun and a

verb. The logical subject is then divided into a Noun or Pronoun and the Adjective, the logical predicate into the Verb, Object and Adverb. The difference between the functions of the transitive and intransitive verb and the difference between the subject and object neturally follows.

parsing comes after analyses, thus we keep the principle of proceeding from the simple to the complex. In parsing importance is attached to the functions of words, and not the conventional grammatical names... the question, " what ?", is always preceeded by some form of the question "why?". In the earlier stages these question on Grammar are asked in the verncular ...... the aid of the pupil's knowledge of the Grammar of his mother-tongue is freely taken that the pupils may clearly follow the functions of words and sentences-

---

This, in brief, is a description of the reformed method of teaching English the importance of giving a through granting in the practical use of English had been well influenced yesterday by Principal Marten of the Islamia College, Lahore, the subject has paramount claims on the attention of our teachers; because it finds a very important place in our curriculum, not only on the grounds of being an excellent medium of interchange of ideas between races, speaking various dialects, or on the grounds of mere mental and moral discipline, but also because it is a key by which we unlock all the intellecctual treasures of the West.

The Education of the Mohammadans of Bengal.

Lecture delivered by Mr. J. H. Taylor, Asst. D. P. I. of Bengal in charge of the Mohammadan Education in Bengal, delivered on the occasion of the thirtieth session of the All India M. A.-O. Educational Conference held at Aligarh in December, 1916.

Mr. President and Gentlemen.

First of all I would like to tell you how much pleasure it gives me to be here and to thank you for inviting me to your conference.

2. Your Secretary has asked me to give you some account of problems we have to face in dealing with the education of Moslems in Bengal. I speak with considerable diffidence, as my experience is rather limited; but I will try to give you some idea of our difficulties.

3. The position of Moslems with regard to education in Bengal has recently been considered by a special committee appointed by the local Government to consider what steps were necessary for the futherence of Moslem education in Bengal. The sittings of this committee extended for nearly six months, and they prepared an exhaustive report containing many specific recommendations dealing not only with the general policy to be pursued but also with the different stages of boys' education, as well as with the important questions of Female, Technical, Moral and Religious education. The resolution was carefully considered by Government and many of the recommendations of the committee have been accepted and are now being put into effect. The Government resolution on the report of the committee was published on the

3rd August this year. In giving any account of the position of Moslems in educational matters in Bengal, one is bound to depend almost entirely on this resolution and report.

4. More than half of the population in Bengal is Moslem, and one-third of the Moslem population in India is domiciled in Bengal. Most of these people are cultivators, who till their own land. They are not very interested in concerns outside those of their own families. They are usually conservative and stolid men and the only instruction they have any particular desire for, is the religious instruction which is necessary to enable them to perform their devotions as Moslems. Most of the Zamindars in Bengal are non-Moslems and when we come to consider industrial and commercial pursuits we find that the non-Moslems greatly out numbered the Moslems, while in the professions Moslems are hardly represented at all. We thefore naturally expect to find the Moslems backward in all matters relating to public life in the Presidency. The backwardness is often a source of embarassment to Government.

5. This backwardness of Moslems is very largely due to the fact that they have failed to keep pace with the non-Moslems in the matter of education and the Government of Bengal have now definitely stated in their recent resolution that they are convinced that in the interest of both Government and of the people as a whole, special facilities should be given to enable them to benefit as fully as the people of other communities from the educational institutions which are maintained wholly or partly from public funds.

6. One of the reasons which retards the spread

of instruction among the Moslems in Bengal is the suspicion with which many of them regard the ordinary schools. They still think that instruction given through the medium of English or the Vernacular will sap the principles of Islam, but the more enlightened members of the community, however, now realise that this is a mistake and our committee came to the general conclusion that while on account of the conservatism of many of the people it was necessary to maintain a certain number of special institutions for Moslems, it would be undesirable to develop further a seperate system of education intended solely for members of the Moslem community. They suggested that existing systems of education in all grades should be carefully examined to see where they failed to satisfy the needs of Moslems and should be revised accordingly.

7. It will briefly review the position held by Moslems in the various grades of education. The Government of India in their letter on the improvement of Moslem education state that Moslems held their own in primary education. This however is not the case in Bengal. Out of 1,027,654 pupils attending primary schools on the 31st March, 1914, 4,61,711 were Moslems, *i.e.*, less than half are Moslems. Still in this stage of education Moslems have made real progress. This is probably due to the fact that primary schools are less costly and they are generally started by the efforts of individual persons, the *gurus* and *moallims*, and little co-operation on the part of villagers is necessary. But even in this stage there are several obstacles in the way of rapid progress, *e. g.* (*a*) the distribution of primary school grants is made by the District Boards advised by the District Deputy Inspector of Schools. Moslems are inadequately

represented on these District Boards. The people who practically administer the primary school grants are the Vice-Chairman and the District Deputy Inspector of Schools. They are generally non-Moslems and often primary Schools conducted by Moslems in Moslem localities fail to get symphthetic treatment from them; (*b*) again the books available for ordinary primary schools seldom contain ideas and sentiments which appeal to Moslems. They are written by non-Moslems in a language derived from Sanskrit; (*c*) then training in the repetition of passages from the Koran is regarded as essential in the early education of a Moslem boy. It is difficult to provide for this in the ordinary school. In this connexion our committee recommended that teaching in the Koran and Urdu should be provided as an alternative in the curriculum for other minor subjects.

8. In addition to the ordinary primary Schools in Bengal we have a large number of Maktabs. Maktabs originate from Koran Schools and originally in these schools there was not instruction in general subjects. We are now trying to develop these Maktabs; so that a boy after completing the course should be able to compete, in general subjucts, with the boy from the ordinary primary School. Before we can hope for much success in this direction we shall have to have qualified Moslems entering the Education Department as sub-Inspectors and Deputy Inspectors of Schools and devoting their energies to raising the standard of these institutions. The interests of Moslems are not served by the appointment of under-qualified and inexperienced men. The opinions of these under-qualified and inexperienced officers never carry much weight with more responsible officers.

SECONDARY EDUCATION.

9. In secondary schools the bakwardness of Moslems is very marked. Only 16·8 % of the pupils in the secondary stage of education are Moslems.

10. The real reason for this backwardness is the apathy of the people themselves. It is true that they are mostly cultlvators. But then many of the ancestors of the non-Moslems who are taking advantage of the instruction given in schools provided or aided by Government followed lowly occupations. Many of them were blacksmiths, barbars, carpenters, washermen, milkmen, sweet-dealers, weavers, *etc.* yet these people realised the power which higher education would give them while the Moslem did not. Many of the Moslem cultivators in northern and eastern Bengal are monied men. They can not only afford to pay for the education of their own children, but can spare money for the education of the others. They squander their money in litigation. They have no idea of economy and readily fall into the hands of money-lenders. Fortunately there are more enlightened members of community in every part of the Presidency and through their influence people are being roused to a sense of their duties and responsibilities towards themselves and their community. Government on the otherhand is giving all the aid which it possibly can to enable Moslems to take advantage of the existing institutions and is encouraging the establishment of Schools in rural areas mostly populated by Moslems by means of liberal capital and recurring grants. They are also encouraging Moslems by reserving a definite number of places in all Government Schools for Moslems and by establishing a liberal system of free-studentships.

represented on these District Boards. The people who practically administer the primary school grants are the Vice-Chairman and the District Deputy Inspector of Schools. They are generally non-Moslems and often primary Schools conducted by Moslems in Moslem localities fail to get symphthetic treatment from them; (b) again the books available for ordinary primary schools seldom contain ideas and sentiments which appeal to Moslems. They are written by non-Moslems in a language derived from Sanskrit; (c) then training in the repetition of passages from the Koran is regarded as essential in the early education of a Moslem boy. It is difficult to provide for this in the ordinary school. In this connexion our committee recommended that teaching in the Koran and Urdu should be provided as an alternative in the curriculum for other minor subjects.

8. In addition to the ordinary primary Schools in Bengal we have a large number of Maktabs. Maktabs originate from Koran Schools and originally in these schools there was not instruction in general subjects. We are now trying to develop these Maktabs; so that a boy after completing the course should be able to compete, in general subjucts, with the boy from the ordinary primary School. Before we can hope for much success in this direction we shall have to have qualified Moslems entering the Education Department as sub-Inspectors and Deputy Inspectors of Schools and devoting their energies to raising the standard of these institutions. The interests of Moslems are not served by the appointment of under-qualified and inexperienced men. The opinions of these under-qualified and inexperienced officers never carry much weight with more responsible officers.

SECONDARY EDUCATION.

9. In secondary schools the bakwardness of Moslems is very marked. Only 16·8 % of the pupils in the secondary stage of education are Moslems.

10. The real reason for this backwardness is the apathy of the people themselves. It is true that they are mostly cultlvators. But then many of the ancestors of the non-Moslems who are taking advantage of the instruction given in schools provided or aided by Government followed lowly occupations. Many of them were blacksmiths, barbars, carpenters, washermen, milkmen, sweet-dealers, weavers, *etc.* yet these people realised the power which higher education would give them while the Moslem did not. Many of the Moslem cultivators in northern and eastern Bengal are monied men. They can not only afford to pay for the education of their own children, but can spare money for the education of the others. They squander their money in litigation. They have no idea of economy and readily fall into the hands of money-lenders. Fortunately there are more enlightened members of community in every part of the Presidency and through their influence people are being roused to a sense of their duties and responsibilities towards themselves and their community. Government on the otherhand is giving all the aid which it possibly can to enable Moslems to take advantage of the existing institutions and is encouraging the establishment of Schools in rural areas mostly populated by Moslems by means of liberal capital and recurring grants. They are also encouraging Moslems by reserving a definite number of places in all Government Schools for Moslems and by establishing a liberal system of free-studentships.

11 One of our greatest difficulties is that of recruiting qualified Moslem Teachers at the ordinary rates of pay. It is obviously impossible when dealing with educational appointments for which certain academic qualifications are necessary to give a larger salary to a Moslem than to non-Moslem with similar qualifications. Up to now Moslem graduates have been so scarce that they have been able to obtain more lucrative appointments than those offered in the education department. The result is that there are comparatively few Moslem teachers in our high schools. We are hoping, however, to give effect to a scheme for improving the pay and prospects of teachers in secondary schools as soon as financial conditions will permit; and we then hope that more Moslems will be attracted to teaching posts.

12. Another difficulty which arises from the dearth of educated Moslems is the difficutly of finding qualified men to put on the managing committees of schools. Moslems should be adequately represented on the managing committees of all schools in which Moslem boys are educated, but in the course of my tours in Bengal I have found that in aided schools when the authorities are perfectly willing and anxious to have Moslems on the committee it is very difficult indeed to get Moslems to take such an interest in the work that they will agree to serve on the managing committees, attend committee meetings and assist in carrying on the work of the schools.

13. Another of the difficulty is the linguistic difficulty. The Calcutta University insists on candidates for Matriculation examination studying a classical language; while a Bengali non-Moslem has only to read three languages,—English, Bengali and Sanskrit; a Bengalee Moslem boy has to read as many as five languages, English, Arabic, Persian, Urdu and

Bengalee. This burden of languages has greatly handicapped the edcational progress of boys. There is however at the present time in Bengal a very strong movement in favour of simplification of this question. It is admitted by all that the study of one of the three languages Urdu, Persian, or Arabic is necessary in the education of a Moslem boy. The question is; Can we do with one only? Arabic is the language of the Koran and is the only recognised source for the study of the religious books dealing with the culture, philosophy, tradition and history of Islam. A deep study of Arabic is, however, only necessary for those who wish to specialise in Moslem learning. The study of Persian has been in vogue as a matter of fashion for the last 30 years. Many Moslems urge that it enables them to become familiar with the Moslem tradition without the study of Arabic. On the other hand most of the important Moslem books have been translated into Urdu. The committee discussed the question at some length and recommended that the Calcutta University should be moved to allow Urdu to be recognised as a second language for those whose vernacular was not Urdu. This recommendation may not be received by the University, but it shews a desire on the part of the Moslems of Bengal to look at the question of languages from a more rational point of view.

14. In order to help Moslems the Government of Bengal recently appointed a special Assistant Director for Muhmmadan Education and also special Assistant Inspectors for Muhammadan Education in each division of the Presidency. These officers are not only concerned with the special Moslem institutions such as Madrasas and Maktabs, but find the greater part of their work in connexion with the

education of Moslems in the ordinary schools of the Presidency of Bengal.

15. I cannot close this part of my note without referring to the position of madrasas in our educational system. These institutions were all founded on the model of the Calcutta Madrasa, but have developed purely on theological lines. For the many years past there has been a growing dissatisfaction with the work of these institutions. Many efforts have been made to revise the courses of studies and the last effort was that of Dacca University Committee. They recommended that a Faculty of Islamic studies should be establised in the Dacca University and the coursses of instruction in madrasas should be modified so as to prepare students for this faculty. The new courses suggested by the Dacca University Committee consist of a course of instruction in general subjects some what similar to that of a high school with provision for instruction in the Koran and Urdu in the lower classes and in Arabic in the higher classes. The instruction in Arabic in the new madrasas course has been confined to a study of language as a language without any special reference to its bearing on Islamic questions. The introduction of this course of studies into the madrasas has met with some opposition, but this is graudually dying down.

COLLEGIATE EDUCATION.

16. When we come to collegiate education we find that Moslems are particularly backward. Only 7.8 p.c. of the students in colleges are Moslems. The Muhammadan Education Advisory Committee to which I have so often referred, consider that this is due to the poverty of the community, the inadequacy of

representation of Moslems on the Senate and Syndicate as also on the Governing Bodies of the colleges, the non-affiliation of colleges in Arabic and Persian and the lack of hostel accommodation for Moslem college-students.

17. Government is fully aware of the inadequacy of the hostel accommodation for Moslem students and effort has been made during the past few years to make up this difficiency. Unfortunately many schemes have had to be postponed owing to the present financial position.

18. In order to remove, as far as possible, the difficulties of Molems in gaining admission to colleges, our local Government have recently decided to reserve 25 p.c. of all vacancies in Government colleges for Moslems. This will more than suffice the present demand. As the demand increases Government have expressed their willingness to consider the advisability of reserving even more places.

19. In order to meet the poverty question a fairly liberal supply of Government scholarships has been established and the whole of the educational part of the Mohsin Fund is now spent on college scholarships. The local Government has promised to consider the questions of establishing more scholarships from public fund when financial conditions allow a larger expenditure on education.

20. I cannot now enter into the problems connected with Technical education nor the complicated problems which arise when we consider the education of girls. These were considered by our committee and certain definite recommendations were made to Government.

21. I have tried to put before you briefly a few of the difficulties with which we are faced in Bengal and I have confined myself to pointing out the difficulties Moslems find in making use of existing institutions supported or aided by Government. I have not discussed the question as to whether the existing institutions are the best possible, because that is a general question not one specially concerned with the difficulties of Moslems. For the present Moslems have to try to get their proper position in existing institutions. Once this position is attained it will be maintained even when the course of instruction in these institutions is changed.

22. The Government of India have constantly expressed their desire to see the people of the country take a more interest in the management of their own local affairs. One of the greatest reasons for the backwardness of Moslems in the public life in Bengal is their backwardness in education. It behoves the enlightened members of the community to rouse their people to a sense of their duties towards themselves and their community. To do this they will have to dismiss all self-seeking, petty jelousies and mutual distrust. They will have to combine and be prepared to make sacrifices if necessary. This will not be very dfficult if they have before them clear and definite ideal and remember that success is not obtained by spasmodic and intermittent efforts, but only by steady and continuons labour.

بفضلِ خدا

انسٹی ٹیوٹ پریس میں (جو سر سید علیہ الرحمہ کا قایم کردہ اور محمدن کالج کی ملک ہونے کی وجہ سے حقیقی معنوں میں ایک قومی پریس ہی) لوہے اور پتھر دونوں قسم کے چھاپوں میں اُردو انگریزی ہر قسم کا کام بہت صحت اور کفایت سے ہوتا ہی اور وقت پر دیا جاتا ہی۔ مطبع کو اس کے قدیم و اہل نظر سرپرستوں (از اں جملہ جناب والا صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بہادر آنریری جوائنٹ سکریٹری کانفرنس) کی جانب سے جو اطمینان بخش اسناد حاصل ہوئی ہیں اُن کی نقل عند الطلب روانہ کی جاسکتی ہی۔ اہل ذوق وضرورت کم سے کم ایک بار ضرور امتحان فرمائیں۔ نرخ زبانی یا بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتا ہی۔

علی گڑہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ نامی ایک اخبار بھی اِسی پریس سے نکلتا ہی جو کالج کا سرکاری اخبار ہی اور جو سر سید علیہ الرحمہ نے کالج کی بنا سے بھی قبل جاری کرنا شروع کیا تھا اور جس میں کالج کی خبروں کے علاوہ عام خبریں اور مفید مضامین شایع ہوتے ہیں۔ قیمت سالانہ للعہ ششماہی ۲ روپیہ ۸ آنہ اشتہارات کا نرخ زبانی یا خط وکتابت سے طے ہوسکتا ہے

مفید و دلچسپ کتابوں کا بھی ایک خاصہ ذخیرہ اس پریس میں فراہم رہتا ہی۔ جو قابل دید ہی۔ فہرست طلب کرنے پر روانہ کی جاسکتی ہی۔

ہر قسم کی خط وکتابت اور درخواستوں کے لیے پتہ: **منیجر صاحب انسٹیٹیوٹ پریس علیگڑہ**